بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 52

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ

بدر

سیدنا طاہر نمبر

قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 51-52

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا
40 امریکن ڈالر
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ

Postal Reg.No.PB/0154/2003/TO2005

28 شوال / 6 ذیقعدہ 1423 ہجری / 30/23 فتح 1382 ہش 30-23 دسمبر 2003ء

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝

اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ جا راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا

(الفجر 28-31)

سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ
ولادت 18 دسمبر 1928ء وفات 19 اپریل 2003ء
حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مبارک کوٹ پہنا ہوا ہے

میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں
اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ (المسیح الموعودؑ)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
(1835-1908)

حضرت الحاج حکیم مولانا نور الدین
خلیفۃ المسیح الاوّل
(خلافت 1908-1914)

حضرت مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
(خلافت 2003ء)

حضرت الحاج مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی والمصلح الموعودؓ
(خلافت 1914-1965)

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالثؒ
(خلافت 1965-1982)

حضرت مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابعؒ
(خلافت 1982-2003)

خلافت کا سلسلہ دائمی سلسلہ ہے جو قیامت تک منقطع نہیں ہو گا

اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو قیامت تک دوسروں پر غلبہ عطا کرے گا

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

﴿ارشاد باری تعالیٰ﴾

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ. (النور آیت ۵۶)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا۔ جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کیلئے پسند کیا ہے تمکنت عطا کرے گا۔ اور اُن کے خوف کی حالت کو امن میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمان قرار دیئے جائیں گے۔

﴿ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ ماشاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون ملکا عاضا فتکون ماشاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ. ثم تکون ملکا جبریۃ فتکون ماشاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ ثم تکون خلافۃ علیٰ منھاج النبوۃ ثم سکت۔ (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

یعنی اے مسلمانو! تم میں یہ نبوت کا دور اُس وقت تک قائم رہے گا۔ جب تک کہ خدا چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ اور پھر یہ دور ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خلافت کا دور آئے گا۔ جو نبوت کے طریق پر قائم ہوگی اور گویا اس کا تتمہ ہوگی) اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا دور آئے گا۔ اس کے بعد جبری حکومت کا دور آئے گا۔ جو خواہ ظلم کے طریق سے اجتناب کرے مگر وہ جمہوریت کے اصول کے خلاف ہوگی۔ اور پھر اس رنگ کی حکومت اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد پھر دوبارہ خلافت کا دور آئے گا جو ابتدائی دور کی طرح نبوت کے طریق پر قائم ہوگی۔ اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

﴿ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام﴾

یہ خدا تعالیٰ کی سُنت ہے۔ اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے۔ اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مُرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم اُن کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اُس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے۔ اور ایک اُن میں سے مُرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو۔ اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے، کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو۔ اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ (الوصیت)

دُکھ بھرے انسانوں کا مسیحا!

سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مبارک زندگی کا وہ پہلو جو آپ کے اندر کی شخصیت کے قریب ترین تھا اور جس نے آپ کے وجدان کو بے کل اور آپ کی روح کو تڑپائے رکھا۔ وہ دراصل دکھوں اور دردوں سے بھرے ہوئے انسانوں کی حالتِ زار تھی آپ کا یہ شعور خلافت کے بعد ہی نہیں بلکہ خلافت سے قبل بھی آپ کی زندگی کے گوشے گوشے میں مستور تھا۔ آپ عام انسان اور خدا کی غریب مخلوق کیلئے تڑپ تڑپ جاتے تھے۔

جی ہاں وہ عام انسان جو کھیتوں۔ جنگلوں اور بیابانوں میں رہتے ہیں۔ ریت کے ٹیلوں میں گھومتے ہیں جنہیں پینے کا صاف پانی میسر نہیں جنہیں دو وقت کی روٹی آرام سے نہیں ملتی اور جن کے سر کی چھتیں تیز آندھیاں، جھکڑ اور سیلاب ہر سال ہی اُن سے چھین لیتے ہیں۔ جن کے بچے پھٹے پُرانے کپڑوں میں ملبوس اداسیوں اور مایوسیوں سے گھرے ہوئے اس دنیا کو حیرت و استعجاب کی نظروں سے دیکھتے اور جن کے معصوم چہرے گویا سوالیہ انداز میں یہ کہتے ہیں کہ کیوں لایا گیا ہے ہمیں اس دنیا میں۔

آپ ایسے انسانوں کی جھونپڑیوں میں بلا تکلف نہایت آرام سے نیچے ہی بیٹھ جاتے تھے اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُن کی کتابِ درد کا ایک ایک صفحہ پلٹتے اور پڑھتے جاتے تھے اور اسے اپنے شعور کے پردوں میں محفوظ کر لیتے تھے اور پھر جو کچھ بن پڑتا ان کیلئے کرتے اور راتوں کو اُٹھ کر اُن کی یاد میں اپنے مولیٰ کے حضور میں آنسو بہاتے ان کے دُکھوں کے دور ہونے کیلئے دُعائیں کرتے، اُن کی خوشیوں کے سورج کے طلوع ہونے کی تمنا کرتے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ردائے خلافت اوڑھا دی تو غریب انسانوں کے درد کا آپ کا یہ احساس کہیں زیادہ بڑھ گیا اپنے اس احساس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

"سچی بات تو یہ ہے کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کتنی بھی کوشش کیوں نہ کروں مَیں اپنے جذبات کو چھپا نہیں سکتا میں نے زندگی میں اتنے دُکھوں کا مشاہدہ کیا ہے کہ اپنے کرب کو چھپانا میرے بس کی بات نہیں رہی۔ دُکھوں سے مُراد میرے اپنے ذاتی دُکھ نہیں بلکہ اوروں کے دُکھ ہیں مَیں ایسے ایسے اُداس اور دُکھی انسانوں سے ملاں ہوں جو اپنی بے بسی اور دل شکستگی میں یکسر گم ہو کر رہ گئے یہاں تک کہ اُن کے تصور ہی سے مَیں دُکھی اور اُداس ہو جاتا ہوں اور ستم تو یہ ہے کہ ان دکھی انسانوں کے قرب و جوار میں کتنے ہی ایسے لوگ آباد ہیں جنہیں یہ غریب نظر تک نہیں آتے جن کے نزدیک اُن کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے نہ جانے لوگ ایسے کٹھور کیسے بن جاتے ہیں"۔ (ایک مردِ خدا صفحہ ۱۱)

آپ کے دورِ خلافت کی مبارک ابتداء بھی غریبوں کے دُکھ دُور کرنے سے شروع ہوئی اور اس کی انتہا بھی غریبوں کے دُکھ دور کرنے سے ہوئی۔ شروع دنوں میں آپ نے تحریک فرمائی کہ عید کے دن اپنے غریب بھائیوں کو بھی عید کی خوشیوں میں شریک کرو اور آخری دنوں میں آپ نے غریب بچیوں کی شادیوں کیلئے مریم شادی فنڈ کی تحریک فرمائی۔ اس تعلق میں حضور رحمہ اللہ کے ہر دو ارشادات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ غرباء کو عید کی خوشیوں میں شریک کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ذرا سوچئے تو سہی آپ خوش کیسے ہو سکتے ہیں جب آپ کے اپنے ہاں تو عید کا جشن منایا جا رہا ہو اور آپ اُن گھروں کے پاس سے آنکھیں بند کر کے چپکے سے گزر جائیں جہاں ایسے مجبور اور بے بس لوگ رہ رہے ہوں جو تنہا بھی ہوں اور عمر رسیدہ بھی یا پھر اتنے مفلس اور قلاش کے عید کے دن بھی ان کے بچے قوت لا یموت تک کے محتاج ہوں"۔ (ایک مردِ خدا صفحہ ۱۲)

غریب بچیوں کی شادیوں کیلئے امداد کی تحریک کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

"میں شکرِ نعمت کے طور پر اپنی والدہ مرحومہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں آپ غریبوں کی بہت ہمدرد تھیں اور بہت ہی مہربان وجود تھیں ہمیشہ انہوں نے مجھے بھی غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد کرنے کی تربیت دی ان کی اس نیکی کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی خاطر مَیں آج ایک اعلان کرنے والا ہوں..... مَیں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی بیٹیاں بیاہنے والے ہیں اور غربت کی وجہ سے ان کو کچھ دے نہیں سکتے۔ کچھ تھوڑے بہت کپڑے اور سنگھار کی چیزیں یہ تو لازمی ہیں ورنہ اپنے سسرال میں جا کر بہت شرمندہ ہوتی ہیں مجھ سے کئی بچیوں نے یہ خط لکھ کر اپنے اس درد کا اظہار کیا ہے کہ ہمارے پاس کچھ زیادہ چیزیں نہیں تھیں معمولی کپڑے تھے نتیجہ یہ نکلا کہ سسرال پہنچے تو طعنے ملنے شروع ہو گئے یہ تو وہ ظلم کرتے ہیں جو طعنے دیتے ہیں.....

اس لئے مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جن کی بیٹیاں بیاہنے والی ہیں اور انہیں مدد کی ضرورت ہے حسب توفیق مَیں اپنی طرف سے بھی کچھ ان کو پیش کرتا ہوں وہ بے تکلفی سے مجھے لکھیں ان کا مناسب گزارہ ہو جائے گا اور جہیز کی رسم کسی حد تک پوری ہو جائے گی اگر میرے اندر اتنی توفیق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کی جماعت غریب نہیں ہے بہت روپیہ ہے جماعت کے پاس تو انشاء اللہ جماعت کے کسی فنڈ سے ان کی امداد کر دی جائے گی"۔

(الفضل انٹرنیشنل ۲۸ مارچ ۲۰۰۳ء خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ فروری ۲۰۰۳ء)

پھر ۲۸ فروری کے خطبہ جمعہ میں جماعت کے اصرار پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے غریب بچیوں کی خاطر جمع کئے جانے والے فنڈ کو اپنی والدہ مرحومہ کے نام سے موسوم فرماتے ہوئے اُسے "مریم شادی فنڈ" کا نام دیا۔ اور یہ حضورؒ کے دورِ مبارک کی سب سے آخری مالی تحریک تھی۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ حضور رحمہ اللہ کے دورِ سعید کی ابتداء بھی مخلوقِ خدا کی خدمت سے شروع ہوئی اور اس کی انتہاء بھی مخلوقِ خدا کی خدمت سے ہوئی۔

کوئی بھی قدرتی آفت ہو، بیماری ہو، پریشانی ہو، جنگ ہو، قتل و غارت اور فساد ہو، انسانوں کے دُکھ پر آپ کا جسم پگھلتا تھا اور آنکھیں خون کے آنسو بہاتی تھیں ساری عمر آپ نے غریبوں اور محتاجوں کی مدد کی ہزاروں قسموں بیواؤں اور بے سہارا لوگوں کے آپ باپ تھے ہزاروں طالب علموں کے مستقبل آپ کے ساتھ وابستہ تھے۔ کروڑوں پیاسی روحوں نے آپ کے ذریعہ راہِ نجات حاصل کی اور آج وہ ہدایت کے میناروں پر چڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ وہ ہیں جنہوں نے نفرت و کثر واد میں جلتی ہوئی دنیا پر امن و آشتی و رواداری کا آبِ زلال برسایا اور بلا لحاظ مذہب و ملت ہر ایک کو اپنی گود میں جگہ دی۔ آپ ہندو پاک سے چلتے ہوئے بوسنیا، صومالیہ، ایتھوپیا کے غریب ملکوں کے نقشے اپنے ذہنوں میں لایئے دنیا میں قریباً ہر جگہ آپ کی ہمدردی و پیار سے تمتماتے ہوئے انسانوں کے چہرے مسکراتے ہوئے نظر آئیں گے۔

محترم قارئین! اس دَور کا صاحبِ عرفان اور باکمال شخص گزر گیا لیکن وہ آج بھی کروڑوں دلوں کی دھڑکنوں میں زندہ ہے اس کی موت تو بس اس کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے جس کے نتیجہ میں اس کا نفسِ مطمئنہ اپنے رب کی خوشنودی اور رضا کے ساتھ اس کے حضور میں حاضر ہو کر بقا کے دائمی انعام کا وارث بن چکا ہے۔

اس عظیم انسان کی یاد میں ہم یہ "نامکمل اور ادھورا" خاص نمبر لے کر اپنے محترم قارئین کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں نامکمل اور ادھورا اس لئے کہ اسے مکمل کرنا اور اس کے تمام تر گوشوں کی تفصیلات پیش کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ ہاں بس آپ اسے ایک معمولی سی کوشش ضرور کہہ سکتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف (منیر احمد خادم)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی یاد میں

آؤ اپنے یار کے کچھ پیار کی باتیں کریں
آؤ اپنے محسن و غم خوار کی باتیں کریں
جس کا دل بے چین رہتا تھا سبھی کے واسطے
آؤ ایسے جانی و دلدار کی باتیں کریں
علم و عرفاں سے کیا جس نے جہاں کو مشکبار
آؤ ایسے عالم و گلزار کی باتیں کریں
وہ مجسم نور تھا اور نور پھیلاتا تھا وہ
آؤ ایسے ماہ رُخِ انوار کی باتیں کریں
جس نے احساں ہر کسی پر مثلِ بارش ہیں کیے
آؤ ایسے حاتم و دیندار کی باتیں کریں
جس نے بچوں کو ترنم کا دیا اِک پاک ذوق
آؤ صاحبِ ذوق موسیقار کی باتیں کریں
جانے والے تجھ پہ مولیٰ کی ہو رحمت صد ہزار
آنے والے تجھ پہ جان و دل ہمارے ہیں نثار

(خواجہ عبدالمومن اوسلو۔ ناروے)

سب کے لئے محبت، نفرت نہیں کسی سے — دیں کی یہی ہے فطرت انسانیت یہی ہے
ہر سمت گونجتی ہے اس کی صدائے الفت — باقی سبھی فسانے، زندہ یہی حقیقت
اسلام احمدیت ، اسلام احمدیت

(جمیل الرحمن ہالینڈ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تائید میں آسمانی شہادت

”جس طرح سے پہلے سیدہ سے خادمِ دین پیدا ہوئے اسی طرح اس سے بھی خادمِ دین ہی پیدا ہوں گے“

……………﴿مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف مرحوم۔ربوہ﴾……………

حضرت مولانا سرور شاہ صاحبؓ ہمارے سلسلہ کے مفتی، جامعہ احمدیہ کے پرنسپل، سلسلہ احمدیہ کے متبحر عالم، اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ حضرت اقدسؑ نے آپ کے علم قرآن کی تعریف فرمائی۔ قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے آپ اُستاد بھی تھے۔ حضور جب بھی مرکز سے باہر تشریف لے جاتے حضرت مولانا شیر علی صاحب یا مولانا سرور شاہ صاحب کو امیر مقامی مقرر فرماتے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری میں مسجد مبارک میں امامت کے فرائض آپ ہی بجالاتے۔ مجلس کارپرداز کے آپ سیکرٹری بھی تھے۔ آپ نماز باجماعت کے حد درجہ پابند تھے۔ بہت لمبی نماز پڑھتے۔ عبادت اور قرآنی علوم آپ کی روح کی غذا تھی۔ الغرض آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ ۷رفروری ۱۹۲۱ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر حضرت سیدہ اُمِ طاہرؓ سے حضور کے نکاح کا اعلان آپ نے فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے ایک بصیرت افروز خطبہ دیا۔ جو ۱۴رفروری ۱۹۲۱ء کے الفضل میں شائع ہوا۔ اس خطبے میں جہاں آپ نے نہ معارف نکات ارشاد فرمائے ہیں وہاں آپ نے خطبہ کے آخر میں ایک عظیم الشان راز کا انکشاف فرمایا۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اتقوا فراسة المومن فانّه ينظر بنور الله کہ مومن کی فراست سے راہنمائی حاصل کرو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے آپ دیکھئے کہ کس طرح اس مقرب بارگاہ الٰہی نے ایک بات کی۔ آپ نے حضرت اقدس کی بعض عبارات سے استنباط کیا اور بڑے واضح الفاظ میں ایک بات کہی جو آج حرف بحرف پوری ہو کر ہمارے ایمانوں کی تازگی کا باعث بن گئی ہے۔

آپؓ نے اس امر کے وقوع کا زمانہ بھی بتا دیا کہ جب ایسا ہوگا آپ اس جہان میں نہیں ہوں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بابرکت عقد کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درثمین کا ایک شعر ہے۔ جس میں آپ اپنی اولاد کے متعلق فرماتے ہیں:

تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

اس شعر سے کم از کم اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ جس بات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لئے فضل سمجھا ہے میرا ایمان ہے کہ وہ آپ کے صاحبزادوں میں سے کسی ایک کو یا سب کو فرداً فرداً ضرور ملے گا۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے اس بات کا یقین تھا اور اس وقت یقین تھا جب اس نکاح کا پتہ ہی نہ تھا کہ حضرت (مصلح موعود۔ناقل) کا نکاح سادات میں ہوگا۔ چنانچہ کئی سال ہوئے میں نے اپنے گھر میں بیان کیا تھا کہ اس جگہ جہاں آج ہو رہا ہے نکاح ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سادات میں نکاح کرنے کو خدا کا فضل سمجھا ہے اور اپنی تصانیف میں اس کا ذکر کیا ہے……“

(سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔)

اس محبت اور اس عظمت کی وجہ سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں تھی۔ آپ نے سادات کے تعلق کو خدا کا بڑا فضل قرار دیا ہے اور بار بار اس کا ذکر کیا ہے۔

جب اس بات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لئے خدا کا فضل سمجھا تو آپ کی یہ دعا کہ۔

تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

بتاتی ہے کہ یہ بات آپ کی اولاد کو بھی حاصل ہوگی۔

ہر نبی کی ایک خاص دُعا ہوتی ہے اور میرے خیال میں حضرت (اقدس۔ناقل) کی یہی خاص دُعا ہے…اس کیلئے کوئی قطعی دلیل تو نہیں۔ البتہ قرائن ہیں مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سے پہلے فرماتے ہیں۔

میرے مولیٰ میری یہ اک دُعا ہے
تیری درگاہ میں عجز و بکا ہے

اس کے آگے فرماتے ہیں:

وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے

نبی کو خاص دُعا کی ضرورت اسی وقت پیش آتی ہے جب کہ اس کے خلاف خاص ہی قسم کی مشکلات ہوں۔ پہلے جتنے سلسلے تباہ ہوئے اس لئے ہوئے کہ اُن کے جانشین اچھے نہ نکلے دیکھو حضرت زکریا کیوں ایسی دردناک دُعا کرتے اور اپنا ولی مانگتے ہیں اسی لئے کہ جانتے تھے اگر جانشین اچھا نہ ہوا تو تباہی آجائے گی اسلام میں بھی تباہی اسی وجہ سے آئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو مدنظر رکھ کر بالخصوص یہ دُعا کی ہے۔

میں اس کو قطعی نہیں کہتا۔ مگر میرا خیال اس طرف گیا ہے کہ یہی خاص دُعا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کا اصل مقصد کیا تھا۔ یہی کہ جو سلسلہ ہدایت آپ دنیا کیلئے لائے وہ آپ کے بعد بھی قائم رہے اور دن بدن پھیلتا اور بڑھتا جائے۔ اسی کیلئے آپ نے یہ دُعا کی ہے۔ انبیاء کے بعد ان کے جانشینوں کے دو سلسلے معلوم ہوتے ہیں۔ ایک تو ایسے…… جو ان کی نسل سے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جو نسل سے نہیں ہوتے۔ حضرت (اقدس۔ناقل) کو چونکہ اشارات سے معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کے قائمقام آپ کی نسل سے ہوں گے۔ اور ان کے ذریعہ وہ مقصد پورا ہوگا جس کیلئے آپ آئے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ اُن کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور دُعا بھی کرتے۔ اور چونکہ انبیاء خدا ہی کے بلانے سے بولتے ہیں اس لئے جب خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہو کہ اس نبی کی اولاد سے دین کے خادم پیدا ہوں تو خدا تعالیٰ ان کے متعلق نبی سے دُعا کراتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی اولاد کے متعلق دُعا کرائی گئی۔ آج جو تقریب ہے یہ اصل میں وہاں سے چلی ہے کہ حضرت (اقدس۔ناقل) کی دُعا ہے۔

وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

اور حضرتؑ صاحب نے جس کو فضل سمجھا ہے وہ حضرت (مصلح موعودؓ۔ناقل) کو بھی ملا۔ پس یہ مقدر تھا کہ حضرت (اقدس۔ناقل) نے جس تعلق کو پسند کیا اور خدا کا فضل سمجھا وہ آپ کی دُعا کے ماتحت آپ کی اولاد کو بھی حاصل ہو۔ خدا کی بات ہو کر رہتی ہے خواہ کوئی خوش ہو یا ناراض اور کوئی اس کو روک نہیں سکتا خواہ کوئی کتنا ہی زور لگائے۔ سو الحمد للہ خدا کی بات آج پوری ہوگئی۔“ (الفضل ۱۴رفروری ۱۹۲۱ء)

آخر میں حضرت مولاناؓ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا:-

میں بوڑھا ہوں۔ میں چلا جاؤں گا۔ مگر میرا ایمان ہے کہ جس طرح سے پہلے سیدہ سے خادمِ دین پیدا ہوئے اسی طرح اس سے بھی خادمِ دین ہی پیدا ہوں گے۔ یہ مجھے یقین ہے جو لوگ زندہ ہوں گے وہ دیکھیں گے“۔ (الفضل ۱۴رفروری ۱۹۲۱ء) (بحوالہ اخبار بدر ۸رجولائی ۱۹۸۲ء)

مورخہ ۱۰رجون ۱۹۸۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت مولانا سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی یہ بات جو بر رنگ پیشگوئی آپ نے فرمائی تھی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوگئی کہ :-

”میرا ایمان ہے کہ جس طرح سے پہلے سیدہ سے خادمِ دین پیدا ہوئے اسی طرح اس سے بھی خادمِ دین ہی پیدا ہوں گے۔ یہ مجھے یقین ہے جو لوگ زندہ ہوں گے وہ دیکھیں گے“

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے درجات کو ہر لحظہ بلند سے بلند کرتا چلا جائے اور آپ کو جنت الفردوس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شاداں و فرحاں رکھے۔

درخواست دعا

خاکسار کے بچوں کی صحت و سلامتی دینی و دنیاوی ترقیات مقبول خدمت دین کی توفیق پانے کیلئے نیز میری بچی عزیزہ ولیۃ الرحمٰن کی شادی مورخہ ۱۸رجنوری کو ہونا طے پائی ہے۔ شادی کے بخیر و خوبی انجام پذیر ہونے اور رشتہ کے جانبین کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(حافظہ خاتون اہلیہ مکرم مقبول احمد صاحب مرحوم آف جمشید پور جھارکھنڈ)

منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا اراکین مجلس انتخاب سے پُرسوز تاریخی خطاب

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خلافت کے نہایت ہی بابرکت منصب پر متمکن ہونے کے معاً بعد مورخہ ۱۰/ احسان ۱۳۶۱ ھش (۱۰/ جون ۱۹۸۲ء) بروز جمعرات بعد نماز ظہر مسجد مبارک ربوہ میں اراکین مجلس انتخاب خلافت سے جو نہایت ہی پُرسوز خطاب فرمایا وہ ذیل میں من وعن درج کیا جاتا ہے (ادارہ)

"مجھے سیکرٹری صاحب (مجلس شوریٰ ـ ناقل) نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (اللہ تعالیٰ ان پر بیشمار رحمتیں نازل فرمائے۔ اُن کے تمام مقاصد کو کامیاب کرے، تمام نیک کام جن کی بنیادیں اُنہوں نے رکھیں ہم سب کو اُن کو محض رضائے باری تعالیٰ کے جذبے سے معمور ہو کر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔) کا انتخاب ہوا تو آپ نے سب سے پہلے مختصر خطاب فرمایا اور اس کے بعد بیعت لی۔

میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اپنے لئے بھی دُعائیں کریں اور میرے لئے بھی دُعائیں کریں۔

ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به. واعف عنّا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا على القوم الكٰفرين. (البقرہ آیت ۲۸۷)

یہ ذمہ داری اتنی سخت ہے، اتنی وسیع ہے اور اتنی دل ہلا دینے والی ہے کہ اس کے ساتھ حضرت عمرؓ کا بستر مرگ پر آخری سانس لینے کے قریب یہ فقرہ ذہن میں آجاتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَالِی وَلَاعَلَیَّ

یہ درست ہے کہ خلیفۂ وقت خدا بناتا ہے اور ہمیشہ سے میرا اسی پر ایمان ہے اور مرتے دم تک، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس پر ایمان رہے گا۔ یہ درست ہے کہ اس میں کسی انسانی طاقت کا دخل نہیں اور اس لحاظ سے بحیثیت خلیفہ اب میں نہ آپ کے سامنے، نہ کسی کے سامنے جواب دہ ہوں۔ نہ جماعت کے کسی فرد کے سامنے جواب دہ ہوں۔ لیکن یہ کوئی آزادی نہیں کیوں کہ میں براہ راست اپنے رب کے حضور جواب دہ ہوں۔

آپ تو میری غلطیوں سے غافل ہو سکتے ہیں آپ کی میرے دل پر نظر نہیں۔ آپ شاہد و غائب کی باتوں کا علم نہیں جانتے۔ میرا رب میرے دل کی پاتال تک دیکھتا ہے اگر جھوٹے عذر ہوں گے تو انہیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اخلاص اور پوری وفا کے ساتھ، تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے کوئی فیصلہ کیا تو اس کے حضور صرف وہی پہنچے گا۔ اس لئے میری گردن کمزوروں سے آزاد ہوئی لیکن کائنات کی سب سے زیادہ طاقتور ہستی کے حضور جھک گئی اور اس کے ہاتھوں میں آگئی ہے۔

یہ کوئی معمولی بوجھ نہیں

میرا سارا وجود اس کے تصور سے کانپ رہا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی رہے، اُس وقت تک زندہ رکھے جس وقت تک میں اس کی رضا پر چلنے کا اہل ہوں اور توفیق عطا فرمائے کہ ایک لمحہ بھی اس کی اطاعت کے بغیر میں نہ سوچ سکوں، نہ کر سکوں وہم و گمان بھی مجھے اس کا پیدا نہ ہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھوں اور انصاف کو قائم کروں جیسا کہ اسلام کا تقاضا ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انصاف کے قیام کے بغیر احسان کا قیام ممکن نہیں اور احسان کے قیام کے بغیر وہ حسین معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا جسے ایتا ، ذی القربیٰ کا نام دیا گیا ہے اس لئے سب دُعائیں کریں۔

پیشتر اس کے کہ میں بیعت کا آغاز کروں میں چاہتا ہوں کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے درخواست کروں کہ صحابہ کی نمائندگی میں آگے تشریف لا کر پہلا ہاتھ دھر رکھیں۔ میری خواہش ہے۔ میرے دل کی تمنا ہے کہ وہ ہاتھ جس نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھوں کو چھوا ہے وہ پہلا ہاتھ ہو جو میرے ہاتھ پر آئے۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں اس کے بعد بیعت کا آغاز ہوگا"۔

خدائی تقدیر کے تحت منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا اراکین مجلس انتخاب خلافت سے پرسوز تاریخی خطاب

آپ سے درخواست ہے دعاؤں کے ذریعہ میری مدد فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ آپ لوگوں کے لئے دعا کرسکوں۔ جو عہد ابھی کیا ہے اس پر پورا اتر سکوں۔

میری گردن اب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ براہ راست خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے محض اور محض اپنے فضل سے ان کاموں کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی رضا کے کام ہوں۔

سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خلافت خامسہ کے نہایت ہی بابرکت منصب جلیلہ پر متمکن ہونے کے فوراً بعد مورخہ ۲۲ راپریل ۲۰۰۳ء بروز منگل بعد نماز مغرب وعشاء مسجد فضل لندن میں اراکین مجلس انتخاب خلافت سے بیعت لینے سے قبل رات دس بجکر پچاس منٹ پر جو مختصر، جامع اور نہایت پُرسوز خطاب فرمایا وہ ذیل میں من وعن درج کیا جاتا ہے۔ (سیکرٹری مجلس شوریٰ ۔انتخاب خلافت)

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے حلف اٹھانے کے بعد دو تین کھڑے کھڑے دس بجکر پچاس منٹ پر اراکین مجلس خلافت سے خطاب فرمایا۔ سب سے پہلے آپ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی۔ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے دوران آپ نے ﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ﴾ کے الفاظ تین مرتبہ دہرائے۔ بعد ازاں فرمایا:

"آج جس کام کے لئے یہاں مجھے لایا گیا ہے قطعاً اس کا علم نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم و عرفان کو آپ سنتے رہے، دیکھتے رہے۔ خاکسار میں تو کسی بھی قسم کا علم نہیں ہے۔ بہر حال یہاں کیونکہ قواعد میں کسی قسم کی معذرت کی اجازت نہیں اس لئے خاموشی سے اس کو قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ آپ لوگوں سے یہ درخواست ہے کہ اگر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس یقین کے ساتھ کہ خاکسار یہ فریضہ ادا کرسکتا ہے خاکسار کو اس مقصد کے لئے، اس کام کے لئے مقرر کیا ہے تو آپ سے درخواست ہے میری مدد فرمائیں دعاؤں کے ذریعہ۔ نہایت عاجز انسان ہوں۔ دعاؤں کے بغیر یہ سلسلہ چلنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ آپ لوگوں کے لئے دعا کرسکوں۔ جو عہد ابھی کیا ہے اُس پر پورا اتر سکوں۔ اور آپ لوگوں سے بھی درخواست ہے کہ دعاؤں سے، دعاؤں سے، بہت دعاؤں سے میری مدد کریں۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے الفاظ میں ہی ایک فقرہ اور کہتا ہوں کہ میری گردن اب خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ براہ راست خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے محض اور محض اپنے فضل سے ان کاموں کو کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی رضا کے کام ہوں۔ آمین"۔ (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۸ ردسمبر ۲۰۰۳ء)

منظوم کلام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

نہ وہ تم بدلے نہ ہم ۔ طَور ہمارے ہیں وہی
فاصلے بڑھ گئے ۔ پر قُرب تو سارے ہیں وہی

آکے دیکھو تو سہی بزمِ جہاں میں ۔ کل تک
جو تمہارے ہُوا کرتے تھے ، تمہارے ہیں وہی

جُھٹپٹوں میں اُنہی یادوں سے وہی کھیلیں گے کھیل
وہی گلیاں ہیں ، وہی صحن ، چوبارے ہیں وہی

وہی جلسے ، وہی رونق ، وہی بزم آرائی
ایک تم ہی نہیں ، مہمان تو سارے ہیں وہی

شامِ غم ، دل پہ شفق رنگ ، دُکھی زخموں کے
تم نے جو پھول کھلائے مجھے پیارے ہیں وہی

صحنِ گلشن میں وہی پھول کھلا کرتے ہیں
چاند راتیں ہیں وہی ، چاند ستارے ہیں وہی

وہی جھرنوں کے مُدھر گیت ہیں مدہوش شجر
نیلگوں رُود کے گُل پوش کنارے ہیں وہی

مَے برستی ہے بُلا بھیجو کہاں ہے ساقی
بھری برسات میں موسم کے اشارے ہیں وہی

بے بسی ہائے تماشا کہ تری موت سے سب
رنجشیں مٹ گئیں ، پر رنج کے مارے ہیں وہی

تم وہی ہو تو کرو کچھ تو مُداوا غم کا
جن کے تم چارہ تھے وہ دَرد تو سارے ہیں وہی

میرے آنگن سے قضا لے گئی چُن چُن کے جو پھول
جو خدا کو ہوئے پیارے ، مرے پیارے ہیں وہی

تم نے جاتے ہوئے پلکوں پہ سجا رکھے تھے
جو گُہر ، اب بھی مری آنکھوں کے تارے ہیں وہی

منتظر کوئی نہیں ہے لبِ ساحل ورنہ
وہی طُوفاں ہیں ، وہی ناؤ ، کنارے ہیں وہی

یہ ترے کام ہیں مَولا ، مجھے دے صبر و ثبات
ہے وہی راہ کٹھن ، بوجھ بھی بھارے ہیں وہی

(۱۹۹۲ء)

❀❀❀

اے مجھے اپنا پرستار بنانے والے
جوت اِک پریت کی ہر دے میں جگانے والے

سُرمدی پریم کی آشاؤں کو دھیرے دھیرے
مدھ بھرے سُر میں مدھر گیت سُنانے والے

اے محبت کے امر دیپ جلانے والے
پیار کرنے کی مجھے ریت سکھانے والے

غمِ فُرقت میں کبھی اتنا رُلانے والے
کبھی دلداری کے جھُولوں میں جھُلانے والے

دیکھ کر دل کو نکلتا ہُوا ہاتھوں سے کبھی
رس بھری لوریاں دے دے کے سُلانے والے

کیا ادا ہے مرے خالق ، مرے مالک ، مرے گھر
چھُپ کے چوروں کی طرح رات کو آنے والے

راہ گیروں کے بسیروں میں ٹھکانا کر کے
بے ٹھکانوں کو بنا ڈالا ٹھکانے والے

مجھ سے بڑھ کر مری بخشش کے بہانوں کی تلاش
کس نے دیکھے تھے کبھی ایسے بہانے والے

تو تو ایسا نہیں محبوب کوئی اور ہوں گے
وہ جو کہلاتے ہیں دل توڑ کے جانے والے

تُو تو ہر بار سرِ رہ سے پلٹ آتا ہے
دل میں ہر سمت سے پل پل مرے آنے والے

مجھ سے بھی تو کبھی کہہ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً
رُوح بیتاب ہے رُوحوں کو بُلانے والے

اِس طرف بھی ہو کبھی ۔ کاشفِ اَسرار ۔ نگاہ
ہم بھی ہیں ایک تمنا کے چھُپانے والے

اے مرے درد کو سینے میں بسانے والے
اپنی پلکوں پہ مرے اشک سجانے والے

خاک آلودہ ، پراگندہ ، زبُوں حالوں کو
کھینچ کر قدموں سے زانُو پہ بٹھانے والے

مَیں کہاں اور کہاں حرفِ شکایت آقا
ہاں یُونہی بُھول سے اُٹھتے ہیں ستانے والے

ہو اجازت تو ترے پاؤں پہ سر رکھ کے کہوں
کیا ہوئے دن تیری غیرت کے دکھانے والے

یہ نہ ہو روتے ہی رہ جائیں ترے دَر کے فقیر
اور ہنس ہنس کے رواں ہوں رُلانے والے

ہم نہ ہوں گے تو ہمیں کیا ؟ کوئی کل کیا دیکھے
آج دِکھلا جو دکھانا ہے دکھانے والے

وقت ہے وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
کون ہیں یہ تری تحریر مٹانے والے

چھین لے اِن سے زمانے کی عِناں مالکِ وقت
بنتے پھرتے ہیں ، کم اَوقات ، زمانے والے

چشمِ گردُوں نے کبھی پھر نہیں دیکھے وہ لوگ
آئے پہلے بھی تو تھے آکے نہ جانے والے

سُن رہا ہوں قدمِ مالکِ تقدیر کی چاپ
آرہے ہیں مری بگڑی کے بنانے والے

کرو تیاری ! بس اب آئی تمہاری باری
یوں ہی ایّام پھرا کرتے ہیں باری باری

ہم نے تو صبر و توکّل سے گزاری باری
ہاں مگر تم پہ بہت ہوگی یہ بھاری باری

(۱۹۸۶ء)

❀❀❀

مرے درد کی جو دوا کرے ۔ کوئی ایسا شخص ہوا کرے
وہ جو بے پناہ اُداس ہو ۔ مگر ہجر کا نہ گلہ کرے

مری چاہتیں مری قُربتیں جسے یاد آئیں قدم قدم
تو وہ سب سے چھُپ کے لباسِ شب میں لپٹ کے آہ و بکا کرے

بڑھے اس کا غم تو قرار کھودے وہ میرے غم کے خیال سے
اُٹھیں ہاتھ اپنے لئے تو پھر بھی مرے لئے ہی دُعا کرے

یہ قصص عجیب و غریب ہیں ۔ یہ محبتوں کے نصیب ہیں
مجھے کیسے خود سے جُدا کرے ۔ اُسے کچھ بتاؤ کہ کیا کرے

کبھی طَے کرے یونہی سوچ سوچ میں وہ فراق کے فاصلے
مرے پیچھے آکے دبے دبے ۔ مری آنکھیں موند ہنسا کرے

بڑا شور ہے مرے شہر میں کسی اجنبی کے نزول کا
وہ مری ہی جان نہ ہو کہیں ۔ کوئی کچھ تو جا کے پتہ کرے

یہ تو میرے دل ہی کا عکس ہے ۔ مَیں نہیں ہوں پر مری آرزو
کو جنون ہے مجھے یہ بنادے تو پھر جو چاہے قضا کرے

بھلا کیسے اپنے ہی عکس کو مَیں رفیقِ جان بنا سکوں
کوئی اور ہو تو بتا تو دے ۔ کوئی ہے کہیں تو صدا کرے

اُسے ڈھونڈتی ہیں گلی گلی ۔ مری خلوتوں کی اُداسیاں
وہ ملے تو بس یہ کہوں کہ آ ۔ مرا مولیٰ تیرا بھلا کرے

(۱۹۹۶ء)

❀❀❀

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے متعلق

میری یادیں

حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان

میرے بہت ہی پیارے بھائی سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیات طیبہ کے متعلق چند بکھری ہوئی یادیں جو میرے ذہن میں نقش ہیں ادارہ بدر کی خواہش پر تحریر کر رہا ہوں۔

ہم عمری کے لحاظ سے بچپن میں ہمارا اکثر وقت اکٹھے گزرا جس میں بچپن کی کھیلیں، شرارتیں اور ہلکے پھلکے واقعات آج تک یاد ہیں۔ جہاں تک حضور رحمہ اللہ کا سوال ہے آپ بچپن سے ہی محنتی جفاکش جسمانی ورزش کرنے والے مضبوط اعصاب والے اور مختلف کھیلوں میں حصہ لینے والے تھے۔

پرائمری تک ہم بھائیوں کی تعلیم تو ایک ہی سکول تعلیم الاسلام سکول میں ہوئی۔ بعد میں خاکسار کو مدرسہ احمدیہ میں اور حضورؒ کو تعلیم الاسلام سکول میں داخل کروایا دیا گیا۔ بچپن میں ہی ابا جان (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ) کے خاص ارشاد پر خاکسار کو اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو غلام رسول صاحب افغان کے ذریعہ فن تجوید سکھائی گئی۔ چنانچہ کئی ماہ تک ہم نے ساتھ ساتھ اسے سیکھا۔ مسجد مبارک میں ہم نے خان صاحب سے قرآن کریم تجوید سے سیکھا۔ چنانچہ اسی کا اثر ہے کہ بعد میں خاکسار کو بھی صحیح رنگ میں قرآن مجید کا تلفظ ادا کرنے کی توفیق ملی۔

☆

بچپن میں کئی مرتبہ ہم لوگ پرندوں اور دریائی پرندوں کے شکار کے لئے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ہم دونوں ابا جان کے ہمراہ دریائے بیاس پر دریائی پرندوں کے شکار کے لئے گئے اور چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر دریا کے کنارے پر بنے ہوئے آبی پرندوں کے گھونسلوں کو تلاش کرنے لگے۔ ابا جان نے دو مگوں پر فائر کیا جن میں سے ایک گر گیا اور ایک زخمی ہو گیا ابا جان نے مجھے اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو انہیں لانے کی ہدایت فرمائی۔

☆

آپ کی طبیعت میں بہت سادگی تھی۔ ربوہ میں باقاعدہ سائیکل سواری کیا کرتے تھے۔ مسجد مبارک ربوہ میں جوتوں کی حفاظت کے لئے آپ کا عجیب طریق دیکھا کہ ایک جوتا مسجد کے باہر رکھ دیتے اور ایک کہیں اور۔ سندھ میں حضورؒ میاں انور احمد صاحب اور خاکسار کو ابا جان کے ہمراہ ایک مرتبہ زمینوں پر جانے کا اتفاق ہوا۔ ان دنوں وہاں گھوڑے نہیں بلکہ خچروں اور گدھوں کا استعمال ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ہم دونوں گدھوں پر بیٹھ گئے اور ان کو تیز بھگانے کے لئے کافی ایڑیاں لگائیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بدک گئے اور ہمیں نیچے گرا دیا۔

☆

کوٹھی دارالحمد میں ابا جان کی گھوڑیاں ہوتی تھیں مجھے یاد ہے جب چوہدری محمد ظفر اللہ صاحب قادیان آتے تو وہ بھی گھوڑ سواری کرتے تھے۔ ہم لوگ بعض دفعہ قادیان کے قریبی گاؤں تتلہ وال تک گھوڑوں پر چلے جاتے تھے۔ ہماری والدہ ام طاہر کو بچپن میں اپنے ننھیال میں گھوڑ سواری کا بہت شوق تھا۔

☆

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی والدہ محترمہ ام طاہرؓ کی بیماری کے وقت آپ میڈیکل کالج لاہور میں کرنل ہیز کے زیر علاج تھیں اس سلسلہ میں لمبا عرصہ لاہور میں قیام رہا۔ ان کے لئے باقاعدہ دعاؤں کے اعلان ہوتے رہے۔ حضورؒ کا ان دنوں میٹرک کا امتحان ہونے والا تھا۔ حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کو ایک خواب میں حضرت ام طاہرؓ ایک سرخ لباس میں ملبوس ایک چھت پر نظر آئیں اور آپ کی زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا:-

سرخ پوش بلب بام نظر می آید
نہ بزوری نہ بزاری نہ بزری آید

بہر حال خدائی تقدیر کے مطابق آپ کی وفات ہوئی آپ کا جنازہ قادیان لایا گیا اور حضرت ام طاہرؓ کے مکان کے نچلے برآمدہ میں مغربی جانب رکھا گیا۔ تدفین کے لئے لے جانے لگے تو خاندان کے سارے افراد جو موجود تھے سب نے یکے بعد دیگرے مرحومہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اشک بار آنکھوں کے ساتھ رخصت کیا۔

☆

حضرت سیدہ ام طاہرؓ کی وفات کے بعد ابا جانؓ نے حضرت سیدہ مہر آپا مرحومہ سے شادی کی چونکہ ان سے کوئی اولاد نہ تھی حضورؒ نے ابا جانؓ کی وفات کے بعد حضرت سیدہ مہر آپا کا بہت خیال رکھا۔

☆

حضور جب قادیان تشریف لائے تو خواہش تھی کہ اس کمرے میں ٹھہریں گے جہاں آپ کی والدہ محترمہ اور ابا جانؓ کا قیام ہوتا تھا۔ میری بیوی امۃ القدوس بیگم نے کمرہ کی مناسبت سے حضورؒ کے پلنگ کو سیٹ کیا لیکن جب تشریف لائے تو فرمایا جہاں ابا جان اور امی کا بستر ہوتا تھا وہیں بچھائیں۔

☆

جب قادیان تشریف لائے تو گھر میں فوٹو کھینچا گیا۔ اس میں میری بچیاں اور حضورؒ کی بیٹیاں بھی شامل تھیں۔ میں قادیان میں موجود تھا لیکن کاموں کی وجہ سے شامل نہ ہو سکا اور حضور کی بیگم صاحبہ اپنی بیماری کی وجہ سے شامل نہ ہو سکیں۔ چنانچہ لندن جا کر جب حضور نے وہ فوٹو بھیجا تو اس فوٹو پر نوٹ دیا کہ اس میں نہ آصفہ ہیں اور نہ بھائی وسیم۔ اور نوٹ دیا کہ آئندہ پھر کبھی۔ جب حضور کی وفات کے بعد میں لندن گیا ہوں تو فائزہ بیٹی کہتی تھیں کہ ابا جان کئی بار آپ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

☆

مہاراجہ چنبہ کے چچا راجہ کیسری سنگھ کی درخواست پر بعض امور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان کی بہت مدد کی تھی۔ ان کے دو بیٹے راجہ گلاب سنگھ اور راجہ شیر سنگھ حضور کے بڑے بے تکلف دوست تھے۔ یہ دونوں بھائی تقسیم ملک سے پہلے ایک بار جب قادیان آئے تو ان کا قیام حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کے گھر اور ان کا کھانا حضرت ام طاہر کے گھر پر ہوتا تھا۔ تقسیم ملک کے بعد میرا بھی ان سے تعلق رہا۔ ان کی بچیوں کے میری بچیوں کے ساتھ بہت قریبی مراسم تھے۔ ان کی ایک بیٹی مالویکا سنز گووند پٹھانیہ آف جےسور ہماچل کی خواہش تھی کہ حضور جب قادیان سے ڈلہوزی تشریف لائیں تو راستہ میں ان کے مکان بر مقام جےسور ضرور ٹھہریں۔ لیکن بعض وجوہ کی بنا پر حضور کا وہ سفر ملتوی ہو گیا تھا۔ البتہ دہلی میں حضور راجہ گلاب سنگھ صاحب کے گھر ان کی دعوت پر تشریف لے گئے تھے۔ حضور سے ان کے اتنے قریبی تعلقات تھے کہ انہوں نے حضور کی تصویر اپنے گھر میں لگائی ہوئی تھی اور ڈش پر حضور کے خطبات سنتے تھے۔

☆

حضورؒ بڑے مہمان نواز تھے۔ ربوہ میں حضور کا اپنا مکان بن گیا تو بہت سے اکثر بزرگ اور احباب کو مدعو کرتے رہتے تھے۔ خاکسار بھی ربوہ جاتا تو بعض دفعہ علمی مجالس میں شمولیت کی توفیق بھی ملی تھی۔

☆

ایک معاملہ میں حضور نے خاکسار کی طرح تربیت فرمائی کہ خاکسار نے ایک دوست سے خواہش کی کہ فلاں چیز میں خریدنا چاہتا ہوں وہ لے آئیں جب وہ لے آئے تو انہوں نے اس کی رقم وصول نہ کی اور تحفۃً دینی چاہی۔ حضور نے فرمایا حضرت مصلح موعودؓ کا طریق تو یہ تھا کہ اگر کسی کو کوئی چیز لانے کے لئے کہتے اور وہ آپ کی خواہش کی چیز لاتا تو ایسی چیز کو آپ تحفہ کے طور پر قبول نہ کرتے بلکہ اس کی قیمت ادا کر کے وصول کرتے۔

☆

حضور کی طبیعت میں مزاح کا مادہ بہت تھا۔ ایک بار حضور کی بہن امۃ الحکیم بیگم صاحبہ نے دعوت کی، تو ناریل کی بنی ہوئی ایک مٹھائی جو ناریل سوجی سے بنتی ہے اور اگر قوام صحیح نہ ہو تو سخت ہوجاتی ہے وہ مٹھائی میری بیٹی امۃ الرؤوف نے توڑنے کی کوشش کی تو توڑ نہ سکی وہ مٹھائی امۃ الرؤوف کے دانتوں ہی میں تھی کہ حضور نے اپنا ایک ہاتھ اوپر سر پر اور ایک ہاتھ نیچے ٹھوڑی میں رکھ کر فرمایا کہ اگر اس طرح دبایا جائے تو ٹوٹ سکتی ہے۔

☆

یادوں کا ہجوم تو بہت ہے لیکن اس موقعہ پر اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنے فضل سے جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ اور حضور کے مقاصد کو ہمیں آگے بڑھانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

☆☆☆

درخواست دُعا

خاکسار اور اہلیہ کی صحت و تندرستی دینی و دنیوی ترقیات، مقبول خدمات دینیہ کیلئے، نیز خاکسار کی شادی کو کافی عرصہ ہو گیا ہے اولاد کی نعمت عطا ہونے کیلئے احباب سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

(قریشی محمد رحمت اللہ قادیان کارکن ہفت روزہ اخبار بدر)

اعلان نکاح

میرے پوتے عزیز ناصر الدین ابن عزیز بشیر الدین کا نکاح مورخہ 25-10-03 کو بعد نماز ظہر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ قادیان نے ہمراہ آصفہ جمال منیر بنت مکرم منیر احمد صاحب آف جرمنی 5000 یورو (جرمنی کرنسی) حق مہر پر مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے جانبین کے لئے باعث برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ اعانت بدر -/50

(خاکسار دین محمد درویش قادیان)

وہ ایک شخص نہیں پورا اک زمانہ تھا

خلافت رابعہ کا ۲۱ سالہ دور

حقائق اور اعداد و شمار کے آئینہ میں

جماعتی زندگی کے ہر شعبہ میں بیش بہا ترقیات اور انقلابات پر طائرانہ نظر

عبدالسمیع خان۔ ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا دور خلافت آپ کی طبیعت اور ذوق کے مطابق بے پناہ تنوع اپنے اندر رکھتا ہے۔ ایک مذہبی رہنما ہونے کی حیثیت سے آپ کا علمی اور روحانی مقام بے حد بلند و بالا تھا تو دوسری طرف عام دنیاوی معاملات میں آپ کا ذوق بے حد نفیس اور پرکشش تھا۔

آپ کے دور خلافت پر نظر دوڑائیں تو ایک پہلو سے حضرت مسیح موعود کے زمانہ ماموریت کی تاریخ دہرائی جاتی نظر آتی ہے۔ دوسرے رخ سے دیکھیں تو آپ مسیح ابن مریمؑ کی یادوں کو زندہ کرتے دکھائی دیتے ہیں تیسری طرف سے آپ کا دور اسماعیلی دور کا عکس ہے اور چوتھے زاویہ سے آپ مثیل مصلح موعود بن کر رشد و ہدایت کے آسمان پر چمک رہے ہیں۔

یوں لگتا ہے کہ آپ کے 21 سالہ دور میں جماعت احمدیہ نے کئی زمانوں کا سفر طے کر لیا ہے۔ جماعت اونٹوں اور بیل گاڑیوں کے زمانہ سے گزر کر کاروں تیز رفتار ٹرینوں بلکہ ہوائی جہازوں کے دور میں داخل ہوئی۔ نئی نئی دنیائیں فتح ہوئیں۔ روحانیت کے لحاظ سے بنجر اور بے آب و گیاہ علاقوں تک اللہ اور اس کے رسول کا نام پہنچایا گیا۔ عالمی مواصلاتی رابطوں سے جماعت درحقیقت عالمگیر اور بکراست واحدہ بنی۔ کثرت میں وحدت کے نظارے ہم نے اسی دور میں دیکھے۔ کون سا سوال ہے جس کا حضور نے جواب نہیں دیا اور کونسا مسئلہ ہے جس پر آپ نے خطابات میں روشنی نہیں ڈالی۔ جماعت کا ہر طبقہ اور ہر شعبہ جوان اور تر و تازہ ہو گیا۔ ہر نظام اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ دنیا کے دانشور آپ کی عظمت شان اور آفاقیت کا اقرار کرنے پر مجبور ہیں۔

آپ کے دور خلافت کے چند نمایاں کارناموں اور واقعات کا تذکرہ زمانی ترتیب سے پیش خدمت ہے۔ اور ساتھ ہی یہ اہتمام بھی کیا گیا ہے کہ تمام تحریکات اور منصوبوں کی ارتقائی منازل اور حضور کی وفات تک ان کی آخری شکل بھی بیان کر دی جائے۔

آغاز خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے مبارک دور خلافت کا آغاز 10 جون 1982ء کو ہوا۔ بعد نماز ظہر مسجد مبارک ربوہ میں مجلس انتخاب خلافت کے اجلاس میں خدائی منشا کے مطابق آپ کو خلیفۃ المسیح الرابع منتخب کیا گیا۔ بیعت عام میں 25 ہزار احمدی شریک ہوئے۔ 11 جون کو آپ نے پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے جماعت کو تلقین فرمائی کہ وہ محض رسمی قراردادیں پاس نہ کریں بلکہ نیکی اور تقویٰ کے چراغ روشن کرنے کا عہد کریں۔

13 جون کو حضور کا احباب جماعت کے نام پہلا پیغام الفضل میں شائع ہوا جو اہل فلسطین کے لئے دعا کی تحریک پر مشتمل تھا۔

۲۳ جون کو آپ نے رمضان المبارک کے آغاز پر مسجد مبارک ربوہ میں سورۃ فاتحہ کے درس سے قرآن کریم کے درس کا آغاز فرمایا اور رمضان کے اختتام پر 21 جولائی کو آخری 3 سورتوں کا درس ارشاد فرمایا اور دعا کروائی۔ اسی طرح آپ نے ۱۷ تا ۲۰ جولائی حدیث کا درس بھی دیا۔

عالمی سفر

مسیح کے لفظ میں جو سیاحت کا مفہوم ہے وہ آپ کی ذات میں غیر معمولی طور پر منعکس ہے۔ منصب خلافت سنبھالتے ہی آپ نے جولائی تا اکتوبر 82ء یورپ کا سفر اختیار فرمایا۔ 1983ء میں آپ مشرق بعید کے ممالک میں تشریف لے گئے۔ 1984ء میں آپ ہجرت کے بعد لندن میں قیام پذیر ہوئے اور کثرت سے یورپ کے علاوہ امریکہ اور افریقہ کے دورے بھی فرمائے۔ اس لحاظ سے آپ اب تک سب سے زیادہ بیرونی ممالک کے سفر کرنے والے خلیفۃ المسیح ہیں۔ وہ ممالک بھی ہیں جہاں آپ کو خلفاء میں سے پہلی دفعہ جانے کا موقع ملا۔ ان میں براعظم آسٹریلیا، مشرق بعید کے چار ممالک نیز انڈونیشیا، جاپان، فجی، مشرقی افریقہ، نارتھ کیپ اور وسطی و جنوبی امریکہ کے علاقے شامل ہیں ان کا تذکرہ اپنے مقامات پر ہوگا۔

مجلس شوریٰ کا نظام

حضور نے اپنے دور خلافت کے آغاز میں ہی یہ تحریک فرمائی کہ مرکزی مجلس شوریٰ کے علاوہ ہر ملک میں مجلس شوریٰ کا نظام قائم کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے پہلے سفر یورپ کے دوران 6 راگست 1982ء کو ناروے کی پہلی مجلس شوریٰ کی صدارت کی۔ اب دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں یہ نظام مستحکم ہو چکا ہے۔

حضور نے یہ بھی تحریک فرمائی کہ شوریٰ کے نظام سے متعلق قرآن و حدیث اور سلسلہ احمدیہ کی روایات اور ہدایات کی روشنی میں جامع کتاب مرتب کی جائے۔ اس کی تیاری جاری ہے۔

مسجد بشارت سپین کا افتتاح

حضور نے پہلے سفر یورپ کے دوران ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو مسجد بشارت سپین کا افتتاح فرمایا جو سپین میں سات سو سال کے بعد تعمیر ہونے والی پہلی مسجد ہے۔ اس تقریب میں ۴۰ ملکوں کے دو ہزار سے زیادہ احباب شریک ہوئے یہ دن دنیا بھر کی احمدی جماعتوں نے عید کی طرح منایا۔ اس کے بعد سپین میں دعوت حق کا ایک نیا دور شروع ہوا۔

۱ تا ۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو جماعت سپین کا پہلا جلسہ سالانہ ہوا جس میں ۵۷ غیر از جماعت سمیت ۱۵۰ افراد نے شرکت کی۔

۳ اگست ۱۹۸۹ء کو حضور نے اہل سپین کو پیغام حق پہنچانے کی خاطر یہ سکیم پیش فرمائی کہ مخلص سیاحوں کی رہنمائی کے لئے دنیا بھر کے احمدی اپنی خدمات پیش کریں۔

مالی قربانی کا نظام

حضور نے شرح کے مطابق چندہ کی ادائیگی کی خصوصی تحریک ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو مسجد بشارت سپین کے خطبہ جمعہ میں فرمائی۔ اس کے نتیجہ میں جماعت کے مالی نظام میں بے پناہ برکت نصیب ہوئی اور صدر انجمن احمدیہ سمیت تمام مالی تحریکات چھلکنے لگ پڑیں ان سب کی تفصیل بھی اپنے مقام پر آئے گی۔

اس کے طفیل نہ صرف خدمت دین کے لئے وافر رقم میسر آ گئی بلکہ کارکنان سلسلہ کی تعداد بھی بڑھی۔ اور ان کی مالی حالت بہتر کرنے کے متعدد منصوبے بھی بنائے گئے۔ اور سابقہ جاری سکیموں کے علاوہ نئی سکیمیں متعارف کروائی گئیں۔ ان میں خصوصیت سے صحت اور تعلیم کے شعبے قابل ذکر ہیں۔

بیوت الحمد سکیم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے شکرانہ کے طور پر غرباء کے لئے مکانات تعمیر کرنے کی تحریک کرتے ہوئے ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔ یہ خلافت رابعہ کی سب سے پہلی مالی تحریک تھی۔ حضور نے کم قیمت مکانوں کا نقشہ تیار کرنے کے لئے احمدی انجینئرز میں مقابلہ کا اعلان بھی کیا۔ نومبر ۱۹۸۳ء میں حضور نے اس سکیم کے لئے ایک کروڑ روپے کا مطالبہ کرتے ہوئے فرمایا خدا توفیق دے تو ہم غرباء کے لئے ایک کروڑ مکانات بنائیں گے۔ ۱۱ نومبر ۱۹۸۷ء کو بیوت الحمد کالونی کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ سردست اس سکیم کے تحت قریباً ۱۰۰ مکانات تعمیر ہو چکے ہیں۔ اور ایک خوبصورت کالونی آباد ہو گئی ہے جہاں بے خانماں افراد باعزت زندگی بسر کر رہے ہیں اس کے علاوہ سینکڑوں لوگوں کو جزوی امداد دی جا چکی ہے۔ قادیان میں بھی بیوت الحمد کالونی تعمیر ہو چکی ہے۔

تحریک جدید کی وسعت

۵ نومبر ۱۹۸۲ء کو تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے حضور نے دفتر اول اور دفتر دوم کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی تحریک فرمائی۔ اس کے نتیجہ میں ۲۱۹۲ مرحومین کے کھاتے زندہ کئے گئے اور ان کے ورثاء ان کی طرف سے چندہ دے رہے ہیں۔

تحریک جدید کے دفتر سوم کی ذمہ داری حضور نے لجنہ اماء اللہ کے سپرد کی۔

۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو حضور نے اعلان فرمایا کہ تحریک جدید کے ۵۰ سال پورے ہونے پر اس کے وعدے ایک کروڑ سے زائد ہو چکے ہیں۔

۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو حضور نے تحریک جدید کے دفتر چہارم کا اعلان فرمایا۔

تحریک جدید میں حضور نے کئی نئی وکالتیں قائم فرمائیں۔ اور اس کے مرکزی دفاتر میں بھی نئی عمارتیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ حضور نے لندن ہجرت کے بعد لندن میں تحریک جدید کی ایڈیشنل وکالتیں قائم فرمائیں۔

سال ۲۰۰۲ء میں تحریک جدید میں ۱۲۶ ممالک کے تین لاکھ پچاس ہزار سے زائد احمدی شامل ہو چکے ہیں اور وصولی ۲۳ لاکھ ۵۲ ہزار پونڈ ہوئی۔

علمی جہاد

۳ دسمبر ۱۹۸۲ء کو حضور نے مستشرقین کے اعتراضات کے جواب دینے کے لئے علمی خدمات پیش کرنے کی تحریک فرمائی چنانچہ بیسیوں احباب نے اس علمی جہاد میں حصہ لیا۔

لندن تشریف لے جانے کے بعد حضور نے نوجوانوں اور خواتین کی متعدد ریسرچ ٹیموں کی تشکیل کی اور اپنی رہنمائی میں ان سے بیسیوں موضوعات پر کام کروایا جن میں بائبل کی تفسیر، کشتی نوح، فرعون موسیٰ، حضرت یحییٰ" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

امریکہ میں مشن ہاؤسز اور مساجد

دسمبر ۱۹۸۲ء میں حضور نے جماعت امریکہ کو ۵ مساجد اور ۵ مشن ہاؤسز بنانے کی تحریک کی اور اس مقصد کے لئے ۲۵ لاکھ ڈالرز کا مطالبہ کیا۔ جون ۱۹۸۳ء میں حضور نے جماعت امریکہ کے نام پیغام میں مالی قربانی میں اضافہ کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر چندہ دہندہ کم از کم ۳۸۰۰ ڈالر کا وعدہ کرے۔ جماعت امریکہ نے اس تحریک پر والہانہ لبیک کہا چنانچہ ۳ مارچ ۱۹۸۳ء کو ٹوسان امریکہ میں پہلی مسجد یوسف کا افتتاح ہوا۔

مئی ۱۹۸۳ء میں نیویارک، لاس اینجلس، شکاگو، ڈیٹرائیٹ، واشنگٹن اور نیوجرسی میں مراکز کے لئے عمارات خریدی گئیں۔ دسمبر ۱۹۸۳ء میں ڈوفی کے شہر زائن میں مرکز قائم ہوا۔

اکتوبر ۱۹۸۵ء میں پورٹ لینڈ اور نیوسان اور ۱۹۸۶ء میں ظفری کاؤنٹی میں زمینیں حاصل کی گئیں۔

اکتوبر، نومبر ۱۹۸۷ء میں حضور نے دورہ امریکہ کے دوران تین مساجد کا افتتاح اور پانچ کا سنگ بنیاد رکھا۔ جن میں واشنگٹن اور لاس اینجلس کی مساجد کا سنگ بنیاد بھی تھا۔

۱۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو حضور نے امریکہ میں مسجد بیت الرحمان اور ۲۳ اکتوبر کو بیت صادق کا افتتاح فرمایا۔ ۱۹۹۴ء میں ہی شکاگو میں ایک عمارت ۸۵ ہزار ڈالر کی مالیت سے خریدی گئی۔ اب تک امریکہ میں مساجد اور مشن ہاؤسز کی کل تعداد ۳۰ سے زائد ہو چکی ہے۔

جلسہ سالانہ قادیان

حضور کے دور خلافت کا پہلا جلسہ سالانہ قادیان ۱۸ تا ۲۰ دسمبر ۱۹۸۲ء منعقد ہوا۔ جس کی حاضری ۳۷۶۰ تھی۔ حضور جب صد سالہ جلسہ قادیان کے لئے تشریف لے گئے تو حاضری ۲۵ ہزار تھی اور ۲۰۰۲ء کے آخر پر حضور کے دور کے آخری جلسہ قادیان کی حاضری ۵۰ ہزار تک پہنچ گئی۔

جلسہ سالانہ ربوہ

۲۶ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۲ء کو خلافت رابعہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ یہ ۹۰واں جلسہ سالانہ تھا۔ جس میں ۲ لاکھ ۲۰ ہزار افراد شامل ہوئے۔ ۲۷ ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ حضور نے آخری دن "عدل" کے موضوع پر خطاب کا سلسلہ شروع کیا جو اگلے سال اور پھر ہجرت کے بعد

لندن میں بھی جاری رہا۔ اس کے منتخب حصوں کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

خواتین سے خطاب میں حضور نے پردہ کے قیام کی زبردست تحریک فرمائی جس پر خواتین نے غیر معمولی طور پر لبیک کہا۔

حضور نے ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کم از کم ۱۰ ہزار کرنے کی تحریک بھی فرمائی۔ دسمبر ۱۹۸۳ء میں اسے ربوہ، لندن اور انڈونیشیا سے ۱۱ ہزار کی تعداد میں شائع کر دیا گیا۔

تحریک دعوت الی اللہ

خلافت رابعہ کے نمایاں ترین عناوین میں سے ایک تحریک دعوت الی اللہ ہے۔ آپ آغاز سے ہی اس کی طرف توجہ دلا رہے تھے مگر ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ء کو حضور نے خطبہ جمعہ کے ذریعہ دعوت الی اللہ کی منظم تحریک کا آغاز فرمایا اور پھر اس موضوع پر خطبات کا ایک سلسلہ شروع کیا جس میں ہر پہلو سے داعیان الی اللہ کی رہنمائی کا سامان موجود تھا۔ حضور نے فرمایا کہ میرے لئے آپ کا بہترین نذرانہ یہ اطلاع ہے کہ میں داعی الی اللہ بن گیا ہوں۔ یہی تحریک دعوت الی اللہ حضور کی ساری خلافت کا محور تھی۔

اسی تحریک نے خلافت رابعہ کا ہراول دستہ بن کر نئی نئی قوموں اور علاقوں کو فتح کیا اور دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب کی بنا ڈالی۔ ملکوں کے ملک اور کئی ممالک لائے گئے۔ معین ٹارگٹ دیئے گئے۔ اور حضور کی دعاؤں سے ہزار ہا داعیان الی اللہ نے فتوحات کے جھنڈے گاڑے۔ کمزور افراد اور جماعتوں میں حوصلوں اور جراتوں نے جنم لیا۔ توانائیاں باہمی کشمکش کی بجائے غیروں کا دل جیتنے پر صرف ہونے لگیں۔ نیا لٹریچر وجود میں آیا۔ دماغوں نے نئے نئے طریق سوچے۔ حکمت کے نئے گر ایجاد کئے گئے۔ ذہنی اور قلبی صلاحیتوں کو جلا ملی۔ دعاؤں سے عرش کو ہلایا گیا تو پھل گرنے لگے اور یہ نظام مستحکم بنیادوں پر قائم ہو گیا جس پر مستقبل میں فلک بوس عمارتیں تعمیر ہونی مقدر ہیں۔ انشاء اللہ۔

حضور جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے اس وقت احمدیت ۸۰ ملکوں میں قائم تھی اور حضور کی وفات کے وقت ۱۷۵ ملکوں میں جماعت مضبوطی سے قدم جما چکی تھی اور یہ پیش قدمی جاری ہے۔

شہادتوں کا سلسلہ

خلافت رابعہ کے دور میں جماعت احمدیہ کو جن تاریخ ساز قربانیوں کی توفیق ملی ان کے تناظر میں بلاشبہ اسے اسماعیلی دور سے مشابہت دی جا سکتی ہے جس کا اشارہ حضرت مصلح موعود کی ایک پیشگوئی میں بھی ملتا ہے جس میں آپ نے اپنے بعد اسحاق اور پھر اسماعیل صفت جانشین کی خبر دی ہے۔

قربانیوں کی ایک لہر شہداء کے خون سے رواں دواں ہے۔ دشمنوں نے تواتر کے ساتھ اور چن چن کر جماعت کے سرکردہ، خادم خلق اور بارسوخ لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگے اور اسماعیل قربانی کی یاد میں یہ معصوم بکریوں کی طرح ذبح ہوتے چلے گئے۔ کسی کے قاتل کو اول تو پکڑا نہیں گیا اور اگر ایسا ہوا بھی تو کوئی سزا اسے نہیں دی گئی۔

آپ کے دور میں پہلی شہادت ۱۶ اپریل ۱۹۸۳ء کو ہوئی جب وارہ ضلع لاڑکانہ میں صدر جماعت مکرم ماسٹر عبدالحکیم ابڑو صاحب کو کلہاڑی کے ذریعہ فانی زندگی سے محروم کیا گیا۔ پھر ۲۱ سالہ دور میں لگ بھگ ۸۰ احمدیوں کو ابدی زندگی کا جام پلایا گیا۔ ان میں ڈاکٹر بھی تھے وکلاء بھی تھے مربیان سلسلہ بھی تھے واقفین زندگی بھی تھے کسان بھی تھے۔ شہادت کا یہ اعزاز پاکستان کے علاوہ بھارت، بنگلہ دیش، امریکہ، انڈونیشیا اور ٹرینیڈاڈ کے حصہ میں آیا۔

حضور نے ۱۹۹۹ء میں ۴ ماہ تک خطبات جمعہ میں سلسلہ احمدیہ کے تمام شہداء کا تفصیلی تذکرہ فرمایا۔

شہادتوں کی دوسری لہر ان واقفین زندگی کے ذریعہ لالہ زار ہوئی جنہوں نے خدمت کے دوران اپنے وطن میں حادثاتی یا دیار غیر میں کسی بھی طرح وفات پائی۔ اس لحاظ سے سب سے بلند نام حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کا ہے جنہوں نے ہجرت کے عالم میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

کینیڈا کے نئے مراکز اور مساجد

نئی دنیا میں امریکہ کے بعد حضور نے کینیڈا کی طرف بھی خاص توجہ فرمائی اور ۲۰ اپریل ۱۹۸۳ء کو حضور نے کینیڈا میں نئے مشن ہاؤس اور مساجد بنانے کے لئے جماعت کینیڈا کو ۲ لاکھ ڈالر جمع کرنے کی تحریک فرمائی۔

پھر یکم جولائی ۱۹۸۶ء کو حضور نے کینیڈا میں نئی مساجد کی تعمیر کے لئے ۲۵ لاکھ ڈالر جمع کرنے کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ ۱۲ سے زائد مقامات پر نئے مراکز اور مشن ہاؤسز قائم ہو چکے ہیں۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو حضور نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو کا افتتاح فرمایا۔

۵ اپریل ۱۹۹۹ء کو کینیڈا کی مسجد بیت الاسلام کے ساتھ رہائشی کالونی (Peace Village) کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ جس میں ۱۲۰۰ سے زیادہ احمدی آباد ہیں۔ جس کی سڑکوں، چوراہوں اور اہم مقامات کے نام احمدی بزرگوں کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ اور ایک چھوٹا ربوہ نظر آتا ہے۔

حضور کی توجہات کے نتیجہ میں یہاں حکومتی حلقوں میں بھی جماعت بہت نیک نام اور وسیع اثر و رسوخ کی مالک ہے۔ حضور کے سفروں کے دوران کئی شہروں کے میئرز نے اس دن اور ہفتہ کو احمدیہ ڈے اور احمدیہ ہفتہ کا دن قرار دیا۔

دورہ مشرق بعید

۲۲ اگست تا ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۳ء کو حضور نے مشرق بعید کا دورہ فرمایا۔ اس سفر میں حضور سنگاپور، فجی، آسٹریلیا اور سری لنکا تشریف لے گئے۔

مشرق کی طرف سفر کرنے والے آپ پہلے خلیفۃ المسیح تھے۔ آپ نے سنگاپور میں انڈونیشیا، ملائشیا اور سبا کی جماعتوں سے آئے ہوئے احباب سے ملاقات فرمائی اور فجی میں Date line کا دورہ فرمایا۔ آسٹریلیا میں آپ نے اس براعظم کی پہلی احمدیہ مسجد بیت الہدیٰ کا سنگ بنیاد رکھا جو اب ایک دیدہ زیب مرکز کی حامل ہے۔

گلشن احمد نرسری

حضرت مصلح موعودؓ کو ربوہ کی جو سرزمین رویا میں دکھائی گئی تھی وہ سرسبز و شاداب تھی مگر جب ربوہ کی تعمیر کا آغاز ہوا تو یہ زمین بنجر اور بے آباد تھی۔ حضور نے فرمایا شاید اللہ ہمارے ذریعہ سے اس زمین کو شاداب کر دے۔ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ رویا اس پہلو سے خلافت رابعہ میں پورا ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو خلافت سے قبل بھی ربوہ کی سرسبزی سے گہری دلچسپی تھی۔

۱۵ مارچ ۱۹۸۳ء کو حضور نے ربوہ کے غربی جانب گلشن احمد نرسری کا افتتاح فرمایا جس کا مقصد ربوہ میں کثرت سے پودے مہیا کرنا اور شہر کو گل و گلزار بنانا تھا۔ اب یہ نرسری اقصیٰ چوک کے قریب جامعہ احمدیہ کے پہلو میں واقع ہے جو صوبہ پنجاب کی بڑی نرسریوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ گزشتہ چند سال میں ایک لاکھ سے زیادہ پودے ربوہ میں لگائے گئے جو پھول پھل دے رہے ہیں۔

مارچ ۱۹۹۶ء میں حضور نے ربوہ کے ہر گھر میں تین پھلدار پودے لگانے کا ارشاد فرمایا جس کے نتیجہ میں ربوہ میں کثرت سے پودے لگائے گئے اور اب ربوہ میں ۳۵ مختلف اقسام کے پھل پیدا ہو رہے ہیں۔ اس نرسری کے زیر اہتمام ربوہ میں پھولوں اور پودوں کی کئی نمائشیں بھی منعقد ہو چکی ہیں۔

مساجد کا انہدام اور تعمیر

پاکستان اور دیگر ممالک میں مخالفین احمدیت نے احمدیہ مساجد کے انہدام کا سلسلہ شروع کیا اور ۲۰ کے قریب مساجد شہید کیں۔ جن کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ہزاروں مساجد عطا فرمائیں۔ چند منہدم شدہ مساجد کا مختصر تذکرہ یہ ہے۔

۲۰ اپریل ۱۹۸۴ء کو جھنگ اور ملتان میں مساجد کو مسمار کر دیا گیا۔

مئی ۱۹۸۶ء میں کوئٹہ میں مسجد پر حملہ کیا گیا اور پھر اسے سیل کر دیا گیا۔

۱۷ اگست ۱۹۸۶ء کو عیدالاضحیٰ کے دن مردان کی مسجد کو مسمار کر کے ۳ احمدیوں کو گرفتار کیا گیا۔

۱۱ اگست ۱۹۸۷ء کو ہالینڈ کی مسجد کو نقصان پہنچایا گیا۔

دسمبر ۱۹۹۲ء۔ راجشاہی بنگلہ دیش کی نئی مسجد کو منہدم کر دیا گیا۔

۱۵ ستمبر ۱۹۹۳ء کو راولپنڈی میں محلہ راجہ سلطان میں احمدیہ مسجد کو مسمار کر دیا گیا۔

۲ ستمبر ۱۹۹۶ء کو مسجد مہدی گولبازار ربوہ میں بم دھماکہ ہوا جس سے عمارت کو شدید نقصان پہنچا۔ کئی احمدی زخمی ہوئے۔

۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو کھلنا بنگلہ دیش میں احمدیہ مسجد میں بم دھماکہ ہوا۔ سات احمدی شہید ہو گئے۔

۳۰ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو گھٹیالیاں سیالکوٹ کی مسجد پر فائرنگ کی گئی اور پانچ احمدیوں کو شہید کر دیا گیا۔ اسی طرح ۱۰ نومبر ۲۰۰۰ء کو تخت ہزارہ ضلع سرگودھا کی مسجد کو آگ لگا دی گئی اور ۵ احمدیوں کو شہید کر دیا گیا۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ۱۳۰۶۵ نئی مساجد تعمیر کرنے کی توفیق دی نیز ہزاروں وہ بھی ہیں جو مقتدیوں سمیت جماعت کو ملیں۔ حضور کی تحریک توسیع مساجد کے تحت سینکڑوں مسجدوں کی از سر نو تعمیر ہوئی اور اضافے کئے گئے۔

امریکہ اور کینیڈا کے علاوہ براعظم یورپ میں بیسیوں مساجد تعمیر ہوئیں۔

۱۰۰ مساجد سکیم

۱۹۸۹ء میں حضور نے جرمنی میں سو مساجد بنانے کی تحریک فرمائی۔ اس سکیم کے تحت ۲۵ نومبر ۱۹۹۸ء کو پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور ۹ جنوری ۲۰۰۰ء کو اس کا افتتاح عمل میں آیا۔

بعد ازاں حضور نے کئی افریقن ممالک کو بھی سو مساجد تعمیر کرنے کی سکیم عطا کی چنانچہ کئی ممالک میں اس پر کام جاری ہے۔ کینیا میں اس سکیم کے تحت ۷۰ مساجد اور تنزانیہ میں ۳۳ سے زائد مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ کئی ممالک ایسے ہیں جہاں پہلی دفعہ مسجد تعمیر کی گئی۔ مثلاً جزائر طوالو کی پہلی مسجد ۱۹۹۲ء میں مکمل ہوئی۔

بیت الفتوح

حضور نے برطانیہ کی نئی اور وسیع مسجد کے لئے ۲۳ فروری ۱۹۹۵ء کو ۵ ملین پاؤنڈ کی تحریک فرمائی۔

۲۸ مارچ ۱۹۹۹ء کو حضور نے بیت الفتوح [میں] نماز عیدالاضحیٰ پڑھائی اور اسی سال ۱۹ اکتوبر [کو بیت] الفتوح کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۶ فروری ۲۰۰۲ [کو] مسجد کے لئے مزید ۵ ملین پاؤنڈ کی تحریک فر[مائی۔] تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور دفا[تر اور] تقریبات کے لئے بڑے بڑے ہال استعمال

ظالمانہ قوانین اور حضور کی

۱۷ فروری ۱۹۸۳ء کو محمد اسلم قریشی نا[می] سیالکوٹ سے لاپتہ ہو گیا تھا اس کے قتل کا [الزام] خلیفۃ المسیح الرابع پر لگایا گیا۔ علماء سو نے حکو[مت سے] گرفتاری کا مطالبہ کیا اور جماعت کے خلاف [...] دھمکی دی۔ مولوی منظور احمد چنیوٹی نے کہا [...] درست نہ ہو تو مجھے چوک میں گولی مار دی [جائے ...] الزام کی آڑ لیتے ہوئے جماعت کے خلا[ف ...] جاری کئے گئے اور حضور کو ہجرت کرنا پڑی [...] میں حضور کے مباہلہ کے چیلنج کے بعد ظاہر ہو[...]

حکومت پاکستان اور علماء کی مشترکہ [...] فرعون وقت جنرل ضیاء نے ۲۶ اپریل [...] ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا جس کے ذریعہ [...] شعار اور اصطلاحات کے استعمال پر پا[بندی ...] احمدیوں کو اپنے آپ کو کسی طرح مسلمان [...] قید کی سزا کا مستوجب ہے۔ اس آرڈیننس [...] امام جماعت احمدیہ کو گرفتار کرنا، جماعت [...] خلافت احمدیہ کو ختم کر دینا اور مرکز سلسلہ [...]

ان حالات میں خلیفہ وقت کے لئے [...] میں رہ کر جماعت کی قیادت کرنا ناممکن تھا [...] منشاء الٰہی کے تحت ۲۹ اپریل کو سفر ہجر[ت ...] ۳۰ اپریل کو لندن پہنچے۔

یہ سفر ہجرت خاص خدائی نشانوں اور [...] تھا اور دشمن اپنی تمام تر چالاکیوں اور [...] خلیفۃ المسیح پر ہاتھ ڈالنے میں کلیۃً ناکام رہا [...]

حضور کی یہ ہجرت حضرت مسیح ابن [مریم کی] ہجرت سے مماثلت رکھتی ہے جب آپ [کو دشمنوں] نے صلیب پر مارنے کی کوشش کی۔ مگر خدا [نے ...] دراز علاقہ میں ہجرت کا ارشاد فرمایا جہاں [...] آباد تھے اور وہ آپ پر ایمان لے آئے۔ [...] بیرون پاکستان بکھرے اور منتشر احمدیوں [کی ...] طرح بے مثال تربیت کی اور ان کے دل [...] قربانی کے نئے ولولے پیدا کئے اور احمد[یت ...] کی۔

اس ہجرت کے نتیجہ میں جماعت کا [...] کر عالمی سطح پر پھیل گیا اور نیا اور عظیم دور [...]

نئے یورپین مرا[کز]

لندن پہنچنے کے بعد پہلے خطبہ [...] میں حضور نے تمام عالم کے احمدیوں کو [...] کے الفاظ میں وَمَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی [اللہ ...] ۱۸ مئی کو حضور نے دو نئے یورپین مرا[کز کا] اعلان فرمایا۔ جس کے نتیجہ میں اسلام آ[باد ...] جرمنی کے علاوہ یورپ میں متعدد نئے [مراکز قائم] ہوئے۔

درس القرآن

۱۹۸۳ء کے رمضان المبارک م[یں ...]

لندن میں ہفتہ میں ایک دن نماز عصر تا مغرب درس القرآن ارشاد فرماتے رہے۔ یہ درس انگریزی میں ہوتا تھا اور سورۃ فاتحہ سے شروع ہوا۔ اگلے سال ۱۹۸۵ء میں حضور ہر ہفتہ اور اتوار کو درس دیتے رہے۔ ۱۹۸۶ء سے ہر جمعہ اور اتوار کو درس ہوتا رہا۔

عالمی درس القرآن

۲۷ فروری ۱۹۹۳ء سے حضور نے احمدیہ ٹیلیویژن پر Live عالمی درس القرآن کا سلسلہ شروع فرمایا۔ یہ درس ہفتہ میں ۲ دن ہوتا رہا اور سورۃ آل عمران کی آیت ۱۳۵ سے شروع ہوا۔ ۱۹۹۴ء میں ۱۲ فروری سے سوائے جمعہ، ہفتہ کے چھ دن درس ارشاد فرمایا اور ۲۰۰۰ء تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ اس میں ہفتہ اور اتوار کے دن سوالات کا موقع بھی دیا جاتا رہا۔ حضور نے آخری درس ۱۵ دسمبر ۲۰۰۰ء کو ارشاد فرمایا اور سورۃ انفال کی آیت ۲ تک جاری رہا۔ ہر سال درس کے آخری دن حضور اجتماعی عالمگیر دعا کرواتے رہے۔

اس درس میں حل لغات اور نحوی تشریحات کے علاوہ حضور نے بیسیوں الجھے ہوئے مسائل پر سیر حاصل رہنمائی فرمائی۔ ان میں نظام وراثت، شان نزول، معجزات، عذاب، عورتوں کا مقام وغیرہ شامل ہیں۔

نیز آپ نے مستشرقین اور شیعہ علماء کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات کے مدلل اور مسکت جواب دیئے۔

"قرطاس ابیض" کا جواب

حکومت پاکستان نے اپنے ظالمانہ قوانین کا جواز بیان کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے خلاف قرطاس ابیض شائع کیا تھا بعنوان قادیانیت، اسلام کے لئے سنگین خطرہ۔ حضور نے ان بے بنیاد الزامات کا جواب خطبات جمعہ کے ذریعہ 25 جنوری 1985ء سے شروع کیا جو 31 مئی 1985ء تک جاری رہا۔ یہ خطبات اب "زھق الباطل" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں جو جماعت کے علم کلام میں بہت اہم حیثیت کے حامل ہیں۔

جلسہ سالانہ برطانیہ

۲۵، ۲۶ اگست ۱۹۸۴ء کو جماعت برطانیہ کا ۱۹واں جلسہ سالانہ اپنے معمول کے مطابق منعقد ہوا جس سے حضور نے اختتامی خطاب فرمایا اس کی حاضری ۳ ہزار تھی۔ اگلے سال یہ جلسہ ۵ تا ۷ اپریل ۱۹۸۵ء کو منعقد ہوا۔ یہ پہلا جلسہ تھا جو برطانیہ کے نئے مرکز اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہوا۔ مرکزی جلسہ سالانہ ربوہ پر پابندی اور جلسہ برطانیہ میں حضور کی بھرپور شرکت کی وجہ سے یہ جلسہ مرکزی حیثیت اختیار کر گیا۔ ۱۹۸۵ء کے جلسہ میں ۳۸ ممالک کے ۷ ہزار احمدیوں نے شرکت کی۔ ۲۰۰۰ء میں حضور کے دور کے آخری جلسہ برطانیہ میں حاضری ۱۹۴۰۰ تھی جس میں ۷۳ ممالک کے نمائندے شریک ہوئے۔ ۲۰۰۱ء میں برطانیہ میں پھیلی ہوئی بیماری کی وجہ سے مرکزی جلسہ جرمنی میں منعقد ہوا جس کی حاضری ۴۸۱۹۰ تک پہنچ گئی۔

ان جلسوں نے جماعت کی تعلیم و تربیت اس کے پیغام اس کی وحدت اور عالمی سطح پر جماعت کے تشخص کو اجاگر کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ ۱۹۹۲ء سے یہ جلسے ٹیلی ویژن کے ذریعہ کل عالم میں نشر ہو رہے ہیں اور گویا گھر گھر میں جلسے کا منظر ہوتا ہے۔ حضور کے روح پرور خطاب اجتماعی دعائیں، اجتماعی نعرے اور دنیا بھر کی متفرق قوموں کی حاضری اس جلسہ کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ حضور جلسہ پر کئی کئی گھنٹے کے خطابات کرتے رہے جو علمی دنیا کے بھی نایاب خزائن ہیں۔

گزشتہ کئی سال سے جرمنی کا جلسہ بھی عملاً مرکزی جلسہ بن چکا ہے اور حضور کی بھرپور شرکت کے ساتھ جلسہ سالانہ کے تمام مناظر اس میں بھی دکھائی دیتے ہیں۔ یہ جلسہ بھی شروع سے آخر تک ایم ٹی اے پر دکھایا جاتا ہے۔

اسیران راہ مولیٰ

حضور کی ہجرت کے بعد ظالمانہ قوانین کی آڑ لے کر پاکستان میں ہزاروں احمدیوں کو مقدمات میں ماخوذ کیا گیا اور سینکڑوں احمدی گرفتار ہوئے ان کے لئے جماعت میں اسیران راہ مولیٰ کی اصطلاح رائج ہوئی۔ جن احمدیوں کے خلاف پاکستان میں مقدمات درج ہوئے ہیں اپریل ۲۰۰۲ء تک ان کی تعداد ۳ ہزار سے زیادہ ہے۔ نیز ایک مقدمہ تمام اہل ربوہ کے خلاف درج ہوا جس میں تقریباً ۵۰ ہزار افراد ماخوذ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ شہداء احمدیت اور اسیران کی تکالیف کا احساس کر کے ہمیشہ دکھ اٹھاتے رہے۔ ان کے لئے بے قرار دعائیں کرتے رہے اور ہمیشہ ہر خوشی کے موقع پر گلوگیر آواز میں ان کے لئے دعا کی تحریک فرماتے رہے۔

ان اسیران میں ایک بہت نمایاں گروہ اسیران ساہیوال کا ہے۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ساہیوال کی احمدیہ مسجد پر مدرسہ رشیدیہ کے طلبہ نے کلمہ طیبہ مٹانے کے لئے حملہ کیا۔ احمدی چوکیدار نے جوابی کارروائی کی جس پر گیارہ احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا۔

۱۶ جون ۱۹۸۵ء کو خصوصی فوجی عدالت نے مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ اور خادم مسجد مکرم نعیم الدین صاحب کو سزائے موت اور چار دیگر احمدیوں کو سات سات سال قید کی سزا سنائی۔

دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان کی رہائی کی خبر دی۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۸۸ء میں سزائے موت کے دونوں قیدیوں کی سزا عمر قید میں تبدیل ہو گئی۔ اور پھر ۲۰ مارچ ۱۹۹۴ء کو ان کی رہائی عمل میں آئی گویا حضور کی دعاؤں نے انہیں موت کے منہ سے کھینچ لیا۔

۲۷ جولائی ۱۹۹۴ء کو چار اسیران ساہیوال لندن پہنچے تو حضور کی طرف سے شاندار استقبال ہوا اور حضور نے انہیں گلے لگا کر سینے کو ٹھنڈک پہنچائی۔ مکرم الیاس منیر صاحب نے بعد میں جرمنی پہنچ کر حضور سے ملاقات کی سعادت پائی اور اب وہیں بطور مربی سلسلہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

حضور نے شہداء کے لواحقین اور اسیران راہ مولیٰ کے لئے ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء کو سیدنا بلال فنڈ قائم فرمایا۔

۴ دسمبر ۱۹۸۷ء کو حضور نے اسیران کی خاطر ساری دنیا میں اسیران کی بہبود کے لئے خدمات کی تحریک فرمائی جس کے نتیجہ میں کثرت سے اسیران کی رہائی اور مالی خدمات کے کام انجام دیئے گئے۔

الفضل ربوہ کی بندش اور الفضل انٹرنیشنل کا اجراء

۱۲ دسمبر ۱۹۸۴ء کو حکومت پاکستان نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ کو تین ماہ کے لئے سر بمہر کر دیا اور روزنامہ الفضل ربوہ کا ڈیکلریشن منسوخ کر دیا گیا۔ اس شدید کمی کو پورا کرنے کے لئے فروری ۱۹۸۵ء سے لندن سے ہفت روزہ "النصر" کا اجراء ہوا۔ پھر اپریل سے ماہنامہ خالد، انصار اللہ، مصباح اور تحریک جدید کے ضمیمہ جات کے ذریعہ اہم خبریں پہنچائی جاتی رہیں۔ ضیاء الحق کی ہلاکت کے بعد ۲۸ نومبر ۱۹۸۸ء سے روزنامہ الفضل دوبارہ جاری ہوا۔ لیکن بے پناہ قانونی پابندیاں اس کے راستہ میں حائل تھیں۔ قریباً ۱۰۰ مقدمات اس کے ایڈیٹر، پرنٹر اور پبلشر کے خلاف درج کئے گئے اور انہیں ۱۹۹۴ء میں قریباً ایک ماہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔

ان حالات میں حضور نے لندن سے ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا اجرا کیا جس کا نمونہ کا پرچہ جولائی ۱۹۹۳ء میں منظر عام پر آیا اور ۷ جنوری ۱۹۹۴ء سے اس کی مسلسل اشاعت جاری ہے۔

Friday the 10th

۲۸ دسمبر ۱۹۸۴ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے فرمایا کہ چند دن قبل میں رویا میں Friday the 10th کے الفاظ دہرا رہا تھا۔ آپ کو ایک گھڑی دکھائی گئی جس پر ۱۰ کا ہندسہ روشن حروف میں چمک رہا تھا۔

اس رویا کے نتیجہ میں حضور کی زندگی میں بہت سے جمعے دس تاریخ (شمسی یا قمری) کو ایسے آئے جب خدا تعالیٰ کے غیر معمولی نشان ظاہر ہوئے۔

ان میں خصوصیت کے ساتھ حضور کا مباہلہ کا چیلنج شامل ہے جب ۱۰ جون ۱۹۸۸ء بروز جمعہ حضور نے تمام معاندین کو مباہلہ کے لئے بلایا جس کے نتیجہ میں ضیاء الحق اور متعدد معاندین کی ہلاکت ہوئی۔

اسی طرح ۱۰ نومبر ۱۹۸۹ء بروز جمعہ جبکہ چاند کی بھی ۱۰ تاریخ تھی دیوار برلن گرائی گئی جو تاریخ عالم میں بہت بڑے انقلاب کا پیش خیمہ بنی۔

کمپیوٹر پریس اور انٹرنیٹ

لٹریچر کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور اشاعت کے جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کے لئے حضور نے ۱۲ جولائی ۱۹۸۵ء کو نستعلیق کتابت کے کمپیوٹر کے لئے ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ اور اگلے جمعہ کو کمپوزنگ کے ماہرین کو وقف کی تحریک فرمائی۔

۶ اپریل ۱۹۸۶ء کو اس کا افتتاح ہوا جس کا نام حضور نے رقیم پریس عطا فرمایا جو کثرت سے لٹریچر شائع کر رہا ہے۔

مرکز سلسلہ ربوہ میں خدام الاحمدیہ پاکستان نے ۱۹۹۰ء میں نستعلیق کتابت کا کمپیوٹر خریدا۔ قریباً ۱۹۹۳ء میں روزنامہ الفضل نے بھی کمپیوٹر خرید لیا اب اللہ کے فضل سے تمام جماعتی مرکزی رسائل اور جریدے کمپیوٹر کتابت کے ذریعہ شائع ہوتے ہیں۔

پاکستان میں حضور کی اجازت سے احمدیہ کمپیوٹر پروفیشنلز کے ادارہ کی بنیاد ڈالی گئی جو اب ایک مضبوط ادارہ ہے اور سالانہ کنونشن کے ساتھ ساتھ کئی قسم کے مفید پروگرام تیار کر رہا ہے۔

ویب سائٹ

جماعت کی آفیشل ویب سائٹ جنوری ۱۹۹۵ء سے انٹرنیٹ پر قائم ہے اس پر جماعت کے متعلق تمام ضروری کتب کے علاوہ الفضل ربوہ "الفضل انٹرنیشنل اور عربی مجلہ "التقـــوی" بھی موجود ہے۔ نیز ایم ٹی اے کی تمام Live نشریات بھی دیکھی اور سنی جا سکتی ہیں۔

فضل عمر ہسپتال کے توسیعی منصوبے

حضور نے کئی بار اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ فضل عمر ہسپتال ربوہ ہر لحاظ سے دنیا میں اعلیٰ درجہ کا ہسپتال بن جائے۔ چنانچہ آپ کے دور خلافت میں ہسپتال کی عمارت اور سہولتوں میں بہت وسعت پیدا ہوئی۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو ہسپتال کے نئے تعمیراتی مرحلے کا افتتاح ہوا۔

۱۳ جنوری ۱۹۸۸ء کو نواب محمد الدین بلاک کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ نواب صاحب نے ربوہ کی زمین کی خریداری میں بہت اہم کردار ادا کیا تھا۔

۴ مارچ ۱۹۹۱ء کو فضل عمر ہسپتال کی جدید لیبارٹری کا افتتاح ہوا۔ جس میں اب جدید ترین مشینری نصب کی جا چکی ہے۔

۸ نومبر ۱۹۹۲ء کو ہسپتال میں نئے وارڈوں اور نرسز ہاسٹل کا افتتاح ہوا۔ جنوری، فروری ۱۹۹۳ء میں شعبہ ریڈیالوجی کی نئی عمارت اور دو نئے شعبوں I.C.U اور C.C.U کا افتتاح ہوا۔

۲۱ مارچ ۲۰۰۲ء کو ہسپتال میں واقع مسجد یادگار کی تزئین نو کا افتتاح ہوا۔

قیام نماز کی جدوجہد

حضور کے دل میں نماز کے قیام کا جذبہ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندروں کی طرح موجزن تھا اور کئی دفعہ اس موضوع پر آپؒ نے خطبات کا سلسلہ جاری کیا۔

۸ نومبر تا ۲۰ دسمبر ۱۹۸۵ء کو حضور نے قیام نماز سے متعلق خطبات دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ذیلی تنظیمیں ہر ماہ مجلس عاملہ کا ایک اجلاس قیام نماز پر غور کرنے کے لئے منعقد کریں۔

۱۹۸۸ء میں مباہلہ کے چیلنج کے بعد حضور نے ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو ایک رویا کی بنا پر قیام عبادت کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی۔

۲ سال بعد ۱۹۹۰ء میں حضور نے سورۃ فاتحہ کی روشنی میں خطبات کا طویل سلسلہ شروع کیا۔ جو "ذوق عبادت اور آداب دعا" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ حضور نے بچوں کی اردو کلاس میں بھی تدریس نماز کے دلنشیں اور سلیس اسباق شروع کئے اور بڑوں کو بھی ان سے استفادہ کی ہدایت فرمائی

جمعہ پڑھنے کی تحریک

یکم جنوری ۱۹۸۸ء کو حضور نے یورپین ممالک کے احمدیوں کو جمعہ پڑھنے کی خاص تحریک فرمائی خواہ نوکری چھٹی لینی پڑے یا استعفیٰ دینا پڑے۔

ایک اور موقع پر حضور نے فرمایا کہ ہر تیسرا جمعہ ہر قیمت پر پڑھنا چاہئے۔ چنانچہ بیسیوں لوگوں نے نوکریوں کی قربانی دے کر بھی اس تحریک پر لبیک کہا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بہتر کے سامان پیدا کر دیئے۔

وقف جدید

وقف جدید سے حضور کا گہرا تعلق تھا۔ خدمات کے میدان میں داخل ہونے کے بعد آپ کی سب سے اہم ذمہ داری وقف جدید ہی تھی جس کی بہبود کے لئے آپ نے خون پسینہ ایک کر دیا تھا۔

منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد آپ کی سرپرستی اس تحریک کو حاصل رہی۔ اور اس میں بھی ہر شعبہ میں وسعت پیدا ہوئی۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء کو حضور نے اسے عالمگیر کرنے کا اعلان فرمایا چنانچہ ۲۰۰۳ء میں اس تحریک میں دنیا کے ۱۱۱ ممالک کے ۳ لاکھ ۸۰ ہزار سے زائد افراد شامل ہو چکے تھے اور ۱۵ لاکھ پاؤنڈ سے زیادہ وصولی ہو

نومبائعین کو اس میں کثرت سے شامل کرنے کے لئے آپ نے ۱۹۹۸ء میں ہدایت دی کہ ہر جماعت میں سیکرٹری وقف جدید برائے نومبائعین کا تقرر کیا جائے۔

اس تحریک کے تحت فروری ۲۰۰۲ء میں ۱۲۰ معلمین پاکستان کے ۷۰۰ سے زائد دیہات میں تعلیم و تربیت کا فریضہ ادا کر رہے تھے۔ سندھ اور بھارت کے بعض علاقوں سے خاص طور پر خدمت کا موقع مل رہا ہے۔

مرکز سلسلہ میں معلمین کلاس نے ۲۰۰۱ء میں ایک ادارہ کی شکل اختیار کر لی جسے حضور نے مدرسۃ الظفر کا نام عطا فرمایا ان کی رہائش اور تعلیم کے لئے نئی عمارت خریدی گئی۔

وقف جدید کے تحت بیسیوں مقامات پر ہومیو ڈسپنسریاں قائم ہیں۔

جولائی ۱۹۹۳ء میں مجلس انصار اللہ پاکستان نے المہدی ہسپتال مٹھی تھرپارکر کی تعمیر کا آغاز کیا جس کی تکمیل کے بعد ۱۷ مارچ ۱۹۹۵ء کو اسے وقف جدید کے سپرد کر دیا گیا۔

بھارت میں بھی وقف جدید مختلف میدانوں میں بے پناہ خدمات کی توفیق پا رہی ہے۔

تراجم قرآن

جماعت احمدیہ کی ایک عظیم اسلامی خدمت تراجم قرآن کریم سے تعلق رکھتی ہے اور ہمارا ماٹو دنیا کی تمام زبانوں میں قرآن کا ترجمہ کرنا ہے لیکن یہ ایک صبر آزما کام ہے۔ اور ۲۰۰۰ء تک جماعت ۵۶ زبانوں میں قرآن کے مکمل تراجم کی توفیق پا چکی ہے۔ لیکن دوسری قوموں کو لمبا انتظار تو نہیں کروایا جا سکتا اس لئے ۱۳ جون ۱۹۸۶ء کو حضور نے خطبہ عیدالفطر میں صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر دنیا کی ۱۰۰ زبانوں میں منتخب آیات اور احادیث کے تراجم شائع کرنے کا اعلان فرمایا اور یہ بھی اعلان کیا کہ یہ ساری اشاعت سیدنا بلال فنڈ سے ہوگی جو اسیران اور شہداء کی طرف سے دنیا کے لئے تحفہ ہوگا۔

چنانچہ ۱۹۸۹ء تک ۱۱۷ زبانوں میں قرآن کریم کی منتخب آیات، منتخب احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے منتخب اقتباسات شائع کر دیئے گئے۔

قرآن کریم کے مکمل تراجم کے لئے حضور نے تحریک فرمائی کہ مخلف احباب یا خاندان ایک ایک ترجمہ کا مکمل خرچ برداشت کریں چنانچہ خود حضور نے چینی زبان میں ترجمہ قرآن کا خرچ برداشت کیا۔

تحریک وقف نو

۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو حضور نے نئی صدی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے تحریک وقف نو کا اعلان فرمایا جس کے تحت والدین پیدائش سے پہلے ہی بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کرتے ہیں۔ یہ تاریخ عالم کی ایک منفرد سکیم ہے۔ آغاز میں یہ تحریک صرف 5 ہزار بچوں کے لئے تھی مگر اپریل ۲۰۰۳ء تک ۲۲۳۵۵ بچے اس تحریک میں شامل ہو چکے تھے جس میں خاص خدائی تصرف کے تابع ۱۲۵۶۳ لڑکے اور ۹۷۹۲ لڑکیاں تھیں۔ بے شمار گھرانوں کو خدا نے اس تحریک کی برکت سے اولاد سے نوازا۔

اپریل ۱۹۹۱ء میں باقاعدہ وکالت وقف نو قائم ہوئی۔ جولائی ۲۰۰۱ء میں واقفین نو پاکستان کا پہلا سالانہ اجتماع ربوہ میں منعقد ہوا۔

جامعہ احمدیہ میں واقفین نو کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کی وسیع و عریض عمارت تعمیر کی گئی ہے جس میں یکم ستمبر ۲۰۰۲ء سے تدریس کا آغاز ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ بچے اپنی پسند اور مرکز کی اجازت سے زندگی کے تمام شعبوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے جماعت کی خدمت کر سکتے ہیں۔

ربوہ میں واقفین نو کو عربی، جرمن، فرنچ زبانیں سکھانے کے لئے ۱۱ مارچ ۱۹۹۸ء کو وقف نو لینگویج انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح ہوا جس کا پہلا جلسہ تقسیم اسناد ۱۰ فروری ۲۰۰۲ء کو ہوا۔ اس میں ۲۵۰ کے قریب بچے زیر تعلیم ہیں۔

بادشاہوں کا قبول احمدیت اور مسیح موعودؑ کے کپڑوں سے برکت کا حصول

حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے۔

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

یہ الہام پہلی دفعہ ۱۹۶۵ء میں پورا ہوا جب گیمبیا کے گورنر جنرل سر ایف ایم سنگھاٹے نے احمدیت قبول کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے حضرت مسیح موعود کے کپڑے کا تبرک حاصل کیا۔ یہ نظارہ خلافت رابعہ میں زیادہ شان کے ساتھ نظر آیا۔

اپریل ۱۹۸۷ء میں نائیجیریا کے ۸ بادشاہوں نے احمدیت قبول کی جن میں سے ۲ کو حضور نے جلسہ سالانہ برطانیہ پر یکم اگست ۱۹۸۷ء کو حضرت مسیح موعود کے کپڑوں کا تبرک عطا فرمایا۔

پھر جلسہ سالانہ ۲۰۰۰ء پر بینن کے دو مزید بادشاہوں نے جلسہ سالانہ پر حضور سے حضرت مسیح موعود کے کپڑوں کا تبرک حاصل کیا۔ ان میں سے ایک بادشاہ وہ بھی ہیں جن کے ماتحت ۲۰۰ کے قریب بادشاہ ہیں۔ یہ اور ان کے علاوہ مزید بادشاہ بھی جلسہ برطانیہ میں ذوق و شوق سے شامل ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کا یہ الہام ۱۸۹۸ء کا ہے اور پورے سو سال بعد ۱۹۹۸ء میں ۲۰ بادشاہ جماعت میں داخل ہوئے۔

۲۰۰۲ء میں بینن کے جلسہ سالانہ ۲۱ تا ۲۳ دسمبر کے موقع پر تقریباً ایک سو بادشاہ شامل ہوئے۔ جن میں کنگ آف پراکو کی سربراہی میں ملک کے بڑے بادشاہوں کا ۳۰ رکنی وفد گھوڑوں پر سوار ہو کر آیا۔ اسی طرح نائیجر کے سب سے بڑے بادشاہ سلطان آف آگادیس کا ۱۲ رکنی وفد ۲۵۰۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے جلسہ میں شامل ہوا۔

سچائی، علم، عقل، الہام

۳ جون ۱۹۸۷ء کو حضور نے سوئٹزرلینڈ کی ایک یونیورسٹی میں مندرجہ بالا موضوع پر لیکچر دیا جو بعد میں حضور کی عظیم الشان کتاب Rationality, "Revelation, Knowledge and Truth کی بنیاد بنا۔ یہ کتاب ۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی۔ اور دنیا بھر کے دانشوروں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ میری تمام زندگی کے تجربے اور علوم کا نچوڑ ہے۔

لجنہ اماء اللہ کا محسن

حضور رحمہ اللہ کو خلافت سے بہت پہلے ایک رؤیا میں خبر دی گئی تھی کہ آپ کو لجنہ اماء اللہ کی خاص خدمت کرنے اور ان پر غیر معمولی احسانات کی توفیق عطا ہوگی۔ چنانچہ آپ کے زمانہ خلافت میں یہ خبر بڑی شان سے پوری ہوئی اور آپ کے دور میں احمدی خواتین نے ہر پیمانہ اور خدمت کے ہر دائرہ میں

تیزی سے قدم آگے بڑھائے۔ اس کے نتیجہ میں مرکزی تنظیم اور عمارتی لحاظ سے بھی توسیع ہوئی۔ چنانچہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ اور مقامی ربوہ کے نئے دفاتر اور ہال تعمیر ہوئے۔ جس کے لئے حضور نے ۱۹۸۷ء میں ۲۶ لاکھ روپے کی تحریک فرمائی تھی۔

۱۵ نومبر ۲۰۰۱ء کو لجنہ اماء اللہ پاکستان کے گیسٹ ہاؤس کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کی تعمیر جاری ہے۔

دورہ افریقہ

حضور نے جنوری فروری ۱۹۸۸ء میں مغربی افریقہ کا دورہ فرمایا جس میں گیمبیا، سیرالیون، لائبیریا، آئیوری کوسٹ، غانا اور نائیجیریا شامل تھے۔ ۲۶ اگست تا ۲۸ ستمبر ۱۹۸۸ء میں حضور نے مشرقی افریقہ کا دورہ فرمایا۔ یہ کسی خلیفہ کا مشرقی افریقہ کا پہلا دورہ تھا۔ اس کے دوران حضور کینیا، یوگنڈا، تنزانیہ، ماریشس تشریف لے گئے۔ ان دوروں میں بڑے وسیع پیمانہ پر دعوت الی اللہ کی تقریبات منعقد ہوئیں۔ دانشوروں سے رابطہ ہوا۔ صدران اور وزراء اعظم سے ملاقات ہوئی اور حضور نے ان ممالک کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کے لئے خصوصی مشورے دیئے۔

۲۲ جنوری ۱۹۸۸ء کو حضور نے گیمبیا میں نصرت جہاں تنظیم نو کی تحریک کا اعلان کیا اور ہر پیشہ اور علم میں مہارت رکھنے والے افراد کو خدمت کے لئے بلایا۔

آپ کے دور میں نصرت جہاں سکیم کے تحت ۱۴ مزید ہسپتال و کلینک اور ۹ سکول قائم ہوئے۔ اس طرح کل ۱۲ افریقن ممالک میں ۳۷ ہسپتال اور ۳۳ سکول کام کر رہے ہیں۔

مباہلہ کا تاریخی چیلنج

جماعت پر لگائے جانے والے جھوٹے الزامات کا جواب دیئے جانے کے باوجود دشمن ان پر اصرار کر رہا تھا اس لئے حضور نے جماعت کی دوسری صدی سے قبل ۲۷ مئی تا ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کے سلسلہ خطبات میں سارا پس منظر بیان کرنے کے بعد ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو تمام دنیا کے معاندین، مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ یعنی آسمانی عدالت میں حاضری کا چیلنج دیا۔ اور فرمایا کہ اگر دشمن اب بھی جھوٹے الزامات پر مصر ہے تو وہ اس عبارت پر دستخط کر دے کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو اور وہ سچے کے حق میں نصرت کے نشان دکھائے۔ یہ چیلنج کثرت سے تقسیم کیا گیا جس پر پاکستان میں بہت سی گرفتاریاں اور سزائیں عمل میں آئیں۔

اس چیلنج کی زد سے بچنے کے لئے مخالفین نے بہت سے عذر تراشے ڈرامہ بازیاں کیں مگر ایک سال کے اندر اندر جھوٹوں کے حق میں خدا کی تقدیر غضب ظاہر ہوئی ان میں سے سب سے نمایاں نام جنرل ضیاء الحق صدر پاکستان کا ہے جو ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو طیارے کے حادثے میں ہلاک ہوئے اور ان کا جہاز جل کر راکھ ہو گیا۔ اور دانتوں کے مصنوعی ڈھانچے سے ان کی شناخت ہوئی۔

اس سے قبل مباہلہ کے چیلنج کے ٹھیک ایک ماہ بعد اسلم قریشی نامی شخص منظر عام پر آ گیا جس کے قتل کا الزام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع پر علماء نے قسمیں کھا کر لگایا تھا۔ ان لوگوں کو بے پناہ ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

دوسری طرف جماعت نے ترقیات کے میدانوں میں نئی رفعتیں لگائیں اور نئے نئے سنگ میل نصب کیے۔

جنوری ۱۹۹۷ء میں حضور نے پھر ایک دفعہ اس چیلنج کو دہرایا اور اس دعا کا چیلنج دیا کہ جو جھوٹا ہے اس پر خدا کی لعنت

ہو۔ اس پر بھی بہت سے دشمنوں کو د...

خلافت رابعہ میں بے شمار پھ...

متعلق نئی شانات ظاہر ہوئے۔...

...

تقاضا کرتی ہے۔

حضور نے ۱۹۹۳ء میں مخلصین...

صدی کے خاتمہ سے پہلے آ...

ایک کروڑ روپیہ انعام دیا جائے گا۔

التقوی اور لقاء

خلافت رابعہ میں عرب دنیا...

شان سے پہنچا۔ عرب دنیا تک ا...

کے لئے مئی ۱۹۸۹ء سے لندن...

جاری کیا گیا جس سے سینکڑوں لو...

ہوئی۔

ایم ٹی اے کے اجراء کے...

عرب دوستوں کے ساتھ لقاء مع...

جس میں حضور نے انگریزی میں...

دیئے جن کا ترجمہ عربی میں ساتھ...

بھی سعید عرب روحوں میں بے...

گھنٹوں سے زائد پروگرام حضور...

رسالہ التقوی اور لقاء...

اثر ہے اور بہت سے دانشوروں...

کا اظہار کیا ہے۔

بلڈ بنک اور آئی

مرکز سلسلہ ربوہ میں رضا کا...

۱۹۸۹ء میں فضل عمر ہسپتال...

آغاز ہوا۔ ۲۱ جولائی ۱۹۹۴ء...

افتتاح کی تقریب ہوئی۔ ۸...

پاکستان کے زیر اہتمام علیحدہ...

سنگ بنیاد رکھا گیا جس کا افتتاح...

۵ نومبر 2000ء کو خدام...

بنک کا افتتاح ہوا۔ ...

چکی ہے۔ اور چار ہزار سے ز...

ہے۔ اب اس کی نئی عمارت ز...

اس سلسلہ میں خاص خدمات...

صد سالہ جو...

صد سالہ جوبلی سے قبل...

قسم کے جھگڑوں اور فساد...

باجماعت اور اعلیٰ اخلاق سے...

ہو۔ چنانچہ حضور نے ۱۹۸۷ء...

کو اس مقصد کے لئے تیار کر...

حضور نے ۳۰ جنوری...

سالہ جوبلی سے قبل ہر خاندا...

میں داخل کرے۔ ۲ فرور...

عمارت تعمیر کرے جس میں ز...

۱۱ مارچ ۱۹۸۸ء کو حض...

میں ایک نمائش گاہ تعمیر کی جا...

گئی ہے۔

صد سا...

۱۹۸۹ء کا سال جماعت...

مسرتوں کا سال تھا۔ اس...

شکرانے کے آنسوؤں کے ساتھ منایا۔ جماعت کی صد سالہ جوبلی منانے کی تحریک حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی اور اس کی تیاری کے لئے ۱۹۷۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے صد سالہ جوبلی منصوبہ کی بنیاد رکھی تھی۔

۲۲ رمارچ ۱۹۸۹ء کی شام کو حضور نے مسجد فضل لندن پر لگائے جانے والے قمقموں کا سوئچ آن کر کے تقریبات کا آغاز کیا۔ ۲۳ رمارچ کو حضور نے مسجد فضل لندن کے سامنے لوائے احمدیت لہرایا اور دعا کروائی۔ حضور نے اس موقع پر ورلڈ پیغام جاری کیا جو کل عالم میں مشتہر کیا گیا۔ جوبلی کا خاص لوگو (Logo) تیار کیا گیا۔

۲۳ رمارچ کو حضور نے نئی صدی کا پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ماریشس اور جرمنی میں بھی بذریعہ ٹیلی فون سنا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ نئی صدی کے آغاز پر اللہ تعالیٰ نے مجھے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا تحفہ عطا فرمایا ہے۔

حضور نے گزشتہ سال مغربی اور مشرقی افریقہ کا دورہ فرمایا تھا اس سال حضور نے جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں پہلا سفر آئرلینڈ کا اختیار فرمایا اس کے بعد یورپ کے مختلف ممالک، کینیڈا، امریکہ، گوئٹے مالا، فجی، آسٹریلیا، سنگاپور، جاپان اور ناروے کا دورہ فرمایا اور صد سالہ جلسوں سے خطاب فرمائے۔

اس سال لندن کے جلسہ سالانہ پر ۶۳ ممالک کے ۱۴ ہزار احمدیوں نے شرکت کی۔ کئی ملکوں کے سربراہوں نے تہنیت کے پیغام بھیجے اور معززین نے شرکت کی۔ اس جلسہ میں حضرت مولوی محمد حسین صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کو حضور نے جلسہ پر بلوایا اور ہزاروں احمدیوں نے تابعی بننے کی سعادت حاصل کی۔

اس سال ۲۳ رمارچ ۱۹۸۹ء سے ۲۳ رمارچ ۱۹۹۰ء تک ایک لاکھ بیعتیں ہوئیں جو تاریخ احمدیت میں ایک سنگ میل تھا۔

اسلام اور عصر حاضر کے مسائل

۲۴ رفروری ۱۹۹۰ء کو حضور نے کوئین الزبتھ ثانی سنٹر لندن میں انگریزی میں لیکچر دیا بعنوان

Islam's response to the contemporary issues

یہ لیکچر بعد میں کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

خلیج کا بحران

عراق پر امریکی حملہ کے تناظر میں حضور نے ۱۷ اگست ۱۹۹۰ء تا ۱۵ رمارچ ۱۹۹۱ء خطبات جمعہ ارشاد فرمائے جو بعد میں اردو میں "خلیج کا بحران اور نظام جہان نو" اور انگریزی میں "The Gulf Crises and new World Order" اور عربی میں "کارثة الخليج والنظام العالمي الجديد" کے عنوان سے شائع ہوئے۔ عرب دنیا کے موجودہ حالات میں بھی یہ کتاب ان کے لئے بڑا جاندار پیغام ہے۔

حضور کا سفر قادیان

۱۹۹۱ء کا سب سے اہم واقعہ حضور کا سفر قادیان تھا۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کے بعد پہلی دفعہ خلیفۃ المسیح قادیان آئے اور صد سالہ جلسہ قادیان میں شرکت فرمائی۔ جلسہ کی حاضری ۲۵ ہزار تھی۔

حضور ۱۶ ردسمبر کو دہلی پہنچے اور ۱۹ ردسمبر کو بذریعہ ریل قادیان میں ورود ہوا۔ ۲۶ تا ۲۸ ردسمبر کو حضور نے جلسہ سالانہ سے خطابات فرمائے۔ حضور ۲۱ رجنوری ۱۹۹۲ء کو واپس لندن پہنچے۔

حضور کا یہ سفر نہایت مبارک ثابت ہوا۔ قادیان اور بھارت میں بے شمار نئے راستے کھلے اور خدمت کی نئی راہیں خدا نے دکھائیں۔ اور عالمی بیعت کا سلسلہ شروع ہونے کے بعد ہندوستان میں ۲ کروڑ سے زیادہ بیعتیں ہو چکی ہیں۔

قادیان میں آنے والے مہمانوں کے لئے یورپی طرز کے وسیع و عریض گیسٹ ہاؤسز تعمیر ہوئے اور کئی مقدس مقامات کی تعمیر نو ہوئی۔ اس کے نتیجہ میں قادیان کا ظاہری حسن بھی بڑھا۔

حضور نے درویشان قادیان کے حالات بہتر بنانے کے لئے کئی اہم اقدامات کئے۔ حضور نے قادیان میں صنعتیں لگانے اور احمدی لڑکیوں کے رشتے بیرون ممالک کرنے کی تحریکات فرمائیں۔

اس کے بعد حضور اگلے کئی سال قادیان کے جلسہ سالانہ سے بذریعہ سٹیلائٹ خطاب فرماتے رہے۔ یہ بھی نہایت روح پرور نظارے تھے جب لندن میں قادیان کے لئے جلسہ سالانہ منعقد ہوتا رہا اور تمام دنیا کے احمدی حضور کے خطاب سن کر گویا جلسہ قادیان میں شریک ہوتے رہے۔

صد سالہ تقریبات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دور میں ایک لحاظ سے حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی تاریخ دہرائی گئی۔ اور بے شمار چھوٹے بڑے واقعات میں حیرت انگیز مشابہت نظر آتی ہے۔

اس دور میں جماعت کی صد سالہ جوبلی کے علاوہ تین اہم تاریخی واقعات کی صد سالہ سالگرہ خاص طور پر منائی گئی۔

۱۔ ۱۹۹۴ء میں کسوف و خسوف۔

۲۔ ۱۹۹۶ء میں کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی"۔ ۲۰۰۲ء تک اس کتاب کے تراجم 52 زبانوں میں شائع ہو چکے تھے۔

۳۔ ۲۰۰۰ء میں کتاب "خطبہ الہامیہ"۔

ان سالوں میں خصوصیت کے ساتھ ان مضامین پر جلسے اور سیمینار منعقد کئے گئے۔ کتب اور خصوصی نمبر شائع کئے گئے اور نمائشیں اور خصوصی پروگرام مرتب کئے گئے۔

موعود منادی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سابقہ آسمانی پیشگوئیوں کے مطابق وہ موعود منادی تھے جن کے ذریعہ حضرت مسیح موعود اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام کل عالم میں پہنچنا مقدر تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی بڑی خواہش تھی کہ جماعت کا ایک اعلیٰ درجہ کا ریڈیو سٹیشن قائم ہو۔ مگر خلافت رابعہ میں جماعت نے عالمی نظام مواصلات کے کئی مراحل یکدم طے کر لئے تاکہ صحف سابقہ کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوں جن کے مطابق ایک منادی نے دین مصطفیٰ کی منادی کرنی تھی اور اسے دنیا بھر میں بیک وقت دیکھا اور سنا جانا تھا اور اس کے پیغام کو ہر زبان والے نے اپنی زبان میں سننا تھا۔ ذیل میں دنیا کے اس منفرد پروگرام کے اہم مراحل پیش ہیں۔

حضور کے ربوہ سے لندن تشریف لے جانے کے بعد حضور کے خطبات کی کیسٹس (آڈیو۔ ویڈیو) تمام دنیا میں پہنچائی جاتی رہیں۔ مگر احمدیت کی دوسری صدی کے آغاز میں ایک نئی خوشی یہ ملی کہ دوسری صدی کا پہلا خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ رمارچ ۱۹۸۹ء ماریشس اور جرمنی میں بذریعہ ٹیلی فون براہ راست سنا گیا۔

۲۳ رجون ۱۹۹۱ء میں حضور کا خطبہ عیدالاضحی ۲۴ ممالک میں سنا گیا۔

۲۶ تا ۲۸ رجولائی ۱۹۹۱ء کا جلسہ سالانہ لندن میں حضور کے خطابات گیارہ ممالک میں بذریعہ ٹیلی فون سنے گئے۔

۱۳ رجنوری ۱۹۹۲ء کو حضور کا خطبہ پہلی دفعہ براعظم یورپ میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ براہ راست نشر ہوا۔ اسی سال کا جلسہ سالانہ ۳۱ رجولائی تا ۲ راگست مکمل طور پر ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔

۲۱ راگست ۱۹۹۳ء سے حضور کے خطبات جمعہ چار براعظموں، ایشیا، افریقہ، یورپ اور آسٹریلیا میں باقاعدگی سے نشر ہونا شروع ہوئے۔

۱۶ راپریل ۱۹۹۳ء کو حضور نے اپنی بیٹی یاسمین رحمان مونا کا نکاح پڑھا جو سٹیلائٹ کے ذریعہ نشر کیا گیا۔ یہ اپنی نوعیت کا پہلا عالمی نکاح تھا۔

۷ رجنوری ۱۹۹۴ء سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی باقاعدہ نشریات کا آغاز ہوا۔ ایشیا اور افریقہ میں روزانہ ۱۲ گھنٹے اور یورپ میں ۳ گھنٹے کے پروگرام نشر ہونا شروع ہوئے۔

یکم اپریل ۱۹۹۶ء سے یہ نشریات ۲۴ گھنٹے پر پھیل گئیں۔ جون ۱۹۹۶ء میں حضور کے دورہ کینیڈا کے دوران لندن اور کینیڈا کے دو طرفہ رابطوں کا آغاز ہوا۔ ۵ رجولائی ۱۹۹۶ء کو ایم ٹی اے کی نشریات گلوبل بیم پر شروع ہو گئیں۔ ۱۹۹۹ء میں ایم ٹی اے کی ڈیجیٹل نشریات کا آغاز ہوا۔

اس ٹیلی ویژن کے ذریعے جماعت کو جو وحدت نصیب ہوئی اس کا چند سال پہلے تصور بھی ناممکن تھا۔ اس نظام کا ہر مرحلہ حضور کی خصوصی نگرانی میں طے ہوا۔ اور اس کے ذریعے ہدایت اور انوار قرآنی اور علوم روحانی کے خزانے بانٹنے کا کام جاری ہے۔

عالمی بیعت

عالمی بیعت کی بنیاد جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۲ء سے ہوئی۔ حضور نے ۲۶ تا ۲۸ ردسمبر کے جلسہ سے سٹیلائٹ کے ذریعہ افتتاحی اور اختتامی خطابات ارشاد فرمائے۔ اختتامی اجلاس میں آٹھ افراد کی بیعت بھی ہوئی۔ یہ پہلی بیعت تھی جو عالمی رابطوں پر نشر کی گئی۔

اسی طرح ۳۰ رمئی ۱۹۹۳ء کو حضور نے خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماع کے موقع پر ۳۱ ممالک کے ۱۷ افراد کی بیعت لی جو سٹیلائٹ کے ذریعہ نشر کی گئی۔

عالمی بیعت کا باقاعدہ نظام جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۳ء سے ہوا۔ حضور نے اپریل میں عالمی بیعت کی تیاری کے لئے پہلا پیغام جاری فرمایا۔ اور ۳۱ رجولائی کو جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے دن ۲ لاکھ افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ حضور کی وفات تک عالمی بیعت کی ۱۰ تقاریب میں قریباً ۱۷ کروڑ نو احمدی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ یہ بیعت کا نظام بھی ان پیشگوئیوں کے مطابق ہے جن میں کہا گیا ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی کہ امام مہدی کی بیعت کرو۔ اور پھر دنیا میں عظیم انقلاب برپا ہوگا۔

خدمت انسانیت کا بے پناہ جذبہ

حضور کے دل میں خدمت انسانیت کی بے پناہ تڑپ تھی اور یہ ہر رنگ و نسل اور ملت و مذہب سے بالاتر تھی۔ آپ کی مالی تحریکات میں سے کئی دنیا کے مختلف خطوں کے مصیبت زدگان کے لئے ہیں۔

۱۹۸۳ء میں آپ نے افریقہ کے قحط زدگان، ۱۹۹۲ء میں صومالیہ کے قحط زدگان اور ۱۹۹۴ء میں اہل روانڈا کے لئے مالی تحریکات فرمائیں۔ اسی طرح اسلوبیڈور کے زلزلہ زدگان کے لئے تحریک فرمائی۔ جنوری ۱۹۹۵ء میں جاپان کے شہر کوبے میں زلزلہ آیا جس میں حضور کے ارشاد کے تابع جماعت نے شاندار خدمات سرانجام دیں۔ اسی طرح اگست ۱۹۹۹ء میں ترکی اور ۲۰۰۱ء میں بھارت میں زلزلہ کے موقع پر جماعت نے ہر قسم کی امداد میں حصہ لیا۔

۱۹۹۲ء میں بوسنیا کی جنگ سے بے گھر ہونے والے لوگوں کے لئے جماعت نے غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی۔ ان کے اہل خانہ کی تلاش کے لئے حضور نے احمدیہ ٹیلی ویژن پر خصوصی پروگرام نشر کروائے نیز بوسنیا کے جہاد میں احمدیوں کو حتی الوسع حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔

۳۰ راکتوبر ۱۹۹۲ء کو حضور نے بوسنیا کے یتیم بچوں کی امداد اور ۱۹ رفروری ۱۹۹۳ء کو بوسنین خاندانوں سے مواخات قائم کرنے کی تحریک فرمائی۔

۲۹ رجنوری ۱۹۹۹ء کو حضور نے افریقن ممالک خصوصاً سیرالیون کے مسلمان یتامیٰ اور بیوگان کی خدمت کی عالمی تحریک کی اور فرمایا یتامیٰ کو گھروں میں پالنے کی رسم زندہ کریں۔ ۵ رفروری ۱۹۹۹ء کو حضور نے عراق کے یتیموں اور بیواؤں کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک فرمائی۔

اس سے قبل حضور نے ۳۰ رمئی ۱۹۹۷ء کے خطبہ میں یہ بھی تحریک فرمائی کہ احمدی خدمت خلق کرنے والی عالمی تنظیموں کے ممبر بنیں۔

عالمی سطح پر بڑھتے ہوئے ظلم و ستم اور خدمت کے وسیع میدانوں میں جماعت کا خاطر خواہ حصہ ڈالنے کے لئے حضور نے ۱۹۹۲ء میں خدمت خلق کی عالمی تنظیم قائم کرنے کا اعلان فرمایا جس کی روشنی میں Humanity First کی تنظیم ۱۹۹۳ء میں قائم ہوئی۔ یہ تنظیم اب تک یوگوسلاویہ، کروشیا، ہنگری، سلووینیا، بوسنیا، سیرالیون سمیت ۱۵ ملکوں میں خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ اور ان خدمات کا تعلق یتیموں کی دیکھ بھال، پینے کے صاف پانی کی فراہمی، حصول تعلیم، فنی تعلیم، خوراک، علاج، بینائی کی واپسی، زلزلہ سے متاثرہ افراد کی بحالی سے تعلق رکھتا ہے اور یہ سلسلہ ترقی پذیر ہے۔

حضور کا دورہ نارتھ پول

حضور نے ۱۹۹۳ء میں قطب شمالی کے بلندترین مقامات کا دورہ فرمایا۔ ۲۳ رجون کو حضور نارتھ کیپ (ناروے) پہنچے یہ وہ مقام ہے۔ جہاں ۲۴ گھنٹے دن رہتا ہے۔ حضور نے وقت کا اندازہ کر کے مغرب و عشاء کی نمازوں سے لے کر اگلے دن کی ساری نمازیں قافلہ کے ساتھ باجماعت ادا کیں اور ۲۵ رجون کو خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔

اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی کہ دجال کے زمانہ میں غیر معمولی لمبے دن ہوں گے اور وقت کا اندازہ کر کے نماز ادا کرنا۔

ہومیوپیتھی کی ترویج

حضور میں خلافت سے قبل ہی ہومیوپیتھی اور اس کے ذریعہ مفت علاج کا بے پناہ جذبہ موجزن تھا۔ ۱۹۶۰ء کے لگ بھگ آپ نے گھر سے دوائیں دینا شروع کیں۔ اور پھر ۱۹۶۸ء میں وقف جدید میں فری ہومیوپیتھی ڈسپنسری کا اجرا فرمایا۔ اور بے حد وقت دے کر مریضوں کا علاج فرماتے رہے۔

حضور نے ۲۳ رمارچ ۱۹۹۴ء سے ایم ٹی اے پر ہومیوپیتھی کلاسز کا اجرا فرمایا۔ اور بڑی تفصیل کے ساتھ مختلف بیماریوں اور دواؤں کا مزاج اور شفا کے حیرت انگیز واقعات بیان فرمائے۔ قریباً ۲۰۰ کلاسز کی ریکارڈنگ کے بعد انہیں

کتابی شکل میں علاج بالمثل یعنی ہومیوپیتھی کے نام سے شائع کر دیا گیا۔ اس کے اب تک کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

حضور نے یہ تحریک بھی فرمائی کہ کثرت کے ساتھ فری ہومیوپیتھی ڈسپنسریاں قائم کی جائیں جہاں سے فری علاج کیا جائے اور احباب جماعت کو ان سے مطلع کیا جائے چنانچہ برطانیہ سمیت دنیا کے بیسیوں ممالک میں اس طرح کے مراکز قائم ہو چکے ہیں جہاں احمدی اور غیر احمدی ادویہ حاصل کرتے ہیں۔

ربوہ میں وقف جدید کی ڈسپنسری کے علاوہ کم از کم ایک درجن مراکز قائم ہیں۔ نیز طاہر ہومیو پیتھک کلینک اینڈ ریسرچ سنٹر ربوہ کے نام سے ایک بڑے ادارہ کی بنیاد ۲۰۰۰ء میں ڈالی جا چکی ہے۔ جس کی اپنی عمارت کی تعمیر بھی شروع ہونے والی ہے۔

حضور کے لیکچرز اور کتب کے طفیل گھر گھر میں چھوٹے چھوٹے ہومیوپیتھ بن گئے ہیں جو معمول کی بیماریوں کا ابتدائی علاج کرنے کے قابل ہیں۔ بے شمار غیر از جماعت بھی حضور کے نسخوں سے استفادہ کرتے ہیں اور بہت ماہر ہومیوپیتھ بھی حضور کے تجربات اور حکمت کے قدردان ہیں۔

ترجمۃ القرآن

حضور نے ۱۵ رجولائی ۱۹۹۴ء کو ایم ٹی اے پر ترجمۃ القرآن کلاس کا آغاز کیا اور ۲۳ رفروری ۱۹۹۹ء کو ۳۰۵ گھنٹے کی کلاسز کے ذریعہ تکمیل ہوئی، جس میں ترجمہ کے علاوہ ضروری تشریحات بھی موجود ہیں۔ یہ ترجمہ ۲۰۰۰ء میں کتابی صورت میں شائع ہوا۔ تفسیری نوٹس کے ساتھ ۲۰۰۲ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

یہ ترجمہ سادہ، سلیس ہونے کے باوصف نہایت درجہ فصیح و بلیغ اور اصل الفاظ کے قریب تر ہے۔ اور اردو ادب کا بھی شاہکار ہے۔ اس میں عام طور پر اہتمام کیا گیا ہے کہ عربی میں مذکر اور مؤنث بولے جانے والے الفاظ کا ترجمہ بھی اردو میں ان کے مطابق کیا گیا ہے۔

وَسِّعْ مَکَانَکَ کا نیا دور

وَسِّعْ مَکَانَکَ کا الہام خلافت رابعہ میں بھی بڑی شان سے پورا ہوا۔ اور تمام جماعتی مراکز اور دفاتر میں حیرت انگیز وسعت پیدا ہوئی کئی شعبے جو چھوٹے چھوٹے کمروں میں محدود تھے اب وسیع دفاتر کے مالک ہیں۔

صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید، تمام ذیلی تنظیمیں، جامعہ احمدیہ، ربوہ کی بستی اس کی مساجد اور بازار سب کے سب اس الہام کا فیض پا رہے ہیں پاکستان میں قریباً تمام بڑے ضلعی مقامات پر مساجد اور دفاتر میں اضافہ ہوا ہے۔ گیسٹ ہاؤسز تعمیر ہوئے ہیں۔

بیرون پاکستان خصوصیت سے قادیان، جرمنی، برطانیہ، کینیڈا اور امریکہ میں مرکزی اور ذیلی تنظیموں کے دفاتر میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔

دورہ انڈونیشیا

حضور نے ۱۹ رجون تا ۱۱ رجولائی ۲۰۰۰ء کو انڈونیشیا کا دورہ فرمایا کسی خلیفہ کا یہ انڈونیشیا کا پہلا دورہ تھا۔ جس کی بہت پذیرائی ہوئی۔ صدر مملکت نے بھی ملاقات کی اور دانشوروں کے ساتھ کئی مجالس منعقد ہوئیں۔ حضور نے جلسہ سالانہ سے خطاب فرمایا جس میں ۲۶ ہزار افراد شریک ہوئے۔

مدرسۃ حفظ القرآن

مرکز سلسلہ ربوہ میں مدرسۃ الحفظ لمبے عرصے سے قائم ہے جس میں مارچ ۱۹۷۶ء سے مارچ ۲۰۰۲ء تک ۲۲۳ بچے قرآن کریم حفظ کر چکے ہیں۔ جون ۲۰۰۰ء میں اس کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کر دیا گیا اور بہت سی اصلاحات عمل میں لائی گئیں۔ بچیوں کے لئے عائشہ دینیات اکیڈمی قائم کی گئی ہے جس سے ۹۲ طالبات قرآن کریم حفظ کر چکی ہیں۔

۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کو برطانیہ میں مدرسہ حفظ القرآن کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں ٹیلیفون اور جزوقتی کلاسوں کے ذریعہ بچوں کو قرآن حفظ کروایا جاتا ہے۔ اس کلاس کا نام حضور نے "الحافظون" رکھا ہے۔

حضور نے کئی بار حفظ قرآن کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر احمدی کو کم از کم وہ آیات یاد ہوں جو حضور نمازوں میں تلاوت فرماتے تھے۔

انسداد بیروزگاری، رشتہ ناطہ اور مریم شادی فنڈ

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۰۰ء میں ایک رؤیا کی بناء پر انسداد بیروزگاری اور رشتہ ناطہ کے امور کی طرف خصوصیت سے توجہ فرمائی۔ اس مقصد کے لئے آپ نے تفصیلی ہدایات جاری فرمائیں اور بے شمار گھرانے اس سے برکت حاصل کر رہے ہیں۔

حضور نے اپریل ۱۹۹۲ء میں جماعت کو غریب بچیوں کی شادی کے انتظام میں حصہ لینے کی تحریک فرمائی۔ اور معاشرے میں جہیز کی وجہ سے پریشان والدین کی مدد کے لئے وفات سے چند ہفتے قبل آپ نے مریم شادی فنڈ کے نام سے تحریک فرمائی۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے ملک کے اندر ضرورتمند بچیوں کے جہیز کے تمام ضروری اخراجات برداشت کرنے کا وعدہ کیا۔ حضور نے فرمایا انشاء اللہ یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا۔

صاحب فکر و آگہی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ذات والا صفات ظاہری اور باطنی علوم کا سمندر تھی آپ کو حصول علم کا بے پناہ شوق تھا جدید ترین سائنسی علوم کے متعلق آپ کی معلومات حیرت انگیز تھیں اور آپ قرآن کریم کی روشنی میں ان علوم کا محاکمہ کرنے پر قادر تھے۔

دنیا اور خصوصاً جماعت کو ان علوم سے بہرہ ور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آپ کو تقریر اور تحریر کا بادشاہ بنایا تھا آپ ایک قادر الکلام شاعر اور ادیب، سحر طراز مقرر اور خطیب تھے۔ آپ کے ایک ہزار کے قریب خطبات جمعہ ریکارڈ ہیں۔ ان میں سے اکثر مسلسل مضامین پر مشتمل ہیں۔ اور اسلامی علوم کا بے پناہ خزانہ ہیں۔

ان علوم کی دوسری نہر مجالس عرفان کے ذریعہ جاری ہوئی۔ یہ ہزار ہا مجالس اردو اور انگریزی میں ہیں۔ جن کے تراجم کئی زبانوں میں رواں نشر ہوتے رہے۔ لقاء مع العرب کا پروگرام ۳۰۰ گھنٹوں پر مشتمل ہے۔ اردو کلاس، چلڈرن کلاس، اطفال، لجنہ، جرمن، بنگلہ احباب سے ملاقات کے سینکڑوں پروگراموں نے ان علوم کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

آپ نے سینکڑوں تحریری پیغامات دیئے۔ سینکڑوں خطوط اپنے ہاتھ سے لکھے۔ ہر پیغام اور خط ادب کا بھی ایک شہ پارہ ہے۔ اور ایک بلند پایہ ادیب قلم سے جلوہ نمائی کرتا ہے۔

دنیا کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی مسائل پر آپ کی بے مثال رہنمائی نے آپ کی ذات اور جماعت کو دنیا بھر میں ایک نئی عزت اور وقار عطا کیا۔

ربوہ اور لندن کے جلسہ ہائے سالانہ کے علاوہ جرمنی کینیڈا اور امریکہ سمیت درجنوں ممالک کے سالانہ جلسوں پر آپ کے طویل پر سحر انگیز خطابات آپ کے بے مثال اور ناقابل فراموش تحفے ہیں۔

آپ کی شاعری سچائی کے ساتھ عشق الٰہی اور محبت رسولؐ میں گوندھی ہوئی ہے۔ دلوں میں کھب جانے والی اور سینوں میں گھر کرنے والی جس کے بعض شعروں پر غیر بھی سر دھنتے ہیں۔

آپ کے درس القرآن اور قرآن کلاسز علوم قرآنی کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر ہیں۔

آپ کی نمازوں اور دعاؤں نے کتنے ہی گھروں کے چراغ روشن کئے۔ آپ کی مجالس اور ملاقاتیں نور کے ہالے ہوتے تھے آپ کی پر وقار شخصیت جماعت کے سر کا تاج اور ماتھے کا جھومر تھی وہ مسجد فضل لندن جہاں آپ کے جانے سے پہلے نماز جمعہ پر چند نمازی اکٹھے ہوتے تھے آپ کی وفات پر 12 ہزار افراد آپ کے آخری دیدار کے لئے آئے۔ یہ آپ کی بے مثال کامیابیوں کا اجازہ

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ جماعت اور منصب خلافت کا استحکام تھا۔ آپ نے دوسرے کی تیج کی کی جو رنگ میں اس مضمون کو دنیا کی سازشوں کے باوجود آپ نے شاندار طریق سے اگلے خلیفہ کے سپرد کر دی۔

اے خدا کے مقدس خلیفہ، اے ہمارے اللہ اور اس کے رسولؐ اور مسیح موعودؑ کا احمدیت کے گلی کوچے، گلشن اور پھول پھل احسان اور خیر سے لئے دعا گو رہیں گے۔

وہ ایک شخص تھا پر کارواں سا لگتا تھا

(بیاد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

قریب تھا بھی تو اِک داستاں سا لگتا تھا
کبھی وہ بچھڑے گا وہم و گماں سا لگتا تھا

وہ جل رہا تھا مثالِ چراغِ خانۂ دل
جو بجھ گیا وہ تو ہر سو دھواں سا لگتا تھا

خوشیوں میں بھی پنہاں تھی صورتِ الہام
وہ بولتا تھا تو موجِ رواں سا لگتا تھا

جو خلوتوں میں بھی رہتا تھا انجمن آرا
وہ ایک شخص تھا پر کارواں سا لگتا تھا

خیال و فکر سے بالا تھے حوصلے اُس کے
وہ اِک چٹان تھا، کوہِ گراں سا لگتا تھا

تھا منکسر، پہ طبیعت تھی بادشاہوں کی
سرِ غریب پہ اِک سائباں سا لگتا تھا

بدن گلاب تھا اس کا، نگاہ چنبیلی
وہ ایک گل ہی نہیں گلستاں سا لگتا تھا

مرا حبیب، وہ شاعر، سخن شناس مرا
جہانِ فن میں وہ اِک کہکشاں سا لگتا تھا

مَیں اپنی ذات کے ان گنت دائروں میں اسیر
وہ بحرِ علم و ہنر، بے کراں سا لگتا تھا

(ڈاکٹر فضل الرحمن بشیر)

خصوصی درخواست

احباب جماعت سے پاک... اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعز... مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت... بہبت کے لئے دردمندانہ درخواست... تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائی... دامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ نصلک فی نحورھم ونعوذبک من...

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے وابستہ

میری ذاتی یادیں

(صاحبزادی فائزہ لقمان)

{جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء کے موقع پر محترمہ صاحبزادی فائزہ لقمان صاحبہ سلمہا اللہ بنت سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جلسہ گاہ مستورات میں حضور رحمہ اللہ سے وابستہ اپنی ذاتی یادوں پر مشتمل جو خطاب فرمایا ذیل میں اسکا متن ہدیہ قارئین ہے۔ (مدیر)}

❀❀ ❀❀

الحمدللہ کہ آج مجھے اس بابرکت جلسہ پر آپ سے بات کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں چاہتی ہوں کہ آج آپ کو بھی ان قیمتی اور خوبصورت یادوں میں اپنے ساتھ لے کر چلوں جو میرے پیارے ابا کی یادیں ہیں جن سے آپ کا بھی وہی روحانی رشتہ تھا جو میرا تھا۔ یعنی ایک انتہائی محبت کرنے والے شفیق باپ کا رشتہ۔ یہ بات کہتے ہوئے میں سمجھتی ہوں کہ اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے۔ خلافت کے بعد مجھے ہمیشہ یہ احساس ہوتا تھا کہ ابا جتنا پیار مجھ سے کرتے ہیں شائد اتنا یا اس سے بھی زیادہ ہر احمدی بچی سے کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس وقت آپ کا دل بھی میرے ساتھ یہی گواہی دے رہا ہوگا۔ مگر مجھے خدشہ یہ ہے کہ میں کما حقہٗ آپ کی شخصیت کو بطور ایک بے نظیر باپ، آپ کے سامنے پیش بھی کر سکتی ہوں یا نہیں۔؟ میرے پاس نہ وہ الفاظ ہیں اور نہ میری ذہنی استعدادیں اس مقام کو چھو سکتی ہیں جو حضور کا اصل مقام تھا۔ میں تو اپنے سادہ الفاظ میں آپ کو چند واقعات سنانا چاہتی ہوں۔

آپ کی پہلی یاد جو میرے ذہن میں آتی ہے وہ یہ کہ ایک خوبصورت، مہربان اور مسکراتا ہوا وجود، ہاتھ میں دفتری کاغذات پکڑے ہوئے گھر میں داخل ہوتا ہے تو دو چھوٹی بچیاں بھاگتی ہوئی جا کے ان سے لپٹ جاتی ہیں۔ ان کو خوب علم ہے کہ یہی شخص اس گھر کی رونق اور تمام خوشیوں کا منبع ہے اور یہ بھی جانتی ہیں کہ ان کے آنے سے ہمارے دن کا وہ حصہ شروع ہو جائے گا جو زندگی سے بھرپور ہے۔

حضورؒ کی شخصیت شروع سے ہی بیشمار خوبیاں اپنے اندر لئے ہوئے تھی۔ ایک بہت چھوٹا بچہ بھی جس کا فہم ابھی ایسا تیز نہیں ہوتا کہ خوبیوں کا پوری طرح اندازہ کر سکے، لاشعوری طور پر آپ سے متاثر ہو جاتا تھا۔ مجھے یاد ہے جب میں بہت چھوٹی تھی تو ایک خیال میرے دماغ میں بہت مضبوطی سے جڑ پکڑ گیا تھا کہ میرے ابا بہت خاص شخصیت ہیں، بلکہ مجھے لگتا تھا کہ میرے ابا جیسا انسان ساری دنیا میں اور کوئی نہیں۔ جب میں شعور کی عمر کو پہنچی تو مجھے احساس ہوا کہ واقعی ابا میں ایسی بے نظیر خوبیاں تھیں جو اس خیال کا باعث بنیں۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا، ابا کو بہت پابندی سے نماز تہجد ادا کرنے والا پایا۔ ہر صبح ابا کی بہت پیاری خوبصورت تلاوت قرآن کریم ہمارے گھر کو روشن کر دیتی تھی۔ نماز تو خیر ان کی روح کی غذا تھی ہی، کسی اور کو بھی نماز پڑھتے دیکھ لیتے تو چہرہ خوشی سے چمکنے لگتا۔ اسی وجہ سے بچپن میں ہی یہ احساس ہم میں پیدا ہو گیا تھا کہ اگر ہم نماز پڑھ لیں تو باقی بچپن کی نادانیاں اور شرارتیں قابل معافی ہیں۔ جب بھی باہر سے آتے تو پہلا سوال یہی کرتے کیا نماز پڑھ لی۔؟ اگر جواب ہاں میں ہوتا تو وہ دن ہمارا ہوتا۔ ابا کا پیار ہمارے لئے چھلکنے لگتا۔ صبح کی نماز کے لئے میری شادی ہونے تک آپ نے ہمیشہ خود مجھے اٹھایا۔ بعض دفعہ نیند کا غلبہ ہوتا، اٹھانے کے باوجود دوبارہ سو جاتی۔ حضور پھر آتے اور دوبارہ اسی پیار اور نرمی سے اٹھاتے۔ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کبھی چڑ کر اس بات پر ڈانٹا ہو۔ بار بار اٹھاتے یہاں تک کہ ہم اٹھ کر نماز ادا کر لیتے۔

اس سے یہ مطلب نہیں کہ نماز کی پابندی کے لئے ہمیں ڈانٹ نہیں پڑی مگر صبح ہمیں اٹھاتے ہوئے کبھی چڑ کر نہیں ڈانٹا۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ حضورؒ کو کبھی بھی اپنی ذاتی تکلیف پر غصہ نہیں آتا تھا۔ آپ اس بات کو خوب سمجھتے تھے کہ اس عمر کی فطری مجبوری ہے کہ بچہ بار بار نیند سے مغلوب ہو کر سو جائے گا مگر جہاں تک خدا کے حکم کا تعلق ہے اگر نرمی سے بات نہ مانی جاتی تو غصہ کا اظہار بھی کرتے تھے۔ خاص طور پر رمضان المبارک کے موقع پر یا کبھی عام دنوں میں بھی نماز تہجد یا صبح کی نماز کے لئے اٹھاتے تو ساتھ ساتھ یہ بتاتے جاتے کہ کیا کیا دعائیں مانگو۔ یہ دعائیں بنی نوع انسان کی بہتری سے شروع ہوتیں اور پھر تمام گزشتہ انبیاء، آنحضرت ﷺ، آپؐ کے خلفاءؓ، آپؐ کے صحابہؓ، تمام عالم اسلام، حضرت اقدس مسیح موعودؑ، آپ کے خلفاء، شہداء، تمام قربانی کرنے والے، واقفین زندگی، اور ان کے خاندان، یتیموں، بیواؤں، اسیروں، بیماروں، غرباء کے بعد اپنے بزرگوں، خاندان، ماں باپ، بہن بھائیوں کے لئے دعا کی تلقین کے بعد آپ فرماتے کہ "پھر اپنے لئے دعا کرنا"۔ اب سوچتی ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ ہمیں چھوٹی عمر میں ہی کتنی تفصیل سے دعائیں سکھاتے تھے اور یہ رمضان میں تقریباً روزانہ کا معمول تھا۔ روز اٹھانے کے بعد محبت سے بھری ہوئی نرم آواز میں ان تمام دعاؤں کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

ابا کی وفات سے کچھ عرصہ قبل ایک عزیزہ نے حضورؒ کے بارہ میں مجھ سے ذکر کیا کہ فائزہ! مجھے حضرت صاحب سے بہت ڈر لگتا ہے اور ان سے محبت بھی بہت ہے۔ یہی چیز میں نے بھی آپ کی شخصیت میں دیکھی اور محسوس کی۔ آپ ہم سے بے حد محبت کرتے تھے مگر اس کے باوجود آپ کا ایک عجیب رعب ہم پر ہمیشہ رہا۔ مگر یہ رعب ایسا نہیں تھا جو ہمیں ان سے دور کرتا۔ آپ انتہائی بے تکلف انسان تھے۔ اپنے بیوی بچوں سے دوستوں کی طرح معاملہ کرتے تھے۔ ویسے تو ابا کے پاس اپنے گھر اور بیوی بچوں کے لئے بہت محدود سا وقت ہوتا تھا کیونکہ آپ کی جماعتی مصروفیات خلافت سے پہلے بھی آپ کی زیادہ تر توجہ اپنی طرف کھینچ لیتی تھیں مگر جب بھی ابا گھر ہوتے اور ان کے پاس وقت ہوتا تو ہمارے ذہن اور عمر کے مطابق ہر چیز ہم سے Share کرتے۔ ہمارے ساتھ مل کر کھیلتے بھی تھے۔

ہماری ہر دلچسپی کی بات میں حصہ لیتے۔ مجھے بچپن سے شاعری سے لگاؤ ہے۔ حضورؒ نے خود مجھے بہت سے شاعروں کی غزلیں سنائیں۔ ہر شعر پر رک رک کر اس کی تشریح بھی کرتے۔ بعض دفعہ شعر سے زیادہ اس کی تشریح خوبصورت ہوتی۔ اس طرح میرے شوق کو اپنی توجہ اور بے حد دلچسپی سے ابھارتے تھے۔ اس موقع پر مجھے بچپن کا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے جب میں بہت چھوٹی سی تھی تو چونکہ مجھے شاعری کا شوق تھا، میں نے ایک شعر لکھا جو میری عمر کے لحاظ سے بالکل بچوں والا تھا۔ اگر میں آپ کو سناؤں تو آپ ہنسیں گی۔ میری بہن شوکی جو میرے ساتھ کھیل رہی تھی اس کو بھی بہت پسند آیا اور خوش ہوئی کہ میں نے شعر کہا ہے۔ اس نے کوئلہ سے میرے کمرے کی دیوار پر جس پر سفید پینٹ ہوا تھا یہ شعر لکھ دیا۔ ابا گھر آئے اور یہ شعر پڑھا تو بہت خوش ہوئے، ہنسے اور اسے بہت انجوائے کیا۔ چھ ماہ کے بعد ہمارے گھر پینٹ ہو رہے تھے تو ابا نے امی سے کہا کہ اس دیوار کو پینٹ نہیں کروانا۔ مجھے یاد ہے جب تک ہمارا نیا گھر نہیں بنا غالباً پانچ چھ سال بعد تک ابا نے وہ دیوار پینٹ نہیں کروائی، مجھے اب بھی دیوار پر لکھا ہوا وہ شعر یاد آتا ہے۔

ہمیں زمینوں پر جاتے ہوئے اپنے ساتھ لے کر جاتے۔ وہاں فصلوں کے متعلق اور زمینوں کی دیکھ بھال کے بارہ میں ہمیں بتایا کرتے۔ شائد ایک عام انسان چھوٹی بچیوں سے ایسی گفتگو غیر ضروری خیال کرے لیکن ابا ہم سے ہر وہ بات کرتے تھے جو آپ کی زندگی کا حصہ ہوتی تھی۔ کیونکہ آپ کو یہ نکتہ خوب معلوم تھا کہ بچے کے ذہن پر ہر چیز نقش ہو رہی ہوتی ہے اور اپنے وقت پر باہر آتی ہے۔ یہ بھی آپ کی تربیت کا ایک انداز تھا۔ رات سونے سے پہلے ہمیں کہانیاں سناتے تھے جو ہمیشہ قرآن کریم سے اخذ کی ہوتی تھیں۔ میں نے بچپن میں سب نبیوں کے واقعات جو قرآن کریم میں آتے ہیں حضورؒ سے کہانیوں کی شکل میں سنے ہیں۔

بچوں کی تربیت کا کیا خوبصورت انداز تھا۔ یہی نصیحت آپ نے خلافت کے بعد احمدی ماؤں کو کی کہ بچوں کو کہانیوں کی شکل میں قرآن کریم کے واقعات سنایا کریں۔ یہ بات جہاں ان کے دل میں قرآن کریم کی محبت پیدا کرے گی وہاں وہ خوبیاں بھی پیدا کرے گی جو قرآن نے انبیاء علیہم السلام کے واقعات کی صورت میں مثال کے طور پر ہمارے سامنے پیش کی ہیں۔

حضورؒ کی طبیعت میں سادگی اور یہی انکساری آپ کی شخصیت کا خوبصورت اور نمایاں پہلو تھیں۔ آپ ہمیشہ اپنے ذاتی کام خود کر لیا کرتے تھے۔ گھر میں کام کرنے والوں کی موجودگی کے باوجود کوئی کام اپنے ہاتھ سے کرنا عار نہ سمجھتے تھے۔ خلافت سے پہلے بعض دفعہ اپنے کپڑے بھی خود دھو لیتے تھے۔ خلافت کے بعد مصروفیت کی وجہ سے ایسے کام تو نہیں کرتے تھے مگر اپنا ناشتہ بیماری شروع ہونے تک خود ہی بنا لیتے تھے۔ حسب ضرورت ہر قسم کا کام کر لیتے، چیزیں بھی مرمت کر لیتے۔ میں نے بارہا ابا کو گھر کی چھوٹی چھوٹی چیزیں خود مرمت کرتے دیکھا ہے۔ ابا نے ایک دفعہ مجھے بتایا کہ جب میں انگلینڈ میں پڑھتا تھا تو میں نے ساری ساری رات مزدوری کی ہوئی ہے۔ بہت بھاری سامان مزدوروں کی طرح اپنی کمر پر لاد کر دوسری جگہ منتقل کیا کرتا۔ یہ بھی بتایا کہ بعض دفعہ اتنی محنت کرتا تھا کہ گھر جا کر بخار ہو جاتا مگر اگلی صبح پھر وہی کام کرنے پہنچ جاتا۔ ابا کی انکساری اس لحاظ سے غیر معمولی تھی کہ آپ نے آنکھ ہی خلیفۂ وقت کے گھر کھولی تھی۔ قادیان کا تمام ماحول ان بچوں کے لئے محبت سے بھرا ہوا تھا اور ایسے ماحول میں غالب امکان تھا کہ اپنی ذات کو برتر سمجھنے کا احساس پیدا ہو جاتا مگر اس کے برعکس میں نے ایسی انکساری کسی اور میں نہیں دیکھی جیسی آپ میں تھی۔

حضورؒ کو ہر شخص کی صلاحیتوں کو ابھارنے اور ان سے استفادہ کرنے اور صحیح رُخ پر لانے کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ خواہ وہ شخص کوئی معمولی اور کم فہم کا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ مجھے یاد ہے بچپن میں ابا اپنی ڈاک دیکھنا شروع کرتے تو آپ کے قرب میں ساتھ بیٹھنے کی خواہش میں، میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاتی اور آپ کے کاغذات کو چھیڑنے لگتی۔ اس پر حضورؒ نے مجھے کہا کہ تم میری پرائیویٹ سیکرٹری بن جاؤ۔ جس طرح میں بتاؤں، میرے کاغذات ترتیب سے لگایا کرو۔ بجائے اس کے کہ مجھے کاغذات چھیڑنے پر ڈانٹ کر اٹھا دیا جاتا مجھے اپنا پرائیویٹ سیکرٹری کہہ کر نہ صرف خوش کر دیا بلکہ ایک احساس ذمہ داری بھی پیدا کر دیا۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ کیا میں واقعی آپ کی کچھ مدد کرتی بھی تھی یا صرف کاغذات، ادھر اُدھر بکھیرنے میں ہی مصروف رہتی مگر حضورؒ رات کو اگر میں موجود نہ ہوتی تو پیار سے آواز دے کر بلاتے کہ آج میری پرائیویٹ سیکرٹری کہاں ہے۔؟

حضورؒ نے ہمیں خود تیرنا بھی سکھایا۔ ہمارے لئے اپنی زمینوں پر چھوٹا سا سوئمنگ پول بھی بنوایا کہ ہم باپردہ جگہ میں آرام سے تیراکی سے لطف اندوز ہو سکیں۔ گھوڑ سواری بھی حضورؒ نے خود ہمیں سکھائی۔ ہمارے سواری کرنے پر بہت خوش ہوتے۔ اسی طرح ابا کی خواہش تھی کہ ہم نشانہ بازی بھی سیکھیں۔ بلکہ اس میں مہارت بھی پیدا کریں۔ یہاں تک کہ سائیکل چلانا بھی ابا نے مجھے خود سکھایا ہوا ہے۔ یہ بات کرنے سے میری مراد یہ ہے کہ ابا نے ہم میں کبھی یہ احساس پیدا نہیں ہونے دیا کہ ہم لڑکیاں ہیں اور اس وجہ سے بعض سرگرمیوں میں حصہ لینا ہمارے لئے مناسب نہیں ہے۔ پردہ کی حدود میں رہتے ہوئے ہر صحتمند سرگرمی کو نہ صرف پسند فرماتے تھے بلکہ یہ خواہش رکھتے تھے کہ ہم اس میں حصہ بھی لیں۔

مجھے یاد ہے جب میری بہن مونا کی پیدائش متوقع تھی تو ظاہر ہے چونکہ ہمارا بھائی نہیں تھا اس لئے ابا کو فطری خواہش تھی کہ بیٹا ہو۔ ہمیشہ مجھے نماز کے لئے اٹھاتے ہوئے کہتے تھے بھائی کے لئے دعا

کرتا۔ لیکن جب مونا پیدا ہوئی تو ابا نے بے حد خوشی کا اظہار کیا اور امی کو کہا تم کیوں اداس ہو۔ میں تو اپنی بیٹی کی پیدائش پر بہت خوش ہوں۔ یہ بھی فرمایا اس کے عقیقہ پر دو بکرے ذبح کروں گا تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ بیٹی پیدا ہونے پر مجھے ایسی خوشی نہیں ہوئی جیسی بیٹا پیدا ہونے پر ہوتی۔

ایک اور پہلو جو مجھے ابا کی شخصیت کا بہت نمایاں حصہ لگتا ہے وہ جھوٹ سے نفرت ہے۔ آپ نے بچپن سے ہی ہمارے دلوں میں سچ سے محبت پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ یہاں تک کہ آپ ناپسند کرتے تھے کہ ہم ایسی کہانیاں سنیں یا سنائیں جو فرضی ہوتی ہیں۔ ہمیشہ ہمیں تلقین کرتے کہ سچے واقعات میں جو لطف ہے وہ جھوٹے قصوں اور افسانوں میں نہیں ہو سکتا۔ بچپن میں سچ بولنے کے لئے ابھارنے کا ایک بہت پیارا انداز مجھے یاد آیا۔ آپ ہمیشہ کہتے میری بیٹیاں جھوٹ نہیں بولتیں۔ یہی بات تھی جو ہمارے دل میں جھوٹ سے نفرت پیدا کرتی تھیں۔ سچ بولنے پر ہمیشہ اتنی ہمت افزائی کرتے تھے کہ اس ضمن میں مجھے ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے۔ پتہ نہیں کیوں ہمیں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اپنی غلطی تسلیم کرنا دراصل سچ ہے۔ چاہے وہ غلطی سرزد نہ بھی ہوئی ہو۔ ایک دفعہ میں نے یا شوکی نے کوئی شرارت کی۔ ابا گھر آئے تو پوچھا کہ کس نے یہ حرکت کی ہے۔ ہم دونوں نے اس بات پر اصرار کرنا شروع کر دیا کہ ابا یہ شرارت میں نے کی ہے، میں نے کی ہے۔ ہماری بات پر آپ بہت ہنسے اور امی کو جا کر بتایا کہ دونوں کہہ رہی ہیں کہ شرارت میں نے کی ہے۔ بعد میں ہمیں سمجھایا کہ سچ حقیقت میں کسی عمل کے ہونے کو کہتے ہیں۔ غلطی کو ماننا سچ کے زمرہ میں نہیں آتا۔

مجھے یاد ہے بچپن میں ابا ہمارا ایسا خیال بھی رکھتے تھے جو عموماً ماؤں کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ میری بڑی بہن بچپن میں دمہ کی وجہ سے بیمار ہو جایا کرتی تھی۔ بعض اوقات ابا اس کے لئے ساری ساری رات جاگتے۔ کبھی میری آنکھ کھلتی تو دیکھتی ابا شوکی کو گود میں اٹھائے ٹہل رہے ہیں۔ امی کی وفات کے بعد اپنی بقیہ زندگی میں باپ کے ساتھ ساتھ ہمیں ماں کا پیار بھی دیا۔ اس وقت میری چھوٹی دونوں بہنیں ابھی غیر شادی شدہ تھیں۔ ان کا بے حد خیال کیا۔ ان کی شادیوں کے موقع پر مجھے بار بار بلا کر کہتے کہ دیکھو کوئی بھی کمی نہ رہے۔ جو یہ چاہیں اور جس طرح چاہیں ان کے لئے کرو۔ بے انتہا مصروفیات کے باوجود شادی کی تمام تقریبات کے ہر پہلو پر نظر رکھی اور بعض معاملات جو صرف خواتین کی دلچسپی کے سمجھے جاتے ہیں ان میں بھی حصہ لیتے رہے۔

ابا کی شخصیت اتنی ہمہ گیر تھی کہ مجھے ایک قسم کی بے بسی کا احساس ہو رہا ہے کہ میں آپ کی ذات کا کونسا پہلو بیان کروں اور کون سا چھوڑ دوں۔ ایک انتہائی پیار کرنے والا دل جو خدا نے آپ کو دیا تھا جو ہر کمزور کی تکلیف پر نہ صرف تڑپ اٹھتا تھا بلکہ اسے دور کرنے کی بھی ہر ممکن کوشش کرتا تھا۔ یہ دل غرباء کی محبت اور ہمدردی سے لبریز تھا اور ان کمزور عورتوں کے لئے آپ کے دل میں ایک خاص تڑپ تھی جو معاشرے کے ظلم و زیادتی کا شکار ہوتی تھیں۔ ہر بے بس اور لاچار مریض بھی آپ کو بے چین اور بے قرار کر دیتا تھا اور یہی بیقراری ان کے لئے مسیحائی کا پیغام بن جاتی تھی۔

غرباء سے آپ کو شروع سے ہی ایک پیار بھرا لگاؤ اور ہمدردی تھی۔ آپ ان سے بے حد شفقت کا سلوک کرتے تھے۔ بعض دفعہ غریبوں کی ہمدردی ہمارے دلوں میں پیدا کرنے کے لئے اپنے ساتھ ان کے گھروں میں لے کر گئے اور یہ سمجھایا کہ دیکھو یہ وہ کمزور لوگ ہیں جو ہماری طرح کے ہی انسان ہیں۔ وہی خدا ان کا خالق ہے جس نے ہمیں بھی پیدا کیا ہے۔ مگر ان کی محرومیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو ان سے بہتر نہ سمجھنا بلکہ حتی الوسع اپنے اللہ کو خوش کرنے کے لئے اس مظلوم طبقے سے محبت سے پیش آؤ اور جن نعمتوں سے خدا نے تمہیں نوازا ہے ان کا بھی ان نعمتوں میں ایک حق سمجھو۔ (اللہ تعالیٰ نے بھی ہماری املاک میں ضرورت مندوں کے لئے حق کا ہی لفظ استعمال کیا ہے، حصے کا نہیں)۔ لندن آنے کے بعد میں جب بھی پاکستان گئی حضور نے مجھے بعض گھروں میں جانے کی خاص طور پر ہدایت کی اور ان کے لئے تحائف بھجوائے۔ میں خود انہیں جانتی بھی نہیں تھی اور یہ ایسے لوگ ہوتے تھے جو بعض وجوہات کی بناء پر ابا کی ہمدردی اور پیار کے مستحق بن جاتے تھے۔ خلافت کے بعد تو ابا نے ہر احمدی سے بے اندازہ محبت کی۔ امی نے مجھے ایک دفعہ بتایا کہ تمہارے ابا روزانہ اس طرح رو رو کر اور تڑپ تڑپ کے دعائیں کرتے ہیں کہ مجھ سے کئی دفعہ برداشت نہیں ہوتا۔ دل چاہتا ہے کہ ان کو روک دوں کہ اتنا اپنی جان پر بوجھ نہ لیں۔ (اور یہ گریہ وزاری آدھی رات کے تنہائی میں خدا کے حضور ہوتی)

مجھے یاد ہے کہ جب میری بیٹی بچپن میں بیمار ہوئی۔ ابا نے اس طرح میرا اور میری بیٹی کا خیال رکھا کہ میں کبھی بھول نہیں سکتی۔ نہ صرف مسلسل دعاؤں میں لگے رہے بلکہ رات کو بھی کئی کئی دفعہ نیچے آتے اور مجھ سے بچی کا حال پوچھتے۔ ضرورت ہوتی تو دوائیاں بھی تبدیل کرتے جاتے۔ ایک دن ہسپتال سے تھوڑی دیر کے لئے گھر آئی تو تھکن اور مسلسل پریشانی سے گلا بالکل بند تھا اور شدید درد تھا۔ ابا نے مجھے کہا تم تھوڑی دیر کے لئے بیٹھو میں خود تمہارے گلے پر صندل کے تیل کا مساج کرتا ہوں کیونکہ یہ فوری فائدہ دیتا ہے۔ میں نے شرم سے انکار کیا مگر آپ نے زبردستی مجھے بٹھا کر اپنے ہاتھوں سے تیل کا مساج کیا۔ یہ خلافت کے بعد کا واقعہ ہے جب کہ آپ کی زندگی بے انتہا مصروف ہو چکی تھی۔

حضور کے پیار کا انداز بہت انوکھا اور دلربا تھا۔ آپ نے حضور کا یہ مصرع شائد پڑھا ہوگا۔

میرے پیچھے آ کر دبے دبے، میری آنکھیں موند ہنسا کرے۔

ہماری آنکھیں موند کر ہنستے ہوئے میں نے آپ کو بارہا دیکھا ہے۔ آپ دبے پاؤں آ کے آنکھوں پہ ہاتھ رکھ دیتے اور اس وقت تک انتظار کرتے کہ دوسرا بوجھ لے کہ ہاتھ رکھنے والا کون ہے۔ آپ کو بوجھنا کچھ مشکل نہ تھا۔ اتنے پیار کا اظہار آپ کے سوا کون کر سکتا تھا۔

اللہ نے آپ کو بے انتہا زرخیز ذہن اور نور فراست سے بھی نوازا تھا۔ بعض دفعہ گھر میں آتے تو ایک نظر میں اندازہ کر لیتے کہ اس وقت ماحول کیسا ہے اور اسکے مطابق باتوں باتوں میں نصیحت بھی کر دیتے۔ حیرت ہوتی تھی کہ شائد آپ جہاں موجود نہیں ہوتے وہاں بھی سب کچھ دیکھ لیتے ہیں۔ ربوہ میں ہمیں صبح کی سیر پر ابا کے ساتھ جایا کرتی تھی۔ ایک دن ہم دونوں خاموش تھے۔ چلتے چلتے آپ نے اچانک پوچھا میں بتاؤں کہ تم کیا سوچ رہی ہو۔؟ میں ہنس پڑی اور آپ کی طرف دیکھنے لگی۔ آپ نے بعینہ وہی بات کی جو میں اس وقت سوچ رہی تھی۔ میری ہنسی حیرت میں تبدیل ہو گئی۔ حضور اس حیرت سے محظوظ بھی ہوئے اور مجھے چھیڑا بھی کہ دیکھا میں نے صحیح بتایا ہے نا!۔

ابا کی شخصیت کا ایک اور نمایاں وصف مہمان نوازی تھا۔ مہمانوں کا بے حد اکرام کرنے والے تھے۔ ہمارے گھر کے دروازے ہر طرح کے لوگوں کے لئے کھلے رہتے۔ مہمانوں کی آمد ابا کے لئے بے حد خوشی کا موجب بنتی۔ جلسہ سالانہ کی تیاریوں میں اتنا اہتمام ہوتا تھا جس طرح کسی گھر میں شادی بیاہ کی تقریبات کے لئے ہوتا ہوگا۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ آپ نے سارا گھر مہمانوں کے لئے خالی کر دیا اور خود صحن میں ٹینٹ لگا کر وہاں منتقل ہو گئے۔ عام دنوں میں بھی حضور کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ ہر آنے والے کی موقع و محل کے مطابق ضرور تواضع کی جائے۔ بعض دفعہ اگر گھر میں کام کرنے والا موجود نہ ہوتا تو خود ہی ان کے لئے سب انتظام کر لیا کرتے تھے۔ کھانا بھی خود بنا لیتے تھے۔ ابا کی مہمان نوازی اس حد تک بڑھی ہوئی تھی کہ امی چھیڑنے کے لئے ابا سے کہتیں "مجھے لگتا ہے آپ نے ریلوے سٹیشن اور بس سٹاپ پر اپنے آدمی بٹھائے ہوتے ہیں کہ جو ربوہ پہنچے اس کو پکڑ کر سیدھا آپ کے گھر لے آئیں"۔

یہاں مجھے ایک بات اور یاد آئی کہ ابا کو اللہ تعالیٰ نے بہت لطیف اور تیز حس مزاح سے نوازا تھا۔ بعض دفعہ آپ مزاح کے رنگ میں بہت خوبصورتی سے نصیحت کر دیا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ہم سٹنگ روم میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کافی خواتین موجود تھیں۔ حضور تشریف لائے تو ہمیں دیکھ کر وہیں آ گئے۔ آپ کی آمد پر سب خاموش ہو گئے۔ تشریف فرما ہونے کے بعد فرمایا آپ سے ایک بات پوچھوں؟ میں نے آپ خواتین میں یہ بات نوٹ کی ہے کہ آپ میں ایسی صلاحیت پائی جاتی ہے جو ہم مردوں میں نہیں ہے۔ وہ یہ کہ آپ اکٹھا بولتی ہیں اور اکٹھا ہی سنتی ہیں۔ سب خواتین بیک وقت بول بھی رہی ہوتی ہیں اور بیک وقت سن بھی رہی ہوتی ہیں اور سمجھ بھی رہی ہوتی ہیں جبکہ مردوں میں یہ دستور ہے کہ ایک بولتا ہے اور دوسرے سنتے ہیں اور اگر یہ نہ ہو تو وہ ایک دوسرے کی بات سمجھ نہیں سکتے۔ یہ سن کر ہم سب ہنس پڑیں۔ اس کا جواب ہم کیا دیتیں؟ نصیحت کا اثر کتنی دیر چلا؟ لیکن یہ ضرور ہوا کہ چند دن بحث مباحثہ ذرا آہستہ آواز میں اور طریقے سے کیا جاتا رہا۔

ابا کی وفات کے بعد ایک احمدی بچی نے مجھ سے عام روش سے ہٹ کر ایک عجیب سوال کیا کہ آپ حضور کے بے حد قریب رہی ہیں کیا آپ کو کبھی حضور کی شخصیت میں کوئی کمزور پہلو محسوس ہوا۔ یہ سوال ایسا تھا جس نے مجھے کچھ دیر سوچنے پر مجبور کر دیا۔ میں نے بعد میں اسے جواب دیا کہ میں نے آپ میں کمزوری کا پہلو تو نہیں دیکھا لیکن آپ کی ایک چیز جو ہمیں بہت تکلیف دیا کرتی تھی وہ یہ تھی کہ آپ اپنی جان پر بے انتہا ظلم کرنے والے تھے۔ مخلوق خدا کی ہمدردی میں اپنی جان کے ہر حق کو پس پشت ڈالنے والے انسان تھے۔

اب میں سمجھتی ہوں کہ آپ کا کچھ ذکر بطور ایک روحانی باپ کے بھی کروں۔ جس طرح شروع میں میں نے کہا تھا کہ مجھے ہمیشہ یہ احساس ہوتا تھا کہ ابا جتنا پیار مجھ سے کرتے ہیں شائد اتنا یا اس سے بھی زیادہ ہر احمدی بچی سے کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی خلافت کے بعد نہ صرف ان بچیوں کی تربیت فرمائی بلکہ ان میں خدا کی راہ میں اپنا وقت اور اپنی تمام صلاحیتیں صرف کرنے کی ایک نہ ختم ہونے والی لگن بھی پیدا کر دی۔ آپ احمدی خواتین کے دلوں میں جھانک کر ان کے دکھوں تک بھی پہنچے اور پھر جس طرح ایک باپ کا دل بے چین ہو کر کبھی خدا کے حضور تڑپ کر ان دکھوں کا مداوا مانگتا ہے اور عملاً کوشش بھی کرتا ہے اسی طرح آپ نے دعائیں بھی کیں اور عملی کوشش کو بھی اپنی انتہا تک پہنچا دیا کرتے تھے۔ آپ کی دلی کیفیات آپ کے ہی اشعار سنا کر بیان کرتی ہوں۔ اپنی ایک نظم میں آپ ایک بیٹی کی زبان میں خود اپنے آپ کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

آپ کی بیٹیاں ہیں اور بھی جو
اپنوں ، غیروں کے ظلم سہتی ہیں
اپنے ماں باپ سے بھی چھپ چھپ کر
راز دل آپ ہی سے کہتی ہیں
رات سجدوں میں اپنے رب کے حضور
ان کے غم میں بھی آپ روتے ہیں
جن کے ماں باپ اور کوئی نہ ہوں
ان کے ماں باپ آپ ہوتے ہیں۔
آپ نے زندگی گزارنی ہے
ساری دنیا کے بوجھ اٹھائے ہوئے
آپ سے مانگتے ہیں مرہم دل
سب کے ہاتھوں سے زخم کھائے ہوئے

آپ جب بھی ان بچیوں سے کوئی کام لیتے تھے تو وہ کام کرنے والیاں آپ کی خاص توجہ اور محبت کی حقدار بن جاتی تھیں۔ آپ ہر کام تمام تفصیل سے خود بتاتے اور بہت باریک بینی سے ان کی تربیت کرتے اور ان کو سکھاتے۔ بعض دفعہ بار بار غلطیاں کرنے پر بھی آپ بڑی ہمت اور حوصلہ سے ان کی اصلاح فرماتے یہاں تک کہ وہ کام کو سیکھ کر آپ کی منشاء کے مطابق اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں۔

مجھے یاد ہے آپ جب بھی کسی بچی سے کام

لیتے تو اس دوران اس کا بیحد خیال رکھتے اس کے کھانے پینے اور ذاتی ضروریات پر بھی نظر رکھتے۔ ایک مرتبہ ایسی ہی ایک بچی جو ابا کے ساتھ کام کروا رہی تھی اس کی شادی کا موقع آیا تو آپ نے شادی سے چند دن پہلے بلا کر مجھے کہا میرا خیال ہے اس بچی نے اپنی شادی کی صحیح طور پر تیاری نہیں کی مگر یہ بتا بھی نہیں رہی۔ میں چاہتا ہوں کہ جو چیزیں اب تک تیار نہیں ہو سکیں وہ پتہ کر کے تم خود ان کی شاپنگ کرو۔ آپ نے خاص طور پر کہا کہ شادی کا جوڑا اس نے اب تک تیار نہیں کروایا۔ ابا کے کہنے پر جب میں اس سے ملی تو پتہ چلا کہ واقعی شادی کا جوڑا اب تک نہیں بنا تھا اس وقت شائد تین چار دن شادی میں رہ گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے لئے بہت اچھا نیا جوڑا مل گیا۔ ابا بھی سن کر بہت خوش ہوئے۔ اس بات نے مجھے بہت حیران کیا کہ جب وہ بتا بھی نہیں رہی تھی تو ابا نے کیسے اندازہ کر لیا کہ اس کے پاس شادی کا جوڑا نہیں ہے۔ بعد میں شادی کے بقیہ کام خود اپنی نگرانی میں کروائے اور اپنی کار میں اسے رخصت کیا۔

یہ واقعہ تو میں نے مثال کے طور پر بیان کیا ہے بارہا میں نے آپ کو ایسے کام کرتے ہوئے یا دوسروں سے کرواتے دیکھا ہے۔ یہ آپ کی محبت ہی تھی جو اس سوسائٹی میں پلنے والی بچیوں کو دیگر دلچسپیوں کو چھوڑ کر دین کے کاموں کی طرف کھینچ لاتی۔ آپ کی حوصلہ افزائی تو ایسی تھی اور تعریف کا انداز اتنا پیارا تھا کہ جو کام مکمل طور پر سکھا کر خود کرواتے اس کی پوری کی پوری تعریف کرتے جیسے آپ کا اپنا کوئی حصہ نہیں ہے بلکہ یہ تمام اس شخص کی محنت ہے جس نے آپ کی مدد کی ہے۔

حضور نے اپنے دور خلافت میں ان بچیوں کی تربیت کے لئے ہر ممکن کوشش کی احمدی بچیوں اور ماؤں پر ایسی نظر رکھی جو شائد ایک پیار کرنے والا باپ بھی اپنے بچوں پر نہ رکھتا ہو۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خاص فراست اور دور اندیشی سے نوازا تھا اس لئے آپ خطرے کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے ہی صورتحال کو بھانپ لیتے اور پھر سنبھالنے کے لئے عملی کوشش بھی کرتے۔ آپ نے اپنی تحریر و تقریر اور عمومی نصیحتوں سے احمدی خواتین کی تربیت کا ہر حق ادا کیا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کے دل میں عورت ذات کی ایک خاص ہمدردی رکھی تھی۔ حضور نے خلافت کے شروع میں ہی جماعت کی خواتین اور بچوں سے ایک خاص محبت اور بے تکلفی کا ماحول پیدا کیا۔ خواتین میں آپ کا پہلا خطاب ہی اپنے اندر ایک عجیب پیار، بے ساختہ اور بے تکلفی کا انداز لئے ہوئے تھا۔ یہ خطاب آپ نے ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو ربوہ میں لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر فرمایا۔ آپ کی والدہ محترمہ کیونکہ ہمہ وقت لجنہ کے کاموں میں مصروف رہتی تھیں۔ اس ماحول کو یاد کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔ ”مجھے یاد ہے میں کئی دفعہ ناشتہ ہی نہیں کرتا تھا شرم کے مارے کہ باہر عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نکلوں کس طرح کپڑوں کا برا حال بٹن ٹوٹے ہوئے، حلیہ بگڑا ہوا۔ نیکر ہاتھ سے سنبھالی ہوئی۔ شرم آتی تھی کہ باہر کس طرح نکلوں۔“

اب دیکھیں ایسی باتیں تو شائد انسان صرف اپنے بیوی بچوں اور قریبی دوستوں سے ہی شیئر (SHARE) کرتا ہے مگر آپ کو احمدی خواتین سے بھی ویسا ہی محبت کا قریبی تعلق تھا جو اپنی بیٹیوں سے تھا۔ اسی وجہ سے ان سب کے دل بھی اس محبت کو محسوس کر کے آپ سے ویسے ہی بے تکلف اور قریب ہو گئے جیسے صرف اپنے بہت پیاروں سے ہی ہوا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جو انہوں نے کھل کر اپنے دل کی ہر بات آپ سے کی اور ہر بوجھ آپ کے سامنے ہلکا کیا۔ اس قسم کی بے تکلفی پیدا کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ آپ چاہتے تھے کہ اس کمزور طبقے کے مسائل کی گہرائی تک پہنچیں اور ان کی ذاتی کمزوریوں سے بھی آگاہ ہو سکیں کیونکہ جب تک تکلیف کی نوعیت کا علم نہ ہو علاج کے لئے کوشش نہیں کی جا سکتی اور نہ صحیح علاج تجویز کیا جا سکتا ہے۔ عام طور پر عورتوں میں جو کمزوریاں پائی جاتی ہیں آپ ان کی جڑ تک پہنچ کر اچھی طرح تجزیہ کر کے نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ بارہا آپ نے اپنے پورے پورے خطبات عام گھریلو مسائل پر دیئے اور عورتوں پر ہونے والی زیادتیوں کو آپ نے کھول کر جماعت کے سامنے بیان کیا۔ کوئی بھی احمدی بچی اپنے پر ہونے والی زیادتی کا اظہار آپ سے کرتی تو آپ کے دل کی بے قراری آپ کو مجبور کر دیتی تھی کہ آپ جماعت کے سامنے ایسے واقعات کو لے کر آئیں نہ ان کے ازالہ کے لئے نصیحت بھی کرتے جہاں مناسب سمجھتے تنبیہ بھی کرتے۔

اپنی عمر کے آخری حصہ میں آپ نے غریب بچیوں کے لئے ”مریم فنڈ“ کے نام سے ایک سکیم جاری فرمائی اور فرمایا کہ یہ سکیم ان بچیوں کے لئے جاری کر رہا ہوں جو جہیز نہ ہونے کی وجہ سے اپنے گھروں میں بے حد تکلیف اٹھاتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی بچی محض اس وجہ سے خوشیوں سے محروم نہ رہ جائے کہ وہ مناسب جہیز کے بغیر آئی ہے۔

اس میں ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ حضور نے ایک موقع پر اپنی والدہ محترمہ کی سیرت کا مضمون بیان کرتے ہوئے اس بات کا اظہار فرمایا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ آخری وقت میں میرا نام ان کے ذہن میں آیا تھا یا نہیں مگر میں یہ توقع ضرور رکھتا ہوں کہ اپنے آخری سانسوں میں انہیں ضرور یاد رکھوں گا۔ حضور کے کاموں میں یہ کام آپ کا آخری اہم کام تھا جو آپ نے اپنی امی کے نام سے منسوب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے کیا ہی خوبصورت انداز میں آپ کی وہ توقع زندہ رہنے والی نیکی میں ڈھال دی۔ یہ آپ کا آخری لمحوں میں اپنی والدہ کو یاد کرنا ہی تو تھا۔ الحمد للہ۔ یہاں یہ بھی مدنظر رکھیں کہ آپ کے دل میں عورت کے لئے جو خاص ہمدردی اور محبت کے جذبات موجزن تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی کہ آپ نے آخری اہم کام بھی ہم عورتوں کی ہمدردی اور بہبود کے لئے کیا۔

اور بھی بہت سی باتیں ذہن میں آرہی ہیں، بہت سے پہلو اس محدود وقت میں بیان نہیں کئے جا سکتے۔ لیکن آخری بات جو ابا نے کی ساری زندگی کا نچوڑ لگتی ہے وہ آپ کی خدا سے محبت تھی۔ تین سال قبل جب حضور بیمار ہوئے تو طوبیٰ کی شادی میں ابھی کچھ دیر تھی۔ اس کے میاں سے آپ کی ابھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ ایک دن کھانے کی میز پر طوبیٰ سے کہا میرے سب داماد مجھ سے مل چکے ہیں۔ پتہ نہیں کہ میں تمہارے میاں سے مل سکوں یا نہ مل سکوں۔ کیونکہ وہ مجھے ملا نہیں اس لئے مجھے جانتا بھی نہیں ہے۔ تم بس ایک بات میرے بارہ میں اس کو بتا دینا کہ میں نے زندگی میں کبھی کچھ نہیں کیا مگر میں نے اپنے اللہ سے محبت بہت کی ہے۔ جب آپ یہ کہہ رہے تھے تو آپ کی آنکھیں اسی محبت کے آنسوؤں سے نم تھیں۔ وہ بھرائی ہوئی کمزور آواز میرے کانوں میں اب بھی گونجتی ہے۔

میں حیرت سے آپ کو دیکھ رہی تھی کہ یہ وجود کیسے خدا کی محبت میں پگھل کر بالکل بے نفس ہو چکا ہے۔ معلوم نہیں ہم بھی کبھی اس مقام پر پہنچ سکیں گے کہ کہہ سکیں ہم نے زندگی میں کچھ نہیں کیا مگر خدا سے محبت تو کی ہے۔ کاش خدا ہمارے دل اور ہماری روح بھی اسی محبت کی طرف کھینچ لے جو ہماری زندگی کا اصل مقصد ہے، انسان کی تمام خوبیاں اور تمام صفات اسی محبت کے پانے سے زندہ ہوتی ہیں۔ ہم نے خود حضورؒ کے وجود میں ان خوبیوں کو زندہ ہوتے اور روح کو پکڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ خدا کرے کہ ہم آپ کے نقش قدم پر چل سکیں جنہوں نے اپنی تمام طاقتوں اور صلاحیتوں کو ہماری بہتری اور خدا کی محبت کو قائم کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا۔

❁❁❁❁❁

(19)

کس طرح ان ساری مصروفیات کے ساتھ ہمیشہ ہشاش بشاش نظر آتے اور پھر مزید حیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ ان ساری مصروفیات کے ساتھ ساتھ حضورؒ نے تالیف و تصنیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور نہایت بلند پایہ ضخیم علمی کتب تصنیف فرمائیں۔ مصروف انسان کو بعض اوقات ایک چھوٹا سا مضمون لکھنا ہو تو اس کا وقت بھی نہیں ملتا۔ حیرت ہوتی ہے کہ حضور کس طرح ان علمی اور تحقیقی کاموں کیلئے وقت نکال لیتے تھے۔

قرآن کریم کا اردو ترجمہ، قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ پر مکمل نظر ثانی۔ معرکۃ الآراء کتاب Revelation Rationality, Knowledge and Truth کی تصنیف۔ اور دیگر علمی اور تحقیقی کتب جن کی فہرست کافی لمبی ہے۔ جن لوگوں کو تصنیف کا تجربہ ہے وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس قدر بلند پایہ علمی تصنیف اور تحقیقی کام پر کتنا وقت لگتا ہے اور کس قدر محنت درکار ہوتی ہے۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کے مصروف ترین وجود کا اپنی تمام تر مصروفیت کے ساتھ ان کتابوں کی تصنیف کرنا ایک غیر معمولی اعجازی کارنامہ ہے اور ان کتب کا فیض انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ جاری و ساری رہے گا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت خلاق فاضلہ اور کریمانہ اوصاف کا ایک حسین مرقع تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ یہ ایک ایسا وسیع باب ہے جو ہمیشہ مفتوح رہے گا اور اس کا ایمان افروز تذکرہ چلتا جائے گا۔ ایک خوشبو کی طرح جو ہر جہت میں پھیلتی چلی جاتی ہے۔

(27)

کیا کرتے تھے وہ جلسہ سالانہ 1998ء پر قادیان آئے اور احمدی ہو کر لوٹے وہ شخص جو شراب کا عادی تھا وہ پنجوقتہ نماز کا عادی بن گیا ایک دشمن متکبر نے ان کو ذلیل کرنے کیلئے گالیاں دینا شروع کیں اور گندے الفاظ استعمال کئے ان صاحب نے اُنکو سمجھایا کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے میں گندگی کا جواب گندگی سے نہیں دے سکتا لیکن وہ باز نہ آیا آخر تنگ آکر انہوں نے کہا کہ میری دعا ہے کہ اللہ تیرے منہ میں گند ڈال دے وہ شخص اس وقت درخت پر چڑھ کر پتے کاٹ رہا تھا اچانک وہ وہاں سے گر پڑا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہ اس جگہ گرا جہاں گوبر پڑا ہوا تھا۔ اور واقعی گندگی سے اس کا منہ بھر گیا اس کی بیوی جو درخت کے نیچے کھڑی تھی اس نے کہا کہ اسی وقت اس احمدی سے معافی مانگو۔

قارئین کرام اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا یہ فیضان زمانہ و مکان کی قید سے بالا ہے ہر زمانہ میں اور ہر جگہ یہ مضمون جاری و ساری نظر آتا ہے یہ واقعات جہاں قادر و قیوم خدا کی ہستی کا زندہ ثبوت پیش کرتے ہیں وہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کی حقانیت کیلئے بھی ناقابل تردید دلیل پیش کرتے ہیں۔

پس خلافت رابعہ کا دور نہایت بابرکت دور تھا اور اس دور سے گلشن احمد میں دائمی بہار کی کیفیت پیدا ہے۔ ہر شاخ دعوت الی اللہ کے شیریں ثمرات سے لدی ہوئی ہے۔ اکناف عالم میں طیور ابراہیمی ان شاخوں میں بسیرا کرنے کیلئے جھنڈ کے جھنڈ آرہے ہیں۔

اب جماعت ترقی کی راہ پر گامزن خلافت خامسہ کے عظیم دور میں داخل ہو چکی ہے۔ اس دور خلافت کے متعلق بھی جماعت کی ترقیات پر مشتمل بے شمار الٰہی بشارات ہیں جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہوں گی اور دنیا دیکھے گی کہ کس طرح خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا یہ درخت ہر طرف اپنے سایہ کو پھیلائے ہوئے ہے اور تمام دنیا اس کے سایہ میں بسیرا کرتی چلی جا رہی ہے اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو بیشتر اپنی تائید و نصرت سے نوازے اور آپ کے دور خلافت میں جماعت کو دعوت الی اللہ کے ہر میدان میں عظیم الشان ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی

دلربا شخصیت

عالمگیر رابطہ، خدام کی حوصلہ افزائی اور انتہائی مصروف شب و روز

(محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن)

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایک دلربا شخصیت سے نوازا تھا۔ آپ کی زندگی اخلاقِ فاضلہ سے بھری ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر خوبیوں سے نوازا تھا کہ جو کوئی آپ کو ملتا وہ آپ کی مسحور کن شخصیت کا گرویدہ ہو جاتا اور جو ایک بار آپ کی مجلس میں آتا اس کی خواہش ہوتی کہ پھر وہ بار بار اس ایمان افروز مجلس میں حاضر ہوتا رہے۔ آپ کی مقناطیسی کشش ایسی تھی کہ اپنے اور بیگانے، احمدی اور غیر احمدی اور غیر مسلم احباب بھی آپ کی شخصیت سے مرعوب اور متاثر ہوتے۔ احمدیوں کی تو بات ہی اور تھی وہ تو اس محسن و مشفق آقا کے عشق میں فنا اور اسیر محبت و الفت تھے۔ سو جان سے اس پر فدا تھے اور کیوں ایسا نہ ہوتا، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا پیار کرنے والا اور دعاؤں سے ہر دم نوازنے والا آقا عطا فرمایا تھا جو ان کے ہر درد اور غم میں شریک ہوتا اور ان کی ہر خوشی میں قدم بقدم ان کے ساتھ شامل ہوتا تھا۔ وہ ان کے دلوں میں بستا تھا اور اس کی محبت ان کے وجود کا حصہ بن چکی تھی۔

اس مبارک وجود کو اللہ تعالیٰ نے جن اوصاف سے نوازا تھا ان میں سے ایک آپ کا عالمگیر رابطہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ کو اس دور میں منصب خلافت پر فائز فرمایا جبکہ باہمی رابطہ کے ذرائع بہت ترقی کر چکے تھے۔ آپ نے ان سب ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اکناف عالم میں پھیلی ہوئی جماعت کے افراد سے وسیع روابط استوار فرمائے۔ ایسے روابط جو واقعی بے مثل اور بے نظیر ہیں۔ خلیفۂ وقت ساری جماعت کیلئے بمنزلۂ دل ہوتا اور ہر فرد جماعت ایک عضو کی طرح اس سے منسلک اور متصل ہونا چاہتا ہے لیکن بعض اوقات دوریاں اور مشکلات اس کی راہ میں حائل ہو جاتی ہیں اور رابطہ بہت محدود اور مشکل ہو جاتا ہے۔ ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے ان وسائل میں غیر معمولی وسعت عطا فرمائی اور جماعت احمدیہ نے باہمی رابطہ کے ان وسائل سے بھرپور استفادہ کیا۔

خلیفۂ وقت سے رابطہ کا ایک ذریعہ تو خط و کتابت ہے جو ابتداء سے جاری ہے۔ خلافت رابعہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ اس میں غیر معمولی وسعت اور اضافہ ہوا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا خصوصی اہتمام فرمایا تھا کہ ہر خط کا جواب بھجوایا جائے اور ایسا جواب ہو جو رسمی جواب نہ ہو بلکہ انفرادی تعلق اور قربت کا انداز لئے ہوئے ہو۔ آپ کی کوشش ہوتی کہ جس زبان میں خط آئے اسی زبان میں اس کا جواب دیا جائے۔ اس غرض سے آپ نے ایک پورا انتظام منظم فرمایا۔

ایک اور سہولت جو اس سے پہلے بہت ہی کم میسر تھی وہ براہ راست فون پر رابطہ تھا۔ پھر ملاقاتوں کا سلسلہ بھی اس قدر وسیع تھا کہ میرے مشاہدہ اور اندازہ کے مطابق شاید ہی کوئی ایسا احمدی ہو جس نے حضور کی خدمت میں حاضری دی ہو اور اسے ملاقات کا موقعہ نہ ملا ہو۔ دیگر مصروفیات کے دوران، معمول سے ہٹ کر بھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت احباب کو شرف ملاقات عطا فرما دیتے تھے۔ اس فیض سے ساری جماعت کے مردوں، عورتوں بچوں اور بچیوں نے خوب خوب حصہ پایا۔ جس کثرت کے ساتھ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ خلافت رابعہ میں جاری رہا وہ آپ کی غیر معمولی شفقت اور محبت کا آئینہ دار ہے۔ پھر اس زمانہ میں فیکس کی سہولت نے احباب جماعت کو حضور سے اتنا قریب کر دیا کہ سات سمندر پار بھی کوئی احمدی کسی دکھ یا پریشانی سے دوچار ہوتا تو فوراً ہی فیکس کے ذریعہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کر دیتا اور حضور کی دعا کی برکت اسی وقت اس کو نصیب ہو جاتی۔ خلیفۂ وقت کے ساتھ رابطہ کی یہ سہولت اللہ تعالیٰ کا عظیم انعام ہے جس سے دور و نزدیک کے سب احمدی پوری طرح استفادہ کر رہے ہیں۔

عالمگیر وسیع رابطہ کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ حضور نے پاکستان سے انگلستان ہجرت کرنے کے بعد دیگر ممالک کے دورہ جات اس کثرت سے فرمائے جس کی کوئی مثال تاریخ احمدیت میں نہیں ملتی۔ بالخصوص احمدیت کی جوبلی کے سالوں میں تو گویا آپ نے دنیا کے سب بڑے بڑے ممالک کا دورہ فرمالیا اور اس طرح وہ ہزاروں افراد جو مالی یا دیگر مواقع کے سبب آپ کے قدموں میں حاضر نہ ہو سکتے تھے، آپ نے خود ان ملکوں میں جا کر ان کو ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔

خوش نصیبی دیکھئے ان مرحوم بزرگان اور فدائیان احمدیت کی جو راہ خدا میں اپنی جانیں نثار کر کے دیار غیر میں ابدی نیند سو رہے ہیں وہ بھی خلیفہ وقت کی ملاقات سے محروم نہ رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت اپنے ان دوروں کے دوران ان مجاہدین کی قبروں پر تشریف لے گئے اور ان کو اپنی دعاؤں کے فیض سے نوازا۔

یہ واقعہ سیرالیون میں بھی پیش آیا اور ماریشس میں بھی۔ قابل رشک ہیں یہ بزرگان کہ انہیں اپنی ابدی آرامگاہوں میں بھی خلیفہ وقت کی قربت اور دعاؤں کا فیض نصیب ہوا۔

پھر رابطہ کا سب سے بڑا ذریعہ MTA ہے جس سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ گویا ہر احمدی گھر میں رونق افروز ہو گئے۔ صبح شام خطبات جمعہ، خطابات اور مجالس سوال و جواب اور دیگر پروگراموں کے ذریعہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت آواز ہر احمدی گھر میں سنائی دینے لگی۔

چھوٹے چھوٹے بچے بھی اس پیارے آقا کے والہ و شیدا ہو گئے۔ آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر اپنی توتلی زبانوں میں "حجور احجور" کہہ کر محبت و پیار سے اچھلنے لگے۔

MTA کے ذریعہ احمدیوں کو حضور کا جو قرب نصیب ہوا وہ ایک فقید المثال تجربہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا ایک احسان عظیم! ان سب باتوں پر غور کرتے ہوئے پورے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص تصرف سے عالمگیر رابطہ اور قریبی تعلق کے غیر معمولی وسائل عطا فرمائے اور اس طرح ساری جماعت کو قرب خلافت کی غیر معمولی سعادت نصیب ہوئی۔

حضورؒ میں محبت و شفقت، قدر دانی اور حوصلہ افزائی کے اوصاف بہت نمایاں تھے۔ اکناف عالم میں لاکھوں احمدی ہیں جن کو حضور کے ان اوصاف کا فیض نصیب ہوا اور آج بھی ان واقعات کو یاد کر کے ان کے دل جذبات ممنونیت سے بھر جاتے ہیں۔ حضورؒ کا یہ احقر خادم بھی ان خوش قسمت افراد میں سے ہے جن کو یہ فیض نصیب ہوا۔ بالکل ذاتی نوعیت کے واقعات کو سردست چھوڑتے ہوئے وہ ایسے واقعات کا ذکر کرتا ہوں جن میں جماعتی رنگ نمایاں ہے۔

غالباً ۱۹۸۷ء کی بات ہے کہ اس عاجز کا ایک عیسائی پادری سے الوہیت مسیح علیہ السلام کے موضوع پر ایک مناظرہ ہوا۔ اس کی تقریب اسطرح پیدا ہوئی کہ حضورؒ کی ایک مجلس سوال و جواب میں ایک عیسائی دوست آئے جنہوں نے حضور سے چند سوالات کئے۔ حضور نے ان کے کافی تفصیلی جوابات دیئے اور مجھے یاد ہے کہ اس روز کی مجلس کا اکثر وقت اسی عیسائی دوست کے سوالات کے جوابات میں گزر گیا تھا۔ آخر میں انہوں نے کچھ بحث کا انداز اختیار کر لیا جس پر حضور نے انہیں سمجھایا کہ یہ مباحثہ کا موقع نہیں ہے۔ اصولی جوابات میں نے دیدیئے ہیں اور اس عاجز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس دوست کو یہ فرمایا کہ اگر آپ نے مزید بات چیت کرنی ہے تو امام صاحب سے کریں۔ چنانچہ بعد میں اس دوست سے بات ہوئی تو بات آگے بڑھتے بڑھتے اس تجویز پر آئی کہ الوہیت مسیح کے موضوع پر کسی پادری سے باقاعدہ مناظرہ ہو جائے۔ میں ہر قدم پر حضور انور کو مطلع کرتا رہا تھا اور حضور کی ہدایات کے مطابق بات چیت چل رہی تھی۔ جب مناظرہ کی بات آئی تو حضورؒ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ مناظرہ کریں لیکن اس کیلئے باقاعدہ شرائط طے کرنے کے بعد کریں۔ عیسائی دوست نے جو شرائط تجویز کیں وہ میں نے حضور کی خدمت میں پیش کر دیں۔ حضور انور نے شرائط ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ ان کی سب شرائط منظور ہیں۔ مناظرہ کا موضوع، تقاریر کی ترتیب، وقت، جگہ اور دیگر سب امور کی منظوری دی صرف یہ فرمایا کہ یہ شرط درست نہیں کہ اس مناظرہ کی صدارت اس چرچ کا کوئی نمائندہ کرے۔ فرمایا صدارت کیلئے کسی غیر جانبدار معزز شخصیت کو مقرر کیا جائے۔ چنانچہ علاقہ کی میئر (Mayor) کو اس بارہ میں کہا گیا تو اس نے بڑی خوشی سے اس کو قبول کیا۔ قصہ مختصر یہ کہ یہ مناظرہ ایک عیسائی چرچ میں ہوا۔ سامعین کی نصف تعداد احمدیوں پر مشتمل تھی اور باقی نصف عیسائی تھے۔ باری باری تقاریر کے بعد سوالات کا موقع تھا اور پھر اختتامی تقاریر تھیں۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت سے نوازا اور کامیابی سے مناظرہ ہوا۔ خاکسار نے مناظرہ پر جانے سے پہلے بھی حضور سے بار بار دعا کی درخواست کی اور مناظرہ سے واپس آتے ہی اسکی مختصر رپورٹ عرض کی۔ اس پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو مختلف احباب کے ذریعہ بھی اس مناظرہ کی تفاصیل کا علم ہوا۔ اگلے روز نماز کیلئے جاتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آپ نے اس مناظرہ کی ویڈیو نہیں دی؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو اسے اس قابل نہیں سمجھا تھا کہ حضور کی خدمت میں پیش

کروں۔ فرمایا نہیں مجھے اس کی کاپی دیں۔ جو میں نے اسی روز پیش کردی۔ اس کے دو یا تین روز بعد حضور نے فرمایا کہ میں نے وڈیو دیکھ لی ہے۔ اس کی کاپیاں کروا کے سب افریقن ملکوں میں بھجوائی جائیں۔ اس قدر حوصلہ افزائی ذرہ نوازی اور قدر دانی پر میں جذبات سے مغلوب ہوگیا۔ یہی نہیں بلکہ اس کے چند روز بعد حضور انور نے ایک مجلس (جو غالباً درس القرآن انگریزی کی مجلس تھی) میں محمد مصطفیٰ ثابت صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے اس مناظرہ کا بہت اچھے رنگ میں ذکر فرمایا اور حضرت ابا جان مرحوم و مغفور کے مشہور مباحثہ مصر سے ایک حد تک مشابہت کے رنگ میں اس مباحثہ کا ذکر فرمایا۔ الحمدللہ۔ حضور کے ارشاد پر شعبہ سمعی بصری نے اس مناظرہ کی ویڈیو ٹیپ افریقین ملکوں کو بھجوائی اور بعض مبلغین کرام نے بعد میں مجھ سے ذکر کیا کہ اس ٹیپ سے ہم نے تبلیغی میدان میں بھرپور فائدہ اُٹھایا ہے اور اس کو بہت مفید پایا ہے۔ یہ سب حضور انور کی شفقت اور نظر کرم کی برکت ہے۔

قدر دانی کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ میں نے جامعہ احمدیہ میں شاہد کلاس میں جو مقالہ لکھا تھا اس کا عنوان تھا "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام۔ عیسائیت کے رد میں" یہ مقالہ ہاتھ کے لکھے ہوئے قریباً سات سو صفحات پر مشتمل تھا اس میں علم کلام کی تفصیلی بحث کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی خصوصیات اور پھر ان سب دلائل کا ذکر ہے جو حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے عیسائیت کے خلاف اپنی کتب میں تحریر فرمائے یا زبانی ارشاد فرمائے۔ میرے مقالہ کے نگران میرے ابا جان حضرت مولانا ابوالعطاء صاحبؓ اور حضرت قاضی محمد نذیر صاحب فاضل تھے۔ ہر دو بزرگان نے مقالہ کے بارہ میں بہت عمدہ آراء کا اظہار فرمایا تھا۔

۱۹۶۹ء میں خاکسار نے جامعہ پاس کیا۔ اس کے لمبے عرصہ کے بعد غالباً ۱۹۸۹ء میں حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ لندن تشریف لائے تو ایک روز ان کے اس مقالہ کا ذکر آیا۔ آپ نے بڑے شوق سے اس کا مطالعہ کیا اور اپنی رائے لکھ کر مجھے دی۔ اس عاجز نے تینوں بزرگوں کی آراء لکھ کر حضور انور کی خدمت میں بھجوا دیں جس پر ازراہ شفقت و قدر دانی حضور نے ہدایت فرمائی کہ یہ مقالہ فوری طور پر کتابی صورت میں شائع کروایا جائے چنانچہ نظارت اشاعت ربوہ کی طرف سے یہ مقالہ کسر صلیب کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوگیا۔ الحمدللہ۔ اس کتاب کی اشاعت حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی قدر دانی، توجہ اور ہدایت کی برکت سے ہوئی فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ بہت ہی مصروف الاوقات انسان تھے۔ جہاں تک میں نے آپ کو قریب سے دیکھا ہے میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ساری دنیا میں کوئی اس قدر مصروف انسان میں نے نہیں دیکھا۔ آپ نے وقت سے بھرپور استفادہ کیا اور ایک ایک لمحہ کو نیک کاموں میں صرف کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ انت الشیخ المسیح الذی لایضاع وقتہ کہ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ہرگز ضائع نہیں کیا جائے گا۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واقعی وقت کا ایک ایک لمحہ نہایت بھرپور طور پر خدمت دین میں استعمال فرمایا۔ میں اپنے مشاہدہ کی بناء پر یہ شہادت دے سکتا ہوں کہ مصروفیت اور وقت کے بہترین استعمال کے لحاظ سے یہی کیفیت حضورؒ کی زندگی کی تھی۔ آپ کے ہر روز کا ایک معین پروگرام طے ہوتا تھا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صبح سے شام تک آپ کی مصروفیات کا کیا عالم تھا۔ آپ کا دن بہت صبح نماز تہجد سے شروع ہوتا اور رات بھی کافی دیر تک مصروفیات کا سلسلہ جاری رہتا آرام کا وقت بہت ہی کم ہوتا تھا۔ آپ کو خدمتِ دین سے بے پناہ عشق تھا اور یہی آپ کا دن رات کا معمول تھا۔

آپ کی عادت تھی کہ وقت کے کسی لمحہ کو ضائع نہ کیا جائے۔ ایک بار بیان فرمایا کہ جب میں ایک کام کرتے کرتے تھک جاتا ہوں تو میرا آرام کرنے کا طریق یہ ہے کہ میں کوئی دوسرا کام شروع کر دیتا ہوں۔ فرماتے تھے کہ کام کی نوعیت بدلنے سے بھی جسم کو آرام ملتا ہے اور تھکاوٹ دور ہوتی ہے اگرچہ کام کرنے کا سلسلہ پھر بھی جاری رہتا ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں ایک وقت میں دو تین کام بیک وقت کر لیتا ہوں۔ مثلاً چائے پیتے ہوئے اخبار کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ TV بھی دیکھ لیتا ہوں۔ یہ بھی وقت سے بھرپور استفادہ کا ایک عمدہ طریق ہے۔ ایک بار ایک اخبار کی رپورٹر نے آپ کا ایک تفصیلی انٹرویو لیا جس میں سوال یہی تھا کہ آپ صبح سے شام تک کیا کرتے ہیں جواباً جب حضورؒ نے اپنی مصروفیات کا ذکر فرمایا تو رپورٹر ان تفاصیل کو سن کر حیران ہوگئی کہ کس طرح علی الصبح سے رات گئے تک مصروفیات کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے اور بس کام ہی کام نظر آتا ہے۔ یہ انٹرویو جب شائع ہوا تو یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ اخبار والوں نے اس روز اس کالم کے عنوان میں ایک خاص تبدیلی کردی۔ عام طور پر تو عنوان یہ ہوا کرتا تھا کہ

A day in the life of. ....

لیکن حضورؒ کے انٹرویو والے روز عنوان اس طرح تبدیل کر دیا گیا۔

A life in the day of Hazrat Mirza Tahir Ahmad

(سنڈے ماسٹر ٹائمز ۱۶ اگست ۱۹۹۸ء)

اس ذرا سی لفظی تبدیلی کے ذریعہ اخبار نے ایک وسیع مضمون کو بلیغ انداز میں بیان کر دیا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ حضورؒ کا ایک ایک دن زندگی سے بھرپور اور زندگی بخش ہوا کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ حضورؒ نے اپنی معروف زندگی کا ایک پہلو ایک بار اس طرح بیان فرمایا کہ میں ملاقاتوں کے درمیان بھی ہلکی قسم کی مصروفیات کو جاری رکھتا ہوں اس کی مثال یہ بیان فرمائی کہ جب ایک ملاقاتی واپس جانے کیلئے اُٹھتا ہے اور کمرہ سے باہر جاتا ہے اور پھر دوسرا داخل ہوتا ہے اس معمولی سے وقفہ میں بھی میں بعض کام کر لیتا ہوں۔ مثلاً بعض خطوط پر اس وقت میں دستخط کر لیتا ہوں۔ حضور کی مصروفیت کا ایک نقشہ میں نے یوں بھی دیکھا کہ آپ سفر کے دوران بھی اپنے وقت کو بھرپور طور پر استعمال فرماتے تھے۔ غالباً اسی وجہ سے آپ کو کار کا سفر بہت پسند تھا۔ اندرون ملک آپ ہمیشہ کار پر سفر فرماتے اور یورپ جاتے ہوئے آپ نے ہمیشہ کار میں سفر فرمایا سفر چھوٹا ہو یا لمبا، عملاً ایسے ہوتا تھا کہ لندن مسجد سے بذریعہ کار روانہ ہوتے ہی کار میں آپ کا دفتر کھل جاتا تھا۔ اخبارات و رسائل اور ڈاک کا مطالعہ شروع ہو جاتا اور خطوط پر ساتھ کے ساتھ ہدایات دیتے یا اپنے قلم کے مختصر جواب یا نوٹ تحریر فرماتے۔ لندن مسجد سے اسلام آباد تک کے مختصر سفر کے دوران بھی آپ کی مصروفیات اسی طرح جاری رہتیں۔ بعض احباب جماعت حضور کی خدمت میں اپنی گزارشات یا نظمیں وغیرہ ٹیپ کر کے بھجواتے تھے۔ حضورؒ یہ کیسٹ بھی دورانِ سفر سن لیا کرتے تھے۔ الغرض آپ ہر وقت اپنے آپ کو مصروف رکھتے اور زبانِ حال سے یہ فرما رہے ہوتے کہ بہترین وقت وہی ہے جو خدمت دین میں گزرے اور کسی مفید کام میں صرف ہو۔ آپ کو روزانہ سینکڑوں خطوط موصول ہوتے۔ یہ سب خطوط آپ کے مطالعہ میں آتے۔ ایک ایک خط پر کوئی ہدایت یا نوٹ تحریر فرماتے اور بہت سے خطوط کے جوابات اپنے قلم سے بھی تحریر فرماتے۔ بے شمار ایسے خوش قسمت احباب ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں جن کو حضورؒ نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے خطوط سے نوازا۔ آپ کا معمول تھا کہ جس خط کا خود اپنے ہاتھ سے جواب لکھنا مقصود ہوتا اس کو علیحدہ رکھ لیتے اور جونہی دو مصروفیات کے درمیان ذرا سا وقفہ آتا اس میں یہ جوابات اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرماتے۔ آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ کتابوں کے مطالعہ کے علاوہ ساری دنیا سے موصول ہونے والے اہم مضامین اور اخباری تراشوں کا بغور مطالعہ فرماتے اور ضروری ہدایات دیتے۔ جماعتی اخبارات و رسائل کا آپ بہت گہری نظر سے مطالعہ فرماتے ان کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے اور اگر کسی اصلاح کی ضرورت ہوتی تو اس طرف بھی متوجہ فرماتے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات میں ملاقاتوں کا سلسلہ ہے جو ہر روز جاری رہتا تھا۔ ملاقاتوں کا ایک حصہ دفتری ملاقاتیں ہیں۔ جماعت کے مختلف مرکزی اداروں اور شعبہ جات میں کام کرنے والوں سے ملاقاتیں۔ اسی طرح مختلف ممالک کے امراء اور جماعتی کارکنان سے ملاقاتیں۔ یہ ملاقاتیں حسب حالات بہت تفصیلی ہوتی تھیں۔ غیر از جماعت احباب سے ملاقاتیں بھی ہوا کرتی تھیں۔ بعض اوقات ان مجالس میں ان کے سوالات کے جوابات کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا اور ملاقات کافی لمبی ہو جاتی۔ مختلف اخبارات و رسائل اور نشری اداروں کے نمائندگان بھی آپ سے شرف ملاقات حاصل کرتے۔ احباب جماعت سے فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ بھی ہر روز جاری رہتا۔ ان کیلئے بالعموم شام کو وقت دیا جاتا جو ملاقاتیوں کیلئے سہولت کا باعث ہوتا۔ یہ ملاقاتیں عام طور پر مختصر لیکن بعض اوقات تفصیلی بھی ہو جاتیں۔

چند منٹ کی ملاقات میں ہی حضورؒ جلدی جلدی سب افرادِ خاندان سے کوئی نہ کوئی گفتگو فرماتے اور ان کو اس طرح خوش کر دیتے کہ ملاقات کے بعد باہر آنے والوں کے چہرے خوشی و مسرت سے تمتما رہے ہوتے۔ ایسے مناظر بھی دیکھے کہ خوشی کے آنسو رواں ہوتے اور وہ اپنی خوش بختی پر ناز کرتے نہیں تھکتے تھے۔

اس کے علاوہ ساری دنیا سے Fax اور ٹیلیفون کے ذریعہ بھی رابطہ رہتا اور ہدایت کا سلسلہ دن رات جاری رہتا۔ یہ دفتری مصروفیات کی ایک ناتمام سی جھلک ہے جو میں نے اپنے مشاہدہ کی بناء پر پیش کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضورؒ کی مصروفیات اس سے بہت زیادہ تھیں۔ پنجگانہ نمازوں کی مسجد میں ادائیگی اور امامت۔ خطبات جمعہ کی تیاری۔ خطابات۔ پیغامات اور MTA کے پروگراموں میں شمولیت۔ یہ ساری مصروفیت ایسی ہیں جن کا سلسلہ بڑی باقاعدگی کے ساتھ جاری رہتا۔ حضورؒ نے دنیا کے بے شمار ممالک کے سفر اختیار فرمائے۔ ان سفروں میں بھی مصروفیت کا یہی عالم ہوتا تھا۔ انفرادی اور اجتماعی ملاقاتیں پریس کے لوگوں سے ملاقاتیں۔ مجالس سوال و جواب، تقاریر اور نہ جانے کیا کیا دینی مصروفیات تھیں جو دن رات جاری رہتیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس وجود کو غیر معمولی قوت و ہمت عطا کی تھی کہ ان بے پناہ مصروفیات کے باوجود آپ کے چہرہ مبارک پر ہمیشہ ایک دلآویز مسکراہٹ اور ایک پُرکشش نور دکھائی دیتا تھا۔ میں جتنا بھی حضورؒ کی اس بھرپور، ورمصروف زندگی پر غور کرتا ہوں میری حیرت بڑھتی چلی جاتی ہے کہ حضور

باقی صفحہ (۱۶) پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ۔ شفیق اور مہربان آقا

(رفیق احمد حیات۔ امیر جماعت برطانیہ)

۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء کی صبح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا انگلستان میں ورود ہوا۔ اس وقت تک مجھے حضور سے ذاتی طور پر ملنے کا شرف حاصل نہیں تھا۔ حضور کے انگلستان تشریف لانے کے دوسرے دن جب آپ مبارک احمد ساقی صاحب کے ساتھ اپنے دفتر سے مسجد کی طرف تشریف لا رہے تھے میں اس وقت گیٹ پر ڈیوٹی دے رہا تھا۔ جب آپ نے مجھے دیکھا اور ہاتھ ہلایا تو بعد میں ساقی صاحب نے مجھے بتایا کہ حضور نے میرے بارے میں ساقی صاحب سے دریافت کیا تھا۔ میں حیران تھا کہ اتنے لوگوں میں جو ڈیوٹی پر تھے حضور نے یہ شرف مجھے بخشا۔ بہرحال یہ میرا حضور کے ساتھ پہلا رابطہ تھا۔ اس دوران حضور نے انگلستان کی جماعت کے افراد اور خاندانوں کے ساتھ ملاقاتوں کے ذریعہ ایک خاص تعلق پیدا کر لیا۔ خاص طور پر آپ نے ذاتی طور پر نوجوانوں کی تربیت اور اصلاح شروع کی اور ہم نے انگلستان کی ۱۹ سالہ تاریخ میں کئی خارق عادت معجزات دیکھے۔ حضور کی کامیابیاں اور کارہائے نمایاں بہت زیادہ ہیں اور جماعت کی آپ کی نگرانی میں ترقی اس کی گواہ ہے کہ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ ایک دم سے کیسی ابھری ہے۔

حضور کی اللہ تعالیٰ کی ذات، قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ سے محبت کسی صورت میں بھی بھلائی نہیں جا سکتی۔ عموماً حضور جب بھی رسول ﷺ کا نام لیتے آپ پر بے انتہا جذبات کی بنا پر رقت طاری ہو جاتی اور آواز بھرّا جاتی، یہ سب بے پناہ محبت آپ کی ذات اور آپ کے کردار میں منعکس تھی۔

ذاتی طور پر حضور نوجوانوں، بوڑھوں اور امیر، غریب اور دنیا کے مختلف ملکوں اور قوموں کے لوگوں کے ساتھ بے تکلفی کا تعلق پیدا کر لیتے تھے لیکن یہ محض الفاظ ہی نہیں تھے جو آپ کو دوسرے انسانوں سے وابستہ کرتے تھے۔ آپ کی انسانیت، آپ کا اخلاص آپ کی سچائی اور لوگوں کے ساتھ بے پایاں محبت کا ہر کوئی تجربہ کرتا۔ آپ نے ہمیشہ محبت اور فراست کے ساتھ ہماری رہنمائی فرمائی۔ مجھے یاد ہے کہ حضور کی آمد کے بعد لندن کے اس خوابیدہ علاقے میں ایک دم سرگرمی اور جوش آ گیا۔ لندن مسجد ہر وقت دنیا سے آنے والے لوگوں سے معروف نظر آنے لگی۔ ان دنوں میں حضور ہفتہ میں سات دن مجلس عرفان فرماتے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ حضور اور انگلستان کی جماعت کے افراد کے درمیان ایک گہرا رشتہ اور تعلق پیدا ہو رہا تھا۔

۱۹۸۷ء میں مکرم آفتاب احمد خان صاحب (جو کہ اس وقت امیر جماعت برطانیہ تھے) نے مجھے مطلع کیا کہ حضور نے ہدایت کی ہے کہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری سنبھالوں۔ یہ تقرری اچانک مجھے حضور کے قریب لے آئی اور میری حضور کے ساتھ ہر نماز کے وقت ملاقات ہونے لگی۔ حضور میرے ساتھ بہت شفقت کے ساتھ پیش آتے اور ہر موقعہ پر میری حوصلہ افزائی کرتے۔ اس طرح میرا حضور کے ساتھ ایک تعلق پیدا ہوا۔ حضور ہمیشہ ہی جماعت کے نوجوانوں میں بہت دلچسپی لیتے اور ہماری تربیت کی خاطر ہمیں ہمیشہ زیادہ وقت دیتے اور ہماری ہر تقریب میں شرکت فرماتے۔ ایسے واقعات تو بہت ہیں لیکن میں چند مثالیں ہی پیش کروں گا۔ حضور ایک مشاق کھلاڑی تھے اور آپ کو سکواش کا بہت شوق تھا اور آپ ہمیشہ سکواش ٹورنامنٹ میں شرکت فرماتے اور اس دوران میں خود بھی کھیل میں حصہ لیتے۔ ان دنوں ہاکی اور کرکٹ کے میچز بھی خدام الاحمدیہ منعقد کیا کرتے تھے اور یہ حضور کا دلولہ تھا کہ آپ نے مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (MTA) ہاکی ٹیم بنانے میں حوصلہ افزائی فرمائی اور اس ٹیم نے کئی قومی اور عالمی ٹورنامنٹس میں حصہ لیا۔ آپ ایک ماہر نشانہ باز بھی تھے اور عموماً Clay Pigion کی نشانہ بازی کی مشق کرنے اسلام آباد تشریف لاتے اور مارشل آرٹ کی نمائش سے بھی محظوظ ہوتے لیکن حضور کا سب پسندیدہ کھیل کبڈی تھا اور ماہر کھلاڑیوں کی کبڈی ٹیم کے میچز دیکھنے پسند فرماتے۔ حضور کا نوجوانوں کے ساتھ اس طرح بے تکلفی سے مل جل جانا نوجوانوں کو خلافت کے قریب لانے میں بہت مد ثابت ہوا۔

ہمارے خدام کے سالانہ اجتماع میں عموماً حضور اپنی حفاظتی ٹیم کے ممبروں سے کہہ کر اپنا ذاتی خیمہ لگوایا کرتے۔ حضور یہ تمام وقت خدام کے ساتھ ہی گزارتے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضور کو خدام اور اطفال کی تربیت کا ہر وقت خیال رہتا اور تمام تربیتی امور پر حضور تفصیلی ہدایات ارشاد فرماتے۔ حضور کی شدید خواہش تھی کہ تمام بچے نماز کو عربی میں اور اسکا ترجمہ انگریزی میں سیکھیں اور قرآن مجید کی قراءت صحیح تلفظ سے ادا کریں۔ حضور کے ارشاد اور ہدایات کے مطابق ۱۹۸۹ء میں ایک اطفال ریلی کا انتظام کیا گیا۔ حضور عموماً ہر تقریب میں رونق افروز ہوتے تھے لیکن جب میں نے حضور سے درخواست کی کہ حضور اس موقعہ پر تشریف لائیں تو حضور نے معذرت فرما دی کیونکہ حضور کا پہلے سے ایک پروگرام تھا اور حضور لندن سے باہر تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ گفتگو حضور کے ساتھ مسجد سے حضور کے دفتر کی طرف جاتے ہوئے ہوئی۔ جب حضور اندر تشریف لے گئے تو میں نے وہاں موجود لوگوں سے کہا کہ دعا کریں کہ کسی صورت حضور اس تقریب میں شرکت فرما سکیں۔ ملک اشفاق صاحب (جو کہ ان دنوں حفاظتی ٹیم میں تھے) فرمانے لگے کہ یہ بالکل ناممکن ہے کیونکہ حضورؒ تو کئی دنوں کے لئے لندن سے باہر تشریف لے جا رہے ہیں اور آپ کی ریلی تو دو دن میں ختم ہو جائے گی۔ میں صرف یہی کہتا رہا کہ ہم دعا کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے۔ جمعہ کے روز بھی حضورؒ سے اسی موضوع پر گفتگو ہوئی اور ہفتہ کے روز صبح حضور اپنے سفر پر تشریف لے گئے۔ لیکن اسی روز شام کو اطلاع ملی کہ حضور واپس لندن تشریف لے آئے ہیں۔ مجھے بہت حیرت ہوئی لیکن بعد میں حضورؒ نے ریلی کے آخری سیشن میں تفصیل بیان کی کہ آپ انگلستان کے بہت خوبصورت علاقے ڈیون اینڈ کارنوال میں جب پہنچے تو شام ہو رہی تھی اور آپ نے میجر محمود احمد صاحب سے رات کی رہائش کا انتظام کرنے کے لئے فرمایا۔ کئی ایک ہوٹلوں سے پتہ کرنے پر یہی جواب ملا کہ ہوٹل مکمل طور پر بھرے ہوئے ہیں اور کوئی جگہ نہیں۔ حضور فرماتے تھے کہ آپ کو حیرت تھی کہ اس قسم کا تجربہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ انگلستان میں رات رہنے کے لئے ہوٹل میں جگہ نہ ملے۔ چونکہ کوئی انتظام نہیں ہو رہا تھا اور اندھیرا بڑھتا چلا جا رہا تھا تو اپنے قافلہ کو واپس لندن چلنے کا حکم دیا۔ حضور فرماتے تھے کہ مجھے ابھی بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی لیکن دوسری صبح سیر کے وقت میجر صاحب نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ اور ملک صاحب کے درمیان دعا کے مقابلے کے بارے میں ذکر کیا اور کہا کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ صدر صاحب جیت گئے۔ یوں حضورؒ نے اس ریلی میں شامل ہو کر اسے تاریخی بنا دیا۔

۱۹۸۹ء میں جب ہم صد سالہ جوبلی منانے کیلئے مختلف قسم کی تقریبات کی تیاری کر رہے تھے۔ انہیں دنوں حضورؒ نے نہایت شفقت کے ساتھ مجھے چھ گھنٹے کا ایک انٹرویو دیا جو کہ دو نشستوں پر مشتمل تھا۔ اس میں حضورؒ نے اپنے بچپن کے واقعات، اپنے والد صاحب سے تعلقات اور تعلیم کی خاطر لندن کے قیام کے دوران کے حالات بیان فرمائے۔ یہ انٹرویو خدام کے صد سالہ جوبلی کے جریدہ میں چھپا۔ صد سالہ جوبلی کے سال کے دوران خدام الاحمدیہ انگلستان نے ایک چیریٹی سائیکل میراتھن بریڈ فورڈ سے لندن تک منعقد کی۔ حضور نے بہت محبت اور شفقت کے ساتھ ہماری رہنمائی فرمائی۔ یہ حضورؒ کی دعائیں اور راہنمائی ہی تھی کہ یہ تقریب بہت کامیاب رہی۔ نہ صرف ملک بھر کے اخباروں میں خبریں شائع ہوئیں بلکہ ملک بھر کے معززین نے اسکی بھرپور حمایت کی اور ہم نے خیرات کیلئے کافی فنڈ بھی اکٹھا کر لیا۔ گریٹ ارمنڈ سٹریٹ ہسپتال نے اپنا ایک نیا حصہ خدام الاحمدیہ یو۔ کے کے نام کے ساتھ منسوب کیا۔

جوبلی منانے میں کئی ایک تقریبات منعقد ہوئیں۔ جن میں کوئین الزبتھ ہال میں حضورؒ کا لیکچر، Grosvenor House میں عشائیہ اور جماعت احمدیہ کی اسلام آباد میں دعوت قابل ذکر ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اس دوران میں مجھے حضورؒ کے بہت قریب رہ کر کام کرنے کی توفیق ملی۔ اور اس عرصہ میں میں حضورؒ کی ذہانت، ذوق ظرافت اور خوش طبعی سے مستفید ہوا۔ حضورؒ ہمیشہ کبھی لفظوں سے کبھی اشاروں سے ہمت بڑھاتے اور اپنا قیمتی وقت ہمیں دینے کو تیار رہتے اور محبت، گرمجوشی اور ہمدردی کیساتھ ہماری ہمت بڑھاتے۔ آپ کا بے پایاں جوش، ہمت اور شفقت نے ہمارے دلوں پر وہ اثر کیا جو کہ اور کوئی انسان نہیں کر سکتا۔

دسمبر ۱۹۹۱ء میں جلسہ سالانہ قادیان سے واپسی پر حضرت آصفہ بیگم صاحبہ بہت زیادہ بیمار ہو گئیں۔ ان تمام پریشانیوں کے باوجود حضور رحمہ اللہ نے جماعت کے کسی کام میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔ آپ جماعت کے ہر کام کو اپنی ذات اور ذاتی پریشانیوں پر ترجیح دیتے۔ ان دنوں خدام الاحمدیہ کی میراتھن واک (Marathon Walk) کی تیاری تھی اور ہم نہیں چاہتے تھے کہ حضور کو مزید پریشان کریں کیونکہ ان دنوں حضرت بیگم صاحبہ ہسپتال میں داخل تھیں۔ لیکن اس پریشانی کے باوجود حضور رحمہ اللہ ہماری میراتھن واک کے وقت ہسپتال سے تشریف لائے اور بھرپور شمولیت فرمائی۔ یہ حضور کا خاصہ تھا کہ جماعت کا ہر کام ان کو اپنی ذات سے بڑھ کر عزیز تھا اور اپنے ذاتی معاملات کو پس پشت ڈال دیتے تھے۔

جب ہسپتال سے آفتاب خان صاحب کا ٹیلیفون آیا اور میں فوراً ہسپتال پہنچا۔ حضور ہم سب لوگوں کو گلے ملے اور کسی قسم کا کوئی رنج و غم کا اظہار نہیں کیا۔ حضرت بیگم صاحبہ وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ لیکن یہ مرد خدا اس غم کو بھی اس طرح برداشت کر گیا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی اور مطمئن تھا۔ ہم سب آپ کے لئے تسکین تھے لیکن حضور رحمہ اللہ ہمیں تسلیاں دے رہے تھے۔

میرا وقت خدام الاحمدیہ کے ساتھ ختم ہونے کو آ رہا تھا حضورؒ نے مجھے مختلف منصوبوں میں شامل کرنا شروع کر دیا۔ حضورؒ نے ارشاد فرمایا کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی ایک ٹیم بنائی جائے جو کہ مختلف مذہبی موضوعات پر تحقیق کریں۔ ان دنوں آپ نے اس کام کے لئے بہت وقت دیا اور ہماری حضور کے ساتھ کافی لمبی ملاقاتیں ہوتیں اور تحقیقی مضامین پر تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوتی۔ بعض دفعہ ہم دو تین گھنٹے روز اور ہفتہ میں تین تین، چار چار دن حضورؒ سے ملاقات کا شرف حاصل کرتے۔ یہ وہ وقت تھا جب ہم نے حضورؒ سے سیکھا کہ تحقیق کرنے کیلئے بہت گہری نظر چاہیے۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ جماعت احمدیہ کے ہر شعبہ میں بہت تیزی سے ترقی کی مساعی ہو رہی تھیں۔ حضورؒ نے ایک دن مجھے اپنے دفتر میں بلایا اور ارشاد فرمایا کہ آپ ماریشس تشریف لے جا رہے ہیں اور وہاں سے سٹلائٹ کے ذریعہ آپ کی تقریر کے براہ راست نشر کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اور وہاں سے واپس تشریف لانے پر یہ انتظام انگلستان اور روس سے شروع کیا جائے گا۔ ہم ۱۲ گھنٹے یہ پروگرام روزانہ ایشیا اور مشرق بعید میں ٹرانسمٹ کریں گے۔ آپ نے ہدایت دی کہ ایک ٹیم تیار کی جائے جو پروگراموں کے ٹیپ تیار کرے جو روس بھجوائے جائیں۔ کام شروع کرنے کے لئے حضورؒ نے ہدایت فرمائی کہ کم از کم ایک مہینہ کی ٹرانسمشن کیلئے ٹیپ تیار ہوں اور اس کے بعد باقاعدہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ یہ بہت بڑا کام تھا لیکن حضورؒ کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور ہم وقت سے پہلے ہی اس کام کیلئے مکمل طور پر تیار تھے۔ حضورؒ کو اس نئے منصوبہ میں بہت دلچسپی تھی اور ہمارے پاس شروع شروع میں کوئی زیادہ سہولتیں بھی میسر نہیں تھیں لیکن ہم اس سٹلائٹ TV کی تیاریوں میں مصروف رہے۔ ہمارا سٹوڈیو ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جسمیں ہم مشکل سے چند لوگوں کو بٹھا سکتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ حضورؒ نماز کے فوراً بعد مسجد سے وہاں تشریف لاتے اور دنیا بھر میں جانے والی Live Broadcast کرتے۔ اس کے بعد تھوڑے وقفہ سے ہم دوسرے Live پروگرام کرنے کا سلسلہ شروع کرتے۔ اناؤنسر ایک طرف کھڑا ہوتا اور ہم جلدی جلدی لوگوں کو کرسیوں پر بٹھا کر اپنا پروگرام شروع کرتے۔ ان معمولی شروعات سے ہم نے آہستہ آہستہ حضورؒ کی زیر ہدایت پروڈکشن ٹیم، ڈاکومنٹری ٹیم، خبروں کی ٹیم اور لائبریری وغیرہ بنائیں اور ایک خاص شکل اختیار کرنی شروع کی۔ اس تمام وقت میں ہم حضورؒ کی ہدایات سے مستفید ہوتے رہے اور حضورؒ کی دلچسپی اس قدر تھی کہ ہم روزانہ کی رپورٹ حضورؒ کو بھجواتے اور حضورؒ ہمیشہ ہمیں محبت بھرے اور شفیق انداز میں اپنی رائے بھجواتے۔ تحمل اور مشفائی کے ساتھ ہماری ہمت بڑھاتے تقریباً روز ہی حضورؒ سے ملاقات ہوتی۔ پروگرام کے دوران یا بعد میں حضورؒ ہماری ہمت بڑھاتے اور MTA کے اس مشکل دور میں ہمیں ہمارے مقصد کی طرف متحرک رکھتے۔

مجھے یاد ہے کہ جب پہلے جلسہ میں ہم نے مختلف مندوبین کے انٹرویو مختلف زبانوں میں ریکارڈ کئے تو حضور کی معیت میں ہم سب ان انٹرویوز کو دیکھ رہے تھے اور حضورؒ ہمیں سمجھا رہے تھے کہ اگر ہم غور سے سنیں تو ہر زبان کو کچھ نہ کچھ سمجھ سکتے ہیں۔ پہلے ٹیپ تو یورپین زبانوں کے تھے جن میں غور کرنے سے کچھ نہ کچھ سمجھ آ جاتی تھی۔ اسکے بعد افریقن زبانوں کے ٹیپ زیادہ مشکل ہو گئے۔ جب ہم چینی زبان کے ٹیپ پر پہنچے تو حضور بہت غور سے سننے کے بعد مسکراتے گئے اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور شان ہے کہ اس نے دنیا میں اس قدر مختلف رنگ اور طرح طرح کی زبانیں پیدا کی ہیں کہ اس کا مجھے ایک لفظ بھی سمجھ نہیں آ رہا۔ اس دوران کیسٹ میں کسی نے "مرزا طاہر احمد" کہا اور میں نے اسے دہرایا تو حضورؒ کھلکھلا کر ہنسنے لگے اور فرمایا "تو آپ کو چینی زبان آتی ہے"۔ یہ وہ خوبصورت لمحات تھے جو ہم نے

حضورؒ کے ساتھ گذارے ہیں اور جن کی یادیں ہمارے دل میں ہمیشہ کے لئے باقی ہیں۔

جب MTA کی چوبیس گھنٹے کی ٹرانسمشن شروع ہوئی تو حضورؒ نے MTA کے تمام سٹاف کیلئے ایک عشائیہ دیا۔ اور حضور نے میاں لقمان صاحب کو سویٹ ڈش تیار کروانے پر مقرر کیا جو کہ حضورؒ کی اپنی Recipe کے مطابق تھی۔ اس میں کیوڑہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جب سویٹ ڈش کا وقت آیا اور ڈش لائی گئی تو حضورؒ نے اپنے ہاتھوں سے ایک پلیٹ میں ڈال کر مجھے اور نصیر شاہ صاحب کو دی۔ جب حضورؒ نے چکھا تو فوراً فرمایا کہ یہ اسطرح نہیں بنی جیسا میں نے کہا تھا۔ میاں لقمان صاحب کا اصرار تھا کہ یہ بالکل حضور کی ہدایت کے مطابق تیار ہوا ہے۔ حضور نے حکم دیا کہ ان کے ذاتی سٹور میں سے ایک بوتل روح کیوڑہ لائی جائے جو کہ آپ نے پوری کی پوری ڈش میں الٹ دی اور کھیر کو خوب اچھی طرح ملا دیا۔ ہم اس وقت اپنی کھیر کھا چکے تھے لیکن حضور نے ہماری پلیٹیں پھر کھیر سے بھر دیں۔ یہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا کیونکہ محبت اور شفقت کا جو مظاہرہ حضورؒ نے فرمایا وہ بھلایا نہیں جاسکتا۔

ہم جو کام بھی کرتے ہیں اسکی جزا تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ لیکن مجھے یاد ہے کہ ۲۴ گھنٹے کی ٹرانسمشن کے بعد جو پہلی عید آئی اس پر حضور نے خود مجھے اور نصیر شاہ صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی مبارک قمیص کا ایک ٹکڑا بطور تبرک تحفہ دیا اور اپنے خط میں اس تبرک کی تاریخ اور اہمیت بیان فرمائی اور یہ کہ اس کو کس طرح سنبھال کر رکھنا ہے۔ انگلستان کی ان تمام سرگرمیوں میں حضورؒ کو عوام الناس کے ساتھ سوال و جواب کی محفل بہت پسند تھی۔ حضورؒ کو اپنے ہمسایوں کا بھی بہت خیال ہوتا اور ہمیشہ انہیں ہر تقریب میں بھی تحفے تحائف اور چاکلیٹ وغیرہ بھجواتے رہتے۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ایک ایک کر کے ہمسایوں کے ساتھ کھانے کا انتظام کیا جائے جس میں حضورؒ بذات خود میزبان کی ذمہ داری ادا کرتے۔

جماعتی روایات کو سکھلانے کا حضورؒ کا اپنا انداز تھا۔ ایک بار جب حضورؒ جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرما رہے تھے آپ نے روٹی پلانٹ پر شیخ رشید صاحب سے پوچھا کہ کیا سب ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب نے عرض کیا کہ حضور کام کرنے کے لئے لوگوں کی کمی ہے۔ حضور فوراً چوہدری ہدایت اللہ بنگوی صاحب (افسر جلسہ) کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ فوراً انتظام کریں۔ بنگوی صاحب نے مجھے بلایا اور ہدایت کی کہ میں فوراً انتظام کروں۔ حضورؒ نے دیکھا اور مجھے فوراً روک دیا اور بنگوی صاحب کو فرمایا کہ کارکن مہیا کرنے افسر جلسہ سالانہ کا کام ہے، افسر خدمت خلق کا نہیں اور پھر حضورؒ نے تفصیل کے ساتھ جلسہ سالانہ پاکستان کی روایات بیان کیں۔

ہماری جماعت میں بہت بڑی بڑی شخصیتیں تھیں اور ان کا حضورؒ کے ساتھ تعلق بیان کرنے کو ایک کتاب چاہیے۔ چند ایک کے بارے میں کہہ سکتا ہوں۔ حضورؒ کو چوہدری انور حسین صاحب امیر شیخوپورہ بہت پسند تھے۔ آپ کا اپنا ایک طرز مزاح تھا اور آپ ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر یہاں تشریف لاتے اور یہ طریق آپ کا آپ کی وفات تک رہا۔ آفتاب خان صاحب، مبارک ساقی صاحب اور شریف اشرف صاحب اور چند لوگ ہیں جن کی رفاقت حضورؒ پسند فرماتے۔

حضور کو مجلس عرفان بے حد پسند تھی اور اسمیں میرے والد بزرگوار بشیر احمد حیات صاحب نے ۱۹ سالہ عرصہ میں حضور کے ساتھ ایک خاص تعلق پیدا کر لیا تھا۔ میرے والد صاحب کی سادگی اور خلوص حضور کو خاص پسند تھا اور اس کے باوجود کہ میرے والد صاحب نے کئی بار حضور سے درخواست کی کہ صحت کی خرابی کی بناء پر اب وہ سوال پوچھنے چھوڑ دیں۔ لیکن حضور نے ہر بار یہی ارشاد کیا کہ نہیں سوال جاری رکھیں۔ ان دونوں کا آپس میں ایک محبت کا رشتہ تھا اور میرے والد صاحب کی وفات پر حضور نے بہت پیارے انداز میں فرمایا کہ ”انہیں میرے ساتھ اتنی ہی محبت تھی جتنی مجھے ان کے ساتھ ہے۔“

حضور کا انگلستان کی جماعت کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا اور جماعت کے تمام ممبران سے بہت پیار اور شفقت فرماتے۔ مجھے یاد ہے کہ جب کئی سال وقف جدید میں انگلستان چوتھے نمبر پر رہنے کے بعد تیسرے نمبر پر آیا تو حضور کو خاص خوشی ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ اگرچہ یہ دونوں (انگلستان اور جرمنی) میرے گھوڑے ہیں پھر بھی میری خواہش ہے کہ انگلستان آگے ہی رہے۔

حسب معمول حضور نے ۱۸ اپریل ۲۰۰۳ء کی مجلس عرفان میں شمولیت فرمائی۔ اس روز حضور بہت خوش تھے اور رشید صاحب کے سوالات سے محظوظ ہو رہے تھے۔ اسی لئے جب صبح ۱۹ اپریل کو مجھے میاں لقمان صاحب کا فون ملا کہ فوراً مسجد میں آؤں تو مجھے کچھ پریشانی تو ہوئی لیکن تسلی تھی کہ حضور کو شام جب ہم ملے تو حضور بہت خوش تھے۔ اس لئے شائد کوئی اور ضروری کام ہو۔ افسوس صد افسوس کہ جب میں وہاں پہنچا تو مجھے اپنے روحانی باپ کی وفات کی خبر ملی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضورؒ نہ صرف خلیفۃ المسیح تھے بلکہ آپ ایک بہترین دوست، باپ اور رہنما تھے۔ سب تصویریں آنکھوں کے سامنے آتی ہیں اور جذبات کے دھارے میں بہ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ حضور کی وفات کے ساتھ جماعت احمدیہ کا ایک باب ختم ہوا۔ تاریخ ہمیشہ انہیں ایک رہبر اور رہنما کے طور پر یاد کرے گی جنہوں نے جماعت کی ترقی میں ایک خاص کردار ادا کیا۔ آپکی شخصیت، لطافت، مزاح، محبت اور شفقت کو ہر کوئی محسوس کرے گا۔ جو شخص بھی حضور سے ملا اس نے یہی محسوس کیا کہ حضور کا اس کے ساتھ ایک خاص اور ذاتی تعلق ہے اور ہر فرد جماعت حضورؒ کی کمی محسوس کرے گا۔

ہمیں اپنی جماعت میں سے اور باہر سے کئی ایک خراج عقیدت ملے ہیں کہ حضور ایک خاص شخصیت تھے آپ ایک واجب التعظیم شخصیت تھے۔ ان تمام لوگوں کے بھی حضور کے ساتھ اپنے ذاتی تعلقات تھے اور وہ بھی حضور کی بصیرت افروز شخصیت سے مستفید ہو چکے ہیں۔

ذاتی طور پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ حضور کی وفات پر میں نے ایک باپ، ایک دوست، ایک رہبر اور ایک قائد کو کھو دیا۔ ان کی ذات میرے لئے کیا تھی یہ لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ آپ میرے لئے دعا کرتے، میری خوشی اور غم میں شریک ہوتے۔ جو لمحات ہمارے اکٹھے گزرے ہیں ان کا بیان آسان نہیں۔ یہ سب محض آپ کی دعائیں ہی تھیں کہ میں زندگی کے ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ آپ کی محبت اور شفقت نہ صرف میرے لئے بلکہ میری اہلیہ اور میرے بچوں کو بھی وافر میسر آئی۔ بیس سال کی رفاقت میں اتنی یادیں ہیں کہ انہیں لکھنے اور بیان کرنے کے لئے ایک کتاب چاہئے۔ یادوں کا ایک سیلاب ہے جو بہنا شروع ہو تو رو کے نہیں رک سکتا۔ ان میں سے بعض یادیں ایسی ہیں کہ انسان صرف اور صرف اپنے دل میں ہی ان سے لطف اٹھا سکتا ہے اور کسی کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ ان میں سے چند ایک میں نے دوستوں کے ملاحظہ کیلئے لکھ دی ہیں۔ وہ ایک خدا کا پیارا تھا اپنے مولیٰ سے جا ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین۔

تبرّکات

نومسلموں کی حفاظت اور تعلیم و تربیت کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پر درد نصائح

ذیل میں ہم حضور انورؒ کے اپنے دست مبارک سے لکھے ہوئے ایک خط کا عکس شائع کر رہے ہیں جو حضور رحمہ اللہ نے ربوہ سے ۳۱ جولائی ۱۹۸۲ء کو مکرم سید میر محمود احمد صاحب ناصر مبلغ سپین کے نام تحریر فرمایا تھا۔ یہ خط دنیا بھر میں امراء جماعت، مبلغین اور داعیان الی اللہ کے لئے نہایت درجہ اہمیت کا حامل ہے۔

بشکریہ الفضل لندن

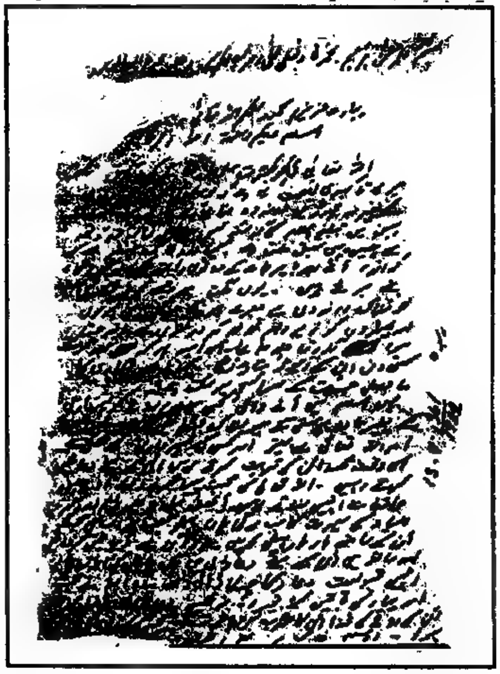

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

پیارے عزیزم محمود سلمکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو بکثرت مسلمان بنانے کی توفیق بخشے۔ میری تاکیدی نصیحت یہ ہے کہ نومسلموں کو کبھی سپرداری کے بغیر نہ چھوڑیں ورنہ وہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً سپین میں تبلیغ اسلام کی گذشتہ تیس چالیس سالہ جدوجہد سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ کیسا دردناک منظر ہے کہ اندر آنے اور باہر جانے کے دونوں راستے یکساں گزرگاہ بنے ہوئے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی شکاری خوفناک درندوں سے بھرے ہوئے جنگل میں ہرنوں اور بھیڑیوں کو زیر دام لا لا کر درختوں سے باندھتا ہوا گزرتا چلا جائے اس امید پر کہ بعد فرصت کسی دن ان کے ریوڑ بناؤں گا۔ کیا ایسے شکاری کا ماحصل حسرت کے سوا کچھ ہو سکتا ہے؟

پس اسلام میں آنے والی کسی معصوم روح کو سپرداری کے بغیر مادہ پرستی کے ہولناک جنگل میں تنہا نہ چھوڑیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اور کس کی سپرداری ہو سکتی ہے۔ اس وقت تک اُن کی تربیت کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے والے روح پرور واقعات انہیں سناتے رہیں۔ آنحضور ﷺ اور دیگر انبیاء کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو یعنی اپنے رب کی محبت اُن کے سامنے بار بار پیش کریں۔ خود اُن سے دعائیں کروائیں اور ساتھ ہی اُن کے لئے دعاؤں میں لگ جائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں قبولیت دعا کا چسکا ڈال دے۔ وہ اللہ سے محبت اور پیار کی باتیں کئے بغیر رہ نہ سکیں۔ دعا اُن کا اوڑھنا بچھونا، ان کی روح کی غذا اُن کا مشرب بن جائے تب آپ سمجھیں کہ سپرداری کا حق ادا ہوا۔

والسلام   خاکسار

مرزا طاہر احمد

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دورِ ہجرت میں جماعتی ترقی اور وسعت پذیری کے چند ایمان افروز کوائف

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں ہجرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے زمین میں بہت سی وسعتیں عطا فرماتا ہے۔ اس آیت کریمہ کا سب سے عظیم الشان اطلاق تو خود حضرت نبی اکرم ﷺ پر ہوتا ہے جنہیں حق کے دشمنوں نے مکہ مکرمہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔ اور چونکہ آپ کی ہجرت محض اللہ تعالیٰ کی خاطر تھی خدا تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں آپؐ کو عظیم الشان عالمی فتوحات و ترقیات عطا فرمائیں۔

آپؐ کے بعد بھی یہ مضمون آپؐ کے غلاموں پر ہمیشہ بڑی شان کے ساتھ صادق آتا رہا۔ جماعت احمدیہ پر بھی یہ آیت کریمہ بڑی عظمت کے ساتھ اطلاق پاتی دکھائی دیتی ہے۔ اس کی تازہ مثال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی پاکستان سے ہجرت کے بعد آپ کے ہاتھ پر، آپ کی قیادت و سیادت میں جماعت احمدیہ کو عطا ہونے والی عالمگیر روحانی ترقیات اور فتوحات کی صورت میں دنیا کے سامنے ہے۔ وہ مرد خدا جسے رَبُّنَا اللّٰہ کہنے کے جرم میں وطن سے نکلنے پر مجبور کیا گیا خدا تعالیٰ نے اس کے بدلے بیسیوں نئے ملک عطا فرمائے اور اُس کے دلی محبوں کے گروہ کو بڑھایا اور اس کے تمام منصوبوں میں حیرت انگیز وسعتیں عطا فرما کر یہ ثابت کر دکھایا کہ آپ کی پاکستان سے ہجرت معاندین احمدیت کی بیہودہ سرائیوں کے مطابق ملک سے فرار نہیں تھا بلکہ اللہ کی خاطر اس کی راہ میں ہجرت تھی۔ اس دورِ ہجرت میں آپ کو عطا ہونے والی عظیم الشان وسعتوں کا احاطہ ممکن نہیں۔

ذیل میں اس دورِ ہجرت میں آپ کی وفات تک کے عرصہ میں ہونے والی عالمی ترقیات کے بعض پہلوؤں کا ایک نہایت مختصر تذکرہ اعداد و شمار کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ ہمارا رب اپنے وعدوں کا سچا ہے اور وہ اپنے پیارے بندوں کے حق میں ہمیشہ ہی ایسے عظیم الشان نشانات دکھاتا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اللھم صل علی محمد وآل محمد۔

نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ

۱۹۸۴ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے پاکستان سے ہجرت فرمائی تو ایسے ممالک جہاں احمدیت کا پودا لگ چکا تھا کی تعداد (۹۱) تھی۔ حضور انورؒ کے پاکستان سے ہجرت کے ۱۹ سال کے دور میں ۸۴ نئے ممالک میں احمدیت داخل ہوئی اور یہ وہ سال ہیں جب مخالفین احمدیت نے جماعت کو مٹانے کی پوری کوشش کی اور مولویوں نے ملک ملک کے دورے کر کے جماعت کو ناکام کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں جماعت نے ہر میدان میں غیر معمولی عظیم الشان ترقی کی وہاں بڑی تیزی سے نئے ممالک میں بھی احمدیت کا نفوذ ہوا۔ نفوذ کے لحاظ سے سال وار جائزہ پیش ہے۔

۱۹۸۵ء موریطانیہ، روانڈا، برونڈی، موزمبیق۔

۱۹۸۶ء بورکینا فاسو، طوالو، کیری باس، ویسٹرن سموا، ملاوی، روڈرگ آئی لینڈ، برازیل، تھائی لینڈ، بھوٹان، نیپال، یوگوسلاویہ، زنجبار۔

۱۹۸۷ء کونگو (برازویلیا)، پاپوا نیوگنی، فن لینڈ، پرتگال، Nauro اور آئس لینڈ۔

۱۹۸۸ء ٹونگا، ساؤتھ کوریا، جزائر مالدیپ، کیمرون، سولومن آئی لینڈز۔

۱۹۹۰ء مارشل آئی لینڈ، مائکرونیشیا، Tokelau، میکسیکو۔

۱۹۹۱ء Ne Caledonia، منگولیا۔

۱۹۹۲ء Chuuk Is، Guam، لتھوانیا، بیلارشیا۔

۱۹۹۳ء ہنگری، کولمبیا، ازبکستان، یوکرین، تاتارستان۔

۱۹۹۴ء البانیا، رومانیہ، بلغاریہ، چاڈ، کیپ ورڈ، قازقستان، Norfolk Is۔

۱۹۹۵ء کمبوڈیا، ترکس اینڈ کیکوس، جمائیکا، Grenada، ایکٹوریل گنی، Macedonia۔

۱۹۹۶ء El Salvador، Slovenia، بوزنیا، قرغیزستان۔

۱۹۹۷ء میں کروشیا۔

۱۹۹۸ء Nicaragua، ہائیٹی آئی لینڈ۔

۱۹۹۹ء چیک ریپبلک، سلووک ریپبلک، Ecuodor، Lesotho۔

۲۰۰۰ء سنٹرل افریقن ریپبلک، ساؤ ٹومے، سیشلز، سوازی لینڈ، بوٹسوانا، نمیبیا، ویسٹرن صحارا، جبوتی، اریٹریا، کوسوو، مونٹا کو، ماہدووا۔

۲۰۰۱ء وینزویلا، سائپرس، مالٹا، آذربائیجان۔

۲۰۰۲ء مالدووا۔

مساجد کی تعمیر

دورِ ہجرت کے پہلے سال ۸۴۔۸۵ء میں نئی مساجد (مراکز نماز) جو دنیا بھر میں قائم ہوئیں ان کی تعداد ۳۲ تھی۔

۸۵۔۸۶ء میں یہ تعداد ۳۲ سے بڑھ کر ۲۰۶ ہو گئی۔

۸۶۔۸۷ء میں ۳۰۶ نئی مساجد تعمیر ہوئیں۔

مساجد کی تعمیر اور بنی بنائی مساجد کے عطا ہونے کی رفتار میں بھی حیرت انگیز طور پر اضافہ ہوا جس کا اندازہ مندرجہ ذیل تین سالوں کے جائزہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

۱۹۹۹ء میں ۱۵۲۴ مساجد کا اضافہ ہوا۔

۲۰۰۰ء میں ۱۹۱۵ مساجد کا اضافہ ہوا۔

۲۰۰۱ء میں ۲۵۷۰ مساجد کا اضافہ ہوا۔

ہجرت کے ۱۹۔سالوں میں مجموعی طور پر کل ۱۳۶۷۰ نئی مساجد جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں قائم کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

"ان میں سے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۱۰۶۵ مساجد اپنے اماموں اور مقتدیوں سمیت گاؤں کے گاؤں احمدی ہونے کی وجہ سے جماعت کو عطا ہوئیں اور ۱۹۹۸ مساجد جماعت نے خود تعمیر کی ہیں۔

مختلف ممالک میں نئی جماعتوں کا قیام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دورِ ہجرت میں نئی جماعتوں کے قیام میں غیر معمولی اور حیرت انگیز اضافہ ہوا۔ لندن آنے کے بعد پہلے سال یعنی ۸۴۔۸۵ء میں ۲۸ نئی جماعتیں قائم ہوئیں اور پھر اگلے سال ۸۵۔۸۶ء میں یہ تعداد ۲۸ سے بڑھ کر ۲۵۴ ہو گئی اور پھر اگلے سال ۸۶۔۸۷ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۲۵۸ ہو گئی۔ اس کے بعد اس میں سال بہ سال مسلسل حیرت انگیز اضافہ ہوتا رہا۔ اس رفتار کا اندازہ آخری تین سالوں کے جائزہ سے لگایا جا سکتا ہے۔

سال ۱۹۹۹۔۲۰۰۰ میں دنیا بھر میں ۶۱۷۵ مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔

سال ۲۰۰۰۔۲۰۰۱ء میں ۱۲۳۳۴ مقامات پر نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا۔

سال ۲۰۰۱۔۲۰۰۲ء میں دنیا بھر میں ۳۳۸۵ نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔

ہجرت کے ۱۹ سالوں میں دنیا بھر میں ۵۳۵۸۰ مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔

یورپین ممالک میں تبلیغی مراکز کا قیام

حضور انورؒ کے دورِ مبارک میں یورپ کے درج ذیل ممالک میں پہلی بار مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز خریدے گئے۔

فرانس، پرتگال، آئرلینڈ، بلجیم، پولینڈ، ترکی، البانیا، بلغاریہ، کوسوو، بوسنیا۔

اور اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۸ یورپین ممالک میں مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز کی مجموعی تعداد ۱۳۸ ہو چکی ہے جبکہ ۱۹۸۴ء میں یہ تعداد کل ۸ ممالک میں صرف ۱۲ تھی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۹۴ء سے جماعت کو پولینڈ میں اپنا خوبصورت اور وسیع رقبہ پر مشتمل مشن ہاؤس خریدنے کی توفیق ملی۔ اس قطعہ زمین کا کل رقبہ ۲۲۴۰ مربع میٹر ہے۔ اس کی تین منزلہ عمارت بنی ہوئی ہے۔ جس میں آٹھ کمرے، کچن اور باتھ روم وغیرہ شامل ہیں۔ یہ جگہ وارسا شہر کے اندر واقع ہے۔ مشن کے سامنے خوبصورت پبلک پارک ہے۔ سابقہ کمیونزم ایسٹ بلاک میں یہ جماعت احمدیہ کا پہلا باقاعدہ مشن ہاؤس ہے۔

امریکہ کے تبلیغی مراکز

۱۹۸۴ء تک امریکہ میں تبلیغی مراکز کی تعداد صرف ۶ تھی۔ اب اللہ کے فضل سے وہاں تبلیغی مراکز کی تعداد ۳۶ ہو چکی ہے۔

کینیڈا کے تبلیغی مراکز

۱۹۸۴ء میں کینیڈا میں پانچ مشن ہاؤسز تھے۔ دورِ ہجرت میں پانچ نئے مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔ وہاں کے بعض پرانے مشن ہاؤسز کو فروخت کر کے ان کی جگہ بیسیوں گنا بڑے مشن ہاؤسز خریدے گئے۔ مثلاً ۱۹۸۴ء تک ٹورانٹو میں ایک تین بیڈ کا مشن ہاؤس تھا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ یہاں تین منزلہ مشن ہاؤس ہے جس میں ۱۱ دفاتر، ۲ بڑے ہال اور تین بیڈ روم کا رہائشی یونٹ شامل ہے۔ علاوہ ازیں ۱۲۵ ایکڑ زمین لی گئی ہے اور چار ملین ڈالر کی لاگت سے مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔

۱۹۹۹ء میں "مسی ساگا" (Missisaga) میں ایک نہایت ہی با موقعہ اور خوبصورت عمارت مناسب قیمت پر خریدنے کی توفیق عطا ہوئی۔ یہ عمارت ۱۲۔۱۵ ایکڑ کے پلاٹ پر تعمیر شدہ ہے۔ مسقف حصہ ۲۸ ہزار مربع فٹ ہے۔ ۲۱۸ گاڑیوں کی پارکنگ کا انتظام ہے۔ ایک بہت بڑا ہال ہے جس میں ۱۲۰۰ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ۳۰ دفاتر ہیں جن میں ہر قسم کا فرنیچر موجود ہے۔ ساری عمارت ایئر کنڈیشنڈ ہے اور نہایت اچھی حالت میں ہے۔ یہ عمارت ۱۹ لاکھ ۹۵ پچانوے ہزار ڈالر میں خریدی گئی ہے۔ اس عمارت کی خرید کے لئے جماعت احمدیہ کینیڈا نے تین ماہ کے عرصہ میں ۲۰ لاکھ ڈالر سے زائد رقم اکٹھی کی۔ عورتوں نے اپنے زیورات کثرت سے پیش کئے۔

USA اور Canada کے علاوہ برازیل اور گوائٹے مالا "میں بھی جماعت کو مشن ہاؤسز بنانے کی توفیق ملی ہے۔ گوائٹے مالا میں مشن کے علاوہ ایک خوبصورت مسجد اور کلینک بھی تعمیر ہوا۔

افریقہ کے مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز میں اضافہ:

۱۹۸۴ء تک افریقہ کے ۱۴ ممالک میں مشن ہاؤسز کی تعداد ۶۸ تھی۔ اب افریقہ کے ۲۵ ممالک میں مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے ۶۵۶ ہو چکی ہے۔

الغرض مجموعی طور پر اس وقت دنیا کے ۸۵ ممالک میں تبلیغی مراکز اور مشن ہاؤسز کی کل تعداد ۹۵۸ ہو چکی ہے۔

مجلس نصرت جہاں کے تحت سکولز

۱۹۸۵۔۸۶ء میں درج ذیل ممالک میں ۳۱ ہائر سیکنڈری سکولز تھے۔ سیکنڈری کے علاوہ پرائمری اور نرسری سکولوں کی مجموعی تعداد ۱۷۴ تھی۔

غانا۔ نائجیریا۔ سیرالیون۔ گیمبیا۔ لائبیریا۔ یوگنڈا۔

حضورؒ کے دورِ مبارک میں کانگو اور آئیوری کوسٹ میں بھی سکولز کا قیام عمل میں آیا۔

اس وقت افریقہ کے ۸ ممالک میں ۴۰ ہائر سیکنڈری سکولز، ۳۷ جونیئر سیکنڈری سکولز، ۲۳۸ پرائمری سکولز، اور ۵۸ نرسری سکولز کام کر رہے ہیں۔ کل تعداد ۳۷۳ ہے۔ گویا کہ حضورؒ کے دورِ ہجرت میں ۱۹۹ سکولز کا اضافہ ہوا ہے۔

مجلس نصرت جہاں کے تحت ہسپتالز

سال ۸۵۔۸۶ء میں ۷ ممالک غانا۔ نائجیریا۔ سیرالیون۔ گیمبیا۔ لائبیریا۔ آئیوری کوسٹ اور یوگنڈا میں ۲۴ ہسپتالز کام کر رہے تھے۔ اب اللہ کے فضل سے ان ممالک کے علاوہ درج ذیل ممالک میں ہسپتالوں کا اضافہ ہوا ہے۔ بورکینا فاسو، بینن، کانگو، کینیا اور تنزانیہ۔ اور یوں اس وقت افریقہ کے ان ۱۲ ممالک میں اللہ کے فضل سے احمدیہ کلینکس اور ہسپتالز کی تعداد ۳۶ ہو چکی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے رؤیا و کشوف

(محمد حمید کوثر ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ۔ (الشوریٰ ۵۲-۴۲)

ترجمہ: اور کسی انسان کیلئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اُس کے اذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ یقیناً وہ بہت شان (اور) حکمت والا ہے۔

اس آیت سے علم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان سے تین طریق پر کلام کرتا ہے۔ یعنی وحی کے ذریعہ براہ راست دوسرا طریق پردے کے پیچھے سے اس سے مراد رؤیا کشف، خواب و القاء ہیں اور تیسرا طریق کوئی پیغام رساں بھیج کر۔ اور یہ حقیقت تو کبھی فراموش نہیں کی جا سکتی کہ اللہ تعالیٰ بڑی شان والا، اور حکمت والا ہے۔ جو طریق پسند کرتا ہے اپنے نیک بندوں کو اس سے نوازتا ہے۔

ویسے "وحی" کے لفظی اور لغوی معنے ہیں "الاشارۃ السریعۃ" (مفردات راغب) یعنی وہ اشارہ جو تیزی سے کیا جائے۔۔۔۔۔

عربی کی مشہور کتاب "لسان العرب" میں تحریر ہے۔ "الرؤیا" مارأیتہ فی منامک۔ وَقد جاء الرؤیا فی الیقظۃ یعنی "رؤیا" اُسے کہتے ہیں جو انسان نیند یا بیداری میں دیکھتا ہے۔

کشف اُس نظارے کو کہتے ہیں جو بیداری یا نیم بیداری، عالم ربودگی میں دکھایا جاتا ہے۔ کشف کبھی تعبیر طلب ہوتا ہے اور کبھی ظاہری شکل میں پورا ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کشف کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"خدا کی عجیب باتوں میں سے جو مجھے ملی ہیں ایک یہ بھی ہے جو میں نے عین بیداری میں جو کشفی بیداری کہلاتی ہے۔ یسوع مسیح سے کئی دفعہ ملاقات کی ہے۔۔۔ یہ مکاشفہ کی شہادت بے دلیل نہیں بلکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر کوئی طالب حق نیت کی صفائی سے ایک مدت تک میرے پاس رہے اور وہ حضرت مسیح کو کشفی حالت میں دیکھنا چاہے تو میری توجہ اور دعا کی برکت سے وہ ان کو دیکھ سکتا ہے۔ اُن سے باتیں بھی کر سکتا ہے اور ان کی نسبت اُن سے گواہی بھی لے سکتا ہے۔ کیونکہ میں وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے"۔ (تحفہ قیصریہ صفحہ ۲۱)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ رؤیا و کشوف امور غیبیہ سے نوازا۔ حسب گنجائش چند رؤیا و کشوف کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"گزشتہ سال کے آخر پر سفر یورپ کے دوران اللہ تعالیٰ نے جو کشفی نظارہ دکھایا تھا جس میں جمعہ کے روز ایک ڈائل کی شکل میں دس کا ہندسہ چمکتا ہوا اور نبض کی طرح دھڑکتا ہوا دکھایا گیا تھا۔ اور اس پر میں یہ کہہ رہا تھا FridayThe Tenth باوجود اس علم کے کہ یہ اوقت کا ہندسہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے تصرف کے تابع زبان سے یہی فقرہ جاری ہوا۔

Friday The Tenth اس کی جماعت کی طرف سے تشہیر بھی کی گئی اور اندازے بھی لگائے گئے، کئی قسم کے خطوط آئے اور ۱۰ ارتیٰ جو جمعہ کا روز تھا اس پر جماعت نگاہیں لگائے بیٹھی رہی لیکن اُس روز کچھ نہیں ہوا۔ اور اطلاعات کے مطابق بعض علماء نے یہ کہا کہ اب ہم ۱۰ ارتیٰ کو اس جھوٹ ہونے کا جشن منائیں گے۔ لیکن اس کے بعد بھی ایک جمعہ آنے والا تھا جو رمضان المبارک کا پاکستان کے لحاظ سے دسویں رمضان المبارک کا جمعہ بنتا تھا۔ اور جیسا کہ بعض دوسرے احباب کو بھی اللہ تعالیٰ نے چاند کے دس کی خبر دی تھی۔ اور مجھے اطلاعیں دے چکے تھے۔ اس لئے ہمیں اس کا انتظار تھا کہ دیکھیں اللہ تعالیٰ اس تاریخ کو اپنی کیا تجلی دکھاتا ہے۔ چنانچہ دس کی صبح کو جو خبریں آنی شروع ہوئیں۔ تہجد کے وقت سے اس کے متعلق میں پہلے جماعت کو اطلاع دے چکا ہوں۔ اور گزشتہ کسی خطبہ میں میں نے یہ بتایا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ خدا کا نشان ایک رنگ میں اس روز پورا ہو گیا۔ لیکن بعد کی جو آنے والی اطلاعیں ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رنگ والی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یہ بات فرمودہ خبر پوری ہوئی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ جون ۱۹۸۸ء مطبوعہ ۱۵ اگست ۱۹۸۸ء)

—۲—

"ایک بہت ہی پیارا کشفی نظارہ دکھایا جو میں دوستوں آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ چند روز پہلے یا تقریباً دو ہفتے پہلے شاید واچانک میں نے یہ نظارہ دیکھا کہ اسلام آباد جو انگلستان میں ہے اس وقت ہمارا یورپین مرکز انگلستان کیلئے وہاں میں داخل ہو رہا ہوں۔ اُس کمرے میں جہاں ہم نے نماز پڑھی تھی اور سب دوست صفیں بنا کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُسی طرح انتظار میں عین مصلّی کے پیچھے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اپنے اُس عمر کے نظر آ رہے ہیں جو پندرہ بیس سال کی تھی۔ اور روی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ وہ جو کہ کسی زمانہ میں پہنا کرتے تھے۔ اور نہایت ہشاش بشاش عین امام کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے دیکھتے ہی وہ نماز کی خاطر اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور میں اُن کی طرف بڑھنے لگا۔ پوچھوں چوہدری صاحب آپ کب آ گئے آپ تو بیمار تھے۔ اچانک کیسے آنا ہوا تو وہ نظارہ جاتا رہا آنکھیں کھل گئیں وہ جو منظر سامنے پہلے تھا وہ سامنے آ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ ایسی خوشخبریاں بھی عطا فرما رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی نصرت اور اُس کے ظفر کے وعدے انشاء اللہ تعالیٰ جلد پورے ہوں گے۔ یہ باتیں اُن کے علاوہ ہیں۔ جماعت تو ہر حال میں ترقی کر رہی ہے۔ جتنا خدا انتظار کروائے ہم کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔۔۔

(خطبہ جمعہ ۱۶ نومبر ۱۹۸۴ء بدر ۲۸ فروری ۱۹۸۵ء صفحہ ۹)

فرمایا:

"جن دنوں پاکستان کے حالات کی وجہ سے بعض شدید کرب میں راتیں گزریں تو صبح کے وقت الہاماً بڑی شوکت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "السلام علیکم" اور ایسی پیاری ایسی روشن آواز تھی اور آواز مظفر احمد کی معلوم ہو رہی تھی یعنی جو میں نے پہچانی اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ میرے کمرے کی طرف آتے ہوئے "السلام علیکم" کہتے ہوئے یا ہی شروع کر دیا ہو "السلام علیکم" کہا اور اندر داخل ہونے سے السلام علیکم کہتے ہوئے داخل ہونے والے ہیں۔ تو اُس وقت تو یہ خیال ہی نہیں تھا کہ یہ الہامی کیفیت ہے۔ کیونکہ میں جاگا ہوا تھا پوری طرح۔ لیکن جو ماحول تھا اُس سے تعلق کٹ گیا تھا۔ اُس وقت چنانچہ فوراً میرا رد عمل یہ ہوا کہ میں اُٹھ کر باہر جا کے ملوں اُن کو، اور اُسی وقت وہ کیفیت جو تھی وہ ختم ہوئی اور مجھے پتہ چلا کہ یہ تو خدا تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ "السلام علیکم" کا وعدہ دیا ہے۔ بلکہ ظفر کا وعدہ بھی ساتھ عطا فرما دیا ہے۔ کیونکہ مظفر کی آواز میں "السلام علیکم" پہنچانا یہ ایک بہت بڑی اور دوہری خوشخبری ہے۔ اور پہلے بھی ظفر اللہ خاں ہی خدا تعالیٰ نے دکھائے اور دونوں میں ظفر ایک قدر مشترک ہے"۔

(خطبہ جمعہ ۱۶ نومبر ۱۹۸۴ء مطبوعہ بدر ۲۸ فروری ۱۹۸۵ء صفحہ ۹)

تباہ کن اور دردناک

۱۹۷۴ء میں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف فسادات پھوٹ پڑے بلکہ باقاعدہ منصوبے سے یہ فسادات کروائے گئے جس میں احمدیوں کا جانی و مالی نقصان ہوا پھر ستمبر ۱۹۷۴ء میں مسٹر بھٹو نے قومی اسمبلی سے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا۔ احمدیوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے تھے ان پر میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ میں نے اپنے رب کے حضور التجا کی کہ

اے میرے رب میری بریت فرما میں نے یہ دُعا بھی کی کہ وہ ظالموں کو اُن کے ظلم کی سزا دے کتنی ہی راتیں میں نے شدید کرب کی حالت میں جاگ جاگ کر کاٹی ہیں۔

ایک رات اچانک میری آنکھ کھل گئی اور میں بلا ارادہ اُچھل کر بستر سے باہر آ رہا۔ میں کسی طاقت کی ایسی گرفت میں تھا جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا یہ تجربہ اس روحانی تجربے سے ملتا جلتا تھا۔ جس میں ایام طفولیت گزر چکا تھا۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے پہل اپنے الہام سے نوازا تھا اب بھی ایسی ہی کیفیت مجھ پر طاری تھی میں شدت جذبات سے مغلوب ہو کر بآواز بلند یہ الفاظ بار بار دہرا رہا تھا۔

دھی دائز اُدھی وائز اور زیادہ تباہ کن اور زیادہ دردناک یوں لگتا تھا جیسے میرا وجود کسی اور طاقت کے قبضہ قدرت میں ہو اور مجھے اپنے آپ پر کنٹرول نہ رہا ہو۔۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ الفاظ دہرانے کے ساتھ ساتھ کانپ بھی رہا ہوں۔ پھر میں شعوری حالت کی طرف منتقل کیا گیا اور وہ الفاظ جنہیں میں دوہرا رہا تھا۔ سمجھ میں آنے لگے اور یہ بات بھی کہ میں یہ الفاظ دہرا کیوں رہا ہوں۔ مجھے بحیثیت مجموعی ان الفاظ کے معنی کا تو علم تھا لیکن ان کا سیاق و سباق مستحضر نہ تھا۔ جونہی ربودگی کی یہ کیفیت ختم ہوگئی میں اُن الفاظ کا مقام تلاش کرنا شروع کر دیا کہ دیکھوں تو سہی کہ کس موقعہ اور محل پر قرآن کریم میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں وہ دن اور آج کا دن میں نے مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا کہ وہ جس طرح چاہے اپنی تقدیر کے رُخ سے پردہ اُٹھائے۔

(مرد خدا صفحہ ۱۷۶-۱۷۷)

بھٹو کی پھانسی

مسٹر بھٹو کو پھانسی کی سزا سنائے دو سال بیت چکے تھے یہ کسی کے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس سزا پر عمل درآمد بھی ہوگا۔ ۴ اپریل ۱۹۷۹ء کی صبح ہونے کو تھی۔ باہر ابھی تاریکی چھائی تھی کہ حضور کی اچانک آنکھ کھل گئی آپ فرماتے ہیں:

"مجھے شدت سے احساس ہوا اور چیخ کی طرح،

یہ احساس میرے سینے میں گڑ گیا جیسے کوئی حادثہ ہو گیا ہو۔ میں بیداری کے عالم میں بستر پر لیٹا ہوا تھا یہاں تک کہ میرے بستر سے اُٹھنے اور تہجد اور فجر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ میں عموماً صبح کے وقت ریڈیو پر خبریں سننے کا عادی نہیں ہوں۔ لیکن خلاف معمول آج کے دن میں نے ریڈیو کا بٹن دبایا پہلی ہی خبر جو میں نے سُنی وہ تھی کہ مسٹر بھٹو کو پھانسی دے دی گئی ہے۔"

(مردِ خدا صفحہ ۱۷۹-۱۸۰)

افغانستان پر روسی قبضہ

حضور بیان فرماتے ہیں:

"مجھے اپنی ایک پرانی رؤیا یاد آ گئی جس کا آج کے حالات سے تعلق ہے مجھے یاد نہیں کہ میں نے پہلے آپ کے سامنے بیان کی تھی یا نہیں لیکن وہ ہے دلچسپ اور اب جو اس کی تعبیر ظاہر ہوئی ہے وہ بالکل واضح ہے جن دنوں میں ایران کا انقلاب آ رہا تھا۔ ابھی شروع ہوا تھا ۱۹۷۷ء کی بات ہے۔

میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک جگہ نظارہ کر رہا ہوں۔ لیکن مجھے سب کچھ دیکھنے کے باوجود گویا میں اس کا حصہ نہیں ہوں موجود بھی ہوں دیکھ بھی رہا ہوں لیکن بطور نظارے کے مجھے یہ چیز دکھائی جارہی ہے ایک بڑے وسیع گول دائرے میں نوجوان کھڑے ہیں اور وہ باری باری عربی میں بہت ترنم کے ساتھ پڑھتے ہیں اور باری باری اس طرح منظر ادلتا بدلتا ہے پہلے عربی پھر انگریزی پھر عربی پھر انگریزی اور وہ فقرہ جو اس وقت لگتا ہے جیسے قرآن کریم کی آیت ... 'کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے' اور یہ جو مضمون ہے یہ اس طرح مجھ پر کھلتا ہے کہ نظارے دکھائے جارہے ہیں میں نے جیسا کہ کہا ہے میں وہاں ہوں بھی اور نہیں بھی۔ ایک پہلو سے سامنے یہ نوجوان گا رہے ہیں اور پھر میری نظر پڑتی ہے اس کی طرف شام مجھے یاد ہے عراق یاد ہے اور پھر ایران کی طرف پھر افغانستان، پاکستان مختلف ملک باری باری سامنے آتے ہیں اور مضمون دماغ میں آتا ہے کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے جو عجیب واقعات رونما ہو رہے ہیں جو انقلاب آ رہے ہیں اُن کا آخری مقصد سوائے خدا کے کسی کو پتہ نہیں ہم اُن کو اتفاقی تاریخی واقعات کے طور پر دیکھ رہے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اتفاقاً رونما ہونے والے واقعات ہیں مگر رؤیا میں جب وہ ل کر یہ گاتے ہیں تو اس سے یہ تاثر زیادہ قوی ہوتا چلا جاتا ہے کہ یہ اتفاقاً واقع ہونے والے واقعات نہیں بلکہ واقعات کی ایک زنجیر ہے جو تقدیر بنا رہی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں مگر ہمیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جس کا ہاتھ یہ تقدیر بنا رہا ہے تو وہ رؤیا تھی جو چوہدری انور حسین صاحب ان دنوں تشریف لائے اُن کو بھی میں نے سنائی بعض اور دوستوں کو بھی... کہ یہ کچھ عجیب سی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑے بڑے واقعات ان واقعات کے پس پردہ رونما ہونے والے ہیں ان کے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ ہم جو سیاسی اندازے کر رہے ہیں یہ کچھ اور ہیں جو خدا کے اصل مقاصد ہیں وہ کچھ اور ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ افغانستان کے ساتھ روس کی بیان شدہ پالیسی کا گہرا تعلق ہے کچھ سبق انہوں نے وہاں سیکھے ہیں کچھ اور سیاسی باتیں ان تجربوں میں ظاہر ہوئی ہیں کہ جن کے نتیجہ میں یہ بعد کے عظیم انقلابات پیدا ہونے شروع ہوئے۔

ساری زندگی کو بابرکت کرنے کی خوشخبری

ایک موقعہ پر بالکل بے حیثیت اور بے حقیقت ہو کر میں نے اپنے رب سے عرض کیا اے خدا میرے بس میں تو کچھ نہیں ہے میرا ذہن قطعاً خالی پڑا ہے تو نے جماعت کیلئے جو توقعات پیدا کر دی ہیں وہ میں نے تو پیدا نہیں کیں۔

جماعت احمدیہ کے امام کو دنیا ایک خاص نظر سے دیکھنے آتی ہے اور ایک توقع کے ساتھ اس کا جائزہ لیتی ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں تو اس پر پورا نہیں اُتر سکتا اسلئے اے خدا تو ہی میری مدد فرما چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اتنی غیر معمولی مدد فرمائی کہ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ میں خود نہیں بول رہا کوئی اور طاقت بول رہی ہے میرے ذہن میں از خود مضمون آتے چلے جارہے تھے۔

پھر اس کے بعد میرے دل میں ایک خوف پیدا ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی تائید ایک لمحے کیلئے بھی مجھے چھوڑ دے تو ......

چنانچہ بڑے گھبراہٹ اور پریشانی میں میں نے دُعا کی اے خدا! تو وہ نہ بن کہ رحمت کا جلوہ دکھا کر پیچھے ہٹ جائے تو نے فضل فرمایا ہے تو پھر ساتھ رہ اور ساتھ ہی رہ اور کبھی نہ چھوڑ۔

اسی رات میں نے ایک خواب دیکھی اور اس سے مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس سارے سفر کو کامیاب کرے گا اور مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔ یعنی جماعت کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔ میں نے خواب دیکھا کہ مسجد بشارت سپین کے صحن میں میرے بھائی صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آکر مجھے گلے لگا لیتے ہیں اور پھر چھوڑتے ہی نہیں۔ میں حیران کھڑا ہوں مجھے اس وقت کچھ سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیا ہو رہا ہے انسان سمجھتا ہے کہ اب ملاقات کافی لمبی ہو گئی ہے اب بس کریں۔ لیکن وہ چمٹ جاتے ہیں اور چھوڑتے ہی نہیں اسی حالت میں خواب ختم ہو گئی۔

صبح اُٹھ کر مجھے یاد آیا کہ میں نے یہ دعا کی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف اس سفر کو بابرکت کرے گا بلکہ باقی ساری زندگی کو بھی بابرکت کرے گا دنیا کو جماعت سے جو توقعات ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم ان کو پورا کریں گے۔ یہ "ہم" کا صیغہ میں اسلئے استعمال کر رہا ہوں کہ وہاں ایک شخص مرزا طاہر احمد مراد نہیں تھا۔ میری دُعائیں نہ اپنی ذات کیلئے تھیں نہ ایک وجود کیلئے تھیں۔ میری دُعائیں تو اس جماعت کیلئے تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آج اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنی ہوئی ہے اس جماعت سے جو توقعات ہیں وہی اس کے خلیفہ سے ہوتی ہیں اس سے الگ توقعات تو نہیں ہوا کرتیں۔ پس میں اس خوشخبری کو ساری جماعت کیلئے سمجھتا ہوں۔

(الفضل ۸ر مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ ۲)

تین مبشر رؤیا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۱۷ر فروری ۱۹۸۴ء کے خطبہ جمعہ میں اپنے تین رؤیا بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

"پرسوں رات کو اللہ تعالیٰ نے اوپر تلے تین مبشر رؤیا دکھائے جو جماعت کے حق میں بہت ہی مبشر اور مبارک ہیں۔ مختصر نظارے تھے لیکن یکے بعد دیگرے ایک ہی رات میں یہ تین نظارے دیکھے اور اس مضمون کو زیادہ قوت دینے کیلئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت کیلئے خوشخبری ہے۔ ایک عجیب واقعہ ہوا کہ میرے ساتھ کے کمرے میں عزیز لقمان احمد سوتے ہیں وہ جب صبح نماز کیلئے اُٹھے تو اُن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے بڑے زور سے القاء کیا کہ آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے کچھ خوشخبری دی ہے تو اُن کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ میں پوچھوں کہ رات کیا بات ہوئی ہے جو خدا تعالیٰ نے خاص طور پر خوشخبری عطا فرمائی ہے پس بیک وقت یہ دونوں باتیں مزید اس بات کو یقین میں بدل دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے ساتھ کامل نصرت اور حفاظت کا معاملہ فرمائے گا۔

۱- میں نے پہلی رؤیا میں یہ دیکھا کہ ایک برآمدہ میں ایک مجلس لگی ہوئی ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے ساتھ دوسرے احمدی احباب کرسیوں میں بیٹھے آپ کی باتیں سُن رہے ہیں میں بھی اس مجلس میں جاتا ہوں تو خواب میں مجھے کوئی تعجب نہیں ہوتا بلکہ یہ علم ہے کہ اس وقت میں خلیفۃ المسیح ہوں اور یہ بھی علم ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور اس بات میں آپس میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ یعنی ذہن میں یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ آپ فوت شدہ ہیں اس نظارے سے طبیعت میں کسی قسم کا تردد نہیں پیدا ہوتا چنانچہ جب آپ کی مجھ پر نظر پڑی تو ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص جس کا چہرہ تو میں پہچانتا نہیں ان کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں لیکن میں اُن کے نام نہیں جانتا لیکن جو آپ کے قریب آدمی بیٹھا ہوا ہے اس کو شارہ سے فرماتے ہیں کہ کرسی خالی کرو اور مجھے پاس بٹھا کر مصافحہ کرتے ہیں اور میرے ہاتھ کو اسی طرح بوسہ دیتے ہیں جس طرح کوئی خلیفہ وقت کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہے اور مجھے اسسے شرمندگی ہوتی ہے مجھے معلوم ہے کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ تم خلیفۃ المسیح ہو۔ لیکن طبیعت میں سخت شرم محسوس ہوتی ہے اور انکسار پیدا ہوتا ہے۔ میں فوراً آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہوں تو آپ یہ بتانے کیلئے کہ میرا بوسہ باقی رہے گا تمہارے بوسے سے یہ (Cancel) منسوخ نہیں ہوتا دوبارہ میرے ہاتھ کو کھینچ کر پھر بوسہ دیتے ہیں اور پھر میں محسوس کرتا ہوں کہ اب تو اگر میں نے یہ سلسلہ شروع کر دیا تو ختم نہیں ہوگا اس لئے اس بحث کا کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ میں اصرار بند کر دیتا ہوں اس کے بعد مجھے فرماتے ہیں کہ اب تم خلافت کا پوری طرح چارج لے لو اب مجھے رخصت کرو میرے ساتھ رہنے کی اب ضرورت کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں ایک حکمت ہے اور وہ یہ کہ خلافت کوئی شریکا نہیں دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جس میں کسی قسم کا حسد یا مقابلہ ہو بلکہ یہ ایک نعمت ہے اور انعام ہے میں دنیا کو بتانا چاہتا ہوں کہ صاحب انعام لوگوں میں آپس میں محبت ہوتی ہے اور پیار کا تعلق ہوتا ہے اور کسی قسم کا حسد یا مقابلہ نہیں ہوتا تو یہ مفہوم میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں اور یہ نظارہ ختم ہو جاتا ہے۔

ہاں ایک اور بات بھی آپ نے مجھے خواب میں کہی جو مبارک ہے اس میں اس بات کیطرف اشارہ تھا کہ میں نے ایک بات کہی ہے اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کے حق میں اچھی ہوگی اس کے بعد یہ نظارہ ختم ہو گیا تو کچھ دیر کے بعد اسی رات خواب میں صرف یہ چھوٹا سا نظارہ دیکھا کہ۔

(۲) حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صاحبزادی اور ہماری پھوپھی ہیں وہ میرے گھر میں داخل ہو رہی ہیں اور اس کے سوا اور کوئی نظارہ نہیں ہے صرف میں اُن کو گھر میں داخل ہوتے دیکھتا ہوں اور خواب ختم ہو جاتی ہے۔

(۳) تیسری خواب یہ دیکھی کہ ایک میز بچھی ہوئی ہے اور اس پر ہم کھانا کھا رہے ہیں اور میری دائیں جانب حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم بیٹھی ہوئی ہیں اور بڑے پیار اور محبت کے ساتھ کھانے میں شریک ہیں پس یہ تینوں خوابیں جو اُوپر تلے نظر آئیں۔ [illegible] نصرت کی عطا فرمائے گا اور اگر کچھ حالات مخدوش ہوئے تو خدا خود ہماری حفاظت بھی فرمائے گا اور ہمیں کسی غیر کی حفاظت کی

ضرورت نہیں اور پھر انجام میں خدا تعالیٰ ایک دعوت دکھاتا ہے اور نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جن کے متعلق الہاماً خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ

"مبنوں کوئی نہیں کہہ سکدا ایسی آئی جنیں ایہہ مصیبت پائی" یہ الہام حضرت مسیح موعودؑ کو پنجابی میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے متعلق ہوا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ نام بھی مبارک ہے اور ان کی معیت بھی مبارک ہے اور کبھی یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ آئیں اور کوئی مصیبت ساتھ باقی رہے ان کے آنے سے مصیبتیں ٹل تو جائیں گی اکٹھی نہیں رہ سکتی۔

پس معنوی لحاظ سے بھی اور الہامات کی روشنی میں بھی یہ خوابیں اور پھر جس ترتیب میں آئیں ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مبارک ہیں مجھے نظر آرہا ہے کہ خدا تعالیٰ جلد جلد انشاء اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ جماعت کو غیر معمولی تائیدی نشان دکھائے گا۔

حمید الرحمان بن جانا:

حضور نے ۲۰ر دسمبر ۱۹۸۵ء کو درج ذیل رؤیا بیان فرمائی۔

جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کو تہجد کی نماز میں میرے ساتھ ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جو بعض پہلوؤں سے حیرت انگیز ہے تہجد کی نماز شروع ہوتے ہی مجھے یوں محسوس ہوا کہ (محسوس تو نہیں کہنا چاہئے) بلکہ ایک رنگ میں گویا ڈاکٹر حمید الرحمان بن گیا ہوں۔ ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب جن کا میں اس وقت ذکر کر رہا ہوں وہ تو ایک symbol (علامت) کے طور پر آئے تھے مگر میں پہلے اُن کا تعارف کروادوں۔

ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب ہمارے نہایت مخلص اور فدائی احمدی ہیں خلیل الرحمان صاحبؒ جو صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے تھے اُن کے صاحبزادہ ہیں اور امریکہ میں ڈاکٹر ہیں اور ڈاکٹر پروفیسر عبد السلام صاحب کے داماد ہیں اور بہت نیک اور پاک طینت رکھتے ہیں۔ سلسلہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور قربانیوں میں پیش پیش رہتے ہیں بڑے سادہ اور منکسر المزاج ہیں چنانچہ یہ واقعہ کچھ اس طرح رونما ہوا کہ

تہجد کی نماز شروع ہوتے ہی وہ نماز گویا میں نہیں پڑھ رہا تھا بلکہ میں اور ڈاکٹر حمید الرحمان ایک وجود بن کر پڑھ رہے تھے اور ہمارے درمیان کوئی تفریق نہیں تھی یہ واقعہ آناً فاناً نہیں ہوا کہ آیا اور گذر گیا بلکہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تہجد کے دوران جب میں سلام پھیرتا تھا تو یہ تصور غائب ہو جاتا تھا کہ کس وقت یہ واقعہ شروع ہوا تھا (بغیر شعور کے پتہ نہیں لگتا تھا کہ کس وقت یہ واقعہ شروع ہوا ہے) اچانک میں اور ڈاکٹر حمید الرحمان ایک وجود بن کر نماز پڑھ رہے ہوتے تھے یا یک (میرا وجود) جو خدا کو مخاطب کر رہا تھا وہ حمید الرحمان تھا اور جیسے روح حلول کر جاتی ہے اس طرح میرے اندر حمید الرحمٰن کی روح گویا حلول کر گئی اور مجھے اس پر تعجب نہیں ہوا یعنی نماز کے دوران بالکل احساس نہیں ہوا کہ کوئی عجیب واقعہ گذر رہا ہے بلکہ نارمل طریق پر جس طرح ڈاکٹر حمید الرحمان نماز کے وقت کھڑے ہوتے ہونگے اور اپنے متعلق سوچتے ہوں گے کہ میں حمید الرحمٰن ہوں بالکل وہی کیفیت تھی میری لیکن ساتھ یہ بھی احساس تھا کہ میں بھی ہوں اور اس عجیب امتزاج پر کوئی تعجب نہیں تھا اور جب نوافل کے درمیان وقفہ پڑتا تھا اس وقت اس طرف دماغ بھی نہیں جاتا تھا۔ یعنی اس وقت بھی احساس نہیں ہوا کہ یہ کیا ہو رہا ہے یہاں تک کہ قریباً ایک گھنٹے تک مسلسل یہی کیفیت رہی اور جب یہ کیفیت دور ہوگئی تو پھر اچانک مجھے خیال آیا کہ میرے ساتھ یہ واقعہ گذرا ہے۔

چنانچہ اس واقعہ پر جب میں نے غور کیا تو مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ ایک تو جس وجود کو خدا تعالیٰ نے خوشخبری کیلئے چنا ہے اس میں اس کیلئے بھی بہر حال ایک بڑی خوشخبری بھی ہے دوسرے اس میں جماعت کیلئے ایک عظیم الشان خوشخبری بھی ہے اور نجات کی راہ بھی دکھائی گئی ہے۔ خلیفہ وقت کے وجود میں دراصل ساری جماعت دکھائی جاتی ہے اور خوشخبری یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کوششوں کو قبول فرمایا ہے جو میں نے نمازوں کی اہمیت کو احمدیوں کے ذہن نشین کروانے کیلئے بار بار کی ہیں۔

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ جنوری ۱۹۸۶ء صفحہ ۷)

"قدیر" کے ایک نئے معنی

حضورؒ نے ۱۰ر جنوری ۱۹۸۶ء کو خطبہ جمعہ میں لفظ قدیر کے معنی کے ضمن میں ایک نئے مضمون کا تفصیل سے ذکر فرمایا جو گذشتہ خطبے کے دوران کشفاً اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا اور پھر تفصیل سے سمجھایا گیا اس کشف کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

گذشتہ خطبے میں میں نے قدیر کے ایک معنی علیم بیان کئے تھے یعنی اس نے سکھایا دراصل میرے نوٹس میں یہ معنے لکھے ہوئے موجود نہیں تھے تردد کے باوجود گذشتہ خطبہ کے دوران میں نے دوبارہ نوٹس دیکھے تو وہاں صاف طور پر علیم لکھا ہوا تھا چنانچہ میں نے یہی پڑھا اور انہی معنوں کو بیان کیا لیکن پوری تسلی نہیں ہوئی چنانچہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس نے تفصیل سے یہ معنی سمجھائے جو بہت حیرت انگیز اور وسیع ہیں اور قرآن کریم سے قطعی طور پر ثابت ہیں۔ (ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ جنوری ۱۹۸۶ء صفحہ ۳)

مالی نصرت کی بشارت

حضور نے ٹلفورڈ میں عید الفطر کا خطبہ دیتے ہوئے ۹ر جون ۱۹۸۶ء کو اپنے ایک تازہ رؤیا کا ذکر فرمایا جو آج صبح ہی عید کے تحفہ کے طور پر عطا ہوا تھا۔

جس میں حضور کی حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے بڑے پیار اور فرشتوں کی سی مسکراہٹ کے ساتھ ایک شعر پڑھا (جو حضور نے فرمایا مجھے اس وقت یاد نہیں رہ سکا) جس کا مفہوم یہ تھا کہ شمع خود ہی اپنے پروانے کے پاس آگئی ہے۔

حضور نے فرمایا اس رؤیا میں بہت ہی عظیم الشان خوشخبری ہے اہل پاکستان کیلئے بھی اور ساری دنیا کی جماعتوں کیلئے بھی اور یہ پیغام ہے اُن کے نام بھی جو جماعت کی ترقی کے قدم جکڑنا چاہتے ہیں کہ تم ایک ملک میں جماعت کی ترقی کو روکنے کیلئے ساری جدوجہد کر رہے ہو مگر خدا سارے جہان میں اپنی نصرتیں لے کر آئے گا اور تمام جہانوں میں اس جماعت کو غلبہ نصیب ہوگا۔ یہ خوشخبری تھی جو عید کیلئے عطا ہوئی اور جماعت کی امانت تھی جو میں جماعت کے سپرد کرتا ہوں۔

(ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ جون ۱۹۸۶ء صفحہ ۵)

اسیران راہِ مولا کی رہائی

حضور نے فرمایا

جب مجھے یہ اطلاع ملی کہ ضیاء الحق نے موت کی سزا صرف ایک شخص کیلئے نہیں رہنے دی بلکہ زیادہ معصوموں پر اس سزا کو پھیلا دیا ہے تو انہیں دنوں میں بہت بے قراری سے دعاؤں کا موقعہ ملا اور میں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ

الیاس منیر کھلی فضا میں ایک چارپائی پر میرے پاس بیٹھا ہوا ہے۔

اسی وقت میں نے سب کو بتا دیا اور بارہا خطوط کے ذریعہ بھی تسلی دی کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو سکتی ہے مگر الیاس منیر کی گردن میں پھانسی کا پھندہ نہیں پڑے گا اور میں سمجھتا ہوں اس ایک کے سایہ میں یہ سارے بھی اللہ کے فضل سے شامل تھے وہ ان کا سردار تھا وہ جماعت کا نمائندہ تھا اور خدا کے نزدیک اس کے وقف کی وجہ سے ایک مرتبہ تھا اور ہے۔ پس جو بات میں اُس وقت نہیں سمجھ سکا تھا وہ بعد میں حالات نے روشن کی کہ وہ یہ تھی کہ محض ایک الیاس کی خوشخبری نہیں تھی بلکہ اُن سب معصوموں کی رہائی کی خوشخبری اس ایک خوشخبری میں شامل تھی۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۲ر اگست ۱۹۹۴ء)

خدا سے تعلق بڑھاؤ

حضور بیان فرماتے ہیں کہ

آج رات میری توجہ ایک رؤیا کے ذریعہ مبذول کروائی گئی اس رؤیا میں خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ جماعت احمدیہ کو دراصل خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرنا چاہئیں اور نتیجے کے لحاظ سے اپنی دعاؤں پر ہی توکل کرنا چاہئے اس کا پس منظر یہ ہوا کہ کل مجھے بعض ایسی اطلاعیں ملیں جن کے نتیجے میں معلوم ہوا تھا کہ ہماری دنیا کی بعض جماعتوں نے حکومت پاکستان پر اخلاقی دباؤ ڈالنے کیلئے غیر معمولی کارروائیاں کی ہیں۔

پس خدا تعالیٰ نے مجھے رؤیا میں یہ سمجھایا کہ یہ دنیا کی کارروائی کوئی حقیقت نہیں رکھتی تم دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق قائم رکھو اور اسے بڑھاؤ اور اسے مضبوط کرو تو خدا تعالیٰ یقیناً اپنے فضل اور رحم کے ساتھ تمہارے حالات کو تبدیل فرما دے گا اور بے انتہا رحمتیں نازل فرمائے گا۔

رؤیا میں میں نے حضرت بانی سلسلہ کا وہ کلام ایک خاص انداز سے پڑھا جس میں حضرت بانی سلسلہ یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ کون وہ بد بخت ہوگا جو خدا کے در پر مانگنے جائے اور پھر واپس لوٹے اور یہ کلام اگرچہ اکثر ہمارے سامنے پڑھا جاتا ہے لیکن اس کلام کے بعض ایسے مصرعے جو رؤیا میں مجھے یاد رہے اور میں بار بار پڑھتا رہا۔ بیداری کی حالت میں یاد نہیں رہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پیغام تھا ان مصرعوں میں سے ایک مصرعہ خصوصیت کے ساتھ جو بار بار زبان پر جاری ہوا اور دل پر نقش ہو گیا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنی قدرت نمائی پر قادر ہے جب وہ چاہے گا۔ حیرت انگیز قدرت کے کرشمے دکھائے گا۔ اس لئے دعاؤں کے ذریعہ اس پر توکل کرتے ہوئے اس کی رحمت کے قدموں سے چمٹے رہو اور امید رکھو کہ وہ اپنے فضل کے ساتھ حیرت انگیز قدرت کے نشان دکھائے گا اور پھر ایک مصرعہ جو خاص طور پر میں نے بار بار پڑھا اور دو چار مصرعوں کے بعد پھر وہ مصرعہ زبان پر آجاتا وہ یہ تھا۔

ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی

اور ساتھ پھر وہ دوسرا مصرعہ بھی اس شعر کا کہ

فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

والا مصرعہ ہر دفعہ نہیں پڑھا لیکن یہ مصرعہ جو ہے

ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی

یہ تو اس کثرت کے ساتھ رات اپنی رؤیا میں گنگناتا رہا اور بار بار پڑھتا رہا ہوں کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ بار بار دوسرے مصرعوں سے میری توجہ اس طرف منتقل ہو جاتی ہے اس کی تعبیر میں نے یہ کی کہ حضرت بانی سلسلہ کو خدا نے مہدی بنایا ہے اور خدا کا ہادی کے طور پر آپ پر ظاہر ہونا یہ بتاتا ہے یہ بڑی عظیم خوشخبری اپنے اندر رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دنیا کی ہدایت کے عظیم الشان سامان پیدا کرنے والا ہے۔

بچھڑی کی قربانی

اس کے ساتھ ہی میں نے ایک بچھڑی کو ذبح

کرنے سے متعلق بھی نظارہ دیکھا اور اسی حالت میں جب میں یہ شعر پڑھ رہا ہوں ایک آدمی ایک خوبصورت بچھڑی لے کر آتا ہے یا بچھڑا ہے لیکن ذہن میں زیادہ بچھڑی کا تصور ہے جو بہت خوبصورت بے داغ صاف ستھری بچھڑی ہے اور اس کو ذبح کرنے کیلئے میری توجہ کو اپنی طرف نہیں کھینچا گیا بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مجھے اپنے حال میں مصروف رہنے دیا گیا ہے مگر ساتھ ہی جس طرح تبرکاً چھری لگا دی جاتی ہے جسم کے ساتھ اور پھر ذبح کیا جاتا ہے جانور کو اس طرح جو شخص بھی اس گائے کی بچھڑی کو لے کر ذبح کرنے کیلئے لے جا رہا ہے وہ پاس سے گزرتا ہے اور چھری کو میرے بدن کے ساتھ مس کرتا ہے اور پھر آگے جا کر (میرے ذہن میں یہ ہے کہ) اس نے اب اس گائے کو ذبح کرنا ہے لیکن وہ کسی انذاری رنگ میں محسوس نہیں ہوتا بلکہ خوشی کے اظہار کے طور پر (یہ مضمون میرے ذہن میں آتا ہے کہ) وہ گائے ذبح کی جائے گی یعنی خوشی کے اظہار کے طور پر نہ کہ صدقے کے رنگ میں لیکن چھری مس کرنا جو ہے یہ عموماً صدقے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس میں دونوں پہلو موجود ہوں ہو سکتا ہے بعض فتنے ابھی کروٹیں بدل رہے ہوں اپنی ابتدائی حالت میں اور ظاہر ہونے کیلئے تیاری کر رہے ہیں اس پہلو سے اس رؤیا کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا یہ توجہ دلانا بھی مقصود مطلب ہو کہ صدقات بھی دو۔ دُعائیں بھی کرو اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھو۔ (روزنامہ الفضل ۵ رنومبر ۱۹۸۹ء)

نئی منزلوں کی فتح

حضور بیان فرماتے ہیں کہ

ایک رؤیا میں میں نے دیکھا کہ جیسے سیاحوں کی بس ہوتی ہے ویسی ہی کسی بس میں میں اور میرے کچھ ساتھی سفر کرتے ہوئے ایک دریا کو عبور کرنے والے ہیں۔ اب یہ جو بس کی حالت کا سفر ہے یہ مجھے یاد نہیں لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ بس پُل کے پاس آکر نیچے اس کے دامن میں رُک گئی ہے اور کوئی وجہ ہے کہ وہ بس خود آگے نہیں بڑھ سکتی۔ تو جیسے ایسے موقع پر مسافر اُتر کر چہل قدمی شروع کر دیتے ہیں اس طرح اس بس میں سے میں اُترا ہوں اور کچھ اور بھی مسافر اُترے ہیں لیکن میرے ذہن میں اس وقت اور کوئی نہیں آرہا۔ مگر یہ یاد ہے اچھی طرح کہ مبارک مصلح الدین صاحب جو ہمارے واقف زندگی تحریک جدید کے کارکن ہیں وہ ساتھ ہیں اور جیسے انتظار میں اور کوئی شغل نہ ہو تو انسان کہتا ہے کہ چلیں اب نہا ہی لیتے ہیں۔ میں اور وہ ہم دونوں دریا میں چھلانگ لگا دیتے ہیں میرے ذہن میں اس وقت یہ خیال ہے کہ ہم تھوڑا سا تیر کر واپس آجائیں گے۔ لیکن مبارک مصلح الدین مجھ سے تھوڑے سے دُور دو ہاتھ آگے ہیں اور وہ مجھے کہتے ہیں کہ چلیں اب اس طرح ہی دریا پار کرتے ہیں تو میرے ذہن میں یہ خیال ہے کہ دریا تو بھرپور بہہ رہا ہے جیسے دریا سندھ طغیانی کے وقت بہا کرتا ہے اگرچہ کناروں سے چھلکا نہیں لیکن لبالب ہے اور بہت ہی بھرپور اور قوت کے ساتھ بہہ رہا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پتہ نہیں ہم یہ کر بھی سکیں گے کہ نہیں تو مبارک مصلح الدین کہتے ہیں کہ نہیں ہم کر سکتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے پھر چلتے ہیں۔ لیکن مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اگرچہ میں کوئی ایسا تیراک نہیں مگر اس وقت تیراکی کی غیر معمولی طاقت پیدا ہوتی ہے اور چند ہاتھوں میں بڑے بڑے فاصلے طے ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ جب میں مڑ کے دیکھتا ہوں تو وہ پچھلا کنارہ بہت دُور رہ جاتا ہے اور پھر دو چار ہاتھ لگانے سے ہی وہ باقی دریا بھی عبور ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ہم کنارے لگتے ہیں اور تعجب کی بات یہ ہے کہ اگرچہ مبارک مصلح الدین مجھے رؤیا میں اپنے آگے دکھائی دیتے ہیں مگر جب کنارے لگتا ہوں تو پہلے میں لگتا ہوں پھر وہ لگتے ہیں اور اس طرح ہم دوسری طرف پہنچ جاتے ہیں [illegible] یہ جائزہ لے رہے ہیں کہ کس طرح یہاں سے باہر نکل کر دوسری طرف کنارے [illegible] میں اُبھریں۔

یہ رؤیا یہاں ختم ہوگئی اور چونکہ یہ ایسی رؤیا تھی جو عام طور پر دستور کے مطابق انسان کے ذہن میں آتی نہیں اس لئے رؤیا ختم ہونے کے بعد فوراً ذہن پہ بڑا بھاری اثر تھا کہ یہ ایک واضح پیغام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کسی نئی منزل کو فتح کرنے کی خوشخبری دے رہا ہے اور اگرچہ ایک حصہ اس کا ابھی تک مجھ پر واضح نہیں ہوا کہ وہ ساتھی جو ہیں اُن کو ہم کیوں پیچھے چھوڑ گئے ہیں اور ہم دو کیوں آگے نکل جاتے ہیں لیکن بہرحال ذہن پر یہ تاثر ضرور ہے کہ اس میں کوئی انذار نہیں تھا بلکہ خوشخبری تھی کہ دریا کی موجوں نے اگرچہ بس کو روک دیا ہے لیکن ہمارے سفر کی راہ میں وہ حائل نہیں ہو سکیں تو اللہ تعالیٰ اس رؤیا کو بھی جہاں تک میرا تاثر ہے اور یقین ہے کہ مبشر ہے توقع سے بڑھ کر مبشر بنائے اور جماعت کے حق میں اس کی اچھی تعبیر ظاہر فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ۱۵ رفروری ۱۹۹۶ء صفحہ ۴)

محترم ملک سیف الرحمان صاحب کا وصال

حضور نے فرمایا:

ایک اور رؤیا میں جس میں انذار کا پہلو بھی تھا اور خوشخبری کا رنگ بھی رکھتی تھی۔ وہ اگرچہ میں اپنے بعض دوستوں کے سامنے بیان کر چکا ہوں لیکن جماعت کے سامنے غالباً ابھی تک پیش نہیں کی۔ جب حضرت ملک سیف الرحمان صاحب کا وصال ہوا تو جس دن اس کی اطلاع ملی اس سے پہلی رات میں نے رؤیا دیکھی کہ اقبال کی ایک مشہور غزل کے دو اشعار میں پڑھ رہا ہوں اور خاص اس میں درد کی کیفیت ہے اور اقبال کی یہ وہ غزل ہے جو بچپن میں کالج کے زمانہ میں مجھے بہت پسند تھی لیکن چونکہ مدت سے پڑھی نہیں اس لئے خواب میں کوشش کر کر کے یاد کر کے وہ شعر پڑھتا ہوں اور پھر آخر یاد آجاتے ہیں اور وہ رواں ہو جاتے ہیں اور وہ شعر یہ تھے

تھا جنہیں ذوق تماشا وہ تو رخصت ہو گئے
لے کے اب تو وعدہ دیدار عام آیا تو کیا
آخر شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

تو بہت ہی دردناک اشعار ہیں۔ اور جب آنکھ کھلی تو میرے دل پر بہت ہی اس بات کا گہرا اثر تھا۔ اور غم کی کیفیت تھی کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلے کے کوئی بزرگ جن کا خدا کے نزدیک ایک مرتبہ ہے رخصت ہونے والے ہیں جو انتظار کی راہ دیکھتے دیکھتے میرے جانے سے پہلے وصال پا جائیں گے دوسرے دن صبح جب ملک سیف الرحمان صاحب کے وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت لاہور کے دوست چوہدری حمید نصر اللہ صاحب اور ان کے ساتھ دو اور وکلاء بھی تھے یہ ملنے کیلئے آئے ہوئے تھے۔ ان سے میں نے بیان کی بعد میں مَیں نے کہا کہ میں نیک فال کے طور پر یعنی اگرچہ لفظ نیک فال کا اطلاق پوری طرح تو نہیں ہوتا مگر ان معنوں میں نیک فال کے طور پر کہ گویا انذار ٹل چکا ہے۔ اور جو ہونا تھا ہو چکا ہے اس خواب کے مضمون کو ملک سیف الرحمان صاحب کے وصال پر لگا رہا ہوں۔ اگرچہ وہ اس عرصہ میں ملتے بھی رہے ہیں لیکن جس رتبے کے انسان تھے خواب میں جیسا کہ میرے ذہن پر اثر تھا کہ اس مرتبے کا کوئی انسان رخصت ہونے والا ہے یہ اُن پر صادق آتا ہے اور دوسرا خیال یہ تھا کہ ملک صاحب کو خواہش تو بہرحال یہی ہوگی کہ میں بھی ربوہ جاؤں اور پھر ربوہ میں واپسی ہو اور اس تقریب میں شمولیت ہو تو اس خیال سے اگر اس پر اطلاق ہو جائے تو کوئی بعید از قیاس بات نہیں۔

آپ کو میں یہ رؤیا بتاتے ہوئے اس دُعا کی تحریک کرتا ہوں کہ اللہ کرے کہ یہ انذار کا پہلو یہاں تک ہی ٹل جائے اور جو دوسرا پہلو ہے واپسی کا اس کے آثار جلد از جلد ظاہر ہوں اور اللہ اپنے فضل کے ساتھ ایسی حالت میں لے کے جائے کہ کم سے کم تکلیف کی خبریں ملیں۔ اب کے بعد خدا کرے یعنی میں تو دُعا کے رنگ میں اسلئے کہہ رہا ہوں کہ بظاہر ہر چیز ناممکن بھی ہو تو دُعا کے ذریعہ ممکن بن سکتی ہے یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اب کے بعد واپسی تک کوئی فوت نہ ہو وفات کا جو سلسلہ ہے وہ تو جاری رہے گا لیکن دُعا کرتے وقت یہ کہنے میں کیا حرج ہے کہ کوئی بھی نہ ہو۔ اس لحاظ سے میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ ذکر کریں کہ کم سے کم لوگ اگر فوت ہونا کسی کا مقدر بھی ہے تو کم سے کم لوگ اس عرصے میں وفات پائیں اور کم سے کم لوگوں کے متعلق پھر یہ دردناک مضمون صادق آئے کہ

تھا جنہیں ذوق تماشا وہ تو رخصت ہو گئے
لے کے اب تو وعدہ دیدار عام آیا تو کیا

(الفضل ۱۵ رفروری ۱۹۹۰ء)

ایک غزل کا پس منظر

حضور نے غزل آپ کیلئے کا پس منظر بیان کرتے ہوئے رؤیا کا ذکر کیا کہ

''رؤیا جو پچھلے دنوں دیکھی جس کے نتیجے میں میں نے ایک غزل کہی غزل تو جماعت تک پہنچ چکی ہے لیکن اس کا پس منظر نہیں پہنچا۔ اس لئے میں وہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ پچھلے دنوں ہم نے سوچا کہ دسمبر میں چونکہ ربوہ میں جلسہ نہیں ہو سکتا اسلئے کثرت کے ساتھ جماعتوں میں جلسے کئے جائیں اور اللہ کے فضل کے ساتھ جو رپورٹیں مل رہی ہیں بہت ہی بھرپور جلسے سارے پاکستان میں ہوئے ہیں۔ اور دوستوں کے بڑے اطمینان کے خطوط آرہے ہیں کہ بڑی مدت کے بعد دل کی یہ خلش دُور ہوئی اور جو اس جلسے میں لطف آیا اگرچہ یہ سالانہ جلسہ نہیں تھا اور وہ ربوہ والی کیفیت نہیں تھی مگر چھوٹے پیمانے پر ہونے کے باوجود بہت ہی زیادہ ایمان افروز اور تسکین بخش تھا۔ چونکہ میں عموماً جلسے کے موقعہ پر کوئی نظم پیش کیا کرتا ہوں میں نے ایک غزل بھجوائی تھی جس کا عنوان تھا۔

''غزل آپ کیلئے''۔ وہ عام دستور سے کچھ ہٹی ہوئی ہے اور شاید سننے والوں نے تعجب بھی کیا ہو مجھے یہ کیا سوجھی اس طرز پر غزل کہنے کی اور کیا مقصد ہے تو چونکہ ایک خواب کے نتیجے میں یہ کہی گئی تھی اسلئے وہ خواب آپ کو بتاتا ہوں۔

میں نے رؤیا میں دیکھا کہ کوئی عزیز ہے وہ میرے لئے ایک مصرعہ پڑھتا ہے اور وہ مصرعہ خواب میں بالکل موزوں ہے یعنی باقاعدہ باوزن مصرعہ ہے لیکن اُٹھنے کے بعد پورا یاد نہیں رہا لیکن آخری حصہ اس کا یاد رہا جس کے مطابق پھر یہ غزل کہی گئی۔ مضمون اس کا یہ تھا کہ لوگ آجکل کے زمانہ میں ابتلاء کے زمانے میں ایسے ایسے شعر لکھ کر بھجواتے رہتے ہیں نظمیں کہتے رہتے ہیں تو اجازت ہو تو میں بھی کہوں ایک غزل آپ کیلئے۔

غزل آپ کیلئے کے لفظ بعینہٖ وہی ہیں جو رؤیا میں دیکھے گئے تھے اور یہ کیوں میں یہ کیا الفاظ تھے اس کی تفصیل یاد نہیں رہی چنانچہ اس ''آپ کیلئے'' کو

باقی صفحہ: (58) پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی عظیم تحریک

دعوت الی اللہ

اور ہندوستان میں اسکے شیریں ثمرات

ظہیر احمد خادم
ناظر دعوت الی اللہ
بھارت

آج ایک ایسے محسن وجود کی یاد میں کچھ لکھنے بیٹھا ہوں جو ہماری زندگیوں پر اس قدر چھا گیا ہے کہ بعض مرتبہ احمدی تو بس دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر اس محسن و مشفق وجود کی یاد میں گم رہتے ہیں اور یہ حال صرف سمجھدار اور باشعور احمدیوں کا ہی نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی جو دین و دنیا کا اس قدر شعور نہیں رکھتے خود کو اس کے خیال میں گم پاتے ہیں جس نے ایک محبت کرنے والے وجود کو آنکھوں میں سمو کر دل و دماغ میں پیوست کر دیا ہے۔

ایسے عظیم محسن کی یاد میں لکھتے ہوئے سوچتا ہوں کہ کیا لکھوں کہاں سے شروع کروں۔ کس واقعہ کو صفحہ قرطاس پر بکھیروں اور کس کو چھوڑ دوں۔ بدن پر ایک جھرجھری طاری ہے اور قلم میں کپکپاہٹ۔ سب کچھ ذہن سے اس طرح گزر رہا ہے جیسے کہ تار میں سے برقی رو کم مائیگی کا احساس غالب ہے۔ اور اُس پر طرہ یہ کہ جو لکھنا ہے وہ اس قدر اہم ہے کہ ہمارے محبوب امام کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہے بلکہ آپ کی حیات روحانی کی ایک مرغوب غذا جی ہاں قارئین سمجھ گئے ہوں گے کہ خاکسار نے سیدنا حضرت قدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور بابرکت میں دعوت الی اللہ کے تعلق سے کی جانے والی مساعی جلیلہ اور اسی کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی عظیم الشان کامرانیوں کے تعلق سے کچھ عرض کرنا ہے۔ لیکن اس سے قبل دعوت الی اللہ کے تعلق سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک وصیت ہے جس سے اس مضمون کو شروع کرتا ہوں۔

"اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامو! اور اے دین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالو اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں تم میں سے ہر ایک مبلغ ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو کوئی بھی تمہارا کام ہو دنیا کے کسی خطہ میں تم بس رہے ہو کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء)

پھر آپ نے ۱۲/اگست ۱۹۸۳ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو تبلیغ کی جو جوت میرے مولا نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزار ہا سینوں میں یہ لو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا! اس کو بجھنے نہیں دینا تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم اس کو بجھنے نہیں دینا اس مقدس امانت کی حفاظت کرو میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اس شمع کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا یہ لو بلند تر ہوگی اور پھیلے گی اور سینہ بسینہ روشن ہوتی چلی جائے گی۔ اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گی اور تمام تاریکیوں کو اُجالوں میں بدل دے گی"

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے دور خلافت میں جماعت احمدیہ کو عظیم الشان ترقی نصیب ہوئی اور یہ ترقی کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں بلکہ خدائی تقدیر کا ایک اہل حصہ ہے اور علماء اُمت و اولیاء عظام صدیوں سے اس کی منادی کرتے آئے ہیں کہ امام مہدی کے زمانہ میں اسلام کو عظیم الشان فتوحات نصیب ہوں گی اور اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ چنانچہ نامساعد حالات میں خدا کے ہاتھ سے قادیان کی گمنام بستی میں بویا گیا وہ بیج شدید طوفان اور طلاطم خیز امواج کا مقابلہ کرتا ہوا نشوونما پایا۔ نئی کونپلیں پھوٹیں سرسبز و شاداب شاخیں نکل آئیں۔ پھر دیکھتے دیکھتے ہر شاخ شاخ مثمر میں تبدیل ہوگئی۔ باغ میں خزاں کے بعد بہار آئی عشق الٰہی میں مخمور عندلیب خدا اور اس کے رسول کی محبت میں مستغرق ہو کر پیغام دینے لگے۔

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے اب جلد آؤ اے آوارگان دشت خار

خلافت رابعہ کے آغاز میں ہی حضورؒ نے دعوت الی اللہ کا عظیم الشان منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا اور جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو دعوت الی اللہ کے فریضہ کی ادائیگی کی تاکید فرمائی اور فرمایا کہ تبلیغ صرف مبلغ یا مربی کا کام نہیں بلکہ ہر فرد جماعت کا یہ فریضہ ہے کہ وہ دعوت الی اللہ میں حصہ لے۔ چنانچہ ساری دنیا نے حضور کی اس تحریک پر کس قدر والہانہ انداز میں لبیک کہا کہ عالمی بیعت کی تقاریب اور کروڑوں لوگوں کا بیک وقت جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہونا اس کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔

جماعت احمدیہ کے ذریعہ ساری دنیا میں اسلام کو حاصل ہونے والی اس عظیم ترقی پر خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین سے حقیقی محبت رکھنے والے خدا تعالیٰ کے اس عظیم احسان کو یاد کرتے ہوئے سر بسجود ہو گئے اور شکر و امتنان کے جذبات سے سرشار ہو کر وہ اپنی سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرنے لگ گئے دوسری طرف جب دشمن دین متین کو ان کی صفیں لپٹتی ہوئی نظر آنے لگیں تو وہ غیظ و غضب میں مبتلا ہو گئے۔ دشمنان دین کی قدیم سنت کے موافق وہ اس الٰہی نور کو بجھانے کیلئے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرنے لگے۔ مگر ان سب مخالفانہ حالات کے باوجود جماعت احمدیہ کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھا۔ سعید فطرت لوگوں نے مخالفانہ پروپیگنڈہ کی پرواہ کئے بغیر حق و صداقت کی آواز پر لبیک کہا اور لوگ جوق در جوق آغوش احمدیت میں آنے لگے۔

قارئین کرام خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں بالخصوص ہجرت لندن کے بعد جماعت احمدیہ اپنے اولو العزم امام کی قیادت میں تبلیغ و دعوت الی اللہ کے میدان میں جس برق رفتاری کے ساتھ آگے بڑھی۔ اعداد و شمار کی روشنی میں جب ہم اس کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ جماعت احمدیہ کو اس قلیل عرصہ میں حاصل ہونے والی عظیم الشان ترقیات تمام تر حسب کتاب کے اندازوں اور انکلوں سے بالکل بالا نظر آتی ہے جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ "کہ تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ کے موافق عیسائی قوم کو دنیا پر تمام شعبہ ہائے زندگی میں غلبہ بخشا۔ اسی طرح مسیح محمدی سے اللہ تعالیٰ نے یہی وعدہ کیا ہوا ہے اور یقیناً یہ وعدہ پورا ہوگا اور اس کے قطعی شواہد ہم دیکھ رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کو اکناف عالم میں نہ صرف عددی لحاظ سے غلبہ نصیب ہو رہا ہے بلکہ جائیداد و املاک کے لحاظ سے مساجد اور مشن ہاؤسز کے لحاظ سے تعلیمی طبی مراکز کے لحاظ سے غرض ہر پہلو سے جماعت کے قدم آگے بڑھ رہے ہیں۔ دشمن احمدیت کے ذریعہ پاکستان میں یا بنگلہ دیش میں یا دنیا کے بعض دیگر ممالک میں شہید کی جانے والی چند مساجد کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر میں ہزاروں مساجد سے نوازا پاکستان کی جیلوں میں پابند سلاسل بعض اسیروں کی قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہزاروں لاکھوں افراد کو شرک اور بت پرستی کی اسیری سے نجات دلا کر جماعت احمدیہ کے ذریعہ حضور اکرم صلعم کی غلامی میں داخل فرمایا۔ پاکستان میں اگر چند احمدیوں کی دوکانیں لوٹ لی گئیں گھر جلا دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کو اس قدر جائیداد و املاک سے نوازا کہ جماعت اپنے سالانہ بجٹ میں اربوں کھربوں میں داخل ہو چکی ہے۔ انفرادی لحاظ سے بھی اور جماعتی سطح پر بھی اموال و نفوس میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر اضافہ فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1993ء سے جب سے عالمی بیعت کا یک نیا نظام شروع فرمایا۔ جماعت ہر سال گزشتہ کے مقابل پر دگنی ہوتی چلی گئی۔ یہ ایک ایسا عظیم الشان روحانی نظام ہے جب سے دنیا بنی ہے کبھی بھی ایسا واقعہ نہیں ہوا اگرچہ بائبل میں اس کی واضح پیشگوئی پائی جاتی ہے مگر مسیح اولؑ کے زمانہ میں کبھی یہ واقعہ رونما نہیں ہوا در اصل یہ مسیح محمدی کے زمانہ کیلئے مقدر تھا اور خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں اس کا آغاز ہوا۔ 1993ء سے اب تک کی ہر سال ہونے والی بیعتوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

1993	204308
1994	421753
1995	847725
1996	1602721
1997	3004585
1998	5004591
1999	11905909
2000	40000000
2001	80000000
میزان	14,29,91,520

عالمی بیعت کا نظارہ تو دیکھ
آنے والے دور کا تارہ تو دیکھ
بن رہے تازہ زمین و آسمان
اک نئی دنیا کا نظارہ تو دیکھ

قارئین کرام! اس عداد و شمار سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دور خلافت رابعہ میں کس قدر تیزی کے ساتھ جماعت احمدیہ کو غیر معمولی عددی غلبہ نصیب ہوا، اس تعلق سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک بصیرت افروز اقتباس ملاحظہ ہو۔

۱۲ اگست ۹۸ کے خطبہ میں حضورؒ فرماتے ہیں۔

"اب جبکہ ہم ہزاروں سے لاکھوں اور لاکھوں سے کروڑوں میں داخل ہو رہے ہیں یاد رکھیں کہ پچاس لاکھ پر ہمارا قدم رکنا نہیں ہے میں اُمید رکھتا ہوں اور پوری طرح ابھی سے میں اس بارے میں منصوبہ بنا کر جماعت کے سربراہوں سے جو مختلف ملکوں سے آئے ہیں گفتگو کر چکا ہوں ہرگز بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اگلی دفعہ ایک کروڑ ہونے کی توفیق عطا فرمائے جب ہم ایک کروڑ ہو جائیں گے جیسا کہ مجھے بھاری اُمید ہے ہم کوشش ضرور کریں گے انشاء اللہ تو اس صورت میں اگلے سال کے دو کروڑ نہ بھولیں اس طرح اگر یہ سلسلہ بڑھے تو چند سالوں میں تمام دنیا آنحضرت ﷺ کے قدموں کے نیچے ہوگی۔ اور یہ منصوبہ وہ ہے کہ محض خوش فہمی پر مبنی نہیں ہے یہ قرآنی تعلیمات پر مبنی ہے اور ان تعلیمات پر عمل درآمد کے نتیجہ میں جب ہم حکمت سے منصوبہ بناتے ہیں اور صبر سے اس کی پیروی کرتے ہیں

اور دُعا سے اللہ سے مدد چاہتے ہیں تو یہ منصوبہ پھر اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں آ جاتا ہے اور اب تک کا میرا یہی تجربہ ہے اس نے ہمیں کبھی بھی مایوس نہیں کیا۔

(خطبہ جمعہ 17 اگست 1996)

قارئین کرام دیکھئے کس طرح ناموافق حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تمناؤں کو پورا فرمایا۔ آسمان احمدیت پر رونما ہونے والے تغیر عظیم پر سب حیران ہیں۔ بظاہر ناممکن بات کو کس طرح اللہ تعالیٰ ممکن بناتا چلا گیا۔ احمدیت کے ذریعہ ایک نئی زمین اور نیا آسمان معرض وجود میں آگیا ہے اور یہ سارے واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل جو بشارتیں جماعت کو عطا ہوئیں تھیں وہ یقیناً سچی ہیں اور آپ لاریب خدا کی طرف سے ہیں۔

گلشن احمد میں جنم لینے والی تبدیلیوں کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کچھ اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

''خدا ایک ہوا چلائے گا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی جس طرح بجلی مشرق و مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے ایسا ہی روحانیت کے ظہور کے وقت ہوگا تب جو نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں گے اور جو نہیں سمجھتے تھے سمجھیں گے۔ اور امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی۔ (کتاب البریہ صفحہ ۲۷۷)

جس زمانہ میں اور جن حالات میں حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ خوشخبری دی تھی بظاہر ایسا نہیں لگتا تھا کہ یہ حرف بحرف پوری ہوگی آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ساری دنیا یہ ایمان افروز نظارہ بچشم خود دیکھ رہی ہے کہ رشد و ہدایت کی ہوا اس زور کے ساتھ چل رہی ہے کہ باغ مصطفیٰ صلعم کی ہر شاخ شاخ ثمر میں تبدیل ہوگئی ہے اور وہ لوگ جن کی فطرت میں سعادت ہے اور قبول حق کیلئے ایک مناسبت رکھتے ہیں اور جن کے دلوں کے مخفی گوشوں میں اسلام کی سچی محبت پنہاں ہے وہ ملاؤں کے جھوٹے پروپیگنڈہ اور ایذا رسانیوں کے باوجود اس زندگی بخش جام احمد کی طرف دیوانہ وار لپک رہے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس درد انگیز شعر نے قلوب مومنین میں غیرت و حمیت کا احساس بیدار کیا ہے فرماتے ہیں۔

تشنہ بیٹھے ہو کنارے جوئے شیریں حیف ہے
سرزمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار

حقیقت یہی ہے کہ اس زمانہ میں قرآنی علوم و معارف کی جوئے شیریں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہندوستان کے ایک غیر معروف قصبہ قادیان میں جاری کردی گئی تھی آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دُنیا کے 178 ممالک کے لوگ اس چشمہ سے اپنی روحانی تشنگی بجھا رہے ہیں۔ جیسا کہ ایک اور جگہ حضور نے فرمایا ہے۔

ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا (تجلیات الٰہیہ)

قارئین کرام جیسا کہ اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے تھوڑے عرصہ کے بعد احباب جماعت میں دعوت الی اللہ کی مبارک تحریک کا آغاز فرمایا اور دُنیا بھر کی جماعتوں کو حضور نے جھنجھوڑا اور فریضہ تبلیغ کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ تبلیغ صرف مبلغ یا مربی کا کام نہیں بلکہ ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ تبلیغ کرے اور حق و صداقت کی آواز کو دوسروں تک پہنچائے اور دلائل و براہین کی رو سے اسلام کی حقانیت اور قرآن کریم کی افضلیت دنیا پر ثابت کرے چنانچہ حضور انور کی اس تحریک کے نتیجہ میں دُنیا بھر کی جماعتیں بیدار ہوئیں اپنے اپنے ذرائع و وسائل کو بروئے کار لاتی ہوئی میدان تبلیغ میں کود پڑیں۔

تقسیم ملک کے بعد قادیان اور ہندوستان میں تبلیغ و دعوت الی اللہ کے کاموں میں جمود کی کیفیت طاری تھی۔

بیعتوں کی تعداد بہت کم تھی مگر 1991ء میں حضورؒ کے سفر ہند کے ساتھ ہی ہندوستان کی تقدیر جاگ اُٹھی اور تبلیغ و دعوت الی اللہ کے ایک درخشندہ باب کا آغاز ہوا چنانچہ حضورؒ نے جلسہ سالانہ قادیان 91ء کے موقعہ پر احباب جماعت ہندوستان کی دینی غیرت کو للکارتے ہوئے فرمایا۔

''اے ہندوستان والو! اے بھارت کے احمدیو! کیا اس عزت و سعادت کو جو خدا تعالیٰ نے تمہیں عطا کی تھی دوسرے ملکوں کو تم اپنے سے چھین کرلے جانے کی اجازت دوگے کیا تم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہوگے اور افریقہ اور امریکہ اور یورپ اور دُنیا کے دوسرے ممالک تبلیغ کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پھیلانے میں تم سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے اگر ایسا ہوا تو بہت بڑی بدنصیبی ہوگی''

حضورؒ (آپ پر اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوں)۔ کی اس خواہش اور دعاؤں کے نتیجہ میں ہندوستان کی جماعتیں بیدار ہوئیں اور تبلیغ و دعوت الی اللہ کے میدان میں شیروں کی طرح دندناتے ہوئے غازیوں کی طرح فتح کے ترانے گاتے ہوئے آگے بڑھیں اور مسلسل بڑھتی رہیں۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ آج فتح اور کامرانی کا پرچم ہندوستان کے ہاتھ میں ہے۔ دنیا کے تمام ممالک کے مقابل پر ہندوستان کی جماعتیں آگے ہیں۔ اور ہندوستان کا ہر احمدی شکر و امتنان کے جذبات سے سرشار ہوکر خدا کے آگے سربسجود ہے کہ اس نے ہمارے پیارے امامؒ کی دلی تمنا کے مطابق یہ اعزاز ہندوستان کو ہی بخشا۔ الحمد للہ۔

چنانچہ جب سے عالمی بیعت کا آغاز ہوا ہے ہندوستان میں ہونے والی بیعتوں کی تعداد اس طرح ہے۔

1993-94	14,000
1994-95	45000
1995-96	1,10000
1996-97	2,87000
1997-98	6,47790
1998-99	17 10344
1999-2000	2,1200000
2000-01	4,0536000

ہندوستان کی ان بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سیدنا حضور انورؒ نے قادیان میں نظارت دعوت الی اللہ کا بھی قیام فرمایا چنانچہ اب یہ نظارت ہندوستان میں دعوت الی اللہ کے تمام کاموں کی احسن رنگ میں نگرانی کررہی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

جماعت احمدیہ کو حاصل ہونے والی اس عظیم الشان ترقی سے قلوب مومنین میں جہاں ایمانی جوش اور ولولہ کے ناقابل بیان جذبات و احساسات اُبھر رہے تھے وہاں دشمن غیظ و غضب میں مبتلا ہوگئے اور حیران و ششدر رہ گئے شروع میں تو یہ سرے سے انکار کرتے رہے۔ اور اپنے ہم خیال لوگوں کو جھوٹی تسلی دلانے کے لئے انہوں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ جماعت احمدیہ جھوٹ سے کام لے رہی ہے یہ جو بیعتوں کے اعداد و شماران کے عالمی جلسوں میں پیش کئے جاتے ہیں وہ بے بنیاد ہیں وغیرہ حتیٰ کہ ہمارے پیارے امامؒ کو ایک موقعہ پر حلفیہ طور پر اس بات کا اعلان کرنا پڑا کہ جو اعداد و شمار جماعت کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں وہ حقائق پرمبنی ہیں۔ اس میں کوئی مبالغہ یا غلط بیانی نہیں ہے۔ جماعت کو حاصل ہونے والی یہ عظیم الشان ترقی ان کیلئے ناقابل یقین تھی ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ جماعت کی عاجزانہ کوششیں اس قدر ثمر آور ہوسکتی ہیں۔ اب اُن کی صفوں میں کھلبلی مچ گئی ہے وہ شدید بوکھلاہٹ میں مبتلا ہوگئے ہیں۔

جماعت کی یہ عظیم کامیابیاں کسی سے مخفی نہیں رہیں بلکہ ان کے بڑے بڑے معاندین طوعاً و کرھاً۔ اس بات کا کھلم کھلا اعتراف کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ چنانچہ ہفت روزہ ''نئی دنیا'' اپنی اشاعت میں لکھتا ہے۔

''یہ بات بہت ہی افسوس کے ساتھ لکھنی پڑ رہی ہے۔ کہ ہمارے بڑے بڑے علماء عظام کی کوششوں کے باوجود قادیانی دھرم بھارت میں روز بروز پھیلتا جارہا ہے۔ ایک سروے رپورٹ کے مطابق اب تک پورے بھارت میں پانچ کروڑ سے دہ لوح مسلمان قادیانی جال میں پھنس چکے ہیں۔

الفضل ما شهدت به الاعداء اُسکے بعد تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں اس تعداد میں مزید تین کروڑ سے زائد احمدیوں کا اضافہ ہوچکا ہے۔ الحمد للہ۔

اعداد و شمار کے مطابق اس وقت پوری دنیا میں بیس کروڑ احمدی امام وقت کے ہاتھ پر اس طرح متحد و متفق ہیں جیسے ایک گھر میں افراد خانہ باہم مل بیٹھے ہوں۔ ایم ٹی اے کی عالمی نشریات نے تمام تر جغرافیائی فاصلوں کو یکسر مٹادیا ہے۔ اب برق رفتاری کے ساتھ لمحوں میں اکناف عالم میں پھیلے ہوئے احمدی اپنے امام کی پاکیزہ نصائح سے مستفیض ہوتے ہیں اُمت واحدہ کی شکل میں توحید حقیقی کا حسین منظر نظر آرہا ہے۔ مختلف رنگ و نسل کے لوگ مختلف زبانیں بولنے والے حقیقی اسلامی اخوت و محبت کے رشتہ میں س طرح منسلک ہیں کہ الخلق عیال اللہ کا تصور ابھرتا ہے۔

تبلیغ و دعوت الی اللہ کے میدان میں تائید و نصرت الٰہی کے ایسے ایسے واقعات ہیں کہ ایمان میں تازگی اور روح میں ایک سرور کی کیفیت پیدا ہوتی ہے ایسے واقعات بے شمار ہیں۔

مگر طوالت مضمون کے پیش نظر صرف یک دو واقعات کا ہی ذکر کیا جاسکے گا۔ جن کا تعلق ہمارے ملک ہندوستان سے ہے۔

صوبہ کرناٹک میں ایک جگہ مولویوں نے نئے احمدیوں کی شدید مخالفت کی ان کا جولیڈر تھا اس نے اعلان کیا کہ وہ آئندہ جمعہ کو مخالفت میں بھرپور خطبہ دے گا وہ جمعہ پڑھانے آرہا تھا کہ راستے میں سکوٹر سے ٹکر ہوگئی اور وہیں فوت ہوگیا جو لوگ جنازہ لے جارہے تھے ان کا ایک کار سے ایکسیڈنٹ ہوگیا سارے مخالفین شدید زخمی ہوگئے۔

کرناٹک کے ضلع بیجاپور میں ایک شخص شدید مخالفت کرتا تھا جہاں بھی جاتا مخالفت میں شدت اختیار کرتا جاتا تھا اس کا بڑا اثر رسوخ تھا لوگ اسکی بات ماننے پر مجبور ہوجاتے اس کو ایک دفعہ کسی احمدی نے کہا کہ تمہیں وہ عذاب ہوگا جس سے ضیاء الحق بھی نہ بچ سکا تھا۔ وہ شخص ۹ آدمیوں کے ساتھ گاڑی میں سفر کررہا تھا گاڑی کی رفتار تیز تھی ایک ٹرک سے ٹکرا گئی اس نے دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگادی اور اُس کا سر چور چور ہوگیا باقی گاڑی کے افراد بچ گئے علاقہ میں شور پڑ گیا کہ وہی مرا جو احمدیت کا دشمن تھا۔

دعوت الی اللہ کرنے والے ایک گاؤں پہنچے اور امام مہدی کی آمد کا پیغام دیا۔ گاؤں والوں کو بیعت کرنے کو کہا اس گاؤں میں ایک پڑھی لکھی باعزت عورت تھی اس نے کہا کہ میں ان کا ساتھ دوں گی ساتھ ہی اس نے اپنی ایک خواب سنائی کہ ایک ہفتہ قبل میں نے دیکھا کہ میں ایک راستہ پر جارہی ہوں۔ راستہ میں ایک گیٹ نظر آیا دروازہ کے اندر سے جھانک کر دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ جنت کا دروازہ ہے۔ وہاں سفید پگڑی والے ایک بزرگ کھڑے تھے۔ اُن سے پوچھا کہ کیا میں جنت میں داخل ہوسکتی ہوں تو اس بزرگ نے کہا کہ ہماری جماعت میں داخل ہوکر ہی داخل ہوسکتی ہو۔ عورت نے سوال کیا کہ جماعت کہاں ہے؟ بزرگ نے کہا آنے والے ہیں عورت نے کہا کہ میں تو آپ کی آمد کا انتظار کررہی ہوں۔ چنانچہ اس عورت کے ساتھ گاؤں کے ۲۳۵ افراد نے احمدیت قبول کرنے کا اعلان کردیا۔

ہماچل پردیش کے ایک دوست ہر ممکن مخالفت

(بقیہ صفحہ ۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی قادیان دارالامان میں تشریف آوری۔ایک جائزہ

محمد انعام غوری ناظر اصلاح وارشاد قادیان

پس منظر::

1947ء میں تقسیم ملک کے بعد جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ اور قادیان و پنجاب کی احمدی آبادی پاکستان ہجرت کر گئی تو قادیان دارالامان کے مقامات مقدسہ و شعائر اللہ کی حفاظت و آبادی کی غرض سے تین سو تیرہ درویشوں کو رکھا گیا۔ بعد ازاں حالات معمول پر آنے کے ساتھ ساتھ ہندوستان کی احمدی جماعتوں سے رابطہ بڑھتا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی سے ہندوستان کی جماعتیں ترقی کرتی رہیں حتیٰ کہ جب 1982ء میں سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ ہی دعوت الی اللہ کی جو عالمگیر تحریک جاری فرمائی تو ہندوستان کی جماعتوں کو بھی اس شجر طیبہ کے ثمرات سے ملنے شروع ہوگئے پھر حضورؒ کی 1984ء میں لنڈن ہجرت کے بعد حضورؒ کی غیر معمولی توجہ اور مسلسل براہ راست رہنمائی کے نتیجہ میں 1989ء کے صد سالہ جشن تشکر تک جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان نے نمایاں مقام حاصل کر لیا تھا۔ اگرچہ یہ ترقیات ہمارے پیارے اولوالعزم امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہندوستان کی جماعتوں سے اعلیٰ توقعات کے مطابق ابھی ابتدائی مراحل میں تھیں۔ اسی زمانہ میں ایک احمدی دوست کو اللہ تعالیٰ نے یہ رؤیا دکھائی کہ "حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام قادیان تشریف لائے ہیں اور خواہش کا اظہار فرماتے ہیں کہ میری بگھی کو نکالو میں چاہتا ہوں کہ سیر پر نکلوں لیکن جب بگھی نکالی گئی تو وہ عدم استعمال کی وجہ سے زنگ آلود ہو چکی تھی اور خستہ حالت میں تھی پس فوری توجہ کی گئی کہ اس بگھی کو اس قابل بنایا جائے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس پر سوار ہو کر سیر فرما سکیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس رؤیا کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔

"اس سے میں سمجھا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام بھجوایا گیا ہے کہ ہندوستان کی جماعتوں کو اب تیزی سے سفر اختیار کرنا ہے اُن کے پاس ذرائع میسر نہیں ہیں عدم توجہ کا شکار ہیں۔ اسلئے ان کی طرف خصوصی توجہ دی جائے چنانچہ اسی وجہ سے قادیان کی جماعتوں سے دور دراز جگہ براہ راست رابطے پیدا کئے گئے۔ اُن کی ضرورتوں کا خیال کیا گیا اور جہاں تک خدا تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی قادیان کی بھی اور بیرون کی ضرورتوں کو بھی پورا کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن صرف یہی بات کافی نہیں ہے بلکہ مستقل نوعیت کے انتظامات جاری کرنے کی ضرورت ہے۔"

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ قادیان 1991ء بحوالہ اخبار بدر 5 مارچ 1992ء صفحہ 7)

> حضورؒ کی صحبت میں 147 افراد کو سفر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی مورخہ 16 دسمبر کو صبح ۱۱ بجے یہ طیارہ اندرا گاندھی انٹرنیشنل ایئر پورٹ دہلی کے فضائی مستقر پر اُترا۔ اور یوں 44 سال کے وقفہ کے بعد ہندوستان کی سرزمین نے خلیفۃ المسیح کے قدم چومے۔

للّٰہی سفر قادیان کی آسمان پر تیاری

پس یہ ابتداء تھی جو خدائی اشارہ کے ماتحت حضورؒ نے قادیان تشریف آوری سے چند سال قبل ہی شروع فرما دی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہجرت کے طویل قریباً نصف صدی پر پھیلے ہوئے زمانہ کی تعطیل کے بعد ہندوستان میں قادیان کی عظمت کو چمکانے اور احمدیت کو نفوذ اور غلبہ بخشنے کے مستقل انتظامات کرنے کیلئے اپنے اس پیارے بندے کو جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا مثیل تھا بحیثیت خلیفۃ المسیح قادیان دارالامان میں وارد فرمانا چاہتا تھا چنانچہ اس تقریب سعید کا باعث قادیان کا صد سالہ جلسہ سالانہ مقدر ہوا جو 1991 کا تاریخی سال تھا۔

تیاری آسمان پر کی جارہی تھی کیونکہ یہ محض وقتی یا قلیل المدتی نتائج کا سفر نہیں تھا بلکہ یہ ایک مستقل اور تاریخ ساز اثرات کا حامل سفر تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت رؤیا وکشوف کے ذریعے اس مبارک سفر کی خبر عطا فرما دی تھی۔ جس کا ایمان افروز تذکرہ حضورؒ نے جلسہ سالانہ 91ء کے افتتاحی واختتامی خطابات میں فرمادیا تھا۔

یہاں صرف دو رؤیا کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

۔ایک دوست کو 1988 میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے قادیان تشریف لے جانے کے متعین وقت سے اطلاع عطا فرمادی تھی چنانچہ انہوں نے لکھا کہ

"گزشتہ دنوں دو تین بار میں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو موضع ننگل کے قریب نہر کے پل کے پار جانب قادیان دیکھا۔ میں نے حضور علیہ السلام کو السلام علیکم کہا۔ حضور نے لمبا کوٹ عمامہ اور گرگابی پہنی ہوئی ہے اور ہاتھ میں سوٹی ہے۔ آپ نے نہایت محبت و شفقت سے سلام کا جواب دیا اور ٹہلتے ہوئے حضور فرمانے لگے کہ جاؤ اور طاہر احمد کی مدد کرو۔ ... میں نے حضور علیہ السلام سے پوچھا کہ ہم قادیان کب جائیں گے؟ تو حضور نے ۵ کا ہندسہ خواب میں بتلایا۔ میں نے کہا 1995 تک تو فرمایا نہیں۔ پھر میرے پوچھنے پر بتایا کہ جب 45 سال ہوں گے۔"

اس رؤیا کے سنانے کے بعد حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ:۔

"پس چوالیس سال کے انقطاع کے بعد آج پنتالیسویں سال میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عاجز غلام اور خلیفہ آپ کے سامنے اس جلسہ میں حاضر ہے" (اختتامی خطاب 26 دسمبر 1991 بحوالہ بدر 5 مارچ 1992)

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سفر سے قبل بعض بزرگوں کو استخارہ کرنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ ان میں ایک دوست محترم عثمان چینی صاحب ہیں۔ انہوں نے بعد استخارہ رؤیا میں یہ نظارہ دیکھا کہ حضور کے گھر کے بارہ یا چودہ افراد حضور کے ساتھ ہیں اور یہ غور ہو رہا ہے کہ جس مکان میں حضور کو ٹھہرایا جانا ہے وہاں سے دو مکان خالی کروائے جائیں۔ یا نہ کروائے جائیں۔

حضورؒ نے یہ رؤیا سنا کر بتایا کہ بعینہ یہی واقعہ پیش آیا کہ میرے اہل وعیال پر مشتمل قافلہ کے کل افراد 14 تھے لیکن میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں اور میری بیوی دونوں تو جماعت کی نمائندگی میں جائیں گے باقی میرے گھر کے بارہ افراد کو میں ذاتی اخراجات پر لے جاؤں گا۔ اسی طرح حضرت اُم طاہر کے مکان میں آباد درویشوں کی دو فیملیز کو بھی اُن کی رضامندی اور شرح صدر کے ساتھ متبادل نئے مکانوں میں تبدیل کرنے کی بات بھی پوری ہوئی۔

ایسے لطیف خدائی بشارات کا تذکرہ کرنے کے بعد حضور رحمہ اللہ نے فرمایا تھا۔

"خدا نے بہت باریک لطیف انداز میں میرا حوصلہ بڑھایا اور یقین کرایا کہ خدا کی تقدیر ہے جو تمہیں قادیان لے کے جارہی ہے۔

(اختتامی خطاب 28 دسمبر 1991 بحوالہ بدر 19 مارچ 1992ء)

پس اس میں کوئی شک نہیں صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مبارک سفر الٰہی تصرفات اور خاص تقدیر کا آئینہ دار تھا اور حضورؒ نے بارہا اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ یہ سفر اور یہ جلسہ تاریخی ہی نہیں تاریخ ساز سفر اور تاریخ ساز جلسہ ہے جسکی برکات اگلی صدی میں بھی ظاہر ہوتی رہیں گی اس لحاظ سے اس مبارک سفر کی برکات کا احاطہ کرنا اس مختصر سے مضمون میں ممکن نہیں ہے۔ البتہ چند برکات اور خصوصیات کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

حضورؒ کے سفر ہندوستان پر ایک طائرانہ نظر

☆۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مع افراد قافلہ مورخہ 15 دسمبر 1991 کو ہیتھرو ائر پورٹ لنڈن سے برٹش ایئر ویز کے بوئنگ طیارہ کی فلائیٹ BA1147 کے ذریعہ دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ اس تاریخی سفر میں۔

حضورؒ کی صحبت میں 147 افراد کو سفر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی مورخہ 16 دسمبر کو صبح ۱۱ بجے یہ طیارہ اندرا گاندھی انٹرنیشنل ایئر پورٹ دہلی کے فضائی مستقر پر اُترا۔ اور یوں 44 سال کے وقفہ کے بعد ہندوستان کی سرزمین نے خلیفۃ المسیح کے قدم چومے۔

استقبال کے بعد حضورؒ مع افراد خاندان تغلق آباد دہلی میں واقع احمدیہ مشن میں تشریف لے گئے اور 16 تا 18 دسمبر تین دن دہلی میں قیام فرمایا۔

☆۔ دہلی میں قیام کے دوران سکندرہ۔ فتح پور سیکری اور آگرہ کے تاریخی مقامات کی سیر فرمائی اور فتح پور سیکری میں حضرت سلیم الدینؒ اور آگرہ میں شاہجہان کے مزار پر دعا کی۔ اور 18 دسمبر کو تغلق آباد کے قلعہ کی سیر کی اور غیاث الدین تغلق اور محمد بن تغلق کی قبر پر دعا کی۔ یہی وہ قلعہ ہے جس کی حضرت مصلح موعودؓ نے بھی سیر کی تھی جس کا ذکر آپ کے لیکچر "سیر روحانی" میں ملتا ہے۔ اس طرح قطب مینار دیکھنے کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر تشریف لے گئے اور یہاں بھی دعا کی۔

☆۔ 19 دسمبر کی صبح کو حضورؒ بذریعہ ٹرین شان پنجاب دہلی سے امرتسر کیلئے روانہ ہوئے جو بعد دوپہر 2.30 بجے امرتسر سٹیشن پر پہنچی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضورؒ کی ولادت باسعادت 18 دسمبر 1928 کو ہوئی اور اگلے ہی دن 19 دسمبر کو پہلی مرتبہ قادیان ریل پہنچی تھی عموماً یہ ریل روزانہ امرتسر سے قادیان ایک مرتبہ آتی تھی لیکن بوجوہ ڈیڑھ دو سال سے بند کر دی گئی تھی مگر حضورؒ کی بڑی خواہش تھی کہ ۱۹ دسمبر کو اسی ٹرین سے قادیان پہنچیں چنانچہ حکام سے رابطہ کیا گیا اور بفضلہ تعالیٰ یہ ٹرین ۱۹ دسمبر سے ہی دوبارہ چالو کر دی گئی اور حضورؒ مع افراد قافلہ اس ٹرین سے شام 4 بجے امرتسر سے روانہ ہو کر سات بجے شب قادیان کے سٹیشن پر ورود فرما ہوئے۔

بالآخر ۴۴ سال کے طویل انتظار کے بعد وہ تاریخی لمحات آن پہنچے جب قادیان دارالامان کی مقدس سرزمین پر خلیفۃ المسیح نے اپنے مبارک قدم رکھے۔

☆۔ مورخہ ۲۶ دسمبر کو مخلصین جلسہ سالانہ سے خطاب کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا۔

"اس وقت میرے دل میں مختلف خیالات اور جذبات کا طوفان موجزن ہے یہ صد سالہ جلسہ عام جلسوں کی طرح نہیں ہے۔ اپنی نوعیت کا ایک ہی جلسہ ہے۔ سو سالہ تاریخ اپنے آپ کو دوہراتی رہے گی۔ لیکن یہ پہلا جلسہ بہرحال پہلا جلسہ ہے ہم سب بہت خوش قسمت ہیں کہ اس تاریخی جلسہ میں جو سو سال میں صرف ایک ہی دفعہ دہرایا جاتا ہے شرکت کی توفیق ملی ہے"۔

☆۔ جلسہ سالانہ قادیان کی مصروفیات کے بعد حضورؒ مع افراد خانہ ۳؍جنوری کو بذریعہ موٹر کار امرتسر اور امرتسر سے بذریعہ ٹرین شان پنجاب دہلی تشریف لے گئے جہاں ۵ دن قیام فرمانے کے بعد ۱۰؍جنوری بروز جمعۃ المبارک بذریعہ طیارہ دہلی سے امرتسر اور امرتسر سے بذریعہ موٹر کار قادیان دارالامان دوسری مرتبہ واپس تشریف لے آئے۔ دوسری مرتبہ دہلی میں قیام کے دوران حضورؒ سے ملاقات کیلئے بعض مشہور جرنلسٹ اور اخبارات کے نمائندوں نے مشن میں آکر ملاقات کی اور انٹرویوز لئے۔

☆۔ ۱۰؍دسمبر کو دوسری مرتبہ قادیان تشریف آوری اور پانچ روز قیام کرنے کے بعد ۱۵؍جنوری کو حضورؒ کی قادیان سے دہلی کیلئے واپسی عمل میں آئی۔ اور دہلی سے ۱۶؍جنوری کو لندن واپس تشریف لے گئے۔ اس طرح حضورؒ کا قیام دہلی اور قادیان میں ایک ماہ رہا۔ الحمدللہ۔

☆۔ اس مبارک سفر کے دوران حضورؒ نے قادیان میں ۲۰؍دسمبر ۔ ۲۷؍دسمبر ۔ ۳؍جنوری اور ۱۰؍جنوری کے چار جمعے پڑھائے۔

مسجد بیت الہادی دہلی اور مسجد اقصیٰ قادیان میں مجالس عرفان منعقد فرمائیں۔ درویشان قادیان کے گھروں میں تشریف لے جا کر دعائیں کیں۔ حوصلے بڑھائے اور برکت بخشی بعض غیر مسلموں نے سیر کے دوران حضور سے بڑی شفقت سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور حضورؒ جہاں سے بھی گزرتے زیارت کیلئے کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔

اب حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس مبارک سفر کی بعض چیدہ چیدہ یادوں کا ذکر کیا جاتا ہے؟

حضور کی آمد پر قادیان کا نظارہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے صد سالہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی قادیان میں تشریف آوری کے ساتھ ہی قادیان دارالامان کی ظاہری و باطنی رونقیں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک اٹھیں چنانچہ

تقسیم ملک کے بعد جلسہ سالانہ قادیان کی حاضری جو تین چار ہزار سے متجاوز نہ ہوتی تھی حضور انورؒ کی برکت سے صد سالہ جلسہ سالانہ پر دُنیا بھر کے 52 ممالک سے قریباً 25 ہزار پروانے جمع ہو گئے تھے۔

اور اپنے پیارے امام کی ملاقات کے شوق میں ہندوستان کے کونے کونے سے نیز پاکستان۔ بنگلہ دیش۔ یورپ و امریکہ۔ کینیڈا۔ افریقہ اور مشرق بعید وغیرہ ممالک سے سفر کر کے قادیان آنے والے زائرین نے اخراجات سفر پر ایک محتاط اندازے کے مطابق دس کروڑ روپے سے زائد رقم خرچ کی۔

اس جلسہ سے پہلے پہلے قادیان میں حضورؒ کی منظوری سے انگلستان۔ جرمنی۔ امریکہ اور کینیڈا کی جماعتوں کی طرف سے چار بڑے بڑے گیسٹ ہاؤسز تعمیر ہو چکے تھے نیز حضورؒ نے ۳۲ کوارٹرز پر مشتمل بیت الحمد کالونی تعمیر کروائی تھی، اس کے باوجود یہ حالت تھی کہ قادیان کے احمدیوں کے مکانوں کے چھتے ہوئے حصے پر ہو جانے کے بعد صحنوں کی بھی قسمت جاگ اٹھی حتیٰ کہ قادیان والوں نے تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ نظارہ دیکھا کہ سخت سردی میں بھی مہمانوں کے کھلے میدانوں میں نصب کردہ خیموں اور پرالی (گھاس) کی جھونپڑیوں میں بسیرا کیا۔ انہیں اگر کوئی تکلیف محسوس ہو رہی تھی تو صرف اس بات کی کہ اپنے پیارے امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں انہیں جگہ نہیں مل رہی تھی۔ چنانچہ مسجد اقصیٰ کی سیڑھیوں اور ملحقہ احاطے پر ہو جانے کے بعد گیٹ مسجد مبارک کے سامنے بھی پلاسٹک شیٹس وغیرہ بچھا کر نمازیں ادا کی جاتی رہیں۔ لیکن اس طرح بھی چار ہزار سے زائد آدمیوں کی پیاس نہ بجھ سکی اور مستورات کیلئے مسجد مبارک بمع اسکی چھت اور بیت الذکر اور دالان حضرت اماں جان وغیرہ بھی ناکافی ہو گئے اور بالآخر حضور کی اجازت سے منارۃ المسیح پر لگے لاؤڈ سپیکرز سے نماز کی آواز کو دور دور تک پہنچانے کا انتظام کر کے یہ اعلان کیا گیا کہ جہاں تک آواز پہنچ رہی ہے احباب و مستورات حضور کی اقتداء میں نمازیں ادا کر سکتے ہیں۔

منارۃ المسیح اور مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ اور دار المسیح پر چراغاں کیا گیا تھا نیز احمدی احباب نے بھی بکثرت اپنے گھروں پر چراغاں کیا تھا۔ اور اُن حالات میں جبکہ پنجاب میں ملیٹنسی کے سبب مغرب کے ساتھ ہی شہر خاموش ہو جایا کرتا تھا حضورؒ کی تشریف آوری کے ساتھ ہی راتوں میں بھی دن کا سماں ہونے لگا۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات بھی اعجازی نشان تھے

تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ قادیان دارالامان میں خلیفۃ المسیح کی بابرکت موجودگی میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی

جلسہ سالانہ کے انتظامات، کیا مہمانوں کے قیام و طعام کے انتظام کے لحاظ سے، کیا روشنی و پانی کے انتظام کے لحاظ سے۔ کیا جلسہ کے تقریری پروگرام، لاؤڈ سپیکر، ترجمانی، آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ اور جنریٹرز وغیرہ کے انتظام کے لحاظ سے سب کے سب انتظام ایسے تھے جن کا اس قدر وسیع تجربہ ہمیں نہیں تھا بلکہ بعض انتظامات تو ہمارے لئے بالکل نئے تھے ان کاموں کیلئے کسقدر سامان کی ضرورت ہے اور کسقدر تیاری کی ضرورت ہے اس کا ہمیں صحیح اندازہ ہی نہیں ہو سکا تھا۔ اگرچہ رہنمائی کرنے والی پارٹیوں نے بہت راہنمائی فرمائی اور ہر ممکن تیاری کروائی مگر جب وقت آیا تو معلوم ہوا کہ سب اندازے ٹوٹ گئے۔ اگرچہ فوری انتظامات کرنے میں کچھ دقت تو پیش آئی لیکن "ظاہر کی مدد کرنے والے" رضا کار مہیا ہو گئے اور خود حضور اقدسؒ کی بنفس نفیس رہنمائی اور دعاؤں نے یہ معجزہ دکھایا کہ سب کام از خود رفتہ ہو گئے سارے کام یوں پرسکون طریقے سے ہو رہے تھے کہ گویا فرشتے ہمارے کاموں کو بجھتے جا رہے ہیں۔ جلسہ گاہ کی تیاری کا خاکسار نگران تھا جلسہ کے دو دن قبل بارش ہوتی رہی۔ جلسہ گاہ کی تیاری کیلئے صرف ایک

تقسیم ملک کے بعد جلسہ سالانہ قادیان کی حاضری جو تین چار ہزار سے متجاوز نہ ہوتی تھی حضور انورؒ کی برکت سے صد سالہ جلسہ سالانہ پر دُنیا بھر کے 52 ممالک سے قریباً 25 ہزار پروانے جمع ہو گئے تھے۔

دن سامنے تھا۔ اس سے پہلے تو ہمارا جلسہ گاہ چند گھنٹوں میں بھی تیار ہو جایا کرتا تھا۔ مگر جب 25 ہزار سامعین کیلئے مردانہ و زنانہ جلسہ گاہ کی تیاری اور ترجمانی وغیرہ کے انتظامات کا کام شروع ہوا تھا تو بہت فکر لاحق ہوئی یہ سوچ کر کہ خدایا! اگلی صبح افتتاحی اجلاس ہے اور ابھی جلسہ گاہ کی تیاری و تکمیل کا قریباً سارا ہی کام باقی ہے اگرچہ ہمارے خدام رات بھر کام کرتے رہے مگر اسقدر کم وقت میں اسقدر وسیع و عریض جلسہ گاہ اور سٹیج وغیرہ کا تیار ہو جانا ممکن ہی نہ تھا۔ میں سچ کہتا ہوں یوں لگتا تھا کہ جیسے وقت ٹھہر گیا ہے اور خود بخود تمام کام ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور صبح دس بجے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی جلسہ گاہ میں تشریف آوری سے قبل جلسہ گاہ ہر طرح تیار تھی الحمدللہ۔ چودہ سال بعد آج بھی سوچتا ہوں تو حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اتنے تھوڑے وقت میں اتنا بڑا کام انجام پا گیا یہ ہمارے حضور کی دعاؤں کا ہی اعجاز تھا جو معائنہ کارکنان کے بعد ہلکی ہلکی بارش کے دوران مختلف شعبہ جات کے انتظامات کا جائزہ لینے کے دوران حضور کرتے رہے تھے۔

مجلس شوریٰ کا انعقاد

یوں تو چند سال سے قادیان میں جماعتہائے احمدیہ بھارت کی مجلس شوریٰ کے انعقاد کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا مگر تقسیم ملک کے بعد پہلی مرتبہ قادیان دارالامان میں خلیفۃ المسیح کی بابرکت موجودگی میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے معاً بعد اگلے روز مورخہ ۲۹؍دسمبر کو ایک روزہ شوریٰ میں دو اجلاس ہوئے۔ پہلا اجلاس جلسہ گاہ ہی میں ہوا لیکن شدید سردی اور کہرے کی وجہ سے دوسرا اجلاس مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا حالانکہ سردی کے دن بہت چھوٹے ہوتے ہیں مگر چند گھنٹوں کے اجلاس کے نہایت اہم معاملات پر پیارے حضورؒ کی بھرپور رہنمائی کا فیض ہندوستان کی جماعتوں کے نمائندگان نے پایا اور آج تک اُس کا فیضان جاری ہے الحمدللہ۔

ہندوستان کے سیاسی و مذہبی لیڈروں کو اہم پیغام

صد سالہ جلسہ سالانہ کے اختتامی خطاب میں حضورؒ نے انسانی اقدار کی حفاظت کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی اور مختلف مذاہب کی تعلیمات اور اسلام کی تعلیم کا نمونہ پیش کرتے ہوئے سمجھایا کہ انسانیت مذہب کا پہلا قدم ہے چنانچہ آپ نے فرمایا

"میں ہندوستان میں جب سے آیا ہوں چل پھر کر جو حالات دیکھے ہیں مجھے تو غربت کے دُکھ کا کوئی مذہب دکھائی نہیں دیا۔ سکھ مصیبت زدہ ہو یا ہندو مصیبت زدہ ہو مسلمان مصیبت زدہ ہو۔ ہر دُکھ کا ایک ہی مذہب ہے اور غریب کا اور کمزور کا دُکھ جب تک ہم محسوس کرنے کی صلاحیت پیدا نہیں کرتے اُس وقت تک ہم خدا کے قریب نہیں ہو سکتے۔ اور وہ جو خدا کے قریب ہیں اُن کا یہ فرض ہے کہ اپنی زندگی کا یہ مشن بنا لیں کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کی کوشش کریں۔

انسانیت کے ادنیٰ تقاضے تو انکو بتائیں اعلیٰ ترقیات کی باری تو بعد میں آئے گی۔ اس ضمن میں مذاہب کو بھی بہت کچھ کرنا ہے۔ اور مختلف مذاہب کے رہنماؤں کو بھی اس سلسلہ میں بڑی بھاری ذمہ داری ادا کرنی ہے"۔

"خصوصیت کے ساتھ جب ہندوستان میں بے چینی دیکھتا ہوں یا پاکستان میں بے چینی دیکھتا ہوں یا ملکوں کو ملکوں سے نفرت کرتے ہوئے اور دور رہتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میرا دل کٹتا ہے اور میں انتہائی تکلیف محسوس کرتا ہوں اور مستقبل کے متعلق ایسے خطرات دیکھتا ہوں جن کا علم اگر آپ کو ہو جائے تو آپ کے پتے پانی ہو جائیں بہت ہی خوفناک دن ہمارے سامنے آنے والے ہیں۔ اس لئے میں آپ کی بزرگ کتابوں کے حوالے سے آپ کو نصیحت کرتا ہوں اور اپنی بزرگ کتاب کے حوالے سے احمدیوں کو اور تمام مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وقت ہے کہ جلد ایک دوسرے سے محبت کے تعلق جوڑ لو اور نفرتوں کو ہمیشہ خیرباد کہہ لو۔ ایسے انقلابات برپا ہو چکے ہیں جن کے نتیجہ میں مغربی طاقتیں ایک نئی شان کے ساتھ اور نئے یقین کے ساتھ اور ایسے عزم کے ساتھ دُنیا پر قبضہ کرنے والی ہیں کہ جس کے بعد کمزور قوموں کے تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ کس طرح ان سے وہ چھٹکارا حاصل کریں۔ اپنی اصلاح کرلو۔ اپنے نفس کو پاک کرلو۔ خدائی خطرا ہے نفس کو مٹاؤ اور بنی نوع انسان سے محبت کی تعلیم دو۔ ایک دوسرے کے ساتھ پیار سے رہنا سیکھو ورنہ تمہاری باعزت زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی"۔

(اختتامی خطاب صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء۔ بحوالہ بدر ۱۹؍مارچ ۱۹۹۲ء)

غیر مسلم احباب کے تاثرات

احمدیوں کے علاوہ غیر مسلم بھائیوں نے بھی سید

ت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے حتی
ان برکت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ وقت لے کر
ی۔ اور اجتماعی ملاقاتوں کے موقع حاصل کیا اور
ں کی درخواست کی اور چلتے پھرتے بھی موقع تلاش
تے کہ نظر ہی پڑ جائے اور کوئی بات ہو جائے چنانچہ
رز بعد نماز فجر حضور بہشتی مقبرہ تشریف لے جا رہے
۔ مہمان خانہ کے پاس دو غیر مسلم معمر افراد گزر رہے
یک نے بڑھ کر حضور سے مصافحہ کیا۔ حضور نے اُسکے
ں دریافت فرمائے۔ اسکی تو باچھیں کھل گئی۔ وہ بار بار
اجاتا تھا کہ بڑے دنوں سے موقع کی تلاش میں تھا"
میرے بھاگ کھل گئے۔ آج میرے بھاگ کھل

اکثر غیر مسلموں نے برملا اس کا اعتراف کیا کہ حضور
مد کی برکت سے پنجاب میں امن و شانتی لوٹ آئی
یقت بھی یہی ہے حضور کی تشریف آوری کے ساتھ
حالات نے پلٹا کھایا اور امن کے حالات پیدا ہونے
ع ہو گئے۔

ایک غیر مسلم دوست ڈاکٹر دیوان چند بھگت سوشل
قادیان نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ و
مقامی قادیان کی خدمت میں لکھا کہ۔

"جہاں حضور کی آمد پر ہر قادیان کے واسی کو خوشی اور
سکون و سرور حاصل ہوا اور روحانی غذا ملی اسکے ساتھ
بہت سے لوگوں کو اقتصادی فائدہ بھی ہوا۔ آج
ستان کے بہت صوبوں میں نفرتوں کی آگ سے
سے گھر جل رہے ہیں ان میں مرزا صاحب کا امن
پیام بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ احمدیہ جماعت کا ہر
ی اس کوشش میں لگا ہے کہ تمام عالم میں انسانی دوستی
ہو اور ہمارا پیارا ہندوستان امن کا گہوارہ بن جائے۔

یان واپسی کی بشارت کی یرت افروز تعبیر درویشان یان کی قربانیوں کا ذکر خیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے
، اس مبارک سفر کے آخری جمعہ مورخہ
جنوری 1991 کے خطبہ میں فرمایا تھا۔

"بہت سے مخلصین جذبات کی رو میں بہہ کر یہ سمجھنے
ہیں کہ قادیان واپسی کے سامان ہو چکے ہیں اور وہ دن
ب ہیں۔ یہ جذباتی کیفیت کا پھل تو ہے لیکن حقیقت
نہیں ہے۔ دنیا میں مذاہب کی تاریخ میں جہاں
بھی ہجرت ہوئی ہے اور واپسی ہوئی ہے ہجرت سے
ہمیشہ اس بات سے مشروط رہی کہ پیغام کی فتح
۔ اور اس دین کو غلبہ نصیب ہوا جس دین کی خاطر
مذہبی قوموں کو اپنے وطنوں سے علیحدگی اختیار کرنی
۔ پس اگر جماعت احمدیہ چاہتا ہے اور واللہ تمام
ی جماعت یہ چاہتی ہے کہ قادیان دائمی مرکز سلسلہ
ایس ہو تو ایسے نہیں ہوگی کہ تمام علاقہ تو احمدیت
غافل اور دور رہا ہو اور تمام علاقہ اسلام سے نابلد
واقف رہے۔ اور ہم میں سے چند لوگ واپس آ کر

یہاں بیٹھ رہیں۔ اس کا نام قرآنی اصطلاح میں نصرت اور
فتح نہیں ہے۔ [illegible]
۔ اس وہم کو دل سے نکال دے"۔

(بحوالہ اخبار بدر 13/20 فروری مصلح موعود نمبر)

محنت کرنی ہے اور ہندوستان کی جماعتوں کے کھوئے
[illegible] دوبارہ بحال کرنے کیلئے ہماری دنیا
کی جماعتوں کو بہت محنت کرنی ہوگی۔ اس سلسلہ میں
جہاں سکھ آبادی کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں

درویشوں [illegible] آ کر بسنے والوں [illegible] اتنی بڑی قربانی دی ہے کہ وہاں پہنچ کر اندازہ ہوتا ہے دور بیٹھے اس کی باتیں سن کر آپ کو تصور نہیں ہوسکتا کہ کتنے محدود علاقے میں رہ کر انہوں نے ساری زندگیاں ایک قسم کی قید میں کاٹی ہیں اور اپنے دنیاوی مفادات کو ایک طرف پھینک دیا قربان کر دیا اور مقامات مقدسہ کی حفاظت اور نگہبانی کیلئے اپنی اپنے بچوں بیگمات کی زندگیاں قربان کیں۔ بہت ہی عظیم الشان قربانی ہے۔

اسی طرح قادیان سے واپس لندن تشریف لے
جانے کے بعد جو پہلا خطبہ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۹۲ء کو مسجد
فضل لندن میں ارشاد فرمایا اس میں بھی اس امر پر حقیقت
افروز روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔

"قادیان کے مسائل میں سے ایک بڑا مسئلہ وہاں کی
تھوڑی آبادی ہے۔ بعض دوستوں کو قادیان کے اس سفر
کے نتیجہ میں بہت اُمیدیں بندھ گئی ہیں کہ اب قادیان کی
واپسی قریب ہے لیکن میں جماعت کو سمجھانا چاہتا ہوں۔
کہ واپسی کوئی ایک دم آنا فانا رونما ہونے والا واقعہ نہیں
ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے تو یہ
معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک دفعہ لے کر جائے گا پھر بار
بار لائے گا اور امن کے ماحول میں ایسا ہوتا رہے گا۔ اس
لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ خدا کی کیا تقدیر کب ظاہر ہوگی اور
اس کا منشاء کیا ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک
مرکز سلسلہ باہر ہی رہے دار الہجرت میں ہی ہو خواہ
دار الہجرت پاکستان کا ہو یا کسی اور جگہ کا۔ اور قادیان کے
حالات ایسے ہوں کہ بار بار خلفاء سلسلہ کو وہاں جانے کی
توفیق ملتی ہے اور باہر بیٹھ کر قریب کی نگرانی کا بھی موقع ملتا
ہے جماعت کو اگر قادیان کی واپسی میں اور جماعت
کے عالمگیر انقلاب میں کوئی دلچسپی ہے تو اس کی تیاری
کرنی ہوگی اور قادیان کے سلسلہ میں ابھی بہت کام باقی
ہیں۔ جو کچھ خوشخبریاں سطح پر نظر آتی ہیں۔ اور عام آنکھوں
نے دیکھ لی ہیں اُن کی مثال ICEBERG کے اُس
تھوڑے سے حصے سے ہے جو سطح سمندر پر دکھائی دیتا ہے
اس کا اصل حصہ تو پانی میں ڈوبا ہوتا ہے... جو مسائل حل
ہو جائیں وہ سطح سمندر سے باہر دکھائی دے رہے ہوتے

قادیان کو Industrialize کرنے میں ضرور محنت
کرنی ہوگی۔ جب تک وہاں تجارتی اور صنعتی مراکز قائم نہ
کئے جائیں۔ اس وقت تک صحیح معنوں میں باہر سے
احمدی آ کر وہاں آباد نہیں ہوسکتے اور مقامی احمدیوں کا
انخلاء رُک نہیں سکتا۔

درویشوں نے اور بعد میں آ کر بسنے والوں نے اتنی
بڑی قربانی دی ہے کہ وہاں پہنچ کر اندازہ ہوتا ہے دور بیٹھے
اس کی باتیں سن کر آپ کو تصور نہیں ہوسکتا کہ کتنے محدود
علاقے میں رہ کر انہوں نے ساری زندگیاں ایک قسم کی
قید میں کاٹی ہیں اور اپنے دنیاوی مفادات کو ایک طرف
پھینک دیا قربان کر دیا اور مقامات مقدسہ کی حفاظت اور
نگہبانی کیلئے اپنی اپنے بچوں بیگمات کی زندگیاں قربان
کیں۔ بہت ہی عظیم الشان قربانی ہے۔

اس کا بھی حق ہے اسلئے ساری دنیا کی جماعتوں پر یہ
فرض عائد ہوتا ہے کہ ان کے حالات کو بہتر بنانے کیلئے
بھرپور کوشش کریں"۔

(بدر مورخہ 13/20 فروری 1992 مصلح موعود نمبر)

اسیران راہ مولیٰ کیلئے دُعا اور اسیران کی رہائی کا مژدہ

یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے
صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی اجلاس میں
آخری دُعا سے قبل اسیران راہ مولیٰ کی رہائی کیلئے دُعا کی
تحریک کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ۔

"آخر پر میں آپ کو اسیران راہ مولیٰ کیلئے دُعا کی
تحریک کرتا ہوں بہت لمبے دُکھ اُٹھا رہے ہیں کوئی ان کا

مجھے تو غربت کے دُکھ کا کوئی مذہب دکھائی نہیں دیا۔ سکھ مصیبت زدہ ہو یا ہندو مصیبت زدہ ہو یا مسلمان مصیبت زدہ ہو۔ ہر دُکھ کا ایک ہی مذہب ہے..... اور غریب کا اور کمزور کا دُکھ جب تک ہم محسوس کرنے کی صلاحیت پیدا نہیں کرتے اُس وقت تک ہم خدا کے قریب نہیں ہوسکتے۔ اور وہ جو خدا کے قریب ہیں اُن کا یہ فرض ہے کہ اپنی زندگی کا یہ مشن بنالیں کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کی کوشش کریں

ہیں اور جو ابھی ڈوبے ہوئے ہیں وہ اُن سے بہت زیادہ
ہوتے ہیں پس ہمیں اُن ڈوبے ہوئے مسائل کی طرف
توجہ کرنی ہوگی۔ قادیان کی عظمت اور عزت اور جلال اور
جمال کو بحال کرنے کیلئے ساری دنیا کی جماعتوں کو بہت

جرم نہیں سوائے اس کے کہ انہوں نے یہ اعلان کیا کہ
اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد
رسول اللہ ۔ اس جرم میں سینکڑوں ہزاروں ہیں
جنہوں نے جیل کی صعوبتیں برداشت کیں اور بعض بے

گناہ ایسے بھی ہیں جن کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دینے کا
فیصلہ کیا گیا اور خدا کی تقدیر نے ظالموں کے ہاتھ سے وہ
رسی کھینچ لی لیکن ابھی وہ جیل کی صعوبتوں میں زندگی گزار
رہے ہیں۔ ان کو بھی خصوصیت سے اپنی دُعاؤں میں یاد
رکھیں"۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُس دُعا کی قبولیت کا یہ اعجازی
نشان دکھایا کہ اس مبارک سفر سے واپسی کے موقع پر دہلی
میں قیام کے دوران ہی یہ خوشخبری ملی کہ سکھر کے دو اسیران
راہ مولیٰ محترم قریشی ناصر احمد صاحب اور محترم رفیع احمد
صاحب کو رہائی مل گئی ہے۔ حضور انور کی خوشی اور مسرت
قابل دید تھی حضور نے فوری طور پر اس خوشی میں 21 ڈبے
مٹھائی منگوا کر دہلی مشن میں مقیم افراد میں تقسیم فرمائی۔

قادیان میں آئندہ بڑے بڑے جلسوں کے انعقاد کی دُعا

حضور نے فرمایا تھا کہ یہ بات میرے دل میں راسخ
ہو چکی ہے کہ یہ سفر کئی برکتوں اور کئی اعجاز کا حامل ہوگا۔
نیز اپنے اختتامی خطاب میں یہ بھی تمنا ظاہر کرتے ہوئے
دُعا کی تھی کہ۔

"خدا کرے کہ ہم بار بار یہاں آئیں اور بار بار یہ
جلسے کا نظارہ وسیع تر ہوتا چلا جائے اور پھیلتا چلا جائے۔
یہاں تک کہ وہ جلسہ جو پاکستان میں ہم نے آخری جلسہ
دیکھا تھا اڑھائی لاکھ کا خدا کرے کہ ایسا دن آئے کہ
قادیان میں ہم دس دس لاکھ بیس بیس لاکھ کے جلسے منانے
لگیں اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو"۔

پس جسطرح ہم اس مبارک سفر کے بعد سے اب
تک ہر لحاظ سے برکتوں کے دائروں کو وسیع تر ہوتا دیکھتے
رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ خلافت خامسہ کے اس مبارک
دور میں بھی آئندہ بہت سی برکات کا مشاہدہ کریں گے اللہ
تعالیٰ ہمیں ان سے کما حقہ متمتع ہونے اور خدا کا شکر ادا
کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

ولادت اور درخواست دعا

خاکسار کی ہمشیرہ [illegible] عبدالعلیم عمران

اہلیہ عمران صدیق صاحب آف بحرین کو اللہ تعالیٰ
نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۱ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو پہلے
بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے نومولود کا نام
"دانیال احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود محترم سیٹھ
یوسف احمد صاحب الہ دین آف سکندر آباد کا نواسہ
اور مکرم یوسف صدیق صاحب آف بحرین کا پوتا
ہے۔ بچے کا نیک صالح اور خادم دین بننے کیلئے دُعا کی
درخواست ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو انخلاء
جائیداد کے مقدمات میں کامیابی عطا فرمائی ہے۔
الحمد للہ علیٰ ذالک۔ احباب سے دُعا کی درخواست
ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی رحمت کے سایہ میں رکھے
اور دینی و دنیوی ترقیات عطا فرمائے۔
آمین (اعانت بدر ۵۰۰ روپے)

(داؤد احمد الہ دین ابن مکرم یوسف احمد الہ دین مرحوم سکندر آباد)

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

دورِ خلافتِ رابعہ کی ایک عظیم نعمت

﴿برہان احمد ظفر ناظر نشر و اشاعت قادیان﴾

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۔ (الصف آیت ۱۰)

یعنی وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اس کو دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کردے خواہ مشرک برا منائیں۔

قرآن کریم کی اس آیت کی تفاسیر میں مفسرین نے یہ بات واضح طور پر لکھی ہے کہ اس کا تعلق آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والے امام مہدی سے ہے۔ اور اسلام کو ہر شعبہ میں اس کے زمانہ میں ترقی حاصل ہوگی۔ اسی طرح قرآن کریم میں آخری زمانہ میں ہونے والی ترقیات اور برق رفتاری سے ہونے والی کامیابیوں کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اس سلسلہ میں سابقہ صحیفوں میں بھی بہت کچھ لکھا ہوا ملتا ہے۔ جیسا کہ متی میں لکھا ہے۔

"کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا"۔ (متی باب ۲۴)

اسی طرح حضرت علیؓ کا ایک قول ینابیع المودۃ میں یوں لکھا ہوا ملتا ہے:

"جب امام موعود آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے اہلِ مشرق و مغرب کو جمع کر دیگا"۔

(ینابیع المودۃ جلد ۲ صفحہ ۹۰)

اسی طرح حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے لکھا ہے کہ:

"بیعت کے وقت آسمان سے ان الفاظ میں آواز آئے گی کہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ اس کی بات غور سے سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ اور یہ آواز اس جگہ کے تمام خاص و عام سنیں گے"۔

(ترجمہ قیامت نامہ صفحہ ۶)

اسی طرح سے انوار نعمانیہ کے مصنف نے لکھا ہے کہ:

"امام مہدی کے زمانہ میں ان کے ماننے والوں کی قوت سامعہ اور باصرہ اتنی تیز کردی جائے گی کہ اگر مومن ایک ملک میں ہوں گے اور امام دوسرے ملک میں تو وہ امام کو دیکھ لیں گے۔ ان کا کلام سن سکیں گے اور اس سے آزادی سے بات چیت کرسکیں گے"۔ (تحویر المسلمین صفحہ ۷)

اس طرح سے حضرت امام جعفر صادق صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے امام قائم جب مبعوث ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے گروہ کے کانوں کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی کو بڑھا دے گا یہاں تک کہ یوں محسوس ہوگا کہ امام قائم اور ان کے درمیان کا فاصلہ ایک بریدیعنی ایک منزل کے برابر رہ گیا ہے۔ چنانچہ جب وہ ان سے بات کریں گے تو وہ انہیں سنیں گے اور ساتھ دیکھیں گے جبکہ وہ امام اپنی جگہ پر ہی ٹھہرا رہے گا"۔ (مہدی موعود ترجمہ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۸)

نیز ایک اور جگہ لکھتے ہیں:۔

"مومن امام مہدی کے زمانہ میں مشرق میں ہوگا اور اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہے۔ اور جو مغرب میں ہوگا وہ اپنے بھائی کو دیکھ لیگا جو مشرق میں ہوگا"۔ (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۰)

اسی طرح سے حضرت امام باقرؒ لکھتے ہیں کہ

"امام مہدی کے نام پر ایک منادی کرنے والا آسمان سے منادی کرے گا۔ اس کی آواز مشرق میں بسنے والوں کو بھی پہنچے گی اور مغرب میں رہنے والوں کو بھی۔ یہاں تک کہ ہر سونے والا جاگ اٹھے گا"۔

(المہدی الموعود المنتظر عند علماء اہل السنۃ صفحہ ۱۸۷)

یہ وہ تمام پیشگوئیاں ہیں جو آنے والے امام مہدی کے زمانہ میں پوری ہونے والی تھیں۔ ان کا آغاز تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ہی سے ہوگیا تھا لیکن اس کا نظارہ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ کے زمانہ میں دنیا والوں نے کیا۔ کیونکہ ان پیشگوئیوں میں یہ بھی پیشگوئی تھی کہ

"امام مہدی کے نام پر ایک منادی کرنے والا آسمان سے منادی کرے گا"۔

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام مہدی کے نام پر MTA کے ذریعہ آسمان سے منادی کی جسے ساری دنیا نے دیکھا بھی اور سنا بھی۔ پھر اس کا خلافتِ رابعہ کے زمانہ میں ہونا اس لئے بھی تقدیرِ الٰہی سے مقدر تھا کہ حدیث شریف میں ابن مریم کے آسمان سے اترنے کا ذکر موجود ہے خدا تعالیٰ نے یہ چاہا کہ وہ ابن مریم ہی کے زمانہ میں ایسے سامان پیدا کرتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ محترمہ کا نام "مریم" ہی تھا اور خلفاء احمدیت میں سے ابن مریم ہی MTA کے ذریعہ سب سے پہلے آسمان سے گھر گھر میں اترا اور یہ پیشگوئی بھی بڑی شان کے ساتھ ظاہری طور پر بھی پورا ہوتے ہوئے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

قارئین اس زمانہ میں اگر ہم خدا تعالیٰ کے احسانات کو شمار کریں اور اس میں سے سب سے اعلیٰ اور عمدہ نعمت کو چنیں تو ہمیں MTA کی نعمت سب سے بڑھ کر اور اعلیٰ دکھائی دیتی ہے اس زمانہ میں یہ نعمت ہمارے لئے آسمانی مائدہ کا کام دے رہی ہے جس نے ہماری روحانیت جلا پاتی ہے۔ MTA کن مراحل سے گزرا یہ بھی ایک دلچسپی کی بات ہے۔ چند سال قبل تک ہم تو تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ ہماری جماعت کا ایک اپنا بھی ٹی وی چینل ہوگا ۱۹۸۹ء کی بات ہے خاکسار بمبئی میں بطور مربی کام کررہا تھا تو لندن سے فون آیا کہ آپ کو فون کے ذریعہ حضور انور کا خطبہ سنایا جائے گا یہ بات سن کر بڑی خوشی بھی ہوئی اور حیرت بھی کہ یہ کیسے ممکن ہے پہلے تو بات سمجھ میں نہ آئی۔ فون والوں سے رابطہ کیا کہ کیا ایسا ممکن ہوسکتا ہے تو وہ ہمیں بڑے بڑے خرچ بتانے لگے۔ خیر جب دوبارہ رابطہ ہوا تو ہمیں لندن سے فون پر ہی اس کی ٹیکنیک سمجھائی گئی۔ مشن میں دو فون تھے STD فون کو لندن سے رابطہ کیلئے رکھ لیا اور دوسرے فون کے ہینڈ سیٹ کو کھول کر ریسیور کی تاریں ایمپلی فائر میں دیدیں۔ ابھی ہم یہ کام کر کے فارغ ہی ہوئے تھے تو جاپان سے ایک فون آگیا ہم نے انہیں کہا کہ آپ تلاوت کریں اور تقریر کریں ہم فون کے ذریعہ آپ کی آواز کو ہارن پر لیکر سننا چاہتے ہیں تاکہ آنے والے کل کی ریہرسل ہو جائے تو الحمد للہ تجربہ کامیاب ہوا اور دوسرے دن خدا تعالیٰ کے فضل سے افراد جماعت بمبئی نے بذریعہ فون حضور کا خطبہ براہ راست سنا اور یہ ہندوستان میں بذریعہ فون سنے جانے والا پہلا خطبہ تھا۔

اس کے بعد یہ سلسلہ آہستہ آہستہ پھیلتا گیا۔ ہندوستان کے علاوہ پاکستان، نیوزی لینڈ، فجی، سنگاپور، جاپان، کوریا، انڈونیشیا، ماریشس، گھانا، ساؤتھ افریقہ، عمان، سپین، فرانس، ہالینڈ، ڈنمارک، ناروے، آئرلینڈ، جرمنی، بلجیئم، سویڈن، کینیڈا، امریکہ اور پھر جزائر غرض بہت سے ممالک British Telecome کی ملٹی لائین کے ذریعہ خطبات سننے لگے۔

۱۹۹۱ء کی بات ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی قادیان آمد ہوئی۔ اس وقت جسول برادران بھی ساتھ تھے اُن کے پاس یک آلہ تھا دریافت کرنے پر بتایا کہ یہ ایک سیٹلائٹ فون ہے اور اس غرض کیلئے قادیان لایا گیا ہے کہ تا اس کے ذریعہ حضور کے خطابات براہ راست لوگوں کو سنائے جاسکیں۔ جلسہ سالانہ قادیان کا سٹیج جس جگہ بنا ہوا تھا اس کے عقب میں ہی اس آلہ کو رکھا گیا تھا اور وہ آواز جو قادیان سے سو سال قبل بلند ہوئی تھی وہی آپ کے چوتھے خلیفہ کے ذریعہ سیٹلائٹ فون کے ذریعہ ساری دنیا میں گونج رہی تھی۔ اب تک تو یہی خوشی ہمارے لئے بہت تھی کہ ہم لوگ خلیفہ وقت کی آواز براہ راست سن رہے ہیں۔ مگر یہ تو آغاز تھا اُن عظیم الشان ترقیات کا جو اس کے بعد آنے والی تھیں اور ابھی ہمارے وہم و گمان سے بھی باہر تھیں۔ لیکن دل میں خواہش تھی کہ کاش اب بھی ہماری زندگیوں میں ہو جائے کہ ہم بھی کسی ذریعہ سے اپنے امام کو براہ راست دیکھ اور سن سکیں۔

قادیان سے واپسی کے بعد حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو اس بات کا جائزہ لینے پر مقرر فرمایا کہ کیا ہم اپنے پروگرام ٹی وی سیٹلائٹ کے ذریعہ دنیا والوں کو دکھا سکتے ہیں۔ اس کیلئے ٹیمیں مقرر فرمائیں اور سب طرف کوششیں شروع ہوگئیں۔ یہ کام اس نوعیت کا تھا کہ کوئی بھی اس کا تجربہ نہ رکھتا تھا اور ٹیم کے ارکان بعض اوقات تھک ہار کر مایوسی کا اظہار کرتے لیکن حضور رحمہ اللہ تعالیٰ اُنہیں زریں مشورے دیتے اور ساتھ ہی ہمت بھی بندھاتے۔ اور اراکین میں ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کر دیتے پھر ٹیم اُسی طرح کوشش میں لگ جاتی۔

یہ تو سب ظاہری کوششیں تھیں لیکن اس کے ساتھ حضور انور کی شب و روز کی دعائیں تھیں جو ان مراحل کو آسان کرتی جاتیں۔ آخر وہ دن بھی آگیا جب خدا تعالیٰ کے اس خلیفہ نے باقاعدہ MTA کا آغاز فرما دیا اور وہ دن ۳۱ر جنوری ۱۹۹۲ء کا تھا۔ اس کا آغاز آپ کے خطبہ جمعہ سے ہوا اس طرح بفضلہ تعالیٰ ہماری ہفتہ وار سروس کا آغاز ہوگیا۔ اس سارے نظام کی نگرانی آپ بنفس نفیس فرماتے تھے۔

جس وقت MTA کا آغاز ہوا اس وقت اس پروگرام کو دیکھنے کا عام نظام بھی موجود نہ تھا۔ سیٹلائٹ کا پروگرام بڑی بڑی ڈشوں کے ذریعہ ہی کیچ کیا جاسکتا تھا اور اس کا نظام زیادہ تر بڑے بڑے شہروں تک ہی محدود تھا۔ قادیان میں تو ایسا کوئی نظام تھا نہیں لیکن لوگوں کو تڑپ شدید تھی۔ قادیان والوں کو جب اس بات کی اطلاع ہوئی کہ MTA کا آغاز ہونے والا ہے اور اس کو ایک ڈش کے ذریعہ

ہی، یکھ سکے گا تو قادیان کے چند خدام نے مل کر ڈش کا انتظام کرنے کا پروگرام بنایا۔ ڈش کا چونکہ عام رواج نہ تھا اس لئے اس کو حاصل کرنا اور لگانا بھی ایک کارِ محال تھا لیکن آفرین اُن خدام پر جنہوں نے اس وقت ڈیڑھ لاکھ کی خطیر رقم خرچ کی اور قادیان والوں کی پیاس بجھانے کا انتظام کیا۔ قادیان میں بھی وہ دن کسی عید کے دن سے کم نہ تھا۔ سبحان اللہ۔

قارئین MTA کی بات چل رہی ہے تو ایک بات یاد آئی۔ جس کا تعلق تقدیر الٰہی سے خاص ہے۔ وہ یہ کہ قادیان ایک ایسی جگہ آباد ہے جہاں پہنچنا بھی ایک زمانہ میں محال تھا حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی نے خود قادیان پہنچنے کی داستان لکھی ہے کہ بٹالہ تک تو آ گئے لیکن قادیان کو کوئی نہ جانتا تھا اس کا ذکر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک شعر میں یوں فرمایا ہے کہ

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا
قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار

ایسی حالت میں ۱۹۲۸ء میں جہاں قادیان ریل کے ذریعہ پہلی مرتبہ باہر کی دنیا سے جڑ رہا تھا وہاں ہی ہمارے مشفق و مہربان امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش پر قادیان میں جشن کا ماحول تھا ایک تو آپ کی پیدائش کے ساتھ ہی ریل کی قادیان میں آمد ہوئی اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جماعتی ریکارڈ میں سب سے پرانی اور محفوظ ترین ویڈیو کیسٹ اگر کوئی ہے تو وہ ریل کے قادیان آنے کی کیسٹ ہے اب یہ تینوں باتیں اس طرح سے ایک دوسرے سے جڑیں کہ اسی وجود کے ذریعہ عالمی طور پر ایک کمیونیکیشن کا اجراء MTA کے ذریعہ ہوا۔ اس طرح پوری جماعت رابطہ کے لحاظ سے اپنے امام کے بالکل قریب ہو گئی۔ اور برکات سماوی کا نہ ختم ہونے والا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔

MTA کا سارا انتظام ہی چونکہ لندن میں قائم ہے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خاص بنفس نفیس نگرانی رہتی تھی اور تمام کارکنان کو ہمیشہ ہی مشورے دیتے اور کارکنان کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ سلوک فرماتے اس کا اظہار تو وہاں کے لوگ ہی کر سکتے ہیں اس سلسلہ میں چیئرمین صاحب MTA نے اپنے ایک مضمون میں یوں اظہار کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"جب شفقت کے سلوک کے متعلق سوچا تو پیارے آقا سے زیادہ دنیا میں کوئی اور مشفق اور مہربان نظر نہ آیا۔ ایم ٹی اے کا ایک ایک فرد حضورؒ کی بے پناہ شفقتوں کے زیر بار یوں نظر آیا کہ انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ ایک شخص کس طرح بغیر اکتائے اتنی زیادہ دلی شفقتوں اور محبتوں کا بے پایاں اظہار کر سکتا ہے اور پھر مسلسل کرتا چلا جائے۔

جب حضور ریکارڈنگ کیلئے سٹوڈیو میں تشریف لاتے تو واپسی پر ضرور کنٹرول روم میں جھانک کر دیکھتے، اپنی دل موہ لینے والی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ ایک نظر میں پورے سٹاف کو دیکھ لیتے اور اتنے پیارے انداز میں السلام علیکم کہتے جیسے سارے جہان کی حلاوتیں ان الفاظ میں سما گئی ہوں۔ اور ہم سب گواہ ہیں کہ یہ سلسلہ ایم ٹی اے کے اجراء سے لے کر آخر دم تک چلتا رہا۔

حضور انورؒ ان تمام کارکنان کے آرام اور طعام کا بذات خود یوں خیال رکھتے تھے جیسے انہیں دنیا میں اس کے علاوہ اور کوئی مصروفیت نہیں ہے۔ بارہا حضور انور نے ایم ٹی اے کے مختلف کارکنان کو ذاتی طور پر کھانا بھجوایا، ان کی رہائش وغیرہ کے بندوبست کی ہدایات بغیر کسی کی درخواست کے دیں۔

جب "ملاقات" پروگراموں میں کھانے وغیرہ کی چیزیں آتیں تو خصوصی طور پر یہ استفسار فرماتے کہ لڑکوں کو کھانا ملا ہے یا نہیں۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ رات گئے حضور اپنی رہائش گاہ سے نکل کر ایم ٹی اے میں تشریف لے آئے اور کارکنان سے ان کے کھانے وغیرہ کے متعلق استفسار فرمایا، پھر خود ہی گھر سے کھانے کی اشیاء منگوا کر کارکنان کو عطا کیں۔

۱۹۹۷ء کے جلسہ جرمنی میں ہمارا ایم ٹی اے کے ٹرک سے live نشریات کا انتظام تھا۔ ایک روز دوپہر کے وقت پیغام آیا کہ خاکسار اور ملک اشفاق صاحب کو حضور نے یاد فرمایا ہے۔ ہم لوگ کچھ پریشان بھی ہوئے کہ خدا خیر کرے کوئی غلطی نہ سرزد ہو گئی ہو۔ وہاں پہنچے تو حضور انور نے اپنی مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ کھانے کے کمرے میں بلوا لیا جہاں میز پر کھانا لگا تھا۔ حضور نے فرمایا: "کھانا کھائیں"۔ جھجک اور مقام خلافت کے ادب اور رعب سے کچھ کھایا نہ جا رہا تھا۔ حضور انور کی اس بے انتہا شفقت پر آنکھیں پُرنم ہوتی جا رہی تھیں۔ جب حضورؒ نے دیکھا تو فرمایا: "اور کھائیں.... اچھا کھانا ہے صرف آپ کی بیگم ہی اچھا کھانا نہیں بناتیں"۔ اور حضور کمال شفقت سے ہلکی پھلکی باتیں کرتے رہے تا کہ ہم تکلف سے کام نہ لیں۔

ایم ٹی اے میں بیشتر طوعی کام کرنے والے طالب علم ہوتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو ڈگری کورسز اور پروفیشنل امتحانات میں بیٹھتے ہیں جن کیلئے عام طور پر طلباء کو سر کھجانے کی فرصت نہیں ہوتی۔ کجا یہ کہ ہر روز کئی کئی گھنٹے ایم ٹی اے کی خدمت میں گزار دینا۔ اس کے باوجود یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تمام کے تمام طلباء جو ایم ٹی اے کیلئے وقت دیتے وہ حضورؒ کی خصوصی دعاؤں کے مستحق بنتے اور نتیجۃً ہر امتحان میں بہترین پوزیشن حاصل کرتے۔ اور یہ سلسلہ خدا کے فضل سے مسلسل جاری ہے۔

چھوٹے بچوں سے محبت اور بے پناہ شفقت کا ڈھنگ تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے حضورؒ نے یہ ہمیں عین سنت رسول ﷺ کے مطابق سکھایا ہے۔ "اردو کلاس" اور "چلڈرن کلاس" پروگرام حضور انور کی بچوں سے بے انتہا شفقت و محبت کا ہمیشہ کیلئے ایک مثالی نمونہ بن کر رہ گئے ہیں۔ مسجد میں آتے جاتے، ریکارڈنگ کیلئے تشریف لاتے ہوئے، ہر جگہ جہاں بھی کوئی بچہ نظر آیا حضور بے اختیار اسطرف توجہ فرماتے اور عجب لطف و کرم سے نوازتے۔ یوں کہ دیکھنے والوں کو رشک آنے لگتا کہ کاش ہم بھی بچے ہوتے۔ محبتیں نچھاور کرنے کا مفہوم اپنے حقیقی معنوں میں حضورؒ کے یہی انوکھے پیارے انداز دیکھ دیکھ کر سمجھ میں آیا کہ خدا تعالیٰ نے اس شفاف سینے میں کیسا پیارا دل ڈالا تھا۔ سبحان اللہ۔

اسی حوالے سے مکرم ملک اشفاق احمد صاحب حضور انور کی کارکنان جماعت سے بے پناہ شفقت کے سلوک کے بارہ میں بتاتے ہیں جو ان کے اپنے الفاظ میں یوں ہے کہ:

"حضور انورؒ کے دورہ امریکہ اور گوئٹے مالا کے دوران جب حضور کا قافلہ ٹرانزٹ میں شکاگو ائرپورٹ پر پہنچا تو حضور نے مجھے فرمایا: 'اشفاق صاحب تولیہ لے لیں، ہم وضو کر کے آتے ہیں'۔ شکاگو ائرپورٹ کا شمار دنیا کی معروف ترین ائرپورٹس میں ہوتا ہے۔ وہاں اس دن بھی معمول کے مطابق اژدحام تو تھا ہی لیکن پبلک باتھ رومز میں کچھ زیادہ ہی رش تھا۔ حضور نے وہاں پہنچ کر عمامہ مبارک اور شیروانی اتار کر مجھے تھما دیئے اور خود وضو فرمانے لگے۔ وضو کے بعد مَیں نے تولیہ پیش کیا، حضور نے چہرہ مبارک خشک فرمایا۔ مَیں نے شیروانی پیش کی۔ حضور نے زیب تن فرمائی اور جب واپس چلنے لگے تو فرمایا: "اشفاق صاحب آپ بھی وضو کر لیں"۔ مَیں نے کسی قدر جھجک محسوس کی اور سوچ میں پڑ گیا کہ کیا کروں۔ آیا حضور کی خدمت میں بصد ادب عرض کر دوں کہ جب حضور قافلے میں تشریف لے جائیں گے تو مَیں واپس آ کر وضو کر لوں گا یا ارشاد کی تعمیل میں اس ہجوم میں حضور کو اکیلا چھوڑ کر وضو کرنے چلا جاؤں۔ مَیں ابھی اسی کیفیت میں ہی تھا کہ حضور نے نہایت پُرشفقت لہجہ میں دوبارہ فرمایا۔ "آپ وضو کر لیں"۔ اس لہجے میں کچھ ایسی محبت اور پیار تھا کہ مَیں نے بلا تاخیر اپنا کوٹ اتار کر کندھے پر رکھا اور وضو کرنے لگا۔ لیکن حالت یہ تھی کہ میرے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ ایک تو یہ فکر دامن گیر تھا کہ حضور اکیلے کھڑے ہیں اور دوسرے یہ کہ حضور انور مجھے دیکھ رہے ہیں جس کی وجہ سے میرے تن بدن پر ایک کپکپی سی طاری تھی۔ اور کوٹ بار بار کندھے سے سرک جاتا تھا۔ اس حالت میں مَیں بمشکل ہاتھ ہی دھو پایا۔ پھر مَیں نے کوٹ کو کندھے سے اتار کر بغل میں دبا لیا اور باقی وضو کرنے لگا۔ حضور انور یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ آپؒ نے پُرشفقت لہجے میں فرمایا "یہ کوٹ مجھے دے دیں اور آپ آرام سے وضو کریں"۔ مَیں حد درجہ متذبذب ہو گیا کہ کیا کروں۔ ایک طرف ہچکچاہٹ اور شرم تھی تو دوسری طرف حضور کا حکم تھا لیکن کیسا شفیق اور پیار کرنے والا تھا میرا آقا کہ آپ نے میری کیفیت بھانپ لی اور خود ہی آگے بڑھ کر مجھ سے کوٹ لے لیا۔ مَیں نے وضو کیا اور حضور واپس قافلے میں تشریف لے آئے۔

مَیں آج تک سوچتا ہوں کہ کہاں حضور کا عالی مقام اور کہاں حضور کی جوتیاں اُٹھانے والا یہ حقیر غلام۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ حضور کی شفقتوں، رحمتوں اور عطاؤں کا سمندر اس قدر متلاطم خیز تھا کہ اس میں سے مجھ جیسے حقیر اور ناچیز کو بھی اس قدر مل گیا کہ جس کا شمار نہیں اور درحقیقت یہی مایۂ خویش ہے جس کی یادیں شمع نور بن کر قلب و دماغ میں روشنیاں بکھیر جاتی ہیں"۔

جب حضورؒ کی علمی قابلیت کی طرف دھیان گیا تو یوں محسوس ہوا جیسے وہ وجود آج کی دنیا میں علم و عرفان کا ایک سرچشمہ تھا۔ حضور رحمہ اللہ کے روحانی اور دینی علم کے بارہ میں ایک عالم گواہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں علوم ظاہری و باطنی کا ایک خزانہ تھے۔ مگر مجھ جیسے لوگوں کے لئے یہ بات نہایت حیران کن تھی کہ دنیاوی علم میں بلا مبالغہ کوئی ایسا میدان، ایسا موضوع یا مضمون نہیں تھا جس کے بارہ میں حضور کوئی بات فرماتے اور سننے والے کو یہ احساس نہ ہوتا کہ حضور اس علم میں مکمل دسترس رکھتے ہیں مجھے آج تک یہ بات سمجھ نہیں آ سکی کہ ٹیلی ویژن اور سیٹلائٹ انڈسٹری کے تمام پہلوؤں کو حضور کیونکر اتنی گہرائی میں سمجھتے تھے۔ نہایت ٹیکنیکل معاملات میں بھی حضور رحمہ اللہ ہمیشہ دو قدم آگے ہی ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور نے ڈش انٹینا پر سیٹلائٹ سگنل کو ریسیو کرنے کے مکمل تکنیکی عمل اور Parabola کے مفہوم کو باقاعدہ خاکہ بنا کر خاکسار کو سمجھایا جیسے کسی ماہر انجینئر کی ڈگری رکھتے ہوں۔

بارہا ایسا ہوا کہ خاکسار کوئی پیچیدہ معاملہ اگر بڑی مفصل تیاری کے ساتھ حضور کی خدمت میں پیش ہوا کہ شاید مدعا صحیح بیان نہ ہو پائے۔ مگر حضور انورؒ نے پہلے چند الفاظ میں ہی ہمارے معاملے کو یوں بھانپ لیا کہ حاصل مطلب خود ہی بیان فرما دیا اور بغیر کسی مزید تفصیل کے یوں ہدایت فرمائی کہ اس مسئلے کا اس سے زیادہ مناسب اور حل ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

پھر یہ بھی دیکھا گیا کہ بعض مرتبہ حضور انور رحمہ اللہ کی ہدایات عام انسانوں کو بظاہر یوں محسوس ہوتیں جیسے شاید اس موقعہ کیلئے مناسب نہ ہوں اور

(باقی صفحہ 74 پر ملاحظہ فرمائیں)

خلافتِ رابعہ میں دعوۃ مباہلہ
اوراس کے
عظیم الشان نتائج

محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ

ابتدائے آفرینش سے حق و صداقت کے مخالفین اور معاندین کی طرف سے الٰہی جماعت کو ہمیشہ شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کو بھی اس کے قیام سے لیکر آج تک جھوٹے الزامات کینہ بغض حسد وغیرہ شیطانی ہتھیاروں سے مسلح شیطانی طاقتوں کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ خلافت رابعہ کے عہد باسعادت میں عالمی سطح پر جماعت احمدیہ کی مخالفت اس کی انتہاء تک پہنچ گئی۔ خاص طور پر پاکستان میں حکومت کی سرپرستی میں جماعت احمدیہ کے خلاف مسلسل نہایت جھوٹے اور شرانگیز پروپگنڈے کی ایک عالمگیر مہم جاری کی گئی۔ نیز ایک فرضی مذہب بنا کر جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کیا جانے لگا۔ مثلاً جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ مرزا غلام احمد القادیانی خدا۔ خدا کا بیٹا بلکہ خدا کا باپ تھے آپ تمام انبیاء سے حتی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اور بہتر تھے قادیان خانہ کعبہ سے بڑھ کر عزت و احترام کا مقام ہے۔ قادیان میں سال میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے جانا حج بیت اللہ کا قائم مقام ہے۔ جماعت احمدیہ ختم نبوت کی منکر ہے۔ انگریزوں کے ایماء پر اسلامی نظریہ جہاد کو منسوخ کیا۔ انگریزوں کا خودکاشتہ پودا ہے۔ اسرائیل یہود اور امریکہ کی ایجنٹ ہے۔ ان کی عبادت حج وغیرہ عامۃ المسلمین سے مختلف ہیں۔

اس قسم کے جھوٹے الزامات کے علاوہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ذات اقدس کو بھی ہر قسم کے ناپاک حملوں کا نشانہ بنایا گیا۔ آپ کو نعوذ باللہ مفتری، کذاب دجال فریبی وغیرہ قرار دیا گیا۔ جماعت احمدیہ کے خلاف ان تکلیف دہ باتیں منسوب کرنے کے علاوہ انہیں مختلف قسم کی آزمائشوں اور مصیبتوں کی شکار بناتے رہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے آئے دن ان الزام تراشیوں اور کذب بیانیوں کا جواب دیے جانے کے باوجود وَلَیِ شُنتکبرا کَحَانَّ فِی اُذُنَیہ وَقرا کے مطابق ان پر کوئی اثر نہیں ہوا اور ان پر "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کی کیفیت طاری ہوئی۔ اس کا آخری علاج صرف خدا تعالیٰ کے پاس ہی تھا۔

چنانچہ ایک عرصہ دراز کی صبر آزمائی کے بعد بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مورخہ ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء کو تمام دنیا کے معاندین، منکرین اور مکذبین کو مباہلہ کا یعنی آسمانی عدالت میں حاضر ہوکر اس سے فیصلہ کرنے کا چیلنج دیا اور فرمایا کہ دونوں فریق خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کریں کہ:

''اے خدا تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما۔ اور اسے ذلت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلیوں کا نشانہ بنا۔ اور اس طور سے ان کو اپنے عذاب کی چکی میں پیس۔ اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر۔ اور بلاؤں پر بلائیں ڈال کہ دنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دشمنی اور بغض کا دخل نہیں۔ بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ ہے یہ سب عجائب کام دکھلا رہا ہے۔ اس رنگ میں اس جھوٹے گروہ کو سزا دے کہ اس سزا میں، مباہلہ میں شریک کسی فریق کے مکروفریب کے ہاتھ کا کوئی بھی دخل نہ ہو۔ اور وہ محض تیرے غضب اور تیری عقوبت کی جلوہ گری ہو تا کہ سچے اور جھوٹے میں خوب تمیز ہوجائے اور حق و باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو اور ظالم اور مظلوم کی راہیں جدا جدا کر کے دکھائی جائیں اور ہر وہ شخص جو تقویٰ کا بیج اپنے سینہ میں رکھتا ہے اور ہر وہ آنکھ جو اخلاص کے ساتھ حق کی متلاشی ہے اُس پر معاملہ مشتبہ نہ رہے اور ہر اہل بصیرت پر خوب کھل جائے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے۔ اور حق کس کی حمایت میں کھڑا ہے۔ آمین یارب العالمین۔

حضور اقدسؒ کے اس چیلنج سے دشمنوں کی صفوں میں گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ ظاہر ہونے لگی اور وحشت زدہ ہوکر مختلف حیلے عذریں اور لایعنی قسم کی شرائط پیش کی جانے لگیں۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنینؒ نے نہایت واضح الفاظ میں فرمایا کہ

''جہاں تک صدر صاحب پاکستان کا تعلق ہے وہ چیلنج قبول کریں یا نہ کریں چونکہ وہ تمام ائمۃ المکفرین کے امام ہیں اور تمام اذیت دینے والوں میں سب سے زیادہ ذمہ داری اس ایک شخص پر عائد ہوتی ہے جو معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں۔ ایسے شخص کا زبان سے چیلنج کو قبول کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا۔ اُس کا اس ظلم وستم میں جاری رہنا اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ اُس نے چیلنج قبول کرلیا ہے۔

(خطبہ یکم جولائی ۱۹۸۸ء)

اس جلیل القدر اعلان کے پانچ دن کے بعد ہی دنیا نے اپنی آنکھوں سے یہ قہری نشان دیکھا کہ ۱۷ر اگست ۸۸ء کو جنرل ضیاء الحق اپنے ۲۸ جرنیلوں کے ساتھ ہوائی قلعہ سمجھے جانے والے مضبوط ترین سیارے کے فضاء میں ایک دھما کے کے ساتھ پھٹ جانے اور خوفناک شعلوں میں تباہ ہوجانے کے سبب اس طرح لقمۂ اجل بن گئے کہ ان کے وجود کو نہ آسمان نے قبول کیا نہ زمین نے حتی کہ تدفین کیلئے بھی ان کے جسم کا کوئی عضو ہاتھ نہ آیا۔

یہ مباہلہ میں خدا تعالیٰ کے فیصلہ کا ایک عظیم الشان نشان ثابت ہوا۔ ہندوستان کے مشہور مقالہ نگار جسنا داس اختر روزنامہ ہندسماچار میں کراچی سے شائع ہونے والے ڈیلی نیوز اخبار میں ایک ماہر اختر قاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

"جس امریکی ہوائی جہاز کی تباہی ہوئی ہے اُسے تمام دنیا میں سب سے زیادہ محفوظ قرار دیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے اس طرح کے کسی ہوائی جہاز کو کسی حادثہ کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ اس کی مشینری ایسی ہے کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ چار انجنوں والا یہ ہوائی جہاز پرواز کرنے کے چار منٹ بعد ہی تباہ ہو جائے۔. معتبر ذرائع کے مطابق یہ ہوائی جہاز اس طرح تباہ ہوا کہ مسافروں کے جسم بُری طرح جل گئے انہیں پہچانا نہیں جاسکتا تھا"۔

اخبار آگے لکھتا ہے:۔

"اسلام کی روایات کے مطابق دفن کرنے سے پہلے رشتہ داروں کو لاش کا دیدار کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ لیکن جنرل ضیاء الحق کا تابوت رسم پوری کرنے کیلئے اُن کے نزدیکی رشتہ داروں کے سامنے کھولا نہیں گیا۔ بلکہ اسی طرح دفن کردیا گیا۔۔۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دکھایا گیا وہ ایسا نہیں تھا کہ اُسے دکھایا جائے یہ بات کہ لاش ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے اور وہ بُری طرح جل گئے تھے اس بات کا ثبوت ہے کہ دھما کہ اتنا طاقتور تھا کہ انسان اور مشین دونوں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے"۔

(روزنامہ ہندسماچار ۸ر نومبر ۱۹۸۸ء)

مباہلہ کے چیلنج کے ایک ماہ بعد اسلم قریشی نامی شخص منظر عام پر آگیا جس کے اغوا اور قتل کا الزام علماء نے قسمیں کھا کھا کر جماعت احمدیہ اور اس کے سربراہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع پر لگایا تھا۔ حتی کہ ایک معاند احمدیت مولوی منظور احمد چنیوٹی نے یہاں تک تعلی کی تھی کہ اگر یہ الزام جھوٹا ثابت ہو جائے تو سر بازار میں گولی کھانے کیلئے بھی تیار ہوں۔ غرض اسلم قریشی کے ظاہر ہونے سے ان علماء اور ان کے چیلوں کو بے پناہ ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔

اس مباہلہ کے بعد بے شمار چھوٹے بڑے معاندین و مکفرین مختلف قسم کے قہر الٰہی کے زد میں آگئے۔ بعض مارے گئے بعض مختلف قسم کے حادثات کے شکار ہو گئے اور بعض بہت ذلیل و خوار ہوگئے۔ اس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

ایک دنیا نے دیکھ لیا کہ مباہلہ کے بعد کس طرح ایک طرف دشمنوں پر خدا تعالیٰ کا عذاب مختلف شکلوں میں نازل ہوتا رہا تو دوسری طرف جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کے بے انتہا افضال و اکرام نازل ہوتے رہے۔ اس کی تفصیل ایک الگ مقالہ کا متقاضی ہے تاہم مختصراً درج ذیل ہے۔

جنرل ضیاء الحق نے اپنے بدنام زمانہ آرڈیننس میں جماعت احمدیہ پر تبلیغ اور دعوت الی اللہ پر قدغن لگادی تھی۔ اس کی رو سے اذان دینے پر اور کلمہ طیبہ کے ورد کرنے پر پابندی عائد کی گئی تھی۔ گویا کہ جماعت احمدیہ کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا۔

اُس وقت حضرت امیر المومنین نے تب بہت شوکت پُر جلال آواز میں حکومت کے سربراہوں کو تنبیہ کی تھی کہ

''پاکستانی حکومت اور علماء کے جماعت کے خلاف منصوبہ کا آخری مدعا یہ تھا کہ آپ کی آواز بیں گھونٹ دی جائیں۔ آپ کو اذان تک دینے کی اجازت نہ ملے آپ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی بلند آواز سے نہ پڑھ سکیں اور پاکستان میں کہیں ایک جگہ بھی جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کی جماعت کو استطاعت نہ رہے یہ وہ منصوبہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انّھم یکیدون کیداً ۔ یہ ظالم لوگ سخت منصوبے بنا رہے ہیں۔ اگر ایسی تدبیر چل جائے تو سارا نظام جماعت بالکل معطل اور مفلوج ہو کر رہ جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جماعت کی بے قرار دعاؤں کو سُنا۔ آپ اُس آواز کو سُن رہے تھے یا نہیں مگر آسمان یہ آواز دے رہا تھا کہ واکید کیداً۔ اے میرے مظلوم اور معصوم بندو! میں بھی ایک تدبیر کر رہا ہوں فمھّل الکٰفرین امھلھم رویدا۔ تم اگر کچھ نہیں کر سکتے تو دشمنوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور دیکھو کہ میری تدبیر جب نازل ہوگی تو اُن کی تدبیروں کا کیا رہے گا۔ اب آسمان سے جو MTA کے ذریعہ خدا نے گھر گھر آواز پہنچانے کا

نظام جاری فرمایا۔ یہ الٰہی تدبیر ہے۔ جس کا ذکر اس آیت میں ملتا ہے فاکیدا کیداً۔ جب الٰہی تدبیر ظاہر ہوتی ہے تو دشمنوں کو بالکل مایوس اور ناکام کر کے رکھ دیتی ہے۔

(خطبہ فرمودہ ۱۵ر ستمبر ۹۵ء)

گویا کہ مباہلہ کے بعد خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان فضل جماعت احمدیہ پر مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ ظاہر ہوا۔

اس سلسلہ میں سیدنا حضور اقدسؒ نے اپنے ایک پُرجلال خطبہ میں فرمایا:

پاکستان کے مولویوں کو میں نے یہ نصیحت کی تھی کہ احمدیت کے راستے نہ روکو۔ تمہیں نقصان ہوگا۔ تم ایک راستہ روکو گے تو خدا بیسیوں راستے اور کھول دیگا اور زمینی راہیں بند کرو گے آسمان سے اس کثرت سے فضل نازل ہوں گے کہ تم کسی زور اور کسی برتے پر اور کسی طاقت سے اُن کی راہ میں حائل نہیں ہو سکو گے۔ وہ رحمتوں کے بادل جو افق تا اُفق چھلے ہوں اور وہ رحمتوں کے بادل جو آج چاروں براعظموں تک پھیل چکے ہیں در خدا کے فضل کی بارشیں برسا رہے ہیں۔ کہاں ہے وہ کادہ مولوی جو اُس کی راہ میں حائل ہو سکے۔ کونسی اُن کی چھتریں ہیں کونسے اُن کے سائبان ہیں جو خدا کے فضلوں کو روک سکتے ہیں جو کچھ تمہارا زور ہے کرتے چلے جاؤ۔ جتنی طاقت ہے جتنی بساط ہے۔ جس طرح قرآن کریم نے شیطان کو یہ چیلنج دیا تھا کہ اپنا لشکر دوڑاؤ۔ اپنے گھوڑے چڑھاؤ۔ لیکن میرے بندوں پر تمہیں غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔ خدا کی قسم تمہیں کبھی غلبہ نصیب نہیں ہوگا''۔ (خطبہ فرمودہ ۲۱ر اگست ۹۲ء)

اس مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کہ __طلوع الشمس من مغربھا__ کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا نہایت شاندار رنگ میں پوری ہوئی۔ شعاع اسلام MTA کے ذریعہ مغرب سے طلوع ہو کر اکناف عالم میں پہنچ رہے ہیں اور ایک دنیا کو منور کر رہے ہیں!!

گویا کہ یہ مباہلہ کا عظیم الشان ثمرہ ہے!

پاکستان اور دیگر ممالک میں مخالفین احمدیت نے ۲۰ کے قریب احمدیہ مساجد کو شہید کر کے اور کئی مساجد کو جزوی طور پر نقصان پہنچا کر اپنے کینہ ورد لوں کی بھڑاس نکال دی تھی۔ اُس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی پیاری جماعت کو ارشاد فرمایا کہ وہ زیادہ سے زیادہ مساجد تعمیر کر کے اس ظلم و تعدی کا شیریں انتقام لیں۔ جماعت نے اپنے پیارے آقا کی اِس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس مہم میں بھرپور حصہ لیا چنانچہ اس مباہلہ کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو اُس نے ۱۳۰۶۵ مساجد عطا فرمائیں ان میں ہزاروں مساجد وہ ہیں جو اماموں اور مقتدیوں سمیت جماعت احمدیہ کو مفت ملی تھیں۔

اس ضمن میں حضرت امیر المومنینؒ نے فرمایا کہ

''پاکستان میں ہماری کئی مسجدیں منہدم کر دی گئیں۔ بہت سی مسجدوں کے نام تبدیل کر دیئے گئے۔ اللہ کے فضل کے ساتھ اس کے نتیجہ میں ہر سال کثرت سے ہمیں مسجدیں عطا ہونی شروع ہوئیں۔ کچھ نئی بنانے کی توفیق ملی۔ کچھ بنی بنائی مسجدیں ملیں۔ ایسی مسجدیں جن کے ساتھ اُن کے امام بھی آئے وہ سارے کے سارے مقتدی بھی۔ سارے گاؤں کے گاؤں مسجدیں سمیت آگئے.... اللہ کے فضلوں کی راہ کون روک سکتے ہیں۔ ناممکن ہے یہ لوگ ایک مسجد منہدم کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ سینکڑوں مسجدیں اُس کے مقابل پر ہمیں عطا فرما دیتا ہے''

مباہلہ کے بعد خدا تعالیٰ نے دنیا بھر میں مختلف ممالک میں تبلیغ کے میدان میں بے حد اضافہ فرمایا ہے۔ مجموعی طور پر اِس وقت اللہ کے فضل سے ۸۵ ممالک میں تبلیغی مراکز اور مشن ہاؤسز کی تعداد ۹۸۵ ہو چکی ہے۔ اس وقت ۱۸ یورپین ممالک میں تبلیغی مراکز کی تعداد ۱۳۸ ہے جبکہ مباہلہ سے قبل ۸ ممالک میں صرف ۱۶ مراکز تھے۔

اسی طرح مباہلہ سے قبل امریکہ میں تبلیغی مراکز کی تعداد صرف ۶ تھی اب خدا کے فضل سے ۳۶ ہو گئی ہے۔ مباہلہ سے قبل افریقہ کے ۱۴ ممالک میں تبلیغی مراکز کی تعداد ۶۸ تھی اب افریقہ کے ۲۵ ممالک میں تبلیغی مراکز کی تعداد بفضلہ تعالیٰ ۶۵۶ ہو چکی ہے۔ اسی طرح ہندوستان اور دیگر ممالک میں بھی مباہلہ کے بعد سینکڑوں تبلیغی مراکز اور مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔

اس مباہلہ کے بعد خدا کے فضل سے تمام عالم میں ۳۵۳۵۸ مقامات میں نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔

اپنی جماعتوں کو ہونے والی عظیم الشان فتح و نصرت کا ذکر کرتے ہوئے حضور اقدسؒ نے ۱۹۹۴ء کے جلسہ سالانہ لندن کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اتنے بڑھ رہے ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں ہے۔ اُن کو سمیٹنا اور احاطۂ تحریر یا احاطۂ تقریر میں لانا اب ممکن نہیں رہا۔ ابھی تو آغاز کے دن ہیں۔ صدی کی ابتداء ہے۔ اس صدی میں جس رفتار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل آگے بڑھ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ چند سالوں کے اندر اندر دنیا میں عظیم انقلابات کی داغ بیل ڈال دی جائے گی جو ہم نے دیکھا وہ بھی نظروں کو خیرہ کرنے والا اور دلوں کو حمد سے بھرنے والا ہے۔ اور جو ہم دیکھنے والے ہیں وہ کیسے سمیٹیں گے۔ اللہ ہی کی شان ہے جو اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ہمیں شکر کی توفیق عطا فرمائے تو کچھ شکر کا حق ادا ہو سکے ورنہ انسان کے بس میں نہیں۔

(تقریر ۳۰ر جولائی ۹۴ء)

اسی سلسلہ میں حضور اقدس نے جماعت احمدیہ کی روز افزوں عددی ترقی کو دیکھ کر فرمایا۔

اب تو ہماری مرادیں پانے کے دن آرہے ہیں اور مرادوں والی راتیں آرہی ہیں۔ دن بھی ترقی ہوگی رات بھی ترقی ہوگی کوئی دنیا کی طاقت نہیں جو اِس تقدیر کو بدل سکے۔ وہ آثار ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس رفتار سے اللہ تعالیٰ ہمیں آگے بڑھا رہا ہے اور آگے بڑھاتا چلا جائے گا۔ اب تو لاکھوں پر خوشی ہو رہی ہے۔ مَیں وہ دن دیکھ رہا ہوں کہ اس صدی سے پہلے کروڑوں کی تعداد میں ایک ایک سال میں احمدی ہوں گے۔

حضور اقدس کا یہ خطاب ایک عظیم پیشگوئی کا رنگ رکھتا ہے۔ جس کے پوری ہونے کی ایک جھلک خدا تعالیٰ نے ہمیں دکھائی ہے۔ چنانچہ __۱۹۹۴ء__ سے لیکر اب تک سولہ کروڑ ۵۷ لاکھ ۶۸ ہزار ۸ سعید روحوں کو بیعت کر کے احمدیت اور خلافت کی آغوش میں آنے کی توفیق ملی ہے۔

مباہلہ کے بعد جماعت احمدیہ کو حاصل ہوئے افضال الٰہی کا اعتراف بہت سارے رسائل و جرائد نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ طوالت کے پیش نظر بطور مثال صرف ایک درج ذیل کیا جاتا ہے۔

کیرلہ کی جماعت اسلامی کے ترجمان پودھنم نے اپنی ۹۴-۷-۱۶ کی اشاعت میں لکھا ہے:-

امریکہ میں قادیانی تحریک کی جڑیں بہت مضبوط ہیں نیویارک واشنگٹن سانفرانسسکو وغیرہ مقامات میں زمانہ جدید کی تمام آلائشوں سے بھرپور نہایت شاندار مرکز موجود ہیں۔ ان لوگوں کی مضبوط منصوبہ بندی اور شاندار لائحہ عمل ان کامیابیوں کا لائحہ عمل ہے۔ یورپ اور افریقہ کے ممالک سے لیکر دنیا بھر میں قادیانی لوگ پھیلے ہوئے ہیں ان کی آبادی ایک کروڑ ۴۰ لاکھ بتائی جاتی ہے۔ (یہ تعداد غلط ہے۔ اب بفضلہ تعالیٰ ۲۰ کے قریب آبادی ہے) گھانا، نائیجیریا، آیوری کوسٹ، لائبیریا، جنوبی افریقہ وغیرہ ممالک میں ان کی موجودگی نمایاں رنگ میں عیاں ہے... قادیانیوں کے مضبوط مراکز میں برطانیہ کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ لندن میں ایک سے زائد ان کی پکی مسجدیں ہیں ۱۹۸۹ء میں لندن میں کھولے گئے قادیانی مرکز جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے آلات سے آراستہ ہے۔ یہاں کے مضبوط پریس سے ان کے بہت سارے لٹریچرز اور قرآنی تراجم طبع ہو کر اکناف عالم میں پھیلائے جاتے ہیں۔ حال ہی میں چینی زبان میں مختلف لٹریچرز اور قرآن ترجمہ شائع کر کے وہاں بھی داخل ہوئے ہیں اُن کے قرآنی ترجموں کے ابتدائی صفحات مسیح موعود مرزا غلام کے دعاوی اور تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ (پودھنم ۹۴-۷-۱۶)

یہ ایک حقیقت ہے کہ خلافت رابعہ میں کیگئی دعوت مباہلہ کے بعد جو نتائج اور ثمرات ظاہر ہوئے ہیں اُن سب کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ مباہلہ کی عظیم الشان فتح کے بارے میں کراچی سے شائع ہونے والے ماہنامہ دفاع کا اقتباس پیش کر کے یہ مضمون ختم کیا جاتا ہے۔ یہ اقتباس الفضل ما شھدت بہ الاعداء کی منہ بولتی تصویر ہے۔

قادیانی امام ۱۹۸۸ء سے آج تک مباہلہ کے میدان میں کھڑا للکار رہا ہے۔ اور ایک طرح سے اپنا معاملہ خدا کی درگاہ میں پیش کر کے فیصلہ کا طلبگار ہے۔ قادیانیوں کی روز افزوں ترقی لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا قادیانی مذہب میں داخل ہونا اور دنیا کا قادیانیت کی طرف بڑھتا ہوا میلان بظاہر اِس بات کی علامت معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اُن کی طرف کھڑا ہے۔

کیونکہ ہر آنکھ دیکھ سکتی ہے کہ ساری اُمت ایک طرف اور ایک چھوٹی سی جماعت ایک طرف تیل کی دولت حکومتوں کا ساتھ سوادِ اعظم ہونے کا دعویٰ! نتیجہ صفر۔ کفر پھیلتا جا رہا ہے۔ اور یہ مسلمان دن بدن اخلاقی روحانی مالی اور دینی انحطاط کا شکار!! آخر کیوں؟

اگر ہم نے سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلہ پر غور اور عمل نہ کیا تو جس رفتار سے قادیانیت کا سیلاب بڑھ رہا ہے اس کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آئندہ چند برسوں میں یہ ساری کائنات کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بھی بہالے جائے گا۔

(ماہنامہ دفاع کراچی اگست ۹۷ء صفحہ ۴۰)

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا سفر ہجرت

1984ء میں جنرل ضیاء نے جماعت کے خلاف بدنام زمانہ آرڈیننس جاری کر کے جماعت کے خلاف سخت پابندیاں عائد کر دیں۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کیلئے فرائض منصبی کی ادائیگی محال ہو گئی چنانچہ اللہ تعالیٰ کے منشاء اور اس کے اذن سے آپ نے پاکستان سے ہجرت کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ چنانچہ اس مضمون میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح حکومت پاکستان کی انتہائی سخت ناکہ بندی کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ باعزت طریق پر VIP انداز سے سفر کے تمام مراحل طے کرتے ہوئے لندن پہنچ گئے اور حکومت وقت کی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو روکنے کی تمام کوششیں دھری کی دھری رہ گئیں۔ یقیناً اس میں اللہ تعالیٰ کی خاص تائید شامل تھی۔

انگلستان کے مشہور و معروف صحافی اور مصنف "آئن ایڈم سن" نے اپنی کتاب "A Man of God" کے ایک باب میں ہجرت کی اس رُوداد کو سمویا ہے۔ یہ تصنیف انہوں نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شخصیت سے متاثر ہو کر لکھی۔ قارئین کے لئے اس کے اردو ترجمہ "ایک مرد خدا" کے صفحہ 291 تا 307 سے پیش خدمت ہے۔

(حاصل مطالعہ: عاصم شہزاد، جماعت ویزباڈن ملے، جرمنی)

(حضرت) خلیفہ رابع نے امراء اور دیگر مشیروں کے اس مشورے کو کہ انہیں پاکستان سے فوراً چلے جانا چاہیے، مان تو لیا لیکن صرف اس شرط پر کہ پاکستان چھوڑتے وقت ان کے خلاف ان کی گرفتاری کے نہ تو کسی قسم کے وارنٹ جاری ہوئے ہوں اور نہ ہی کسی مبینہ الزام کی جواب دہی کے لئے انہیں کسی کمیشن کے روبرو پیش ہونے کے لئے کہا گیا ہو۔ چنانچہ فرمایا۔ "اگر اس قسم کا کوئی بھی وارنٹ جاری ہو چکا ہو تو میں ہرگز ملک نہیں چھوڑوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں میری سلامتی اور تحفظ کے لئے جماعت کو کتنی بڑی قربانی دینی پڑے گی۔ علاوہ ازیں ایسے حالات میں ملک سے میری روانگی کی صورت میں بعض لوگوں کو اگر بلاواسطہ نہیں تو بالواسطہ افواہوں کی شکل میں ہی سہی طرح طرح کی باتیں بنانے کا موقع مل جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ یقیناً مجھ سے کوئی جرم سرزد ہوا ہوگا ورنہ میں اس طرح ملک چھوڑ کر نہ چلا جاتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس صورت میں مجھ پر اس قسم کا الزام ضرور لگایا جائے گا اور میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ کسی کو بھی اس قسم کی الزام تراشی کا موقع فراہم کروں۔"

بادل ناخواستہ امراء اور مشیروں نے (حضرت) خلیفہ رابع کے اس مشروط فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ چنانچہ پاکستان سے خاموشی سے نکل جانے کے جملہ انتظامات ایک ایسے دوست کے سپرد کر دیئے گئے جو افواج پاکستان میں ایک سینئر افسر رہ چکے تھے اور اب ریٹائرڈ زندگی گزار رہے تھے۔ سب سے پہلے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ (حضرت) خلیفہ رابع ہوائی جہازوں کی کمپنی "کے ایل ایم" (KLM) کے ذریعے ہی سفر کریں گے کیونکہ یہی آپ کی پسندیدہ ہوائی سروس تھی جس پر آپ سفر کرنے کے عادی تھے۔ چنانچہ ربوہ سے تقریباً سات سو پچاس میل دور ایک رضاکار صرف اس غرض سے کراچی بھجوا دیا گیا تا کہ روانگی کے جملہ انتظامات کر سکے۔ یہی کام ٹیلیفون کے ذریعہ بھی ہو سکتا تھا لیکن ٹیلیفون کے تار ٹیپ کئے جا رہے تھے اور اس پر کی گئی ساری گفتگو باقاعدہ سرکاری طور پر ریکارڈ کر لی جاتی تھی۔

اس ہفتے میں کراچی سے یورپ جانے والی صرف دو پروازیں تھیں۔ ایک کی روانگی تیس اپریل کو تھی اور دوسری کی روانگی دو مئی بدھ کو تھی۔ (حضرت) خلیفہ رابع کی خواہش تھی کہ وہ بدھ کو روانہ ہونے والی پرواز پر جائیں تا کہ تیاری کے لئے تھوڑا بہت وقت مل جائے لیکن جب کراچی بھیجا جانے والا شخص واپس آیا تو اس نے بتایا کہ کے ایل ایم کے منیجر کی خواہش ہے کہ آپ اولین فرصت میں تیس اپریل کو علی الصبح روانہ ہونے والی پرواز پر ہی سفر کریں۔

بدھ کی پرواز پر بہت سی نشستیں خالی تھیں جبکہ پیر کو اس پرواز پر سب نشستیں پر ہو چکی تھیں۔ لیکن منیجر نے یقین دلایا کہ اس پرواز پر کم از کم چھ نشستیں مل جائیں گی۔ منیجر نے اس پیشکش کی کوئی وجہ تو نہیں بتائی تھی لیکن اس کی پیشکش قبول کر لی گئی۔ بعد میں بتایا گیا کہ یہ پرواز براہ راست ایمسٹرڈم (ہالینڈ) جا کر رکتی تھی جبکہ بدھ کو جانے والی پرواز خلیج کی ایک ریاست سے ہو کر جاتی تھی اور اس امر کا قوی امکان بلکہ اندیشہ تھا کہ حکومت پاکستان ہوائی جہاز کو خلیج کی ریاست میں ہی روک لیتی اور (حضرت) خلیفہ رابع کو مجرم قرار دے کر گرفتار کر لیتی۔ ان دنوں جماعت احمدیہ کے صدر مقام ربوہ کی کڑی نگرانی کی جا رہی تھی۔ یہ نگرانی جنرل ضیاء الحق کی پانچ مختلف خفیہ تنظیمیں کر رہی تھیں۔ ربوہ آنے جانے والے تمام راستوں پر ان خفیہ تنظیموں کے کارکن ہر وقت موجود رہتے تھے۔ ان لوگوں کی شناخت بہت مشکل بھی نہ تھی۔ ایک تنظیم پاکستان کی بری افواج سے تعلق رکھتی تھی۔ اس تنظیم کے کارکنوں نے فقیروں کا بھیس بدلا ہوا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ عالم میں تنہا یہی ایسے فقیر رہ گئے تھے جنہوں نے اپنے فقیرانہ لباس کے ساتھ ملٹری کے مخصوص قسم کے بھاری بھرکم بوٹ بھی پہن رکھے تھے۔

(حضرت) خلیفہ رابع اس بات پر مصر تھے بلکہ یہ ان کا تاکیدی حکم تھا کہ ان کی روانگی کے متعلق کسی قسم کی غلط بیانی یا ابہام سے ہرگز کام نہ لیا جائے اور وہ خود نہ تو کوئی بھیس بدلیں گے اور نہ ہی کسی اور پاسپورٹ پر سفر کریں گے البتہ اگر جنرل ضیاء کی خفیہ تنظیمیں کسی خوش فہمی کا شکار ہو جائیں تو وہ جانیں اور ان کا کام۔ نماز فجر کے بعد علی الصبح (حضرت) خلیفہ رابع کی کار ربوہ سے روانہ ہوتی ہوئی نظر آئی۔ کار کی عقبی نشست پر ایک صاحب تشریف فرما تھے۔ وہ (حضرت) خلیفہ رابع کے معمولی لباس میں تھے یعنی اچکن زیب تن تھی۔ انہوں نے پنجابی طرز کی طرح وہ سفید پگڑی جو سنہری کلا پر بندھی ہوئی تھی، پہن رکھی تھی۔ (حضرت) خلیفہ رابع کا معمول کا حفاظتی دستہ ان کے ہمراہ تھا۔ ایک کار ان کی کار کے آگے اور دو کاریں پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔ ان کاروں میں ان کا حفاظتی دستہ سوار تھا۔ جس کے ایک ایک فرد کو خفیہ تنظیمیں خوب پہچانتی تھیں اور ان میں سے ہر شخص اپنی اپنی نشست پر بیٹھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

راہ چلتے اکا دکا احمدیوں نے جب اس قافلے کو روانہ ہوتے دیکھا تو یہی سوچا کہ (حضرت) خلیفہ رابع دو سو میل دور اسلام آباد تشریف لے جا رہے ہیں۔ ربوہ کی نگرانی پر متعین پانچ سرکاری خفیہ تنظیموں میں سے چار خفیہ تنظیموں کا اندازہ بھی کم و بیش یہی تھا۔ ان تنظیموں نے اپنے افسران بالا کو رپورٹ بھجوائی کہ (حضرت) خلیفہ رابع اسلام آباد جانے کے لئے ربوہ سے روانہ ہو گئے ہیں اور ان کے قافلے کا معمول کے مطابق پیچھا کیا جا رہا ہے۔ کچھ عرصے بعد انہوں نے دوسری رپورٹ بھجوائی کہ (حضرت) خلیفہ رابع بجائے راست پنڈی اسلام آباد نہیں جا رہے بلکہ یوں لگتا ہے جیسے وہ پہلے جہلم رکیں گے جہاں ان کے عم زاد مرزا منیر احمد کی چپ بورڈ کی فیکٹری ہے۔ جہلم اسلام آباد سے ۷۰ میل مشرق میں واقع ہے۔ اندازہ یہی تھا کہ وہ رات معمول کے مطابق اپنے عم زاد کے ہاں گزاریں گے اور اگلے دن اسلام آباد روانہ ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ اگر وہ سیدھے راولپنڈی/اسلام آباد چلے جاتے تو وہاں کوئی نہ کوئی حکومتی نمائندہ ان سے ملاقات کا متمنی ضرور ہوتا۔

لیکن اس مرسیڈیز کار کی عقبی سیٹ پر (حضرت) خلیفہ رابع نہیں بلکہ ان کے بڑے بھائی (صاحبزادہ) ڈاکٹر مرزا منور احمد (صاحب) تشریف فرما تھے۔ (صاحبزادہ) مرزا منور احمد کے قافلے کی روانگی سے کافی پہلے رات کے دو بجے منہ اندھیرے دو اور کاریں ربوہ سے روانہ ہو چکی تھیں۔ یہ کاریں پہلے تو ایک ذیلی راستے سے لالیاں پہنچیں، جو ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ پھر وہاں سے ضلعی صدر مقام جھنگ اور بالآخر کراچی جانے والی شاہراہ پر کراچی جانے کے لئے عازم سفر ہو گئیں۔ ربوہ سے کراچی کا یہ فاصلہ تقریباً ۷۵۰ میل ہے۔ ان دو کاروں میں سے پہلی کار میں (حضرت) خلیفہ رابع کا حفاظتی خاص کا عملہ تھا جبکہ دوسری کار میں (حضرت) خلیفہ رابع بہ نفس نفیس تشریف فرما تھے۔

اس ریٹائرڈ فوجی افسر کا (جنہیں یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی) کا اصرار تھا کہ (حضرت) خلیفہ رابع کے پاکستان چھوڑنے کے اس فیصلے کا علم انتہائی ناگزیر صورت میں ہی چند گنے چنے افراد ہی کو ہو اور تفاصیل کا علم تو صرف چند گنتی کے افراد تک ہی محدود رہے۔ سوال اعتماد کا نہیں احتیاط کا۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ کسی راز سے واقف ہی نہیں تو نادانستہ طور پر بھی اسے فاش نہیں کر سکتے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے پہلے ہی کم از کم دو افراد کو اس راز سے آگاہ فرما دیا تھا۔

(حضرت) خلیفہ رابع کے پاکستان چھوڑ دینے کے فیصلے اور روانگی کی تفاصیل طے ہو چکنے کے بعد روانگی سے دو دن قبل ایک معمر پشتینی انسل احمدی بزرگ "عثمان چاؤ" کا لکھا ہوا خط موصول ہوا جس میں انہوں نے اپنی ایک خواب کی تفصیل بیان کی۔ خواب کا مفہوم تو ان کی سمجھ میں نہیں آ سکا تھا لیکن انہیں یہ یقین تھا کہ اس خواب کا (حضرت) خلیفہ رابع سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔ انہوں نے لکھا

"میں نے خواب میں دیکھا کہ (حضرت) خلیفہ رابع کی کار اسلام آباد جانے کے لئے روانہ ہونے والی ہے۔ میں کار کے پاس جاتا ہوں تا کہ سلام عرض کر سکوں لیکن جب کھڑکی میں سے جھانکتا ہوں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے کار بالکل خالی ہو۔ مجھے سخت صدمہ ہوتا ہے اور میں گھبراہٹ کے عالم میں پکار اٹھتا ہوں" (حضرت) خلیفہ رابع جا رہے ہیں، ان کی کار بھی جا رہی ہے لیکن آپ کار میں موجود نہیں ہیں"۔ پھر ایک اور آواز سنائی دیتی ہے کہ (حضرت) خلیفہ رابع کسی اور راستے سے روانہ ہو چکے ہیں اور بیرون ملک تشریف لے جا چکے ہیں۔ اس پر میں کار کے ساتھ ساتھ چلا جاتا ہوں اور اسلام آباد کی بجائے ہم جہلم پہنچ جاتے ہیں جہاں ہم رات بسر کرتے ہیں۔

یہ وہ خواب تھا جس کی تفصیل عثمان چاؤ نے اپنے خط میں بیان کی تھی۔ اس خط میں اس منصوبے کا سارا خاکہ موجود تھا جس کے مطابق (حضرت) خلیفہ رابع کو سفر کرنا تھا اور جس کے متعلق آخری فیصلہ ہوئے ابھی چند ایک گھنٹے ہی گزرے تھے۔ (حضرت) خلیفہ رابع نے فرمایا:۔

"دوسرا خواب میری بیٹی فائزہ نے دیکھا جو اس وقت تیس سال کی تھی۔ فوری طور پر تو اس خواب کی تعبیر سمجھ نہ آئی لیکن بعد میں ہونے والے واقعات نے اس خواب کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ہمارے گھر میں کسی کو علم نہ تھا کہ بیرون ملک جانے کا فیصلہ ہو چکا ہے لیکن روانگی سے ایک دن قبل میری بیٹی نے بتایا کہ اس نے خواب میں دیکھا کہ جیسے میں ایک ویران سی سڑک پر سفر کر رہا ہوں۔ دو کاریں ہیں لیکن یہ وہ کاریں نہیں جن پر میں عموماً سفر کیا کرتا ہوں۔ کاریں ایک ایسی جگہ پہنچتی ہیں جہاں یوں لگتا ہے جیسے سڑک کی مرمت ہو رہی ہو۔ وہاں میری کار کی رفتار سست پڑ جاتی ہے۔ ویسے بظاہر سڑک کی مرمت کا کام نہیں ہو رہا اور نہ ہی کام کرنے والے مزدور کہیں دکھائی دے رہے ہیں۔ صرف بجری کے کچھ ڈھیر ہیں جن کے پاس سے گزرتے وقت کار کی رفتار دھیمی پڑ جاتی ہے۔ کیا دیکھتی ہوں کہ میں اس وقت کچھ بھکاری تیزی سے کاروں کی طرف بڑھتے ہیں لیکن ان کا انداز اور حلیہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ میں سخت پریشان اور سراسیمہ ہو جاتی ہوں۔ اچانک اگلی کار میں سے ایک بازو نمودار ہوتا ہے جو ایک ایک روپے کے بہت سے نوٹ ہوا میں اچھال دیتا ہے۔ نتیجتاً اکثر بھکاری ان نوٹوں پر جھپٹ پڑتے ہیں اور دونوں کاریں بجری کے ڈھیروں سے بچتی بچاتی آسانی سے آگے بڑھ جاتی ہیں اور کراچی جانے والے شاہراہ پر روانہ ہو جاتی ہیں"۔

ہوا یوں کہ لالیاں اور جھنگ کے درمیان سڑک ایک جگہ سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔ وہاں اس کی مرمت کے لئے بجری کے کچھ ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ بری فوج سے تعلق رکھنے والی جاسوسی ٹیم نے اس قدرتی رکاوٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں اپنی نگران چوکی قائم کر دی تھی۔ فوجی جوانوں نے بھک منگوں کا روپ دھار رکھا تھا۔ جب یہ دونوں کاریں جن پر (حضرت) خلیفہ رابع اور ان کا حفاظتی عملہ سوار تھا ذرا آہستہ ہوئیں تو فقیرانہ وضع کے یہ نوجوان فوراً کار کی طرف بڑھے۔ ان میں سے بعض نے درویشوں کی طرح لمبے لمبے لبادے اوڑھ رکھے تھے۔ کبھی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی گراں قدر راہنمائی میں
سورج گرہن، چاند گرہن کے نشانات کا مطالعہ اور تحقیق

(صالح محمد الہ دین حیدرآباد)

تمہید

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ ان میں ایک عظیم الشان خوبی یہ بھی تھی کہ آپ کو سائنس سے گہری دلچسپی تھی اور آپ قرآن مجید کی روشنی میں سائنس کا مطالعہ فرماتے رہتے تھے۔ آپ کی عظیم الشان تصنیف Revelation, Rationality, Knowledge and Truth حضور اقدسؒ کے اس وصف کی آئینہ دار ہے۔ نیز آپ احباب جماعت کو بھی ترغیب فرماتے تھے کہ سائنس کے ذریعہ قرآن مجید کی خدمت کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاکسار نے فلکیات میں Ph D (پی ایچ ڈی) کی ڈگری حاصل کی تھی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا خاکسار پر یہ عظیم الشان احسان رہا کہ حضور نے خدمت دین کی طرف میرے علم کو لگایا اور اپنی قیمتی توجہ اور دعاؤں سے مسلسل نوازتے رہے۔ الحمد للہ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

قرآن مجید نے قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک خاص نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ فاذا برق البصر وخسف القمر. وجمع الشمس والقمر. يقول الانسان يومئذ اين المفر۔ (سورۃ قیامۃ آیت ۸-۱۱)

یعنی پس جس وقت آنکھیں چندھیا جائیں گی اور چاند گرہن ہوگا اور سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے (یعنی سورج کو بھی گرہن لگے گا) تب اس روز انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے؟

قرآن مجید کی اس عظیم الشان پیشگوئی کی تشریح سنن دار قطنی کی اس حدیث میں پائی جاتی ہے جو حضرت امام باقر محمد بن علیؒ کی روایت سے درج ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔

ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق السموت والارض ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس في النصف منه ولم تكونا منذ خلق الله السموت الارض

(سنن دار قطنی جلد اول صفحہ ۱۸۸ مطبع انصاری دہلی)

یعنی ہمارے مہدی کیلئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے کہ آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی موعود کے زمانہ میں چاند کو (اس کی مقررہ راتوں میں سے) اول رات کو گرہن لگے گا اور سورج کو (اس کے مقررہ دنوں میں سے) درمیان میں گرہن لگے گا اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے کبھی کسی مامور کیلئے ظاہر نہیں ہوئے۔ چاند گرہن اسلامی مہینہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ کو ہوتا ہے اور سورج گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹ تاریخوں میں سے کسی ایک کو۔ اس کے ثبوت کیلئے کتاب Historical Eclipses and Earth's Rotation by F R Stephensen (Cambridge University Press 1997) page 436) دیکھی جا سکتی ہے۔

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی احمدیہ مسلم جماعت نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر ۱۸۸۲ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا اور ۱۸۹۱ء کے شروع میں الہام ہی کی بنا پر مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق ۱۳۱۱ھ میں ۱۳؍ رمضان المبارک کو قادیان میں چاند گرہن ہوا اور ۲۸؍ رمضان المبارک کو صبح کے وقت سورج گرہن ہوا۔ انگریزی تاریخیں ۲۱ مارچ ۱۸۹۴ء اور ۶؍ اپریل ۱۸۹۴ء تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب نور الحق حصہ دوم میں اور کئی کتابوں میں ان گرہنوں کو اپنی صداقت کے نشان کے طور پر پیش فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بھی اعلان فرمایا نیز انعامی چیلنج بھی دیا کہ اگر کسی نے اس سے قبل ایسا دعویٰ کیا ہو اور اس کی تصدیق گرہنوں سے ہوئی ہو تو اسے ہزار روپے انعام ملے گا۔ باوجود اس کے کہ پیشگوئی واضح طور پر پوری ہو گئی پھر بھی لوگ اعتراضات کرتے ہیں جن کے بفضلہ تعالیٰ جوابات دیئے جاتے ہیں۔

چنانچہ اس تعلق میں حضور انور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو سائنسی اعتبار سے تحقیق کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

گرہن کے نشانات پر تحقیق کا آغاز

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۰؍ جون ۱۹۸۲ء کو خلیفہ بنایا اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں حضور اقدس کے پاس سے خاکسار کو دو رسالوں کے تراشے بغرض جواب موصول ہوئے ہفت روزہ اخبار چٹان لاہور کا رسالہ مورخہ ۲۵؍ جولائی تا یکم اگست ۱۹۸۳ء اور ہفت روزہ الاعتصام لاہور مورخہ ۲۵؍ شوال ۱۴۰۳ھ۔ ان رسالوں میں معترض نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کو نامکمل طور پر پیش کر کے یہ اعتراض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نور الحق میں یہ فرمایا ہے کہ چاند گرہن سورج گرہن رمضان میں ۱۸۹۴ء سے قبل کبھی نہیں ہوئے۔ حالانکہ مندرجہ ذیل سالوں میں ایسا ہو چکا ہے۔

۱۸۰۷ء، ۸۲۹ء، ۱۸۵۰ء، ۱۸۷۳ء، ۱۸۹۴ء، ۱۹۱۷ء، ۱۹۳۷ء، ۱۹۵۹ء، ۱۹۸۲ء۔ معترض نے اس بات کا بالکل ذکر نہیں کیا کہ کن تاریخوں میں رمضان کے مہینوں میں گرہن ہوئے تھے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نور الحق حصہ دوم میں تاریخوں پر تفصیلی بحث فرمائی تھی علاوہ ازیں معترض نے کسی مدعی کا نام نہیں پیش کیا جس نے کسی گرہن کو اپنی سچائی کا نشان قرار دیا ہو خاکسار نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ سوائے ۱۸۹۴ء کے ان میں سے کوئی بھی سال ایسا نہ تھا جس میں چاند گرہن ۱۳؍ رمضان کو قادیان سے نظر آ سکتا تھا اور سورج گرہن ۲۸؍ رمضان کو قادیان سے نظر آ سکتا تھا۔ خاکسار نے یہ تحقیق حضور اقدس کی خدمت میں ارسال کی تھی تو حضور خوش ہوئے تھے اور خاکسار کو بھی غیر معمولی خوشی ہوئی تھی کہ ۱۸۹۴ء کے سال کو خصوصیت اور امتیاز حاصل ہے۔ الحمد للہ بفضلہ تعالیٰ خاکسار کی یہ تحقیق بدر جلسہ سالانہ نمبر ۱۵ تا ۲۲ دسمبر ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی تھی بعنوان ''سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں سورج گرہن اور چاند گرہن کا آسمانی نشان''۔

یہاں پر یہ وضاحت ضروری ہے کہ تاریخوں کا گہرا تعلق مقام سے ہے۔ مقام کے بدلنے سے تاریخ بدل سکتی ہے کیونکہ اسلامی مہینہ کسی جگہ اس وقت شروع ہوتا ہے جبکہ چاند نظر آئے اور ہم جانتے ہیں کہ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک مقام سے چاند نظر آتا ہے تو دوسرے مقام سے نظر نہیں آتا۔

کلکتہ میں حکومت ہند کا ایک ادارہ ہے "Positional Astronomy Centre, India- Meteorological Department, Calcutta 700057

وہاں کے سائنسدان اس قسم کے حسابات میں مہارت رکھتے ہیں خاکسار نے ان سے درخواست کی کہ وہ حسابات کر کے مجھے اطلاع دیں کہ مندرجہ بالا گرہنوں کے وقت قادیان میں کیا تاریخیں تھیں آیا وہ قادیان سے نظر آ سکتے تھے۔ نیز میں نے ان سے درخواست کی کہ ۱۸۹۵ء کے رمضان کے گرہنوں کے بارہ میں بھی اطلاع دیں۔ ان کی تحقیق نے خاکسار کی تحقیق کی تصدیق کی۔ ان کی تحقیق کی تفصیل رسالہ ریویو آف ریلیجنز جولائی ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ ۱۸۳۷ء اور ۱۸۹۵ء میں بھی گرہنوں کے وقت قادیان میں تاریخیں ۱۳ اور ۲۸ رمضان تھیں۔ لیکن ان دو سالوں میں نہ چاند گرہن قادیان سے نظر آ سکتا تھا اور نہ سورج گرہن۔

۱۹۸۷ء میں حضورؒ سے شرف ملاقات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جون ۱۹۸۷ء میں خاکسار فلکیات کی ایک کانفرنس میں شرکت کیلئے Finland گیا تھا وہاں سے حضور اقدس سے ملاقات کیلئے لندن گیا۔ بفضلہ تعالیٰ بروز دوشنبہ ۲۲؍ جون کو حضور اقدس سے مختصر ملاقات ہوئی اور پھر دوسرے دن ۲۳؍ جون کو لمبی ملاقات ہوئی جو غالباً دو گھنٹے کی تھی۔ الحمد للہ۔ محترم محمد عبد الرشید صاحب حیدرآبادی میرے ساتھ تھے گفتگو کا موضوع زیادہ تر فلکیات ہی رہا حضور اقدس نے خاکسار سے پہلے تو Finland کی کانفرنس کے بارہ میں دریافت فرمایا اس کے بعد حضور نے خاکسار سے فلکیات کی خبریں دریافت فرمائیں اور حضور اقدس کا جو فلکیات کا مطالعہ رہا وہ بیان فرمایا۔ خاکسار نے محسوس کیا کہ حضور کو فلکیات کے مطالعہ سے بہت دلچسپی ہے اور حضور جدید تحقیقات سے واقف ہیں۔ نیز حضور اقدس علم کی گہرائی میں جاتے تھے اور قرآن مجید کی روشنی میں ہی بیان فرماتے تھے۔ بفضلہ تعالیٰ بہت بصیرت افروز ملاقات رہی۔ الحمد للہ۔

سورج گرہن اور چاند گرہن کے نشان کے موضوع پر بھی گفتگو رہی خاکسار نے عرض کیا کہ سورج گرہن کیلئے فی النصف منہ کی پیشگوئی دو طرح سے پوری ہوئی ہے۔ تاریخ کے لحاظ سے بھی اور وقت کے لحاظ سے بھی تو حضور نے فرمایا کہ صرف دو طرح سے ہی نہیں بلکہ تین طرح سے پوری ہوئی ہے اس طرح سے بھی تو پوری ہوئی کہ زمین کے نصف کرہ نے دیکھا۔ نیز حضور اقدس نے فرمایا کہ اس پیشگوئی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت دونوں ثابت ہوتے ہیں۔

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء میں خاکسار کی تقریر

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء میں خاکسار کی تقریر رکھی گئی بعنوان ''صداقت حضرت امام مہدی علیہ السلام از روئے نشانات سورج گرہن چاند گرہن'' حضور اقدس کی

حوصلہ افزائی اور دُعائیں حاصل رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تقریر میں مدد فرمائی۔ اور بفضلہ تعالیٰ مضمون بہت مقبول رہا۔ حضور اقدس کی خدمت میں مضمون بھیجا تو حضور نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ محترم پرائیویٹ سیکرٹری حضور انور نے اپنے مکتوب گرامی مورخہ ۲۰ رجنوری ۱۹۸۸ء میں تحریر فرمایا کہ:

"آپ کا خط محررہ ۸۸-۱-۹ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں موصول ہوا اس کے ساتھ اپنی تقریر برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان بعنوان "صداقت حضرت امام مہدی علیہ السلام اور دو نشانات سورج گرہن و چاند گرہن" کا مسودہ بھی ارسال فرمایا ہے حضور نے بعد ملاحظہ فرمایا ہے کہ بہت زبردست مضمون ہے۔ ماشاء اللہ۔ انشاء اللہ اس سے فائدہ اُٹھائیں گے۔ لیکن اس کا انگریزی میں ترجمہ بھی اگر آپ خود کرسکیں تو بہتر ہے کیونکہ یہ آپ کا مضمون ہے اور آپ کو اس علم کی اصطلاحوں پر عبور ہے۔ ویسے بھی میں نے آپ کے انگریزی مضامین دیکھے ہیں۔ بہت اچھے لکھ لیتے ہیں۔ ماشاء اللہ"

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور اقدس کے ارشاد مبارک کے ماتحت اس مضمون کا انگریزی ترجمہ کرنے کی توفیق ملی اور وہ مضمون ریویو آف ریلیجنز نومبر ۱۹۸۹ء میں بعنوان The advent of the Promised Messiah as vindicated by the Signs of Luner and Solar Eclipses شائع ہوا۔ الحمد للہ

اس جلسہ سالانہ قادیان کی تقریر کو جماعت احمدیہ حیدرآباد سکندرآباد نے کتابچہ کی شکل میں شائع کیا ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین

دو صدیوں کے رمضان کے گرہنوں کا مطالعہ

بفضلہ تعالیٰ خاکسار نے اپنے دوست ڈاکٹر گوسوامی موہن بلب کے ساتھ جو (اسپلی بائی ۱۹۹۹ء میں بحیثیت پروفیسر اور صدر شعبہ فلکیات عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد ریٹائرڈ ہوئے ہیں) رمضان میں ہونے والے گرہنوں کا مطالعہ جاری رکھا۔ پہلے تو ہم نے ۱۸۰۰ء تا سن ۲۰۰۰ء دو صدیوں کا مطالعہ کیا اور تحقیق کی ہمارا حاصل مطالعہ یہ رہا کہ ان دو صدیوں میں سترہ مرتبہ چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں رمضان کے مہینہ میں ہوئے۔ لیکن صرف ۱۸۹۴ء ہی ایسا سال تھا جس میں چاند گرہن اور سورج گرہن قادیان پر مقررہ تاریخوں میں ہوئے۔

ہم نے دوران مطالعہ یہ بھی پایا کہ ہر ۳۳ ر قمری سال کے بعد ایک سال یا متواتر دو سال ایسے آتے ہیں جبکہ چاند اور سورج کو رمضان کے مہینہ میں کسی نہ کسی خطہ پر گرہن لگتا ہے لیکن کسی معین جگہ سے معین تاریخوں میں دونوں گرہنوں کا نظر آنا اس واقعہ کو نایاب بنا دیتا ہے۔ متواتر دو سال رمضان میں گرہن ہونا یہ زیادہ کثرت سے ہوتا ہے بنسبت ایک سال گرہن ہونے کے۔

۱۲ء اور ۱۳ فروری ۱۹۹۲ء کلکتہ میں کیلنڈر کے موضوع پر انڈین اسٹرانومیکل سوسائٹی نے ایک کانفرنس منعقد کی تھی جس میں بفضلہ تعالیٰ خاکسار کو اس تحقیق کو پیش کرکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت ثابت کرنے کا موقعہ ملا الحمد للہ۔ خاکسار کی تقریر کا عنوان تھا "Frequency of Eclipses in the Month of Ramazan"

خاکسار نے حضور اقدسؒ کی خدمت میں ۹۲-۲-۳ کو خط لکھ کر دُعا کی درخواست کی تھی اللہ تعالیٰ نے تقریر میں مدد فرمائی یہ تحقیق کلکتہ کے رسالہ مہا وسوا جلد ۵۔ ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی۔ (مہا وسوا جلد نمبر ۵ صفحہ ۴۷-۴۵) نیز ریویو آف ریلیجنز لندن جون ۱۹۹۲ء اور منارت کانیکٹ جنوری تا مارچ ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی۔ الحمد للہ

دوسرے مدعیان مہدویت کے زمانوں میں ہونے والے گرہنوں پر تحقیق

غالباً جب خاکسار نے حضور اقدس کی خدمت میں دو صدیوں کے نتائج پر مشتمل مضمون ارسال کیا تو حضور اقدس نے مندرجہ ذیل مکتوب سے مشرف فرمایا بحوالہ خط T-7858/18-6-92

مکرم صالح محمد الٰہ دین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چاند سورج گرہن سے متعلق آپ کا ارسال کردہ مضمون موصول ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ بہت اچھا مضمون ہے جس میں اس زبردست نشان کے اعجازی تعین ہوتی ہے۔ اس کے پیش نظر مرکز سلسلہ کو لکھا جا رہا ہے کہ وہ مہدویت کے دعویداروں کے کوائف جمع کرکے بھجوائیں جن میں ان کے علاقہ اور زمانہ وغیرہ کے بارہ میں معین معلومات دی گئی ہوں۔ جب معلومات آجائیں گی تو پھر آپ تحقیق کریں کہ ان میں سے کس کے زمانہ میں گرہن لگا اور اس کی کیا کیفیت تھی۔ کیا اکٹھے چاند اور سورج کو لگا یا نہیں وغیرہ وغیرہ امور کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ پھر اس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان کو معین طور پر پیش کیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی علمی صلاحیتوں کو جلا بخشے اور ہر قدم پر آپ کی رہنمائی فرمائے۔ والسلام خاکسار

دستخط مرزا طاہر احمد

اس کے بعد حضور اقدسؒ نے خاکسار کو ... مدعیان مہدویت کے کوائف ارسال کرنے کا انتظام فرمایا تاکہ خاکسار ان کے زمانوں میں رمضان میں ہونے والے گرہنوں کے بارہ میں تحقیق کرے۔ یہ فہرست مولانا دوست محمد صاحب شاہد کی تیار کردہ تھی۔

یہاں پر یہ بات خاص طور پر مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ کن انگریزی تاریخوں میں گرہن ہوئے۔ یہ حسابات کرکے بتائے جاسکتے ہیں۔ نیز کتابوں میں مثلاً پروفیسر اپولزر (Professor Oppolzer) کی کتاب بعنوان "Canon of Eclipses" میں گرہنوں کی انگریزی تاریخیں دی گئی ہیں۔ اب تو انٹرنیٹ سے بھی تاریخیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ہجری مہینے کی کن تاریخوں میں کس جگہ سے کس زمانہ میں گرہن نظر آئے یہ قطعیت سے کہنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق اس بات سے ہے کہ یکم رمضان کا چاند کون سی انگریزی تاریخ کو نظر آیا تھا۔ ہمارے پاس ریکارڈ نہیں ہے کہ کسی سابقہ مدعی کے وقت میں کونسی تاریخ کو یکم رمضان کا چاند نظر آیا تھا۔ رویت ہلال کا مسئلہ کافی پیچیدہ ہے اس کا تعلق فلکیات کے علاوہ فضا کی کیفیت سے بھی ہے۔

تفصیل کیلئے دیکھیں کتاب

Islamic Calendar,Times and Qibla byMohammad Ilyas, Beriba Publishing Company Kuala Lumpur,1984

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ کسی رات چاند اتنا روشن تھا کہ نظر آسکے لیکن بادل ہونے کی وجہ سے نظر نہ آسکا اور مہینہ ایک روز بعد شروع کیا گیا۔ تاہم جس حد تک ممکن ہو ہم نے مدعیان کے کوائف سے استفادہ کرکے رمضان کی تاریخوں کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے۔

ہم نے ہجری تاریخوں کے تعین کرنے میں اس اصول کو استعمال کیا کہ اگر چاند کی عمر ۲۳ گھنٹے سے کم ہو تو نظر نہیں آئے گا اور اگر چوبیس گھنٹے سے زیادہ ہو تو نظر آئے گا۔ کئی دفعہ ۲۳ گھنٹے سے کم عمر کا چاند نظر آجاتا ہے اور کئی دفعہ چوبیس گھنٹے سے زیادہ عمر کا چاند بھی نظر نہیں آتا لیکن چوبیس گھنٹے کی عمر مناسب اندازہ ہے۔

ہمارا حاصل مطالعہ یہ رہا کہ ان پچیس مدعیان میں سے بائیس مدعیان کے بارہ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے وقت میں ان کے مقام سے رمضان کی مقررکردہ تاریخوں میں گرہن نظر نہیں آسکتے تھے اور باقی تین کیلئے ہماری معلومات کافی نہیں ہیں کہ ہم کسی نتیجے پر پہنچ سکیں۔

بفضلہ تعالیٰ اس تحقیق کی تفصیل اخبار بدر قادیان ۶ راگست ۱۹۹۸ء اور الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۲ رجون ۱۹۹۸ء میں شائع ہوچکی ہے۔ الحمد للہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ پہلے بھی کئی دفعہ خسوف کسوف ہو چکا ہے اس کے ذمہ یہ بار ثبوت ہے کہ وہ ایسے مدعی مہدویت کا پتہ دے جس نے اس کسوف خسوف کو اپنے لئے نشان ٹھہرایا ہو اور یہ ثبوت یقینی اور قطعی چاہئے اور یہ صرف اس صورت میں ہوگا کہ ایسے مدعی کی کوئی کتاب پیش کی جائے جس نے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہو اور نیز یہ لکھا ہو کہ خسوف کسوف جو رمضان میں دارقطنی کی مقرر کردہ تاریخوں کے موافق ہوا ہے وہ میری سچائی کا نشان ہے۔ غرض صرف خسوف و کسوف خواہ ہزاروں مرتبہ ہوا ہو اس سے بحث نہیں۔ نشان کے طور پر ایک مدعی کے وقت صرف ایک دفعہ ہوا ہے۔ اور حدیث نے ایک مدعی مہدویت کے وقت میں اپنے مضمون کا وقوع ظاہر کرکے اپنی صحت اور سچائی کو ثابت کردیا"۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۵ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۰)

گذشتہ چودہ صدیوں کے رمضان کے گرہنوں کا مطالعہ

دو صدیوں کے گرہنوں کے مطالعہ کے بعد خاکسار نے اپنے دوست پروفیسر بلب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے اب تک دونوں گرہن رمضان کے مہینہ میں ہونے والوں کا مطالعہ کیا اور یہ تحقیق کی کہ ان میں کون سے گرہن قادیان سے نظر آسکتے تھے اور گرہن کے وقت رمضان کی کیا تاریخ تھی۔ یہ معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے لیکر اب تک ایک سو سے زیادہ سالوں میں دونوں گرہن رمضان کے مہینے میں ہوئے ہیں۔ لیکن صرف تین مرتبہ ایسا ہوا کہ دونوں گرہن مقرر کردہ تاریخوں میں قادیان سے نظر آسکتے تھے۔

۱۸۹۴ء سے قبل دونوں گرہنوں کا تیرہ رمضان اور اٹھائیس رمضان کو قادیان پر ہونے کا واقعہ ۱۲۸۷ء عیسوی (۶۸۶ ہجری) میں ہوا تھا۔ الغرض کئی صدیوں میں ایک مرتبہ ایسا واقعہ ہوتا ہے اور مدعی کا عین وقت پر موجود ہونا اور اسے اپنی صداقت کا نشان قرار دینا یہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب نور الحق حصہ دوئم میں بیان فرمایا ہے کہ ۱۸۹۴ء کے گرہن نہ صرف تاریخوں کے لحاظ سے ذل لیلۃ اور فی النصف منہ کے شرائط کو پورا کرتے تھے بلکہ وقت کے لحاظ سے بھی شرائط کو پورا کرتے۔

تھے کیونکہ چاند گرہن بعد مغرب اول رات میں ہوا ورسورج گرہن دوپہر سے قبل ختم ہوگیا۔ چودہ سو سال کے گرہنوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ تنے لمبے عرصے میں صرف ۱۸۹۴ء کا سال ہی ایسا سال تھا جس میں اوّل لیلۃ اور فی النصف منہ کی رائط تاریخ کے لحاظ سے بھی اور وقت کے لحاظ سے بھی دین میں پوری ہوئیں۔ الحمدللہ بفضلہ تعالیٰ یہ تحقیق یویو آف ریلیجنز ستمبر ۱۹۹۴ء کے شمارہ میں بعنوان
"A remarkable prophecy regarding lunar and sola eclipses in the month o Ramazan" شائع ہوئی ہے۔ الحمدللہ۔

یہ اعتراض کر کے کہ کئی دفعہ رمضان میں چاند رہن اور سورج گرہن ہوئے ہیں نشان کی عظمت کو کم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن جب دوسرے رہنوں سے ۱۸۹۴ء کے گرہنوں کا موازنہ کیا گیا تو ان کی عظمت بہت زیادہ بڑھ گئی۔ کیونکہ پتہ چلا کہ ۱۸۹ء کے رمضان کے گرہنوں کو دوسرے سالوں کے گرہنوں پر نمایاں امتیاز حاصل ہے۔ کیونکہ یشگوئی کے الفاظ مسال یعنی ۱۸۹۴ء میں باریکیوں سے ساتھ پورے ہوئے۔ الحمدللہ۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔
''درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ماں نادان معترض اگر انکا ہے وہیں حقائق اور عارف کا مخفی خزانہ دکھا ہے''۔
(تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۲۹ دسمبر ۱۸۹۷ء بحوالہ ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۰)

۱۹۹۴ء میں نشان کسوف وخسوف پر صد سالہ جوبلی

اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اور ہمارے سید وں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ں بابرکت خلافت میں آپ کے ارشاد کے مطابق ۱۹۹ء میں احمدیہ مسلم جماعت عالمگیر نے نشان سوف وخسوف کی صد سالہ جوبلی منائی۔ دنیا بھر ں جلسے منعقد کئے گئے اور بتایا گیا کہ ہمارے نبی ریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل جو عظیم شان پیشگوئی فرمائی تھی کہ حضرت امام مہدی علیہ سلام کیلئے رمضان کی مقرر کردہ تاریخوں میں چاند رہن اور سورج گرہن بطور نشان ہونگے یہ پیشگوئی بایت شوکت کے ساتھ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود یہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں پوری ہوچکی ہے۔

۱۹۹۴ء میں جرمنی کی جماعت احمدیہ نے آسر رکوان کے جلسہ سالانہ میں مدعو کیا تھا۔ اور ورج گرہن اور چاند گرہن کے نشان پر تقریر کرنے لیلئے دعوت دی تھی۔ لیکن خاکسار خرابیٔ صحت کی بناء پر اس جلسہ میں شرکت نہ سکا۔ لہٰذا خاکسار کو بہت فکر تھی کہ ۱۹۹۴ء میں خدمت دین سے محروم نہ رہوں۔ چنانچہ سال کے ابتدائی ایام میں ہی حضور اقدس کی خدمت میں خط لکھ کر دعا کی درخواست کی تھی۔ حضور اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو اپنی قیمتی دعاؤں سے نوازا اور بفضلہ تعالیٰ خاکسار کو ۱۹۹۴ء میں کئی جلسوں میں شرکت کرنے اور گرہن کے نشان پر تقاریر کرنے کا موقعہ ملا۔ الحمدللہ۔ بفضلہ تعالیٰ مارچ ۱۹۹۴ء میں امریکہ میں تقاریر کرنے کا موقعہ ملا نیز اجتماع خدام الاحمدیہ قادیان اجتماع انصار اللہ قادیان اور جلسہ سالانہ قادیان میں تقاریر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی۔ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۴ء میں خاکسار کی تقریر کا عنوان ''نشان کسوف وخسوف سائنس کی روشنی میں'' تھا۔ یہ مضمون بدر ۳۰ر جولائی ۱۹۹۸ء اور بدر ۶ر اگست ۱۹۹۸ء میں دو اقساط میں شائع ہوا۔ الحمدللہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت خلافت میں بفضلہ تعالیٰ نہ صرف خاکسار کے سائنس کے علم میں ترقی ہوئی بلکہ قرآن مجید کے علم میں ترقی ہوئی۔ الحمدللہ۔ سورۃ القیامہ اس آیت پر ختم ہوئی ہے اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْـِۧىَ الْمَوْتٰى۔ خاکسار جب بھی اس آیت کو پڑھتا تھا خیال مرنے کے بعد کی قیامت کی طرف ہی جاتا تھا۔ اپریل ۱۹۹۴ء کے شروع میں صوبہ کیرالہ میں جنوبی ہند کے چار صد یوں کا مشترکہ جلسہ ہوا تھا اس جلسہ کے دوران خاکسار کے دل میں آیا کہ چونکہ اس سورۃ میں چاند گرہن اور سورج گرہن کے نشانات کا ذکر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نشان ہیں۔ اس لئے اس آیت کریمہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ روحانی طور پر احیائے موتیٰ کی بشارت بھی ہے۔ خاکسار نے حضور اقدس کی خدمت میں خط کے ذریعہ اس خیال کا اظہار کیا تو پیارے حضرت اقدس نے لنڈن سے اپنے گراں قدر مکتوب مورخہ ۱۳-۵-۹۴ میں تحریر فرمایا کہ

پیارے مکرم صالح محمد الہ دین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق بخشی اور کسوف خسوف پر مختلف جماعتوں میں جلسوں میں خطاب کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے نیک اثرات ظاہر فرمائے۔

سورۃ القیامہ میں جو بیان ہوا ہے وہ بالکل درست ہے۔ آپ نے صحیح سوچا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فہم قرآن کو بڑھائے اور بیش از بیش خدمات کی توفیق بخشے۔ سب عزیزوں کو محبت بھرا سلام۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

والسلام۔ خاکسار

دستخط مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

بفضلہ تعالیٰ ۱۹۹۴ء میں لنڈن میں دو مرتبہ حضور اقدس سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا حضور نے بہت شفقت سے معانقہ فرمایا اور فرمایا یہ آپ کا سال ہے حضور نے خاکسار کو ایک ڈائری تحفۃً عطا کی۔ M.T.A میں خاکسار کا انٹرویو ریکارڈ کیا گیا اور بفضلہ تعالیٰ ۳۰ر جولائی کو جلسہ سالانہ یو۔کے کے دوسرے دن خاکسار کو تقریر کا موقعہ دیا گیا خاکسار کی تقریر کا عنوان تھا ''حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پہچان کی آسمانی شہادتیں'' اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

جلسہ سالانہ یوکے کے آخری دن ۳۱ر جولائی کو سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع نے نشان کسوف وخسوف پر نہایت ایمان افروز تقریر فرمائی اور عام فہم انداز میں نقشے کے ساتھ گرہنوں کی حقیقت سمجھائی حضور نے اپنی تقریر میں خاکسار کا نہایت پیارے انداز میں ذکر فرمایا اور خاکسار کے ساتھ جن سائنس دانوں نے گرہنوں کے حسابات کرنے میں تعاون کیا تھا ان کی مساعی کا ذکر فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدٰٮنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِىَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰٮنَا اللّٰهُ

حضور اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان تقریر کا ایک اہم اقتباس پیش ہے۔ حضور اقدس نے فرمایا۔

''اس پیشگوئی کے پانچ پہلو ہیں جو خصوصیت سے آپ سب کو جن تک میری آواز پہنچ رہی ہے ان سب کو بھی جو بعد میں اس تقریر کو سنیں یا پڑھیں گے یہ پانچ پہلو پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ چاند گرہن اس کی مقررہ راتوں سے پہلی رات کو ہونا۔ یہ نشان کا پہلا حصہ ہے۔ سورج کا گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے درمیانی دن میں ہونا۔ یہ دوسرا حصہ ہے۔ تیسرا یہ کہ رمضان کا مہینہ ضروری ہے۔ چوتھا یہ کہ مدعی مہدویت اس سے پہلے موجود ہو ورنہ اگر گرہن کے بعد کوئی دعویٰ کرے تو ایسے لاکھ دعویدار پیدا ہو سکتے ہیں۔ کوئی پہچان ہی نہیں سکتا کہ کس کے حق میں نشان ظاہر ہوا تھا۔ اور پانچواں یہ کہ مدعی کو بھی علم ہو ہوش ہو کہ میری خاطر یہ گواہ آئے ہیں اور وہ اعلان کرے کہ دیکھو آسمان نے وہ گواہ ظاہر فرما دیے جن گواہوں کا امام مہدی کے حق میں گواہی دینا مقدر تھا۔ پس میں ہی وہ امام ہوں جس نے دعویٰ مہدویت کیا اور اب میں تمہیں بتارہا ہوں کہ دیکھو یہ گواہ آگیا۔ یہ وہ پانچ نشانات ہیں یعنی پانچ پہلو ہیں ان دو نشانات کے جب سے دنیا بنی ہے کبھی اس سے پہلے ظاہر نہیں ہوئے۔ ایسی قطعی حقیقت کو بلا خوف تردید آپ دنیا میں ڈنکے کی چوٹ بیان کرسکتے ہیں۔ ... بڑا ... بھی عاجز اور نامراد ہو کر رہے گا۔ اس لئے میں نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میری سنو تو پہاڑوں سے مت ٹکراؤ۔ یہ خدا کی تقدیر کے نشان ہیں تم ان کو تبدیل نہیں کر سکتے۔ رخنہ نہیں ڈال سکتے۔ پس ان پانچ باتوں کو اس پیشگوئی کے تعلق میں خوب ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔ ان نشانات کی ماہیت کو سمجھنا اس لئے لازم ہے کہ اس کے بغیر آپ آگے پھر کچھ بیان نہیں کر سکیں گے اور کوئی ایرا غیرا اٹھ کے کوئی اعتراض کر دے تو آپ جواب دینے کی اہلیت نہیں رکھیں گے۔ اس لئے آپ سب کو اب منادی بننا ہے اور اس وجہ سے جو باتیں میں آج آپ کے سامنے بیان کررہا ہوں اس کو غور سے سنیں اور خوب ذہن نشین کریں اور اس کے بعد دنیا میں پھیل جائیں اور دنیا کو بتائیں کہ وہ امام ہمام آچکا ہے اور سو سال اس کو آئے ہوئے گذر چکے ہیں۔ کب تک انکار کی حالت میں بیٹھے رہو گے؟

اس سے پہلے اسلامی تاریخ میں بہت سے دعویداران مہدویت کا ذکر ملتا ہے لیکن وہ کہاں گئے؟ کون ہے ان میں سے؟ کوئی ایک بھی ہو تو دکھائیں جس کے حق میں چاند اور سورج نے گواہی دی ہو اور اس کو علم ہوا اور اس نے ذکر کیا ہو یا اس کے مریدوں نے ذکر کیا ہو کہ دیکھو یہ سچا مہدی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہدی ہے۔ کیونکہ اس کے حق میں چاند اور سورج گواہ بن گئے ہیں۔ ساری تاریخ کھنگال کر دیکھ لیں۔ ہم نے تو علماء بٹھا دیئے۔ ....لیکن اشارۃً بھی کبھی کسی مہدویت کے دعویدار نے ان نشانات کا ذکر تک نہیں کیا کیونکہ تھا ہی نہیں۔ ان کے حق میں کوئی گواہی نہیں دی گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اب یہ تاریخ مکمل ہوچکی ہے۔ جو چاہے جتنا چاہے زور لگالے اس تاریخ کی حقیقت کو تبدیل نہیں کرسکتا''۔

اعتراضات کے جوابات

باوجود اس کے کہ سورج گرہن وچاند گرہن کی عظیم الشان پیشگوئی سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں واضح طور پر پوری ہوگئی پھر بھی مختلف اعتراضات کئے جاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد مبارک کے ماتحت ان کے جوابات لکھنے کی توفیق ملی بعض اعتراضات کے جوابات الفضل انٹرنیشنل ۲۶ر جون ۱۹۹۸ء میں زیر عنوان ''سیدنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کیلئے خسوف وکسوف کا الٰہی نشان سائنس کی روشنی میں'' دیئے گئے ہیں اور بعض اعتراضات کے جوابات ریویو آف ریلیجنز شمارہ مئی وجون ۱۹۹۹ء میں بعنوان The Truth About Eclipses دیئے گئے ہیں۔ الحمدللہ

(بقیہ ملاحظہ فرمائیں 74)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خلافت سے قبل کی زندگی

از۔عطاء الٰہی احسن غوری، استاد جامعہ احمدیہ قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانح قبل از خلافت کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔(۱) بچپن اور تعلیم و تربیت (۲) خلافت ثانیہ میں دینی خدمات (۳) خلافت ثالثہ میں دینی خدمات۔

پاکیزہ بچپن:- حضرت خلیفہ رابع خوبصورت و خوب سیرت بچے تھے۔ آنکھیں بھوری بال باریک، نرم اور سیاہ تھے۔ بات بات پر قہقہے ہنسی مزاق آپ کی عادت تھی۔ تنگی دیوار پر چلنے کا شغل ہو یا پانی کے گڑھے پر سے پھلانگنے کا مقابلہ آپ ہر وقت دوستوں کو مقابلہ کا چیلنج دینے پر تیار رہتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم تو ایسے موقعوں پر بھی اپنی ہنسی نہیں روک سکتے تھے جہاں ہنسنا اتنا مناسب نہ ہوتا تھا۔ کتنے عجیب دن تھے۔ ہنسی تھی کہ رکنے میں نہیں آتی تھی۔ گھر کو واپس لوٹتے تو مسرتوں اور خوشیوں کا ایک سیلاب ہمارے ہمراہ گھر کے اندر آ داخل ہوتا تھا۔

آپ کی پیاری والدہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ ایک نہایت پارسا اور بزرگ خاتون تھیں۔ خدا تعالیٰ کی پاک کتاب اور رسول عربی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو بے نظیر محبت تھی۔ طاہر کی ذرا سی کوتاہی پر آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور آنسو چھلکنے کو تیار ہو جاتے اور بھرائی ہوئی آواز میں فرماتیں:-

”طاری میں نے تو خدا تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ اے خدا مجھے ایک ایسا لڑکا دے، جو نیک اور صالح ہو اور حافظ قرآن“

حضرت خلیفہ رابع کی ابتدائی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے مولانا دوست محمد صاحب شاہد تحریر فرماتے ہیں:-

”حضرت صاحبزادہ صاحب نے عرفان الٰہی کی آسمانی درسگاہ میں تربیت حاصل کرنے کے علاوہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں ظاہری علوم کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا چنانچہ آپ نے 1944ء میں تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان سے میٹرک کیا۔ اس کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی کی ڈگری حاصل کی پھر پرائیویٹ طور پر بی اے کا امتحان پاس کیا۔ 7 دسمبر 1949ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا اور 1953ء میں امتیازی شان سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ پھر مزید تعلیم کے حصول کے لئے حضرت مصلح موعودؓ کی بابرکت معیت میں اپریل 1955ء میں یورپ تشریف لے گئے اور 4 اکتوبر 1957ء کو ربوہ میں مراجعت ہوئے۔

آپ جب ابھی میٹرک کا امتحان دے رہے تھے تو آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اس صدمہ کو آپ نے نہایت صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ میاں محمد ابراہیم صاحب استاد تعلیم الاسلام اسکول لکھتے ہیں:-

”طاہر احمد گھبرایا ہوا آیا کیونکہ اس کی تلاش ہو رہی تھی... پوچھا کہ کیا بات ہے۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور کہا کہ امی فوت ہو گئیں۔ طاہر خاموشی اور سکون کا مجسمہ بن کر تخت پوش پر بیٹھ گیا اور اس قدر صبر کا مظاہرہ کیا کہ مجھے خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ غم اندر ہی اندر ان کو زیادہ تکلیف دے۔ اس لئے ہم نے کوشش کی کہ طاہر احمد تھوڑا بہت روئے۔ طاہر بھی اب بھر چکا تھا اور ایک حد تک آنسو بہا کر اپنی امی ہاں اس امی کو جس کو ایک جہان رو رہا تھا یاد کیا اور کہا کہ مجھے دو تین مرتبہ ایسی خوابیں آ چکی ہیں جن سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ بس امی اب فوت ہو جائیں گی۔ ابھی چند روز ہوئے مجھے امی نے خواب میں کہا کہ میں اس چراغ کی طرح ہوں جو بجھنے سے پہلے ٹمٹما رہا ہو۔“ (بدر 16 جولائی 1982ء)

والدہ کی وفات سے آپ کی شخصیت پر غم کا وہ منفرد پہلو شامل ہو گیا جس کا عکس آپ کی شعری تخلیقات پر بھی نظر آنے لگا آپ فرماتے ہیں کہ میرے اشعار کو سن کر بعض افراد خاندان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ پڑتے مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرانی ہوتی۔

آپ نے نری درسی کتب کا مطالعہ ہی نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے اردو ادب اور انگریزی ادب کے کلاسیکی مصنفین کی کتب کو کھنگال ڈالا۔ چنانچہ کینن ڈائل۔ چارلس ڈکنز۔ شیکسپئر اور دیگر اعلیٰ مصنفین کو آپ نے بڑی ہی دلچسپی کے ساتھ پڑھا۔ خصوصاً جیروم کی Three Men in A Boat (تین آدمی ایک کشتی میں) کا مزاحیہ انداز تو آپ کو بے حد پسند آیا۔

دوسرا دور

خلافت ثانیہ میں دینی خدمات

یورپ سے واپسی کے بعد آپ خاص طور پر دینی خدمات میں سرگرم عمل ہو گئے۔ 12 نومبر 1958ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو وقف جدید کی عظیم الشان اصلاحی و تربیتی تنظیم کا ناظم ارشاد مقرر فرمایا۔ یہ تنظیم ابھی ابتدائی دور سے گزر رہی تھی مگر آپ کی قیادت میں اس تنظیم نے برق رفتاری سے ترقی کرنا شروع کر دی۔ دیکھتے دیکھتے پورے ملک میں معلمین کا جال بچھ گیا اور یہ تنظیم مالی اعتبار سے بھی مستحکم بنیادوں پر کھڑی ہو گئی۔ اور جہاں حضرت مصلح موعود کے عہد مبارک میں آخری مشاورت میں اس کا بجٹ ایک لاکھ ستر ہزار روپے تھا وہاں خلافت ثالثہ کی آخری مجلس شوریٰ میں اس کا بجٹ دس لاکھ پندرہ ہزار روپے تک پہنچ گیا۔ ناظم ارشاد کے فرائض کے دوران آپ نے نومبر 1960ء سے 1966ء تک نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے اہم فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ جلسہ سالانہ 1960ء میں آپ نے پہلی بار خطاب فرمایا جس کا عنوان تھا ”تحریک وقف جدید کی اہمیت“ اس پُر اثر خطاب کے بعد آپ تقریباً ہر سال خطاب فرماتے رہے۔

1961ء میں آپ کو حضرت مصلح موعودؓ کی منظوری سے ممبر افتاء کمیٹی کے فرائض سونپے گئے۔

خلافت ثانیہ کے عہد میں آپ نے لسانی تبلیغی و تربیتی مساعی کے علاوہ قلمی جہاد کا آغاز بھی کیا اس سلسلہ میں آپ کی پہلی محققانہ تصنیف ’مذہب کے نام پر خون‘ اسی عہد مبارک میں منظر عام پر آئی۔ اور پاک و ہند کے مقتدر اور ادبی حلقوں نے اس کو شاہکار قرار دیتے ہوئے زبردست خراج تحسین ادا کیا۔

تیسرا دور

خلافت ثالثہ میں دینی خدمات

جاننے والے جانتے ہیں کہ خلیفہ رابع میں خلافت سے پہلے بھی کام کرنے کی کتنی صلاحیت موجود تھی۔ آپ کی خلافت سے قبل کی زندگی بھی خدمات دینیہ سے بھری پڑی ہے۔ سب کا بیان تو یہاں ناممکن ہے۔ بعض کا ذکر کرتا ہوں۔

خلافت ثالثہ کے عہد مبارک میں آپ کی دینی مصروفیات نقطۂ عروج تک پہنچ گئیں۔ 1966ء سے لے کر 1969ء تک آپ صدر مجلس خدام الاحمدیہ رہے۔ آپ نے نوجوانان احمدیت کی ایسی شاندار قیادت فرمائی کہ حضرت خلیفہ ثالث نے خاص طور پر اس پر اظہار خوشنودی فرمایا۔ 1970ء میں آپ کو فضل عمر فاؤنڈیشن کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا۔

1974ء میں پاکستان اسمبلی کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی قیادت میں ایک وفد کو جماعت احمدیہ کے موقف کی حقانیت کو ناقابل تردید دلائل و براہین کے ساتھ واضح و ثابت کرنے کی توفیق ملی۔ اس وفد کے آپ ایک ممتاز ممبر تھے۔

یکم جنوری 1979ء سے آپ صدر مجلس انصار اللہ مقرر ہوئے۔ 1980ء میں آپ احمدیہ آرکیٹکٹس اینڈ انجینئرز ایسوسی ایشن کے سرپرست مقرر ہوئے۔

غرض یہ کہ آپ نے خلافت سے قبل بھی جماعت احمدیہ کے لئے وہ کام سرانجام دیئے جو آپ کی اولوالعزمی اور خداداد حکمت پر گواہ ہیں۔ اور خلافت کے بعد جس طرح آپ نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے ان تھک محنتیں کیں وہ ایک الگ عظیم الشان داستان ہے۔ غرض آپ کی شخصیت کوئی معمولی درجے کی شخصیت نہ تھی بلکہ آپ ایک صدی کے شخص تھے۔ جن کے کارنامے ہمیشہ تاریخ احمدیت میں زندہ جاوید رہیں گے۔ انشاء اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا!

”مجھ سے پہلے خلفاء نے آئندہ آنے والے خلفاء کو حوصلہ دیا تھا اور کہا تھا کہ تم خدا پر توکل رکھنا اور کسی مخالفت کا خوف نہیں کھانا۔ میں آئندہ آنے والے خلفاء کو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم بھی حوصلے رکھنا اور میری طرح ہمت و صبر کے مظاہرے کرنا اور دنیا کی کسی طاقت سے خوف نہیں کھانا۔ وہ خدا جاودانی مخالفتوں کو مٹانے والا خدا ہے وہ آئندہ آنے والی زیادہ قوی مخالفتوں کو بھی چکنا چور کر کے رکھ دے گا اور دنیا سے ان کے نشان مٹا دے گا۔ جماعت احمدیہ نے بہر حال فتح کے بعد ایک اور فتح کی منزل میں داخل ہوتا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس تقدیر کو بہر حال بدل نہیں سکتی۔“

(خطاب ۱۰ر جولائی ۱۹۸۲ء بر موقع اجتماع خدام الاحمدیہ)

سوسند اور بنے کٹے جوان تھے۔ لیکن ایک غلطی ان سے ضرور سرزد ہوئی۔ وہ یہ بھول گئے کہ انہوں نے بری فوج کے سکہ بند بھاری بھرکم بوٹ بھی پہن رکھے ہیں۔ یہ عجیب و غریب "فقیر"، اپنی ایسٹ کنڈائی کے ساتھ کار نمبر ۲ کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ یہی وہ کار تھی جس میں (حضرت) خلیفہ رابع اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اب یقینی طور پر وہ (حضرت) خلیفہ رابع کو پہچان لیں گے۔ اچانک اگلی کار میں بیٹھے ہوئے حفاظتی عملے کے ایک رکن نے کار کی کھڑکی میں سے اپنا بازو باہر نکالا اور ایک ایک روپے کے نوٹوں کی مٹھی بھر لوٹ باہر پھینک دیئے۔ جس کا ردعمل یہ ہوا کہ فقیر نوٹوں پر جھپٹ پڑے۔ اس اثناء میں (حضرت) خلیفہ رابع کی کار آگے بڑھ گئی اور بجری کے ڈھیروں سے بچتی بچاتی پوری رفتار سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گئی۔ البتہ کچھ فقیر اپنے ساتھیوں کی طرح اڑتے ہوئے نوٹوں کا پیچھا کرنے کی بجائے بڑے غور سے کار میں موجود مسافروں کو گھورتے رہے۔

اگلے روز بری فوج کے جاسوس یونٹ کی طرف سے افسران بالا کو رپورٹ موصول ہوئی کہ (حضرت) خلیفہ رابع کو جھنگ کی طرف جاتی ہوئی ایک کار میں دیکھا گیا۔ ممکن ہے وہ کراچی جا رہے ہوں۔ لیکن اس رپورٹ کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی کیونکہ باقی چار خفیہ اداروں کی طرف سے دی گئی متفقہ اطلاع یہ تھی کہ (حضرت) خلیفہ رابع اپنے حفاظتی عملے کی معیت میں اسلام آباد جا رہے ہیں اور راستے میں انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی کے ہاں رات بسر کی ہے۔

KLM کی ایمسٹرڈیم جانے والی پرواز کو صبح دو بجے روانہ ہونا تھا۔ (حضرت) خلیفہ رابع کی کراچی ایئر پورٹ تک کی یہ سات سو پچاس میل طویل زمینی مسافت تو بخیریت طے ہو گئی تاہم حفاظتی عملے کے لئے اس سفر کا لمحہ لمحہ سولی پر لٹکے ہوئے گزرا۔ یہ مختصر سا قافلہ ایک ریستوران پر بھی رکا۔ ریستوران کیا تھا بس ایک مخصوص قسم کی سادہ سی دکان تھی جو سڑک کے کنارے پر واقع تھی جہاں ڈرائیور لوگ رک کر کھانا کھاتے اور چائے نوش کیا کرتے ہیں۔ (حضرت) خلیفہ رابع کے ڈرائیور نے احتیاطاً دکان سے دور ایک الگ تھلگ جگہ پر کار روک لی۔ مقصد یہ تھا کہ آپ دکان پر جانے کی بجائے وہیں کار ہی میں کھانا کھائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کوئی آپ کو پہچان لے۔ لیکن (حضرت) خلیفہ رابع نے اس درخواست کو یکسر مسترد فرما دیا۔ فرمایا: "میری تو اس چائے خانے کے مالک سے خاصی شناسائی ہے۔ خلیفہ منتخب ہونے سے قبل میں کئی مرتبہ یہاں رکا ہوں اور چائے پی ہے"۔ چنانچہ آپ کار سے اترے اور چائے خانے کے مالک سے ملے۔ پرانی یادیں تازہ کیں، چائے پی اور تازہ دم ہو کر پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔ کراچی ایئر پورٹ پہنچنے پر آپ ایک پرائیویٹ کمرے میں تشریف فرما ہوئے۔ جہاز کی روانگی کے مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ قبل پاسپورٹ وغیرہ کی معمول کی چیکنگ ختم ہوئی۔ اب صرف اس اعلان کا انتظار تھا کہ مسافر جہاز پر سوار ہو جائیں۔ لیکن انتظار کی گھڑیاں لمبی ہوتی چلی گئیں۔

بالآخر اعلان ہوا کہ جہاز کی روانگی میں تاخیر ہو گئی ہے۔ (حضرت) خلیفہ رابع ایک الگ کمرے میں روانگی کے منتظر تھے۔ انتظار کے لمحے طویل سے طویل تر ہوتے چلے گئے لیکن جہاز روانہ نہ ہوا۔

KLM کے منیجر نے یقین دلایا تھا کہ جہاز مقررہ وقت پر روانہ ہو جائے گا لیکن اب اس نے آ کر معذرت کی اور بتایا کہ روانگی میں تاخیر صرف ایئر پورٹ حکام کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ ان کی وجہ ہی سے جہاز کو اڑنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ (حضرت) خلیفہ رابع تو اطمینان سے انتظار کر رہے تھے لیکن ان کی (حضرت) بیگم صاحبہ اور حفاظتی عملے کے چہروں پر پریشانی کے آثار چھپائے نہیں چھپتے تھے۔ البتہ ان کی دونوں چھوٹی بیٹیاں آرام کی نیند سو رہی تھیں۔ ان معصوموں کو کیا خبر کہ انتظار کے لمحات کتنے کربناک ہوتے ہیں۔

لمحوں پر لمحے گزرتے چلے گئے۔ مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ بعد کہیں جا کر اعلان ہوا کہ جہاز روانہ ہونے والا ہے۔ (حضرت) خلیفہ رابع، ان کی بیگم صاحبہ، دو بیٹیاں، جناب چوہدری حمید نصر اللہ خان امیر جماعت ہائے احمدیہ لاہور اور بری افواج کے مذکورہ ریٹائرڈ افسر جہاز پر سوار ہو گئے۔ اب یہ لوگ تھے اور آٹھ گھنٹے کا طویل ایمسٹرڈم تک کا سفر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاز کی روانگی میں تاخیر صرف (حضرت) خلیفہ رابع ہی کی وجہ سے ہو رہی تھی۔

اگرچہ اس وقت تو اس بات کا علم نہیں ہو سکا تھا لیکن کئی ماہ بعد جا کر پتہ چلا کہ اس موقع پر (حضرت) خلیفہ رابع کس طرح گرفتار ہوتے ہوتے بال بال بچ گئے۔ ایئر پورٹ کے پاسپورٹ کنٹرول کے سامنے جنرل ضیاء کا اپنے دستخطوں سے جاری کردہ ایک حکمنامہ پڑا تھا۔ یہ حکمنامہ ملک کے تمام ہوائی، سمندری اور بری راستوں اور گزرگاہوں تک پہنچ چکا تھا۔ حکمنامے کے الفاظ یہ تھے۔

"مرزا ناصر احمد کو جو اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا خلیفہ کہتے ہیں، پاکستان کی سرزمین چھوڑنے کی ہرگز اجازت نہیں"۔ اس لئے کراچی ایئر پورٹ پر جہاز کی روانگی میں کچھ تاخیر ہوئی تو چنداں تعجب کی بات نہ تھی۔ جنرل ضیاء کو (حضرت) خلیفہ ثالث سے اکثر بار سابقہ پڑتا رہا تھا۔ اس لئے اس نے غلطی سے حکمنامے پر (حضرت) خلیفہ رابع یعنی (حضرت) مرزا طاہر احمد کی بجائے (حضرت) خلیفہ ثالث یعنی (حضرت) مرزا ناصر کا نام اپنے ہاتھ سے لکھ دیا! جنرل ضیاء الحق نے پابندی لگائی بھی تو (حضرت) خلیفہ ثالث پر جو اس پابندی کے لگنے سے دو سال قبل وفات پا چکے تھے۔ (حضرت) خلیفہ رابع کے پاسپورٹ پر وضاحت سے لکھا ہوا تھا کہ ان کا نام (حضرت) مرزا طاہر احمد ہے اور یہ کہ وہ عالمی جماعت احمدیہ کے امام ہیں۔

ایئر پورٹ پر انتظار کی ان طویل گھڑیوں کے دوران پاسپورٹ کنٹرول آفس کی مصروفیت اور تگ و دو بھی قابل دید تھی۔ اس الجھن کے حل کیلئے اسلام آباد سے مسلسل رابطہ کیا جا رہا تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس گتھی کو سلجھانے کیلئے اگر کوئی افسر جہاز ملتا بھی تو کس طرح اور وہ بھی صبح کے دو بجے۔ ڈیوٹی پر حاضر عملے نے جواباً یہی کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ کوئی پرانا حکم ہے جو شاید اب زائد المیعاد ہو چکا ہے۔ بہرحال مصدقہ اطلاع یہی ہے کہ (حضرت) خلیفہ رابع ربوہ سے اسلام آباد جانے کیلئے روانہ ہو چکے ہیں اور اب اسلام آباد پہنچنے ہی والے ہیں۔ بالآخر جہاز کو پرواز کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

صبح کے تین بج رہے تھے۔ امام صاحب مسجد فضل لندن جناب عطاء المجیب راشد کے ہاں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ راشد صاحب نے ٹیلیفون اٹھایا۔ "تیار ہو جایئے"، آواز آئی۔ "تیار تو میں ہوں لیکن کیسی تیاری؟"، آواز تو راشد صاحب نے فوراً پہچان لی تھی۔ یہ ربوہ سے بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے مشنوں کے ناظم مسعود احمد تھے۔ انہوں نے بتایا "(حضرت) خلیفہ رابع چار گھنٹے قبل پاکستان سے یورپ روانہ ہو چکے ہیں۔ ان کے یورپ پہنچنے کا انتظار تھا۔ اس لئے آپ کو اس سے پہلے اطلاع نہیں دی گئی۔

عطاء المجیب راشد کہتے ہیں "یہ خبر سن کر میں فرط تشکر سے گنگ ہو کر رہ گیا۔ میری اہلیہ نے پوچھا کیسا فون تھا، خیر تو ہے؟ لیکن میں جواب کیا دیتا۔ میرے جسم و جان تو اللہ (تعالیٰ) کے حضور اس کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ ریز ہو چکے تھے کہ اس نے محض اپنے فضل سے آپ ہی ہمارے پیارے آقا کے مقدس وجود کی حفاظت کے سامان فرما دیئے تھے"۔ اس کے ساتھ ہی امام عطاء المجیب راشد (حضرت) خلیفہ رابع کے استقبال کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ ان کی اہلیہ نے (حضرت) خلیفہ رابع کی رہائش گاہ کے لئے کمرے خالی کر دیئے اور ان کی صفائی شروع کر دی۔ اسی طرح دفتر کے لئے بھی کمرہ خالی ہو گیا۔ لندن میں موجود جماعت کے اعلیٰ عہدہ داران کو بذریعہ ٹیلیفون فوراً خبردار کر دیا گیا کہ وہ اس وقت یعنی ساڑھے چار بجے صبح ایک ہنگامی اجلاس میں لازماً شمولیت کریں۔ جماعت ہائے احمدیہ ہالینڈ کو بھی (حضرت) خلیفہ رابع کی متوقع آمد سے مطلع کر دیا گیا۔ اس کے فوراً بعد یہ اطلاع بھی مل گئی کہ حضور کا جہاز ایمسٹرڈیم کے ہوائی اڈے پر اتر چکا ہے اور آپ لندن کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو چکے ہیں۔ آپ ساڑھے بارہ بجے سے ذرا پہلے مسجد فضل لندن پہنچ گئے۔ کم و بیش تین سو احمدی آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے جو آپ کی آمد کی خبر سن کر کھنچے چلے آئے تھے۔

اس طویل ہوائی سفر کے بعد (حضرت) خلیفہ رابع کے چہرے پر تھکن کے آثار نظر آ رہے تھے، آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور کپڑے شکن آلود تھے لیکن آپ نے سب سے پہلے مسجد میں حاضری دی اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ آپ نے بتایا کہ میرا گلا بیٹھا ہوا ہے اس لئے میں بلند آواز سے نہیں بول سکتا۔ ربوہ میں چونکہ لاؤڈ سپیکر پر پابندی ہے۔ مسجد میں احباب جماعت سے مخاطب ہوتے وقت مجبوراً مجھے پورے زور سے بولنا پڑتا تھا جس کی وجہ سے گلا متاثر ہوا ہے۔ ادھر حضرت خلیفہ رابع کے ایمسٹرڈیم پہنچتے ہی جناب کاہلوں صاحب کی طرف سے ان کے برادر نسبتی کو ربوہ میں ٹیلیکس کے ذریعے ایک عجیب و غریب پیغام ملا، جس کا متن یہ تھا! "قیمتی سامان جو ایمسٹرڈیم بھیجا گیا تھا بخیریت پہنچ گیا ہے اور جلد ہی لندن پہنچ جائے گا"، کوشش کے باوجود ٹیلیکس کا مفہوم ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ پہلے انہوں نے دفاتر میں گھوم پھر کر اس کے حل کی کوشش کی۔ وہاں سے ناکامی کے بعد اپنی بیگم سے پوچھا کہ تمہارے بھائی نے یہ ایک عجیب و غریب ٹیلیکس بھیجی ہے کہ ایک قیمتی پیکٹ پہنچ گیا۔ لاکھ سر کھپایا لیکن کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ وہ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ کبھی آپ نے تو ان کو کوئی پیکٹ نہیں بھیجا؟ ان کی بیگم "نہیں"، کہتے کہتے رک گئیں۔ پھر بولیں سنا تو ہے کہ حضرت خلیفہ رابع پاکستان سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ آپ یہ ٹیلیکس فوری طور پر امیر مقامی کے پاس لے جائیں۔

دراصل یہی تو ایک خوش خبری تھی جس کا اس راز میں شریک چند لوگوں کو انتظار تھا۔ اب کیا تھا چشم زدن میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پہلے ربوہ اور پھر پاکستان بھر میں پھیل گئی۔

جنرل ضیاء الحق تو یہ خبر سن کر غصے سے باؤلا ہو گیا۔ وہ پہلے تو کراچی میں محکمہ امیگریشن کے افسران بالا پر برسا اور انہیں یک قلم معطل کر دیا پھر اس نے حکم دیا کہ پوری اور ہمہ جہت تحقیق اور چھان بین کی جائے اور کوئی گوشہ فروگذاشت نہ ہونے پائے کہ "آخر یہ سب کچھ بغیر سازش اور ملی بھگت کے ہوا کیسے؟ یاد رکھو جو لوگ بھی اس سازش میں ملوث پائے گئے، میں ان کو ناکوں چنے چبوا دوں گا"، جنرل ضیاء الحق نے چیخ کر کہا۔ ادھر ضلع جھنگ کی پولیس کے افسر اعلیٰ اسی صبح اپنے ایک دوست کے ہمراہ دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں بتایا گیا کہ اسلام آباد سے ٹیلیفون کال ہے۔ صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق فون پر منتظر ہیں، آپ ان سے بات کریں۔ "مرزا طاہر احمد کہاں ہے؟"، جنرل ضیاء الحق چلا رہا تھا "اسے میرے سامنے پیش کیا جائے"، ضیاء الحق کی آواز دفتر میں بیٹھے ہوئے مہمان کو بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔

"جناب مجھے تو کچھ علم نہیں"، پولیس افسر نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ مہمان مذکور نے بتایا کہ جواب دیتے وقت ضلعی پولیس کا یہ افسر اعلیٰ خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ جواب سن کر جنرل ضیاء الحق غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور دھاڑ کر بولا "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ تمہیں کیوں علم نہیں ہے؟ یہ ذمہ داری تمہاری ہے۔ وہ تمہارے ضلع کی حدود میں رہتا ہے۔ تمہارے ہوتے ہوئے تمہارے سامنے وہ غائب ہو گیا اور تمہیں اس کی کانوں کان خبر نہ ہو سکی، میں تو تمہیں پکڑوں گا، عافیت چاہتے ہو تو اسے فوراً پیش کرو"۔ ضلعی پولیس کے افسر اعلیٰ نے اپنی سراسیمگی پر قابو پاتے ہوئے انتہائی لجاجت سے جواب دیا "جناب خاطر جمع رکھیں میں ابھی ایک تحقیقاتی ٹیم تشکیل دے کر مرزا طاہر احمد کو جہاں کہیں بھی ہوا ڈھونڈ نکالوں گا"۔ جنرل ضیاء الحق کا جواب کیا تھا دھمکیوں اور گالیوں کا ایک لاوا تھا جو کئی منٹ تک ابلتا رہا۔ ادھر لندن میں پاکستانی سفارت خانے میں سیکورٹی کا سربراہ اپنی جگہ مصروف عمل تھا۔ اس نے لندن میں مقیم ایک سابق پاکستانی سفیر سے ٹیلیفون پر دریافت کیا: "کیا تم جانتے ہو کہ مرزا طاہر احمد اس وقت کہاں ہیں؟" سابق سفیر نے جواب دینے کی بجائے ایک اور سوال کر دیا: "یہ بات آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟"، سفارت خانے کے سیکورٹی افسر نے جواب دیا: "ہمیں پاکستان سے اطلاع ملی ہے کہ مرزا طاہر احمد خفیہ طریق سے پاکستان چھوڑ کر سوئٹزرلینڈ چلے گئے ہیں لیکن سوئٹزرلینڈ کے ذرائع نے بتایا ہے کہ وہاں تو ان کی آمد کا نام و نشان تک نہیں ہے"، اس پر سابق سفیر نے جواب دیا: "حضرت خلیفہ رابع ایک مسافر کی طرح ایک معمول کی پرواز پر پاکستان سے روانہ ہوئے تھے اور وہ اس وقت لندن میں ہیں"۔

اگلے دن آپ کی پاکستان سے ہجرت کی خبر کو دنیا بھر کے اخباروں نے جلی حروف میں شہ سرخیوں کے ساتھ صفحہ اول پر جگہ دی۔ پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں نے یہ خبر

باقی صفحہ (72) پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی اسیرانِ راہِ مولیٰ کے ساتھ

بے پناہ محبت و شفقت

(محمد الیاس منیر - جرمنی)

28 اپریل 1984ء کی شام حکومت پاکستان کی طرف سے بدنام زمانہ آرڈیننس 20 جاری ہوا جس کی رو سے پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی روزمرہ کی زندگی قانون کی نظر میں جرم بنا دی گئی۔ کیونکہ ایک احمدی اسلامی شعائر اور اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے مگر اس ظالمانہ قانون کے مطابق احمدیوں کے لئے کلمہ طیبہ پڑھنا، قرآن کی تلاوت کرنا، اذان دینا، نماز پڑھنا، اسلامی شعائر پر عمل کرنا، یہ سب کچھ ایک گھناؤنا جرم تھا۔ اس آرڈیننس کے بعد جماعت جن حالات میں سے گزری اور جیسے خوفناک واقعات رونما ہوئے، وہ جماعت کی تاریخ کا ایک نہایت اہم باب ہے۔ اس دورِ ابتلاء میں حضور کی ہجرت، جماعت احمدیہ پر طرح طرح کی پابندیاں اور قانونی قدغنیں، افرادِ جماعت کی شہادتیں اور ان کی املاک کی لوٹ کھسوٹ، معاشرتی بائیکاٹ، سرکاری و غیر سرکاری ہر سطح پر امتیازی سلوک، ہزاروں افرادِ جماعت کے خلاف بے بنیاد مقدمات اور معصوم احمدیوں کو سالہا سال تک پابندِ سلاسل رکھنے جیسے مظالم شامل ہیں۔ اس مبارک عہدِ خلافت میں جماعت نے بے پناہ قربانیاں پیش کرنے کی سعادت پائی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بے حد و شمار افضال و برکات اور ترقیات سے جماعت کو نوازا۔ گویا یہ دورِ ابتلاء بھی اللہ تعالیٰ کا ایک انعامِ عظیم بن کر جماعت پر سایہ فگن رہا۔

اس دورِ ابتلاء کے بہت سے پہلو تھے، جن میں سے ایک نمایاں پہلو اس دوران بے گناہ احبابِ جماعت کو بے بنیاد مقدمات میں ملوث کر کے ان معصوموں کو مدتوں تک دیوارِ زنداں رکھا جانا بھی تھا۔ گزشتہ بیس سالوں کے دوران ہونے والے ایسے واقعات اس کثرت سے ہیں کہ جمع کریں تو کئی ضخیم کتابیں مرتب ہو جائیں، جو اپنے وقت پر مرتب ہوں گی بھی مگر اس موقع پر ان مقدمات کا نشانہ بننے والے استقامت کے شہزادوں کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ محبت و شفقت کا محض اجمالاً تذکرہ کیا جائے گا۔

یوں تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا دل پاکستان کے ہر ہر احمدی کے لئے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتا تھا مگر اسیرانِ راہِ مولا کا ذکر آتے ہی ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ جاتے اور ایک عالم گواہ ہے کہ کس قدر درد و الم کے ساتھ حضور نے اسیرانِ راہِ مولا کے لئے دعائیں کیں، ساری جماعت کو دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی، دورانِ اسیری ان کے حوصلے بلند رکھنے کے لئے اور حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی نہایت بالغ نظری کے ساتھ تربیت اور راہنمائی فرمائی، ان کی باعزت رہائی کے لئے ہر ممکن تدابیر فرمائیں۔ اور پھر جب ایک طویل ابتلاء کے بعد خدا نے ان کی رہائی دکھائی تو عالمگیر سطح پر ایسا جشنِ تشکر منایا کہ آسمان کی آنکھ نے کسی قیدی کی رہائی پر ایسا منظر کم دیکھا ہو گا۔ غرضیکہ دور بیٹھے بھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان پیاروں کا اس اس طرح سے خیال رکھا کہ ایک ایک پہلو کا بیان بھی پوری پوری کتاب کا متقاضی ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ پُر شفقت سلوک اور درد کا یہ تعلق تمام اسیران کے ساتھ تھا خواہ وہ سکھر میں ہوں یا ساہیوال میں، فیصل آباد میں ہوں یا حیدر آباد میں، خوشاب کے خوش نصیب اسیران ہوں یا گوجرانوالہ کے، ہر کسی کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے، حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے آنسوؤں سے پورا پورا حصہ ملا، تاہم عرصہ کی طوالت کے اعتبار سے اسیرانِ ساہیوال حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے الطاف کریمانہ کے غیر معمولی مورد رہے۔ اور ذیل کی سطور میں اس حوالہ سے ہی زیادہ تر مواد پیش کیا جائے گا۔

سانحہ ساہیوال یعنی مسجد احمدیہ ساہیوال پر رات کے اندھیرے میں احراری مولویوں کے حملہ اور کلمہ طیبہ مٹانے کی جسارت کرنے پر حقِ دفاع استعمال کرنے کے نتیجہ میں دو حملہ آوروں کی موقع پر ہی موت کے بعد مقامی جماعت کے گیارہ بے گناہ افراد (جن میں خاکسار بھی شامل تھا) کے خلاف سر تا پا جھوٹا مقدمہ قائم کر دیا گیا تو مخالفت اور شورش کے اس طوفانی ماحول میں کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا کہ اگلے لمحے کیا ہونے والا ہے، ہر طرف خوف و ہراس کی کیفیت تھی۔ ان حالات کا ہمارے پیارے آقا کو علم ہوا تو گھبراہٹ اور پریشانی ایک قدرتی امر تھا، چنانچہ ساری رات آپ نے اضطراب میں دعائیں کرتے ہوئے گزاری۔ ذرا سی دیر کو آپ کی آنکھ لگی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں اور دور سے السلام علیکم کہتے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بس اس خواب کا دکھایا جانا تھا کہ اضطراب جاتا رہا، طبیعت میں ٹھہراؤ آ گیا اور دل یقین سے بھر گیا کہ انشاء اللہ جماعت اس طوفانِ مخالفت میں سے سلامتی اور کامیابی کے ساتھ گزر جائے گی اور اللہ کے فضل سے ایسا ہوا بھی۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ پر آپ کو آخری دم تک کامل ایمان رہا اور آپ اسیران اور ان کے لواحقین کو ہمیشہ پُر از یقین تسلیاں دیتے رہے۔ مگر ان کا یہ بھی مطلب نہیں کہ اسیرانِ راہِ مولا کی طرف خدانخواستہ آپ کی توجہ اور شفقت نہ رہی۔ نہیں نہیں بلکہ آپ ہر لمحہ اس قدر بے چین اور بے قرار رہے کہ بعض اوقات تو یوں محسوس ہوتا کہ ہماری جگہ آپ پابندِ سلاسل ہیں اور یہ کہ آپ نے ہمارے غم کو اپنے آپ پر پوری طرح طاری کر لیا ہوا تھا۔ جیسا کہ آپ ہمارے ایک ساتھی مکرم چوہدری الیاس صاحب مرحوم کے نام اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

'میری فکر میں آپ کا انتظار اور بے قراری میرے دل پر قیامت ڈھا گئے۔ مجھے تو بعض دفعہ لگتا ہے کہ میرا جسم آزاد مگر اسیرانِ راہِ مولا کے ساتھ قید میں رہتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ میں کہاں کہاں رہتا ہوں۔'

(مکتوب ۵ ستمبر ۱۹۸۹ء)

اسی طرح خاکسار کے نام حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ایک خط محررہ ۱۵ جون ۱۹۹۲ء میں اپنی اس کیفیت کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

'آپ کو صرف یہ بتانے کے لئے دو حرف لکھ رہا ہوں کہ آپ کے دور کی جدائی میں ایک دن بھی مجھے ایسا یاد نہیں کہ آپ یاد نہ آئے ہوں۔ بارہا آج تک مناجات دعا کے وقت ایسی ہی کیفیت آ جاتی ہے اور کبھی آزادی کی خوشی میں ایسی تلخی گھولتا ہے کہ یہ آزادی جرم دکھائی دینے لگتی ہے۔ میرا دل پگھل پگھل کر بہا ہے کہ اے میرے پیارے رب مجھے جلد تر اپنے پیاروں کی رہائی دکھا کر اس جان گسل غم سے رہائی بخش جس نے مجھے نڈھال بنا رکھا ہے اور جو میری آزادی کی خوشی میں ایسی تلخی گھولتا ہے کہ یہ آزادی جرم دکھائی دینے لگتی ہے۔'

آپ کی یہ کیفیت بہرحال بشریت کا تقاضا تھی، اس کی وضاحت بھی آپ ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے نام اپنے خط میں تحریر فرمایا:

'بارہا تمہیں اور تمہارے اسیر ساتھیوں کو خط لکھنے کا ارادہ کیا مگر دلی جذبات کے سامنے کچھ پیش نہیں گئی۔ اللہ کی تقدیر اسلام کے احیائے نو کی خاطر ہم سے جو قربانی لینا چاہتی ہے ہم حاضر ہیں اور وہی ہے جو ہمیں ہمت اور صبر اور ثباتِ قدم بھی عطا فرمائے گا۔ لیکن میرا دل، دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت۔ اپنے پیاروں کا دکھ میرے لئے ناقابلِ بیان الم کا موجب بنتا ہے'۔ (03.12.1984)

تجھ سے نہ مانگوں، تو نہ مانگوں گا کسی سے

ہماری اسیری کے حوالہ سے سب سے بڑا واقعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا لمبے عرصہ تک اس رنگ میں دعائیں کرنا تھا کہ گویا ساری فضا میں ایک شورِ قیامت برپا تھا اور ان دعاؤں میں آپ کی امامت میں دنیا کے کونے کونے میں بسنے والا ہر احمدی خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت شامل ہو چکا تھا۔ آپ ان دعاؤں میں اپنا خونِ جگر بھر کر ایسی ایسی اداؤں کے ساتھ اپنے خالق و مالک کے حضور گریہ کناں رہے کہ ان کیفیات کا تصور بھی جسم پر کپکپی طاری کر دیتا ہے۔ آپ اس کا نہایت معمولی سا حال یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

'بعض اوقات اس درد کے ساتھ دل سے دعا نکلتی ہے کہ یقین نہیں آتا کہ رحمتِ باری اسے ٹھکرا سکے گی'۔

(مکتوب 03.09.1985)

آپ کی دعاؤں کا حال پڑھ کر یوں محسوس کریں لگتا ہے کہ آپ ہمارے لئے دعائیں کرتے ہوئے کبھی صحراؤں جنگلوں کی خاک چھانتے پھر رہے ہیں تو کبھی دریاؤں کی تہ میں غوطہ زن ہیں اور کبھی پہاڑوں کی چوٹیوں اور وادیوں میں پھر رہے ہیں کہ کہیں سے تو ان کی رہائی کی خیرات ملے گی ہی!

آپ نے ایک مرتبہ خاکسار کو تحریر فرمایا:

'میرے پیارے رب کی جو تقدیر بھی تمہارے حق میں جاری ہو وہ فضل ہی فضل اور رحمت ہی رحمت ہے مگر میرا بھکاری دل اس سے دونوں جہان کی حسنات مانگ رہا ہے۔ یہ عارضی زندگی بھی مانگ رہا ہے اور وہ لافانی زندگی بھی۔ اپنے مولا کی شان کے نثار اس کے قدموں میں ایسے ایسے گنہگار اور پاگل دل بھی پڑے ہیں اور وہ انہیں ٹھکراتا نہیں رہا'۔ (مکتوب 31.05.1986)

مکرم محمد نثار صاحب کے نام حضور رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی اس کیفیت کو یوں بیان فرماتے ہیں:

'بعض دفعہ دل سے ایسے درد کے ساتھ دعا نکلتی ہے کہ یقین نہیں آتا کہ رحمتِ باری اسے ٹھکرا سکے گی لیکن وہ حکمتِ کل ہے اور ہم نادان جاہل بندے۔ وہ ہماری فلاح اور بہبود کو ہم سے بہتر سمجھتا ہے۔ اگر اسلام کے احیائے نو کے لئے وہ ہم ناکارہ بندوں کو قربانی کی سعادت بخشنا چاہتا ہے تو ہم بسر و چشم حاضر ہیں لیکن بڑے خوش نصیب وہ جنہیں اس کی نظرِ عنایت پھولوں کی طرح چن لے لیکن ان بے کسوں کا کیا حال ہو گا جن کے دل کے حصے میں اپنی بے کسی کا احساس اور اپنے پیاروں کی یادوں کے کانٹے رہ جائیں۔

جب یہ باتیں سوچتا ہوں تو دل سے بڑی بے قرار دعا اٹھتی ہے کہ اے حکیم بااقتدار اور عقلِ کل کے مالک تو قدرتِ کاملہ کا بھی تو مالک ہے۔ ہم پر رحم فرما اور ہمیں دکھ کی ہر آزمائش سے نجات بخش اور دنیا اور آخرت کی حسنات سے نواز اور اپنے پیاروں کے دکھ میں مبتلا نہ فرما۔ اے ارحم الراحمین ارحم فرما۔ اے ارحم الراحمین ارحم فرما۔

اے ارحم الراحمین ارحم فرما'۔

(مکتوب 03.03.1985)

ہمارے لئے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس دعائیہ کیفیت کا احبابِ جماعت کو اس وقت پوری طرح علم ہوا جب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1991ء میں وہ تاریخی دعائیہ نظم کہی جسے بلاشبہ آپ کی دعاؤں کا معراج کہا جا سکتا ہے اور جس کا مطلع ہے:

جو زرد سکتے ہوئے غرفوں میں ڈھلا ہے
شاید کہ یہ آغوشِ جدائی میں پلا ہے

یوں تو اس نظم کا ایک ایک شعر، ایک ایک لفظ بلکہ حرف حرف حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلی کیفیت کی عکاسی کر رہا ہے مگر جب حضور یہ شعر کہہ رہے ہوں گے تو اللہ ہی جانتا ہے کہ حضور کا کیا حال ہوگا۔

کیا تم کو خبر ہے رہِ مولا کے اسیرو!
تم سے مجھے اک رشتۂ جاں سب سے سوا ہے
کس دن تمہیں تم یاد نہیں آئے مگر آج
کیا روزِ قیامت ہے کہ اک حشر بپا ہے

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ نظم خصوصی طور پر اپنی آواز میں ریکارڈ کروا کے ہمیں جیل میں بھجوائی تھی۔

ایک کروڑ دل اور دو کروڑ نمناک آنکھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے لئے اس طرح تڑپتے دیکھ کر ساری جماعت بھی اسی کیفیت میں ڈوب گئی اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں چہار دانگ عالم میں پھیلے ہوئے احبابِ جماعت نے اس درد والحاح اور تضرع کے ساتھ دعائیں مانگیں کہ عرش کے خدا نے ان کی قبولیت کے نظارے دکھا کر اپنی حی و قیوم اور سمیع ذات کا ایسا نشان عطا فرمایا جو رہتی دنیا تک ہمارے لئے ازدیادِ ایمان و یقین رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ ہماری اس اسیری کے دوران اس عالمگیر جماعت کے افراد کی جو حالت رہی اس کا بیان بھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ حضور محترم پروفیسر ناصر قریشی صاحب مرحوم کے نام ایک خط میں فرماتے ہیں کہ:

'آپ کے بعد تم نے تو ہزاروں کو اسیر بنا رکھا ہے۔ بہت ہیں کہ آپ کی اسیری کا خیال ان کی خوشیوں سے زکوٰۃ لیتا ہے اور اپنی آزادی انہیں جرم دکھائی دینے لگتی ہے۔ ان مجبوریوں کو فراموشی کا دوش تو نہ دیں'۔

(مکتوب 26.1.1991)

خاکسار کے نام خطوط میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون یوں بیان فرمایا:

'اپنے دل کی کیفیت مزید کچھ نہیں لکھتا کہ تم بے قرار نہ ہو جاؤ۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ کروڑوں احمدیوں کے دلوں کا چین تم چند مظلوم احمدیوں کے دلوں سے وابستہ کر دیا گیا ہے'۔ (مکتوب 01.06.1986)

پھر فرماتے ہیں:

'دنیا والوں کی تو زندگی بھی موت اور موت بھی موت ہوتی ہے مگر میرے خوش نصیب اسد اللہ الغالب تمہاری تو زندگی بھی زندگی اور موت بھی زندگی ہے۔ تم خاک بسر تھے میرے مولا کی رضا نے تمہیں عرش نشین بنا دیا۔ سچ کی غلامی میں تم بھی زمین کے کناروں تک شہرت پا گئے۔ آج ایک کروڑ احمدیوں کے دھڑکتے ہوئے دل تمہیں دعائیں دے رہے ہیں اور دو کروڑ نمناک آنکھیں تم پر محبت اور رشک کے موتی نچھاور کر رہی ہیں۔ میرا دل بھی ان دلوں میں شامل ہے اور میری آنکھیں بھی ان آنکھوں میں گھل مل گئی

(مکتوب 31.05.1986)

میرے جیسے معتبر اس کی گواہی سے ہوئے
جیسا وہ تھا ناتواں پرور ، زمانے میں نہیں

تربیت کا سنہری انداز

آپ نے دوران اسیری ہماری تربیت کا پہلو بھی ہمیشہ نظر رکھا، چنانچہ ابتداء سے ہی اپنے خطوط اور پیغامات میں ۔۔نداز اختیار فرمایا کہ نہایت خاموشی کے ساتھ ہمیں آنے لے حالات کے لئے تیار فرمادیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے ب ہمارے مقدمہ کی سماعت تو ہو چکی تھی مگر ابھی فیصلہ محفوظ کر ہمیں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے پیغام بھجوایا کہ ہم سب ضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف تذکرۃ الشہادتین کا بکثرت طالعہ کریں، اسی طرح ہمارے اعزہ و اقرباء کو بھی یہی نصیحت مائی۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیغام کے ذریعہ ایت عمدگی کے ساتھ نہ صرف آئندہ آنیوالے حالات کی ناندہی فرمادی تھی بلکہ ہمیں ان کے لئے تیار رہنے کے لئے ایت مؤثر طریق تجویز فرمادیا تھا۔ چنانچہ ہم اس کتاب کا طالعہ کرتے رہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی اس تڑپ کو سامنے رکھ کر اپنے جسم و روح کو ہر قسم کی صورت حال کے لئے رکرتے رہے:

'اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا، اور جو لوگ ری جماعت میں سے میرے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا وہ کیا کام کریں گے۔' (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 58 طبع اول)

اس طرح حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہر خط میں ہمیں ہر حال اپنے خالق و مالک رب کے ساتھ وفا کرنے کی تلقین ہوتی، چنانچہ یہی وجہ تھی کہ ساری اسیری کے دوران کبھی کسی انسان کے سامنے سر جھکانے کا خیال تک نہ آیا، بڑے بڑے سر ہمیں آ آ کر ڈراتے رہے کہ تم رحم کی اپیل صدر پاکستان کے سامنے کر دو گے تو بچ جاؤ گے مگر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ان ولہ انگیز الفاظ کے سامنے جو آپ نے خاکسار کے ابا جان محترم محمد سمعیل منیر صاحب کے نام ایک خط میں رقم فرمائے، ان باتوں کی کیا وقعت ہو سکتی تھی:

'بہت دعا کریں کہ میرا اور خدا کی اس پیاری جماعت کا سر ہر ابتلاء میں بلند رہے اور کبھی غیر اللہ کے سامنے نہ جھکے۔ خدا حافظ!' (خط مورخہ 19.02.1986)

اسی طرح ایک خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں فرمایا:

'ہم تو اس صاحب جبروت خدا کو جانتے ہیں جو کسی اور کی خدائی کے قائل نہیں اسلئے احمدیوں کا سر ان ظالمانہ سزاؤں کے نتیجہ میں جھکے گا نہیں بلکہ اور بلند ہوگا یہاں تک کہ خدا کی غیرت یہ فیصلہ کرے گی کہ دنیا میں سب سے زیادہ سر بلندی احمدی کے سر کو نصیب ہوگی۔ کیونکہ یہی وہ سر ہے جو خدا کے حضور سب سے زیادہ عاجزانہ طور پر جھکنے والا سر ہے۔'

(روزنامہ الفضل ... خطبات 1986ء ... مرتبہ مکرم نسیم احمد قمر صاحب)

نیز حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے میرے ابا جان کے نام اس خط میں جان کا نذرانہ پیش کرنے کا انداز بھی سکھادیا:

'میرے پیارے عزیزم محمد الیاس منیر اور نعیم الدین تک میرے دل کا حال پہنچادیں اور بتادیں کہ ان پیاروں کی زندگی تو بہت سخت ناقابل اعتبار ہے اور یہ بھی نہیں کہ کیسے انجام کو پہنچتی ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ وہ ہم سے اتنی جلد جدا ہوں مگر مرضی مولا اگر یہی ہے تو انہے خوش نصیبو! جو رضائے باری تعالیٰ کی لافانی زندگی پانے والے ہو اور آسمان احمدیت کے درخشندہ ستارے بن کر چمکنے والے ہو اور جو تاریخ احمدیت میں ہمیشہ محبت اور عظمت اور پیار اور احترام کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے، دم واپسیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی فتح اور غلبہ کی دعاء کرنا اور اس عاجز ناکارہ انسان کی بخشش کی بھی دعاء کرنا۔ تم تو ہر امتحان میں کامیاب و کامران ٹھہرے اور ہر ابتلاء سے سرخرو ہو کر نکلے، کاش میری بھی یہ فریاد قبول ہو کہ ربنا و توفنا مع الابرار۔'

(خط مؤرخہ 19.02.1986)

"زندگی کی بقعۂ نور کوٹھڑی"

سزائے موت سنائے جانے کے بعد ہم نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ خط لکھا تو ابتداء میں پھانسی کوٹھڑی لکھ دیا۔ اس پر حضور کا اپنے دست مبارک سے لکھا ہوا جو جواب آیا وہ کچھ یوں تھا:

میرے پیارے عزیزم نعیم الدین

اسیر راہ مولا۔ مجاہد احمدیت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"تم تو" کال کوٹھری" کے نہیں بقعۂ نور کے مکین ہو۔ یہ تم نے کیا لکھ دیا۔ رضائے باری تعالیٰ کے قیدی تو جس زنداں میں بھی رہیں اُسے بقعۂ نور بنا دیتے ہیں۔ ایک اور بات بھی تم نے اپنے خط میں غلط لکھ دی، تم تو لافانی زندگی کے سزاوار ٹھہرائے گئے ہو، کون ہے جو تمہیں "سزائے موت" دے سکے۔ وہ تو خود مردہ ہیں۔ کبھی مُردوں نے بھی زندوں کی شہ رگ پر پنجہ ڈالا ہے۔ اگر شہادت تمہارے مقدر میں لکھ دی گئی ہے تو کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو تمہیں مار سکے۔ شہادت کی دائمی زندگی موت کی منزل سے ہو کر نہیں گزرتی" (خط مؤرخہ 31.03.1986)

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے نام ایک خط میں ہماری ان بظاہر تاریک کوٹھڑیوں کو "زندگی کی بقعۂ نور کوٹھری" کا نام عطا فرمایا، چنانچہ اس کے بعد ہم نے ہمیشہ اپنے خطوط میں اپنا یہی پتہ درج کیا۔

حوصلہ افزائی کا بے مثال انداز

آنیوالی ہر ممکنہ صورت حال کے لئے ہمیں تیار کرنے کے ساتھ ساتھ پیارے آقا ہمارے حوصلوں کے دل بھی ایمان و یقین سے پُر ہو کر بڑھاتے رہے، یہ بھی ایک لمبی تفصیل ہے تاہم اس کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔ آپ نے محترم پروفیسر ناصر قریشی صاحب مرحوم کے نام ایک خط میں لکھا:

'میرے پیارے بھائیو! آپ مجھے بے حد عزیز ہیں اور آپ کا غم ہر لحظہ میرے دل میں جاں گزیں ہے اگرچہ جانتا ہوں کہ اگر خدا کی تقدیر آپ کو ایک عظیم شہادت کا مرتبہ عطا کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے تو یہ ایک سعادت ہے جو قیامت تک آپ کا نام دین و دنیا میں روشن رکھے گی اور آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کوئی نہیں جو آپ کو مار سکے، قیامت تک آنیوالی نسلیں آپ کے ذکر پر روتے ہوئے اور تڑپتے ہوئے آپ کے لئے دعائیں کیا کریں گی اور حسرت کیا کریں گی کہ کاش آپ کی جگہ وہ ہوتے۔

میرے اپنے دل کا یہ حال ہے کہ آپ کے گزشتہ خط کو پڑھ کر جس میں اپنی اور اپنے بچوں کی دل گداز حالت کا دردناک بیان تھا میں نے اپنے دل کو ٹٹولا تو یہ معلوم کر کے بہرا دل حمد اور شکر سے بھر گیا کہ اگر آپ کو بچانے کے لئے مجھے تختہ دار پر لٹکا دیا جاتا تو میں بخوشی اپنے آپ کو اس کے لئے تیار پاتا' (11.03.1986)

یہی بات حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے نام خط میں ایک اور انوکھے انداز میں یوں بیان فرمائی:

'میں جانتا ہوں کہ شہادت اور پھر ایسی عظیم شہادت ایک قابل صد رشک سعادت ہے لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ظاہری جان لئے بغیر بھی لازوال زندگی عطا کر سکتا ہے۔ وہ مالک اور قادر اور قدیر اور مقتدر ہے۔ اسمٰعیل قربانی اپنی آن بان اور شان میں اس بنا پر کم تو نہیں ہو گئی کہ "قد صدقت الرؤیا" کی پر شوکت آواز نے اسمٰعیل کی گردن پر چلنے والی چھری کی حرکت سلب کر لی۔ پس میرا بھکاری دل اگر مالک کون و مکان سے اپنے پیارے الیاس اور نعیم اور ناصر اور رفیع کے لئے اس دنیا کی بھیک بھی مانگتا ہے اور آخرت کی بھی تو تعلیم قرآن کے منافی تو نہیں۔ ہم تو گداگر ہیں در مولا کے گداگر۔ جب تک ہمارا آقا آخری تقدیر کو ظاہر نہیں فرماتا ہم رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر کی صدا بلند کرتے رہیں گے اور جب وہ تقدیر ظاہر فرمادے گا تو وہ جس رنگ میں بھی آئے ہم حمد و شکر کے ترانے گاتے ہوئے اس کا خیر مقدم کریں گے۔ مؤمن کا تو کوئی سودا بھی نقصان اور خوف اور حزن کا سودا نہیں۔ ہمیں لاخوف علیہم ولاھم یحزنون کی معرفت کا جام لبالب پلا دیا گیا ہے۔' (31.03.1986)

برادرم حاذق رفیق صاحب کے نام اپنے ایک خط میں حضور ہمیں یوں حوصلہ دلاتے ہیں:

'اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ سب بلا قصور پکڑے گئے لیکن اس سے قبل اللہ تعالیٰ کے بزرگ ترین بندوں پر بھی تو اس سے بڑھ کر ناحق مظالم توڑے جاتے رہے ہیں۔ اور سید المعصومین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے بڑھ کر تو کوئی معصوم نہیں ہو سکتا۔ لیکن سب سے بڑھ کر دُکھ آپ کو ہی دیئے گئے۔ پس جہاں ایک طرف آپ سخت مظلوم ہیں اور دردناک مصائب کا شکار ہیں وہاں خوش نصیب بھی تو اتنے ہیں کہ لاکھوں آزادیاں آپ کی اس قید پر نثار۔ آپ تو ان خوش نصیبوں میں جا ملے جن پر ہمیشہ خدا تعالیٰ انعام فرماتا رہا ہے۔' (24.12.1984)

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤلف تاریخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی گوجرانوالہ جیل میں اسیری کے دوران ان کے بیٹے کے نام ایک خط میں مندرجہ ذیل ولولہ انگیز مضمون تحریر فرمایا:

'شیر پنجرے میں بھی شیر ہی رہتا ہے اور زنداں میں یوسف کی بوئے یوسفی نہیں جاتی۔ اللہ کے شیروں سے ملنے جاؤ تو میرا محبت بھرا سلام اور پیار دینا۔ یہ شیر عصائے موسیٰ کی صفات بھی رکھتے ہیں، صاحب عصا کو ان کی طرف سے کوئی خوف نہیں۔ یہ شیر والذین معہ کا پرتو بھی ہیں کہ ان کے جلال کا چہرہ صرف حملہ آور دشمن کی طرف کھلتا ہے، جب کہ اپنوں کے لئے رحماء بینھم ہو کر اپنے جمال کی نرم چاندنی ان پر نچھاور کرتے ہیں۔ سلاخوں سے چار بازو تو جا بھی سکتے ہوں گے، دلوں کی راہ میں تو کوئی آہنی دیوار بھی حائل نہیں ہو سکتی۔ پس بن پڑے تو سلاخوں میں سے گلے لگا کر دل سے دل ملا کر میرا محبت بھرا اسلام اور پیار بھرا عید مبارک کا تحفہ پیش کرنا۔ پھر اس چہرہ کی کیفیت لکھنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں اسی وقت بھی تمہارے ابا کا وہ کھلا ہوا چہرہ دیکھ رہا ہوں اور ان کی خوشیوں کی چاندنی میری آنکھوں کی شبنم بن رہی ہے۔ خدا حافظ!'

خطوط دیکھ کر عالمِ وارفتگی

اسیران راہ مولا کے خطوط حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں پہنچنے کا لمحہ بھی بڑا درد انگیز لمحہ ہوتا۔ بعض اوقات حضور نے اس لمحہ طاری ہو جانے والی کیفیات کا کچھ کچھ اظہار بھی فرمایا ہے۔ حضور محترم پروفیسر ناصر قریشی صاحب مرحوم کے نام ایک خط میں فرماتے ہیں کہ:

'میرے پیارے عزیزم ناصر! آپ جانتے ہی ہیں کہ محبت جب عقل و ذہن کو مغلوب کر لیتی ہے تو ایک پختہ کار انسان بھی بچوں کی سی حرکتیں کرنے لگتا ہے، یہی حال میرا ہوا جب میں نے آپ کا زندگی کی کوٹھری سے لکھا ہوا خط دیکھا، بے اختیار اسے چوما، اس کی پیشانی کے بوسے لئے اور اسے سر آنکھوں سے لگا کر ایک عجیب روحانی تسکین حاصل کی اور یہ دعا کی کہ اللہ میرے پیارے، ناصر اور رفیع کی قربانیوں کو قبول فرما اور انہیں موت کی تنگ راہ سے گزارے بغیر ابدالآباد کی زندگی عطا فرما اور اسی دنیا میں انہیں اہل بقا میں شمار فرمالے اور مجھے یہ خیر کی بھیک عطا کر کہ میں انہیں اپنے سینہ سے لگا کر ان کی پیشانی کو بوسہ دوں اور اپنے دل کی پیاس بجھاؤں'

(31.03.1986)

ہمارے ساتھی اسیر ساہیوال برادرم نثار احمد صاحب کا خط ملا تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کیفیت یوں بیان فرمائی:

'آپ کا جیل سے لکھا ہوا محبت بھرا پر خلوص خط اس وقت میرے سامنے ہے اور فرط جذبات سے آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی ہیں۔ یوں تو ہر دم آپ بھائیوں کا خیال دل میں پھانس کی طرح اٹکا رہتا ہے مگر جب کسی کے خط میں آپ کا ذکر آئے یا کسی اسیر راہ مولا کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ملے تو دل میں ایک طلاطم برپا ہو جاتا ہے' (03.03.1985)

خاکسار کے نام حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دل کا حال ان الفاظ کا لبادہ اوڑھ کر بیان فرمایا:

'راہ مولا کے اسیروں کے خطوط میرے دل پر اتنا گہرا اثر کرتے ہیں کہ جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ میرا دل آپ سب کے لئے بہت دُکھی ہے اور جان کو فکر لگا رہتا ہے۔ آپ کے مجبور، غمزدہ، ترساں عزیزوں کے خیال سے اور بھی زیادہ غمناک ہو جاتا ہوں اور آپ سب کے لئے اور آپ کے سب عزیزوں کے لئے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔

اللہ مجھے آپ کی طرف سے کوئی مزید صدمہ نہ دکھائے اور پہلے غموں کو بھی اس طرح زائل فرمادے گویا وہ کبھی تھے ہی نہیں۔ اللہ ہر آن آپ پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارشیں برساتا رہے اور آپ کے کانوں میں "نہ ڈرو قریب ہوں میں" کی پیار بھری سرگوشیوں کے رس گھولتا رہے۔' (08.01.1984)

مکرم رانا نعمت اللہ صاحب اسیر راہ مولا ضلع ہزارہ کو لکھا:

'مکرم مرزا صاحب کا خط پڑھتے پڑھتے دل پر جو گزری وہ ناقابل بیان ہے۔ ایک طرف رب کریم کے اس احسان عظیم پر دل میں حمد و شکر کے جذبات طلاطم برپا کرنے لگے۔ دوسری طرف آپ کی تکالیف کا احساس میرے دل پر درد کے برچھے چلانے لگا۔ اپنے مولا کے حضور بہت تڑپنے اور بہت دعائیں کرنے کی توفیق ملی، بہت ہی دل چاہا کہ راہ مولا میں دُکھ اٹھانے والوں کو، ان میں سے ایک ایک کو گلے لگا کر ان کی پیشانیوں پر الٰہی محبت کے بوسے دوں اور میری آنکھیں ان کے دیدار سے خیرہ ہوں۔' (08.11.1984)

جب حضور کے خطوط ہمیں ملتے

جب حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے خطوط ہمیں ملتے تو قلب و روح اور دل و دماغ کے علاوہ جسم میں بھی بے پناہ قوت اور توانائی کا احساس ہوتا چنانچہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ 3 جنوری 1985ء کو مجھے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا اپنے دست مبارک سے لکھا ہوا سب سے پہلا خط موصول ہوا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ نامہ مبارک پڑھ کر طبیعت میں ناقابل بیان اضطراب پیدا ہو گیا اور اس خط کی سطروں میں، اس کے الفاظ اور حروف میں پیارے آقا کی درد بھری تصویر یں نظر آئیں اور آپ کے جذبات کی موجزن لہریں نظر

آئیں، آپ کے تڑپنے اور ہنڈیا کی طرح اُبلنے کی آوازوں نے بے چین کر کے رکھ دیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان تصورات کی وجہ سے اس رات نیند قریب آنے کا نام نہ لیتی تھی اور باوجود جنوری کے جاڑے کے گرمی محسوس ہوتی رہی۔ میرے تو کبھی تصور میں نہ آیا تھا کہ میں اس لائق ٹھہروں گا کہ خلیفہ وقت اپنے قیمتی ترین لمحات میں سے وقت نکال کر خاص طور پر مجھے اس قسم کے خطوط سے نوازیں گے اور ڈھیروں ڈھیر نہایت درجہ پیار اور پرسوز دعاؤں سے نوازیں گے۔ حضور اقدس کے الفاظ ملاحظہ ہوں جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکرم تنویر احمد صاحب قریشی ابن مکرم ناصر احمد صاحب قریشی کے نام لکھے ہوئے ایک خط میں سے لئے گئے ہیں:

میرے پیارو! میرے دل کی کیفیت ناقابل بیان ہے۔ مجھ میں طاقت نہیں کہ تم میں سے ہر ایک کو الگ الگ خط لکھوں اور وہ سب کچھ بیان کروں جو میرے دل پر گزر رہی ہے۔ جیسے تپتے ہوئے لوہے پر گرا ہوا پانی کا ایک قطرہ ایک عجیب آواز پیدا کرتا اور بھاپ بن کر اڑ جاتا ہے۔ آپ کی اور دوسرے راہ مولیٰ میں دکھ اٹھانے والوں کی ہر یاد میرے دل سے غبار بن کر اٹھتی ہے۔

(مکتوب 11.03.1986)

خطبات اور خطابات میں تذکرہ

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ہر سال متعدد مرتبہ جلسہ سالانہ کا موقع ہو یا عید کا یا کوئی اور اہم موقع ہو، اسیران راہ مولیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور ایسے پیار سے کہ آپ کے الفاظ سن کر حاضرین تڑپ اٹھتے تھے۔ مثلاً حضرت اقدس نے خطبہ جمعہ فرمودہ 19 جون 1987ء میں اسیران راہ مولیٰ کے حالات بتاتے ہوئے تحریک فرمائی تھی کہ:

'ان کو دعاؤں میں یاد رکھنا ہمارا فرض ہے۔ ان کے ذکر کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ اپنی محافل میں بھی، اپنے دیگر مشاغل میں بھی ذکر کے ذریعہ ان کو زندہ رکھیں اور دعاؤں کے ذریعہ ان کی مدد کرتے رہیں کیونکہ وہ ہم سب کا فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں، ہم سب کا بوجھ اٹھا رہے ہیں۔ اللہ ان کی مدد فرمائے اور ان کی مشکلات کو جلد تر دور فرمائے اور ان کے لواحقین کا بھی حافظ و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔'

(مکتوب 14.03.1986)

ایک اور موقع پر حضور نے ہمارے حالات بڑی تفصیل سے بیان فرمائے جو رجسٹر غیر مطبوعہ خطبات 1986ء مرتبہ مکرم سید طاہر محمود ماجد صاحب میں محفوظ ہیں۔ ذیل کے یہ الفاظ اسی خطبہ میں سے لئے گئے ہیں:

'یہ تو ہیں ہمارے مصیبت زدگان بھائی۔ جن کو عام اصطلاح میں مصیبت زدگان ہی کہا جاتا ہے لیکن مذہبی اصطلاح میں یہ وہ خوش نصیب ہیں جنہیں خدا نے ابدی زندگی کیلئے چن لیا ہے۔ یہ وہ خوش نصیب ہیں جو ادب ہاانسب انسانوں میں قسمت کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں اور قسمت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ ان کی پیدائش پر بھی اللہ کے پیار کی نظریں پڑتی ہیں ان کی موت پر بھی اللہ کے پیار کی نظریں پڑتی ہیں جو خود بھی مبارک بنائے جاتے ہیں اور جن کے وجود اپنے ماحول کو بھی مبارک کر دیتے ہیں۔ جن کے خاندانوں پر نسلاً بعد نسلٍ اللہ کے پیار کی رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں اور خدا کی بیشمار برکتیں ان کے گھر بار پر برستی ہیں۔ یہ وہ خوش نصیب لوگ ہیں جو کامل طور پر راضیۃ مرضیۃ کی حیثیت سے خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو اور ان کی اولادوں کو بھی جہاں تک جماعت کو توفیق ہے لازماً وہ ان کے تمام پسماندگان کا بہترین خیال رکھے گی۔'

اسیران کی دلداری

اسیران کی دلداری کی خاطر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ طرح طرح سے بہانے ڈھونڈتے رہتے، کبھی اپنے ہاتھ سے خطوط تحریر فرماتے تو کبھی دیار مغرب سے جانے والوں کو اپنا پیامبر بنا کر ہمارے پاس بھجواتے، کبھی چاکلیٹوں کے تحائف آتے تو کبھی خاص اپنے باغ کے آم ارسال فرماتے۔ کوئی عید ایسی نہ گزرتی کہ آپ کی طرف سے عیدی نہ آتی، پھر آپ کی یہ عیدی صرف ہمارے لئے ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کا فیض عام قیدیوں تک بھی پہنچتا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ خوشی کے ان مواقع پر غریب اور بے سہارا قیدیوں کے لئے بنیادی ضرورت کی اشیاء پر مشتمل پیکٹ بنا کر بھجواتے اور انہیں بھی عید کی خوشی میں شریک کر لیتے۔ غرضیکہ پیارے آقا ہر ممکن طور پر ہماری دلداری کی کوشش فرماتے مگر ایک روز تو عجیب واقعہ ہوا اور وہ یہ کہ صبح ہی صبح جب کہ ابھی ملاقات کا سوال ہی پیدا نہ ہو سکتا تھا اچانک ہماری ملاقات کا پیغام آ گیا۔ اس وقت خاکسار اپنے ساتھی مکرم رانا نعیم الدین صاحب کے ساتھ سزائے موت وارڈ میں تھا۔ جہاں پر کہ لواحقین سے ملاقات پر بہت سختی ہوتی ہے۔ ہم اس پیغام کے آنے پر سوچ ہی رہے تھے کہ یہ کون صاحب ہو سکتے ہیں جو اتنی صبح تشریف لے آئے ہیں کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری محترم محمد اسلم منگلا صاحب ایک دو مقامی دوستوں کے ہمراہ ہمارے پاس پہنچ گئے۔ ان کے پاس تلی ہوئی مچھلی کے گرم گرم لفافے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ مچھلی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی ارشاد پر ہمیں پہنچانے کے لئے وہ آئے ہیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس سے پہلی شام حضور اقدس کسی دعوت میں مدعو تھے جہاں دستر خوان پر تلی ہوئی مچھلی بھی چنی گئی تھی، اسے دیکھ کر پیارے آقا جن کے دل پر ہر وقت ہمارا خیال قبضہ کئے رہتا تھا کا دل بھر آیا اور آپ سے رہا نہ گیا۔ آپ نے فوراً بذریعہ فون ربوہ یہ ہدایت دی کہ ہمیں بھی ایسی ہی گرم گرم مچھلی کھلائی جائے جس کی تعمیل میں ہمیں مچھلی پہنچانے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب خود تشریف لائے۔

پہلی بتانے اسیری کی بات ہے کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہایت قیمتی خوبصورت اور مزیدار قالینوں کا تحفہ بھجوایا۔ جس پر خاکسار نے شکریہ کے چند الفاظ لکھے اس کا حضور کی طرف سے نہایت پیار بھرا عارفانہ جواب ملا کہ:

'کبھی کسی نے "موت" کی سزا پانے والوں کو بھی "قالین" کا تحفہ بھجوایا ہے؟ یہ تو دیوانہ پن ہے۔ مگر وہ جو "زندگی کی جنت ور کوٹھری" میں مقید ابدی زندگی کے سزاوار ٹھہرائے گئے ہیں میں انہیں کیوں خوبصورت قالینوں کا تحفہ بھیج کر اس عزم اور یقین کا اظہار نہ کروں کہ تم موت کے لئے نہیں ہمیشہ کی زندگی کے لئے چنے گئے ہو۔'

(31.05.1986)

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ہماری دلداری یوں بھی فرماتے کہ دنیا بھر میں جماعت کو ملنے والی ترقیات، فتوحات اور کامیابیوں کو اسیران کی قربانیوں کی طرف منسوب فرما دیتے، چنانچہ اس امر کا اظہار آپ نے اپنے متعدد خطبات، خطابات اور خطوط میں فرمایا ہے۔ خاکسار کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

'آپ اور عزیزم نعیم الدین کے خطوط موصول ہوئے۔ یہاں پر جو فضلوں کی بارشیں ہو رہی ہیں۔ ان میں آپ کی قربانیوں کا بڑا دخل ہے۔ بالواسطہ دخل ہے۔ آپ لوگوں کی جو عمر عزیز ہے۔ ہرگز اس کا لمحہ بھی ضائع نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جو اجر عطا فرمائے گا وہ لامتناہی ہوں گے اس کے مقابل پر تکلیف کچھ بھی نہیں ہوگی۔' (محررہ 11.11.86)

اسیران کی رہائی پر جشن تشکر

جوں جوں اللہ کی تقدیر ہماری رہائی کا وقت قریب لا رہی تھی، ہمارے پیارے آقا کو بھی آسمانی اشاروں سے اس کا عرفان ہوتا جا رہا تھا۔ ہماری رہائی سے کچھ عرصہ قبل حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی ہمشیرہ محترمہ ناصرہ پروین صاحبہ کے نام اپنے خط میں یوں نوید مسرت سنائی کہ:

'آپ نے اپنے بھائی عزیزم الیاس کے بارہ میں جن پرخلوص جذبات کا اظہار کیا ہے خدا ان کو جلد پورا فرمائے اور ایسی صورت نکل آئے کہ آپ سب کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اب تو مجھے بھی اپنے یوسف کی تھوڑی تھوڑی خوشبو آنے لگی ہے اور اب اس کی رہائی کا وقت قریب آ رہا ہے۔ خدا ایسا ہی کرے۔' (مکتوب 26.2.93)

اور پھر ٹھیک ایک سال کے اندر اندر ہماری رہائی کا خوشیوں سے معمور لمحہ آن پہنچا تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ آپ نے بے اختیار اور دیوانہ وار اس کا اظہار فرمایا۔ کبھی ایم ٹی اے کی کلاسز میں، کبھی مسجد فضل لندن میں نہایت جذباتی خطاب فرما کر اور تمام حاضرین میں اپنے دست مبارک سے مٹھائی بانٹ کر، کبھی اسیران کو براہ راست فون کر کے تو کبھی انہیں اپنے قلم سے مبارکباد کے خطوط تحریر فرما کے۔ غرضیکہ کئی ہفتوں، مہینوں بلکہ سالوں تک ہر جلسہ، ہر محفل اور ہر موقع پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ وفور جذبات اور خوشی سے تمتماتے چہرہ کے ساتھ اللہ کی حمد و ثناء کے گیت گاتے ہوئے جشن تشکر مناتے رہے۔ رہائی کے دو روز بعد خاکسار کی اہلیہ کو مبارکباد کا خط لکھتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

'اس دن تم سے اچانک فون پر بات کر کے بہت خوشی ہوئی۔ ... ہم سب تمہاری خوشیاں اپنے دلوں میں بسائے مزے کر رہے ہیں۔ ایک نشہ کی سی کیفیت طاری ہے۔ وہ دس سال افسانہ ہو گئے جب ہموں کو سینے سے لگائے ہوئے تھے۔ فون کے ذریعہ تمہاری گھر لگنے والی مجالس میں شریک ہو کر یوں لگتا تھا کہ میں بھی وہیں تم سب کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں، لیکن اس طرح کہ تم میں سے کسی کو بھی اٹھنے کی تکلیف نہیں دی۔

ضروری نوٹ۔ اب جو بیٹا پیدا ہو اس کا نام رستگار احمد رکھنا۔' (19.03.1994)

اس عالمگیر جشن تشکر کا مختصر سا حال خاکسار نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا تو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے فرمایا:

'آپ نے جن خیالات کا اظہار اپنے خط میں کیا ہے بعینہٖ یہی کیفیت ہے۔ انسان کے ہاتھوں انسان کے قید ہونے کی تاریخ میں اور پھر اس کی رہائی میں ایسا واقعہ کہیں نہیں ہوا کہ ساری دنیا سے لوگوں کو پہلے قید پر غم لگا ہو اور پھر رہائی کی خوشیاں منائی ہوں۔ یہ سب اللہ کا احسان ہے۔'

(08.05.1994)

غرضیکہ اسیری کے دس سالوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور الطاف کی فہرست بے حد طویل ہے۔ اور ان میں سے ہر پہلو کا مختصر تذکرہ اس سے بھی طویل تر ہے۔ ان باتوں کا تذکرہ چلتا رہے گا ان شاء اللہ وباللہ التوفیق۔ اس موقع پر اوپر بیان کئے گئے امور کے حوالے سے خاکسار قارئین کی خدمت میں درخواست دعا کرے گا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو اعلیٰ علیین میں، اپنے محبوب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے خاص قدموں میں جگہ عطا فرمائے اور ہمیں اپنے فضل سے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، جن باتوں کی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے توقع کی تھی ان میں ہم پورا اترنے والے ہوں اور آخری سانس تک خدمت دین کی ایسی توفیق سے سرفراز فرمائے رکھے جو اللہ کے ہاں قبولیت کا درجہ پائے۔ آمین۔

●●●●●●●

سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ
کے دور مبارک کی آخری تحریک
غریب بچیوں کی باعزت رخصتی کیلئے
مریم شادی فنڈ
کیا آپ نے اس میں حصہ لیا ہے اگر نہیں تو آج ہی اپنی
جماعت کے سیکرٹری مال سے رجوع کریں۔ جزاکم اللہ۔
ناظر بیت المال آمد قادیان

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 چینگولین کلکتہ 70001
دکان 248-5222,248-1652,243-0794
رہائش 237-0471,237-8468

''وقف نو'' خلافت رابعہ کی ایک عظیم تحریک

از- مظفر احمد فضل قادیان

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا دور خلافت اسلامی کی تاریخ میں اسلام کی ترقی کا وہ تابناک دور ہے کہ آپ کے بابرکت دور میں اسلام ترقی کی منازل حیرت انگیز طور پر طے کرتے ہوئے غلبہ کی راہ پر گامزن ہوا۔ آپ وہ موعود خلیفہ تھے جن کے اسم گرامی کا ذکر اسلامی لٹریچر میں بطور پیشگوئی درج ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ:-

''مہدی موعود کے فرزندوں میں سے ایک نام طاہر بھی ہوگا۔''

(ملاحظہ ہو کتاب النجم الثاقب صفحہ ۲۱۴ مؤلفہ ثقۃ الاسلام مرحوم حاجی میرزا حسین محمدی نوری ناصر انتشارات علمیہ اسلامیہ مطبوعہ ایران بحوالہ اخبار بدر ۲۶ فروری ۱۹۹۳ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۱۵ء کی ایک تقریر میں احمدیہ جماعت کی آئندہ ہونے والی حیرت انگیز ترقیات کا ان الفاظ میں فرمایا تھا -

''ہماری جماعت کی ترقی کا زمانہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت قریب آگیا ہے اور وہ دن دور نہیں ہے کہ افواج در افواج لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ مختلف ملکوں سے جماعتوں کی جماعتیں داخل ہوں گی۔ اور وہ زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے دیکھو میں آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہی ہوگا۔ جسکے زمانہ میں فتوحات ہوں گی۔ وہ اکیلا سب کو نہیں سکھا سکے گا تم ہی ان کے معلم ہو گے۔ پس اس وقت تم خود سیکھو تا ان کو سکھا سکو۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ تم دنیا کے پروفیسر بنا دئے جاؤ۔ اسلئے تمہارے لئے ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ تم خود پڑھو تا آنے والوں کیلئے استاد بن سکو۔ (انوار خلافت دسمبر ۱۹۱۵ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تحریک ''وقف نو'' خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کی مظہر دار ہے۔ کیونکہ حضور پر نور نے اس وقت اس کا آغاز فرمایا جب کہ ابھی افق احمدیت پر فوج در فوج لوگ جماعت احمدیہ اسلامیہ میں داخل ہونے کے آثار بھی ظاہر نہیں ہوئے تھے لیکن خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ عنقریب احمدیت کا آفتاب نصف النہار پر چمکنے والا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل ہوں گے اور خدا تعالیٰ نے ان سعید روحوں کی تعلیم و تربیت کیلئے تحریک وقف نو کے ذریعہ اسکی بنیاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے

بالہام الٰہی ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو تحریک ''وقف نو'' کا اجراء فرمایا۔ اس بابرکت تحریک کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

''میں نے سوچ کر ساری جماعت کو میں اس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں ہم روحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دعوت الی اللہ کے ذریعہ، وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کر دیں۔ اور یہ دعا مانگیں کہ اے خدا ہمیں ایک بیٹا دے لیکن اگر تیرے نزدیک بیٹی ہی ہونا مقدر ہے تو ہماری بیٹی بھی تیرے حضور پیش ہے۔ ماں کے پیٹ میں جو کچھ بھی ہے تیرے حضور پیش ہے۔ یہ دعا مانگیں کریں اور والد بھی ابراہیمی دعائیں کریں کہ اے خدا ہمارے بچوں کو اپنے لئے قبول کرلے تیرے ہو کر رہ جائیں اور آئندہ صدی میں ایک عظیم الشان واقفین بچوں کی فوج ساری دنیا سے اس طرح داخل ہو رہی ہو کہ وہ بچانے آزاد ہو رہی ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کی غلام بن کے اس صدی میں داخل ہو رہی ہو۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہم خدا کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں۔ اور اس وقف کی شدید ضرورت ہے آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا ہے وہاں لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں۔ جو محمد رسول اللہ ﷺ کے خدا کے غلام ہوں۔ واقفین زندگی چاہئیں کثرت کے ساتھ اور ہر طبقہ زندگی سے واقفین زندگی چاہئیں ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء)

اس بابرکت وقف کے بارہ میں حضور رحمہ اللہ نے یہ تحریک فرمائی کہ والدین سنت ابرار کے مطابق اولاد کی پیدائش سے قبل ہی اپنے ہونے والی اولاد کو وقف کرنے کی نیت کرلیں اور دعائیں کریں اور اس غرض سے حضور کو اپنے ارادہ و نیت سے بھی اطلاع دیں۔ حضور نے فرمایا:-

''انبیاء کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنا سب کچھ دینے کی خاطر یہ سوچتے ہوئے کہ ہم اور کیا دیں اور کیا دیں اپنی اولاد یں بھی پیش کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ابھی اولاد پیدا بھی نہیں ہوتی کہ وہ پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ ابرار کی بھی یہ سنت ہے انبیاء کے علاوہ جیسے حضرت مریم کی والدہ نے یہ التجاء کی خدا سے: رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (سورۃ آل عمران آیت ۳۶) کہ اے میرے رب جو کچھ بھی میرے بطن میں ہے [illegible]

نہیں کیا چیز ہے لڑکی ہے کہ لڑکا ہے اچھا ہے یا برا ہے۔ مگر جو کچھ ہے میں تجھے دے رہی ہوں۔ فَتَقَبَّلْ مِنِّي مجھ سے قبول فرما۔ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ تو بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ بہرحال یہ دعا حضرت مریم کی والدہ جو آل عمران سے تھیں کی خدا تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں آئندہ نسلوں کیلئے محفوظ کرلیا اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اپنی اولاد کے متعلق اور دوسرے انبیاء کی دعائیں اپنی اولاد کے متعلق یہ ساری قرآن کریم میں محفوظ فرمائیں۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء)

حضور کی اس تحریک پر جماعت نے والہانہ لبیک کہا اور اپنی ہونے والی اولاد کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے لگے اور خدا تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں جماعت کی اس وقف کی قربانی کو اس رنگ میں شرف قبولیت بخشا کہ بہت سے ایسے ماں باپ جن کو اولاد نہیں ہوتی تھی اس وقف کی نیت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انکو اولاد سے نوازا جن کے ہاں صرف لڑکیاں ہوتی تھیں اللہ تعالیٰ نے اُن کو نرینہ اولاد سے نوازا۔ دراصل ''وقف نو'' کی تحریک کا مقصد ایسے پاکیزہ اعلیٰ اسلامی اخلاق سے مزین متقی دیندار بچوں کی فوج تیار کر کے خدا کی راہ میں وقف کرنا ہے جو دین کے سچے خادم بنیں۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا۔-

''واقفین کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔ ان کے سامنے ایسی حرکتیں نہ کریں جن کے نتیجے میں ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں پوری توجہ ان پر اس طرح دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کیلئے تیار کیا جارہا ہو۔'' (خطبہ جمعہ 1/12/89)

جن والدین نے اس بابرکت تحریک میں اپنے بچوں کو وقف کیا ان والدین ان خاندانوں میں انقلاب انگیز اخلاقی و روحانی تبدیلیاں پیدا ہونی شروع ہوگئیں۔ انہیں اپنے آپ کو بدلنا پڑا۔ گھروں میں نمازوں کی پابندیاں ہونے لگیں۔ اخلاق و اطوار سدھرنے لگے۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ ہمارے وقف والے بچوں کو ہم ایسا تیار کر کے خدا کی راہ میں دیں کہ خدا تعالیٰ اُن کو قبول فرمالے۔ اور ہدایت بھی یہ تھی کہ اپنے گھروں کو اپنے ماحول کو ایسا پرسکون اور محبت بھرا بنائیں کہ بچے فارغ وقت میں گھر سے باہر گذارنے کے بجائے ماں باپ کی صحبت میں گذارنا پسند کریں ایک دوستانہ ماحول ہو۔ بچے کھل کر ماں باپ سے سوال بھی کریں اور ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہر قسم کی باتیں کرسکیں۔ اسلئے ماں باپ دونوں کو حال قربانی دینی پڑے گی۔ جو عہد اپنے رب سے والدین نے باندھا ہے اس عہد کو پورا کرنے کیلئے بہرحال والدین نے بھی قربانی دینی ہے۔

ان پاکیزہ بچوں کی پاکیزہ فوج کو تیار کرنے کیلئے جو لائحہ عمل حضور رحمہ اللہ نے جماعت کو دیا مختصر خاکہ حضور کے ہی خطبات سے اخذ کر کے ذیل میں دیا جاتا ہے۔

والدین اپنے بچوں کی تربیت سے کبھی غافل نہ ہوں اپنے اندر سچائی پاکیزگی پیدا کریں۔

☆- بچوں میں سچائی سے پیار اور جھوٹ سے نفرت ہو۔

☆- خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کرائیں۔

☆- نماز سے محبت پیدا کریں۔

☆- قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کی عادت ڈالیں۔

☆- دین کی غیرت اور محبت پیدا کریں۔

☆- واقفین نو بچوں کے معیار زندگی کو دوسروں سے کم نہ ہونے دیں۔

☆- والدین خود اپنی گفتگو میں محتاط ہو جائیں۔

☆- خود بھی دعائیں کریں اور بچوں کو اسکی عادت ڈالیں۔

☆- خلافت سے محبت نظام جماعت کی اطاعت اُن کی گھٹی میں داخل ہو۔

☆- ذیلی تنظیموں اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، ناصرات سے تعلق پیدا کریں۔

☆- آئندہ زندگی میں عظیم قیادت سنبھالنے کیلئے ضروری ہے کہ صداقت کا حسن اور تقویٰ انکا لباس ہو۔

☆- وہ قانع ہوں۔

☆- اُن کے مزاج میں شائستگی ہو۔

☆- وہ دیانت اور وفا کے پتلے ہوں۔

☆- علم و ادب کے بیش قیمت موتی بکھیرنے والے ہوں نہ کہ لغو کہانیوں کے سنگریزے اکٹھے کرنے والے ہوں۔

☆- وہ اسلامی تہذیب کے گلشن اخلاق حسنہ کے پھول چنیں نہ کہ جھوٹ اور بددیانتی کے زہر آلود کانٹے۔

☆- وہ تحمل اور بردباری کا چلتا پھرتا نمونہ بنیں۔

☆- وہ سخت جان جفاکش اور محنتی ہوں۔ اور آرام طلبی سے کوسوں دور۔

☆- انکی بدنی صحت کا خاص خیال رکھا جائے۔

☆ - سلسلہ احمدیہ کے مرکزی اخبارات اور رسائل کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھیں اور جنرل نالج کو بڑھاتے رہیں۔

☆ - کمپیوٹر ٹائپ سیکھیں۔

☆ - اکاؤنٹس، حساب و کتاب کی ٹریننگ لیں۔

☆ - عربی اور اردو کے علاوہ مقامی زبانوں میں بھی مہارت حاصل کریں۔

☆ - وقف نو بچیوں تعلیمی خدمات بجا لانے کیلئے بی ایڈ، ایم ایڈ اور دوسری اعلیٰ تعلیمی ڈگریاں حاصل کریں۔

☆ - لیڈی ڈاکٹر بنیں۔

☆ - کمپیوٹر سپیشلسٹ ہوں۔

☆ - خصوصا روسی، چینی زبانوں میں سب واقفین چوٹی کے ماہر بنیں کیونکہ ہمیں ان کی ضرورت پڑنے والی ہے۔

(خلاصہ از خطبات جمعہ فرمودہ ۳ اپریل ۱۹۸۷ء، ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء، ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء، ۱۸ ستمبر ۱۹۸۹ء، یکم دسمبر ۱۹۸۹ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک مجلس عرفان میں فرمایا کہ حضور کے دل میں اللہ تعالیٰ نے بڑے زور سے یہ خیال ڈالا کہ احمدیت کی آئندہ صدی میں اسلام اور احمدیت کی ترقی کیلئے بے شمار راہیں کھلنے والی ہیں اور اس وقت بے شمار واقفین زندگی کی ضرورت ہوگی۔ جو زندگی کے ہر شعبہ سے منسلک ہو کر ہمہ وقت تبلیغ اسلام میں مصروف ہوں۔ اس عظیم مقصد کے پیش نظر تحریک "وقف نو" خلافت رابعہ کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دنیا بھر کے احباب جماعت نے والہانہ انداز میں بڑے خلوص اور محبت کے جذبے کے ساتھ اپنے جگر گوشوں کو خدا تعالیٰ کے حضور اس عظیم مقصد کیلئے پیش کرنے کی سعادت پائی۔ وہ والدین بڑے خوش نصیب اور قابل رشک ہیں جنہیں سنت ابراہیمی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس عظیم الشان تحریک کے تحت اپنی اولاد کو شامل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ کیونکہ احمدیت کی دوسری صدی میں یہی بچے بڑے ہو کر تبلیغ اسلام کیلئے دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائیں گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو پھیلانے اور اسلام کے جلال اور شان کے اظہار کیلئے کام کرنے والے ہوں گے۔ خلافت رابعہ کی عہد آفرین انقلاب انگیز روحانی تحریک "وقف نو" کی وجہ سے جماعت احمدیہ آج اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں و رحمتوں کی وارث بنتی چلی جا رہی ہے۔ جو تحریک ۱۹۸۷ء میں ایک نرم سی کونپل بن کر ابھری تھی وہ آج ایک تناور درخت بن چکی ہے۔ قریب ہے کہ اس شجر سایہ دار سے تمام دنیا کی قومیں آرام یافتہ ہوں گی اور یہی چھوٹے چھوٹے پیارے واقفین بچے دنیا کی روحانی تشنگی کو سیراب کریں گے۔

خلافت رابعہ کی یہ بابرکت تحریک اب بھی جاری و ساری ہے اور ترقی کی راہوں پر گامزن ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقف نو کے اعداد و شمار بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

"تحریک وقف نو اس وقت تک ابھی تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلسل لوگ اپنے بچوں کو وقف نو کیلئے پیش کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک کل تعداد ۲۶۳۳۱ ہو چکی ہے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عظیم سلوک ہے جماعت کے ساتھ۔ کیونکہ لڑکوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ باوجود اسکے کہ نسبت جیسے اب عمومی دنیا میں دیکھا جائے اور ملکوں کا جائزہ بھی لیا جائے تو نسبت اس طرح نہیں ہوتی لیکن واقفین نو لڑکوں کی تعداد ۱۷۶۸۰ ہے اور لڑکیوں کی ۸۶۳۱ ہے" (خطبہ جمعہ جرمنی ۲۲ راگست ۲۰۰۳ء)

پس آج دنیا میں جو انقلابات ہو رہے ہیں اور اسلام و احمدیت کے حق میں جو ہوائیں چل رہی ہیں ایکے پیش نظر تحریک وقف نو وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ نے اپنی رحمانیت کے تحت ضرورت کے وقت اس تحریک کو خلافت رابعہ میں جاری فرمایا۔

بھارت میں وقف نو کی سرگرمیاں: اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھارت کے احمدی احباب نے بھی اس بابرکت تحریک پر والہانہ لبیک کہا اور اب تک تقریباً تیرہ سو ۱۳۰۰ بچے بچیاں اس عظیم الشان تحریک کے تحت وقف کئے۔ اور حضور کے بیان فرمودہ ارشادات کے مطابق ان کی تربیت کر رہے ہیں۔ قادیان میں باقاعدہ ایک مرکزی دفتر قائم ہے جو پورے ہندوستان میں حضور انور کے ارشادات اور تعلیم و تربیت کے پروگرام مرتب کر کے واقفین کی راہنمائی کر رہا ہے۔ اور ہندوستان کی جماعتوں میں سیکرٹریان وقف نو مقامی اور صوبائی مقرر کئے گئے ہیں جو ان بچوں کی تربیت کی نگرانی کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ اب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تحریک کو مضبوط اور فعال بنانے کیلئے ایک نیشنل کمیٹی مقرر فرمائی ہے۔ جسکے درج ذیل ممبران ہیں۔

1. حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ - چیئرمین کمیٹی وقف نو بھارت
2. محترم مولانا محمد نسیم خان صاحب - نیشنل سیکرٹری وقف نو بھارت
3. محترم ناظر صاحب اصلاح و ارشاد - ممبر
4. محترم ناظر صاحب تعلیم - ممبر
5. محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت - ممبر
6. محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت - ممبر
7. محترم وکیل اعلیٰ صاحب تحریک جدید - ممبر

اس کمیٹی کے تحت بھارت کی جماعتوں میں بھی کمیٹیاں وقف نو مقرر کی گئی ہیں۔

1. محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ مقامی - صدر کمیٹی
2. محترم سیکرٹری صاحب وقف نو مقامی - ممبر
3. محترم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مقامی - ممبر
4. محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مقامی - ممبر
5. محترم مبلغ صاحب مقامی - ممبر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خاص شفقت والتفات سے بھارت کے صوبوں میں صوبائی اجتماعات وقف نو منعقد کئے جا رہے ہیں۔ اب تک درج ذیل صوبوں میں صوبائی اجتماع وقف نو منعقد کئے گئے ہیں

(۱) صوبہ کشمیر (۲) صوبہ تامل ناڈو (۳) صوبہ کرناٹک (۴) قادیان۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان عظیم بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سب فانی اک وہی ہے باقی آج بھی ہے جو کل ایشر تھا

﴿کلام حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ﴾

آپنے دیس میں اپنی بستی میں اک اپنا بھی تو گھر تھا
جیسی سندر تھی وہ بستی ویسا وہ گھر بھی سندر تھا
دیس بدیس لئے پھرتا ہوں اپنے دل میں اُس کی کتھائیں
میرے من میں آن بسی ہے تن من دھن جس کے اندر تھا
اُس کی دھرتی تھی آکاشی اُس کی پرجا تھی پرکاشی
جس کی صدیاں تھیں متلاشی، گلی گلی کا وہ منظر تھا
کرتے تھے آ آ کے بسیرے پنکھ پکھیرو شام سویرے
پھولوں اور پھلوں سے بوجھل، بوٹوں کا ایک ایک شجر تھا
اُس کے نَمروں کا چرچا جاجا۔ دیس بدیس میں ڈنکا باجا
اُس بستی کا پریتم راجا۔ کرشن کنھیا مرلی دھر تھا
چاروں اور بجی شہنائی۔ بھجنوں نے اک دھوم مچائی
رُت بھگوان ملن کی آئی۔ پریتم کا درشن گھر گھر تھا
گوتم بدھا بُدھی لایا۔ سب رشیوں نے درس دکھایا
عیسیٰ تیرا مہدی آیا جو سب نبیوں کا مظہر تھا
مہدی کا دلدار محمدؐ ہے نبیوں کا سردار محمدؐ
نورِ نظر سرکار محمدؐ جس کا وہ منظور نظر تھا
ہیں سب نام خدا کے سندر۔ واہے گرو اللہ اکبر
سب فانی اک وہی ہے باقی آج بھی ہے جو کل ایشر تھا

☆☆☆

ضروری اعلان

جملہ امراء، صدر صاحبان اور مبلغین کرام کی آگاہی کیلئے اعلان ہے کہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے وصیت کے تعلق سے ضروری ہدایت موصول ہوئی ہے۔ [illegible] جماعت کو نظام وصیت کی آگاہی کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "الوصیت" کا [illegible] کتاب مرکز سے یا وکالت اشاعت لندن سے براہ راست منگوا سکتے ہیں۔ (منیر الدین شمس لندن)

نونیت جیولرز
NAVNEET JEWELLERS
الیس اللہ بکاف عبدہ
Manufacturers of :
All Kinds of Gold and Silver Ornaments
احمدیہ بھائیوں کیلئے خاص تحفہ یہاں
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں بھی دستیاب ہیں
Main Bazar Qadian (Pb.) Ph. (s) 220489 (R) 220233

مثیلِ مسیحؑ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

﴿قریشی محمد فضل اللہ﴾

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت وجود در حقیقت اس زمانے میں صحف سابقہ اور بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کے مطابق موعود مسیح و مہدی اور موعود اقوام عالم کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپؑ جہاں تمام انبیاء کے مثیل تھے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کلی مشابہت آپؑ میں پائی جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بجسم عنصری دوبارہ آمد کے عیسائی تو قائل تھے ہی بعض غلط فہمیوں کی بناء پر مسلمانوں میں بھی یہ عقیدہ راسخ ہوتا چلا گیا۔ جبکہ قرآن مجید اور احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے متعدد صریح دلائل پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ابن مریمؑ کے نزول کے متعلق احادیث میں واضح اور پیشگوئیاں بھی موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ مومنوں کی مثال مریم علیہا السلام سے دیتا ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نیکیوں کے حصول اور برائیوں سے بچنے میں ایک خاص مثال قائم کی ہے۔ احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آخری زمانے میں کئی دجال آئیں گے اور ہر دجال کے مقابلہ کے لئے ایک عیسیٰ بھی آئیگا یعنی ابن مریم کی صفات رکھنے والے کئی وجود ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں آنے والے ایک ایسے شخص کی بشارت دی جو مہدی بھی ہوگا اور مسیح بھی۔ اور وہ وہی عیسیٰ نہیں ہوں گے جو مریمؑ کے بطن سے دو ہزار سال قبل پیدا ہوئے۔ بلکہ ان کے متعلق پھیلائے جانے والے غلط عقیدوں کو ختم کرنے والے ہونگے۔ چنانچہ احادیث میں لکھا ہے والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم (بخاری)

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ابن مریم نازل ہوگا اور تمہارے ہر ایک مختلف فیہ کا عدالت کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور باطل پرستوں کو الگ اور حق پرستوں کو الگ کر دے گا وہ اسی حکم ہونے کی وجہ سے صلیب کو توڑے گا اور سوروں کو ماریگا اور روز کے جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔ تمہارا اس دن کیا حال ہوگا جس دن ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے وہ تمہارا ہی ایک امام ہوگا اور تم میں سے ہی (اے امتی ہو کر) پیدا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود بنا کر بھیجا آپ اس زمانہ کے مجدد بھی تھے۔ آپ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے انت اشد مناسبة بعیسی ابن مریم و اشبه الناس به خلقا و خلقا و زمانا. یعنی تو عیسیٰ بن مریم سے شدید مناسبت رکھتا ہے بلحاظ خلق اور زمانے کے لحاظ سے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام کے دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے اہم واقعات اور حالات اس کثرت سے دہرائے گئے کہ آپؑ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت تامہ کاملہ ہو گئی۔ جسکا آپؑ نے اپنی متعدد کتب میں تفصیل سے ذکر فرمایا ہے آپ نے اپنی کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں اس کی وضاحت فرمائی اور اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس عاجز نے براہین میں صاف اور صریح طور پر لکھا ہے کہ یہ عاجز مثیل مسیح ہے اور نیز موعود بھی ہے جس کے آنے کا وعدہ قرآن شریف اور حدیث میں روحانی طور پر دیا گیا ہے۔۔۔ 'اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئیگا۔ بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال اور اقبال کے ساتھ بھی آوے۔"

(ازالہ اوہام) صفحہ ۲۵۱

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا" آخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جسکو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دیگا وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دیگا۔ فرزند دلبند گرامی و ارجمند مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء لیکن یہ عاجز ایک خاص پیشگوئی کے مطابق جو خدا تعالیٰ کی مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے مسیح موعود کے نام پر آیا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۰)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں اپنے منجانب اللہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اپنے شامل حال ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(۱۰)" خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائیگا جس میں میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا۔ اور مظہر الحق و العلاء ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔ وتلک عشرة کاملة دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائیگا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلیگا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۸۲)

اگرچہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ میں سے سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بابرکت وجود میں بھی بعض پیشگوئیاں پوری ہوئیں تاہم حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ کے بابرکت وجود میں یہ پیشگوئیاں نہایت واضح طور پر اور بڑی شان سے پوری ہوئی ہیں چنانچہ آپؒ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے ماموریت کے ٹھیک سو سال بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سو سال پہلے کی جانے والی پیشگوئیاں اور سو سال پہلے ہونے والے خاص خاص واقعات بعینہ دہرائے گئے۔ ایسا لگتا ہے کہ دور مسیحیت کا اعادہ اس دور میں ہوا ہے۔ جو نہایت حیرت انگیز اور ایمان افروز ہے جس کی تفصیل میں جانے کا موقعہ نہیں جماعت احمدیہ کی تاریخ اسکی گواہ ہے۔ مجھے اس مضمون میں یہ بیان کرنا ہے کہ ابن مریم سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ کے بابرکت وجود میں جہاں مثیل مسیح حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی مماثلت پائی جاتی ہے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے خاص واقعات اور آپ کی سیرت و صفات کا مکمل ظہور بڑی شان کے ساتھ آپؒ میں پایا جاتا ہے اور یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں کہ مسیح ابن مریم آپ کا ہی وجود باجود ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آپؒ کی پائی جانے والی بعض مشابہات کا اختصار سے ذکر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت مریمؑ والدہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے جب عمران کی ایک عورت نے کہا اے میرے رب جو کچھ میرے پیٹ میں ہے یقیناً وہ میں نے تیری نذر کر دیا (دنیا کے جھمیلوں سے) آزاد کرتے ہوئے پس تو مجھ سے قبول کر لے یقیناً تو ہی بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے

پس جب اس نے اسے جنم دیا تو اس نے کہا اے میرے رب میں نے تو بچی کو جنم دیا ہے جبکہ اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس چیز کو جنم دیا تھا اور نر مادہ کی طرح نہیں ہوتا۔ اور (اس عمران کی عورت نے کہا) یقیناً میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اسے اور اس کی نسل کو راندہ درگاہ شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں پس اس کے رب نے اسے ایک حسین قبولیت کے ساتھ قبول کر لیا اور اسکی احسن رنگ میں نشوونما کی اور زکریا کو اسکا کفیل ٹھہرایا۔

پھر اللہ تعالیٰ مریم کی نیک صفات اور اللہ سے محبت کے ذکر کے بعد اللہ فرماتا ہے کہ یہ غیب کی خبریں ہیں اور تو اس وقت ان کے پاس نہ تھا جب وہ اس امر پر قرعہ ڈال رہے تھے کہ کون مریم کی کفالت کرے گا۔۔۔ اور جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم یقیناً اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک پاک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا دنیا اور آخرت میں وجیہہ اور مقربین میں سے ہوگا۔ اور وہ لوگوں سے کلام کریگا پنگھوڑے میں اور ادھیڑ عمر میں اور پاکبازوں میں سے ہوگا۔۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک خاص پیغامبر ہونے کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نشان لیکر آیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی طرز پر پیدا کرونگا پھر میں اس میں پھونکونگا تو (معاً) وہ اللہ کے حکم سے پرندہ (یعنی طیر روحانی) بن جائیگا اور میں پیدائشی اندھے اور مبروص کو شفا دونگا اور میں اللہ کے حکم سے (روحانی) مردوں کو زندہ کرونگا اور میں تمہیں بتاؤنگا کہ تم کیا کھاؤ گے اور اپنے گھروں میں کیا جمع کرو گے یقیناً اس میں تمہارے لئے ایک بڑا نشان ہے۔۔ اور میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک (بڑا) نشان لیکر آیا ہوں پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو یقیناً اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے پس اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

پس جب عیسیٰ نے ان میں انکار (کا رجحان) محسوس کیا تو اس نے کہا کون اللہ کی طرف (بلانے میں) میرے انصار ہونگے؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے انصار ہیں ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اور تو گواہ بن جا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔۔۔ اور انہوں نے (یعنی مسیح کے منکروں نے بھی) تدبیر کی اور اللہ نے بھی تدبیر کی اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں بہترین ہے۔۔ ان واقعات کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کے ساتھ رفع وفات تطہیر اور غلبہ کے وعدے فرماتا ہے (آل عمران۔ آیت ۳۶-۵۶)

الغرض اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے لیکر وفات تک کے تمام واقعات و حالات کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے اسی طرح کے واقعات و حالات حضور رحمہ اللہ کی زندگی

میں حیرت انگیز طور پر وقوع پذیر ہوئے نہایت اختصار سے اور صرف اشارۃً ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جس طرح عمران کی عورت نے حضرت مریم کو خدا کے لئے وقف کیا اسی طرح حضرت مریم کی والدہ نے اپنے خاوند حضرت عبد لستار ؓ سے بچی بچی مریم کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے کے ساتھ نکاح کر کے وقف کرنے کی بات کی۔ اس طرح مریم کا نکاح مبارک احمد سے ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کے ذریعہ آپ کو نہایت احسن رنگ میں قبول فرمالیا۔ پھر جب آپ بیوہ ہوگئیں تو آپکے والدین کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے لئے بہت دعائیں کیں۔ جب مریم بیگم کی ولادت ہونے والی تھی تو آپ کے والد نے اپنے ایک دوست کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا ہے کہ میں تجھے ایک بیٹا دوں گا مگر جب بیٹی پیدا ہوئی تو آپ کے اسی دوست نے کہا کہ یہ بیٹی ہے ممکن ہے یہ بیٹوں سے بھی بڑھ جائے۔ اور جب اس لڑکی کی شادی حضرت مصلح موعودؓ سے ہوگئی تو اسی دوست (بابا اندر) نے آپ کو مبارک باد دی کہ یہ بیٹی تو سب لڑکوں سے سبقت لے گئی۔ (سیرت ام طاہر صفحہ ۲۶) حضرت مریم کے بیوہ ہونے کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش کے مطابق آپ سے رشتہ ہونے کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے دونوں بھائیوں سے پوچھا لیکن کوئی نہ مانا اور حضرت مریم کا نکاح آپؓ سے ہوگیا اس طرح مریم کی کفالت کے لئے قرعہ کی مشابہت بھی آپمیں پوری ہو گئی۔

(مریم بیگم کی پارسائی اور نیک صفات کی تفاصیل کے لئے سیرت ام طاہرؓ مصنفہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب مرحوم کا مطالعہ فرمائیں)

حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مصلح موعودؓ اور مریم بیگم کو اللہ تعالیٰ نے ایک پاک باطن اور مقرب وجیہہ بیٹے کی بشارت دی جسطرح حضرت عیسیٰ کی والدہ کو دی تھی۔ اس بیٹے نے بھی حضرت عیسیٰ کی طرح دنیا بھر میں شہرت و قبولیت پائی اور ساری دنیا میں اس کا کلام گونجا اور یقیناً آخرت میں بھی اللہ کے مقربین میں شمار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو دیئے جانے والے جن معجزات اور نشانات کا ذکر فرمایا ہے وہ حضور رحمہ اللہ کی زندگی میں نہایت وجہ بڑھ کر شان میں پورے ہوئے جو آسمانی بھی تھے اور زمینی بھی۔ ان میں سے روحانی و جسمانی بیماروں کو شفا دینا' اندھوں کو بینا کرنا' مٹی سے طیور بنا کر ان میں نفخ روح کرنا چنانچہ آپؒ نے روحانی شفا کے ساتھ جسمانی شفا کا نظام ہومیو پیتھی کے ذریعہ گھر گھر قائم فرمادیا۔ "آئی بینک" کے ذریعہ جسمانی اندھوں کو آنکھیں بخشیں اللہ کی طرف سے بڑے بڑے نشان دکھائے اللہ کی عبادت کے قیام اور سیدھی راہ پر چلانے کی بھرپور کوشش کی۔

پھر ایک خاص واقعہ حضرت عیسیٰ کو یہ بھی پیش آیا کہ حاکم وقت نے خاص سازش اور مکر کر کے آپ کو پکڑنے کی کوشش کی اللہ نے اس مکر سے آپ کو محفوظ رکھا اسی طرح آپ نے اللہ کے حکم سے ہجرت کی اور مختلف علاقوں میں پھیلے اور بعینہٖ آپ رحمہ اللہ کے ساتھ بھی یہی واقعات دہرائے گئے اور آپ نے بھی اللہ کے حکم سے ہجرت فرمائی ہجرت کے بعد غیر معمولی ترقیات آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کیں۔ اور دنیا بھر میں آپ کے ماننے والے پھیل گئے۔ آپؑ نے اپنے حواریوں کو من انصاری کہہ کر اپنے کاموں میں مدد کے لئے بلایا بعینہٖ ہجرت کے بعد حضورؒ نے من انصاری کہہ کر احمدی جماعت کو بلایا جس کے جواب میں دنیا بھر میں آپ کے معاون و انصار پیدا ہو گئے۔

حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں کے استفسار پر ایک مائدہ خدا سے مانگا جو بہت محدود پیمانہ پر دیا گیا جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو جو مائدہ دیا گیا وہ ساری دنیا میں آپ کے ماننے والوں اور غیروں کیلئے عید اور خوشی کا باعث بنا جو اولین کیلئے بھی اور آخرین کیلئے بھی ہر معنے کے لحاظ سے مائدہ بنا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بعض پیشگوئیاں استعارۃً پوری ہوئیں۔ جبکہ حضرت مرزا طاہر احمدؒ کی زندگی میں لفظاً و معناً اور عملاً پوری ہوئیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بادشاہت کا وعدہ دیا گیا تھا مگر دنیا کی بادشاہت آپ کو زندگی میں نہ ملی جبکہ کئی بادشاہ آپ رحمہ اللہ پر ایمان لائے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی زندگی میں بہت ہی محدود پیمانہ پر سیاحت کی جبکہ حضور رحمہ اللہ نے دنیا کے تمام براعظموں کی سیاحت فرمائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے محدود پیمانہ پر صرف چند بیماروں کو شفا دی جبکہ حضور رحمہ اللہ کے دست مسیحائی نے عالمی طور پر بہت سے بیماروں کو شفا دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی لوگ غلط عقیدہ کی بناء پر اب تک زندہ مانتے ہیں جبکہ حضور رحمہ اللہ کی لازوال زندگی کے اللہ تعالیٰ نے دنیاوی اور روحانی اسباب پیدا فرمائے اور قیامت تک آپ کو دیکھا اور سنا جائے گا۔ جبکہ حضور رحمہ اللہ نے انعامی چیلنج کے ساتھ حضرت عیسیٰ کی وفات ثابت کر دی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آسمان سے ہونا باطل طور پر تصور کیا جاتا ہے۔ جبکہ حضور رحمہ اللہ کے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے زمین پر نازل ہونے کے ظاہری اسباب بھی پیدا فرمائے اور MTA کے ذریعہ گھر گھر آپ کو اترتے دیکھا اور سنا جا رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی والدہ کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کے ذکر کو ہمیشہ کیلئے قرآن کریم نے محفوظ فرمایا ہے۔ اسی طرح حضور رحمہ اللہ کے ذریعہ بھی ایک نیکی تحریک اللہ تعالیٰ نے جاری فرمائی جو ہمیشہ "مریم شادی فنڈ" کے نام سے آپ کے والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی مثال کے طور پر ہمیشہ زندہ رہے گی۔

جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تورات کی تفاصیل بیان کیں حضور رحمہ اللہ نے قرآنی معارف کے دریا بہا دیئے اور نہ ختم ہونے والا چشمہ جاری فرما دیا۔ الغرض حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی سیرۃ طیبہ ہمہ اقسام کے روحانی پھولوں کا گلستاں ہے۔ آپ کی زندگی میں حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی زندگی کے اہم حالات و واقعات نہایت تفصیل سے دہرائے گئے۔ گویا ہے آپ مثیل مسیح ہی نہیں بلکہ بعینہٖ وہی وجود ہیں آپ کا بچپن جوانی بڑھاپا حتیٰ کہ آپ کے نام میں بھی ابن مریم کی شراکت پائی جاتی ہے یہ مضمون ان تفصیل کا متحمل نہیں ہوسکتا تاہم حصول ثواب و ذکر خیر کے طور پر چند اشارے ہی کر سکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ اور ہمیں آپکے دم مسیحائی سے تا قیامت مستفید فرمائے آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۴ رجولائی ۱۹۴۴ء کو حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ سے اپنے نکاح کا اعلان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دنیا میں بعض اعمال بظاہر متفرق کڑیاں معلوم ہوتے ہیں اور بعض اعمال ایک زنجیر کی طرح چلتے ہیں"۔ آج جس واقعہ کا میں ذکر کرتا ہوں وہ بھی اس زنجیر کی قسم کے واقعات میں سے ہے۔ آج سے 38 سال قبل ایک واقعہ یہاں ہوا تھا۔ ہمارا ایک چھوٹا بھائی جس کا نام مبارک احمد تھا ۱۹۰۷ء میں وہ بیمار ہوگیا۔ اس کی بیماری میں کسی شخص نے خواب دیکھا کہ مبارک احمد کی شادی ہو رہی ہے بعض معبرین کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر ایسے خواب کو ظاہری صورت میں پورا کر دیا جائے، تو بعض دفعہ یہ تعبیر ٹل جاتی ہے۔ اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا آؤ مبارک احمد کی شادی کریں۔ اتفاقاً ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کے گھر سے جو یہاں بطور مہمان آئے ہوئے تھے صحن میں نظر آئے۔ حضرت مسیح موعود نے ان کو بلالیا اور فرمایا ہمارا منشاء ہے کہ مبارک احمد کی شادی کر دیں۔ آپ کی لڑکی مریم ہے آپ اگر پسند کریں تو اس سے مبارک احمد کی شادی کر دی جائے۔ انہوں نے کہا حضور مجھے کوئی عذر نہیں .... میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھ لوں اُن کو اس وقت دو خیال تھے۔ ایک تو اس سے قبل ان کے خاندان کی کوئی لڑکی کسی غیر سید کے ساتھ نہ بیاہی گئی تھی ... دوسرے ڈاکٹر صاحب خود مبارک احمد کا علاج کرتے تھے اور گھر میں بتاتے تھے کہ اُس کی حالت نازک ہے۔ ... ڈاکٹر صاحب کی بیگم نے اُن سے پوچھا اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ایمان کی آزمائش کرے تو کیا آپ پکے رہیں گے۔ (جب انہوں نے ہاں جواب دیا) اس پر والدہ مریم بیگم نے بات بتائی یہ سن کر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اچھی بات ہے اگر مسیح موعودؑ کو یہ پسند ہے تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ مبارک احمد کا نکاح مریم بیگم سے ہوگیا اور چند دن بعد مریم بیگم بیوہ ہوگئیں۔

(سیرت ام طاہر صفحہ ۱۲ تا ۱۳)

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب

فرماتے ہیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یاد نہیں کسی نے ایک پیسہ بھی چندہ دیا ہو اور میں نے اُس کیلئے دعا نہ کی ہو۔ کیا ہی شان ہے حضرت ایک پیسہ دینے والے کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا دیتے ہیں تو ننھی بچی مریم کے چند دن بعد بیوہ ہو جانے پر کس قدر درد سے دعائیں کی ہوں گی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس نے حضرت اماں جان کو وصیت فرمائی کہ "یہ لڑکی اب ہمارے نام کی ہو چکی ہے۔ اب اسے کسی دوسری جگہ نہ جانے دینا بلکہ ہمارے تینوں لڑکوں میں سے ہی کوئی لڑکا اس سے شادی کر لے"۔

(سیرۃ ام طاہر صفحہ ۱۰۲)

حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش تھی کہ مریم کی شادی ہمارے ہی خاندان میں ہوتا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کے خون میں آپؐ کے خادم اور غلام زادے کا خون بھی شامل ہو۔

اس طرح مستجاب الدعوات والدین کے سامنے ننھی بیوہ بچی گھومتی پھرتی کس قدر دعاؤں کو جذب کرتی ہوگی۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دل میں خدا تعالیٰ نے تحریک ڈالی۔ آپؓ فرماتے ہیں "دن کے بعد دن اور سالوں کے بعد سال گزر گئے اور مریم کا نام بھی ہمارے دماغوں سے مٹ گیا"۔

۱۹۱۷ء۔ ۱۹۱۸ء کی بات ہے کہ سیدہ مریم بیگم پر حضرت صاحب کی نظر پڑی جو حضرت اماں جی بیگم صاحبہ کے ہاں آئی ہوئی تھیں۔ حضرت صاحب نے پوچھا یہ لڑکی کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا آپ کی بھاوج مریم بیگم ہیں۔ حضرت صاحب نے معلوم کیا کہ کیا ان کا نکاح ہوگیا ہے تو جواب ملا ہمارے یہاں بیوہ کا نکاح نہیں کرتے ہاں اگر حضرت صاحب کے خاندان میں رشتہ مل جائے گا تو کر دیں گے۔ حضرت صاحب نے اپنے دونوں بھائیوں سے کہا کہ کوئی ان سے رشتہ کر لے لیکن جواب نفی میں ملا۔ تب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کی تعمیل میں ۷ رفروری ۱۹۲۱ء کو اُن سے نکاح کر لیا۔ (سیرۃ ام طاہر صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵)

بابا اندر صاحب جو ہندوؤں سے احمدی ہوئے تھے اور ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کے پاس کام کرتے تھے سناتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا کہ "میں تجھے بیٹا دوں گا"۔ دو اڑھائی ماہ بعد جب بی بی مریم پیدا ہوئیں تو مجھے علیحدہ لے جا کر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ بشارت تو بیٹے کے متعلق تھی لیکن پیدا لڑکی ہوئی ہے شاید مجھے سمجھنے میں غلطی لگی ہے یا یہ الہام آئندہ پورا ہو۔ میں نے کہا ممکن ہے یہ لڑکی لڑکوں سے بھی بڑھ جائے۔ جب محترمہ کی شادی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ہوئی تو میں نے شاہ صاحب کو مبارکباد دی کہ دیکھئے یہ لڑکی تمام لڑکوں سے سبقت لے گئی ہے۔

(سیرۃ ام طاہر صفحہ ۲۶)

خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تصانیف خطبات و خطابات

عبدالوکیل نیاز قادیان

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ذات اقدس بے پناہ خوبیاں اپنے اندر رکھتی تھی۔ آپ ۱۰؍جون ۱۹۸۲ء کو اللہ تعالیٰ کی خاص مشیت اور ارادہ سے خلافت کے روحانی منصب پر فائز ہوئے۔ ایک مذہبی اور روحانی راہنما کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت اور فوج ملائک کی نگرانی میں آپ نے مسلسل ۲۱ سال تک عالمگیر جماعت احمدیہ کی کامیاب قیادت و سیادت فرمائی۔

آپ کے دور خلافت میں جماعت احمدیہ کو شدید مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ لیکن باوجود شدید مشکلات اور حوصلہ شکن طوفانوں کے، مخالفتوں کے غرقاب کر دینے والے سمندر سے جماعت احمدیہ کو نہایت کامیابی کے ساتھ نکال کر ترقیات کی شاہراہ کے بلند و بالا مینار پر لا کر کھڑا کر دیا۔ جو آپ کی مؤید من اللہ قیادت، اور خداداد قابلیت اور ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آپ نے اپنے اکیس سالہ بابرکت دور خلافت میں اپنی جماعت کو بلند مقام تک پہنچانے کیلئے اور اسلام کی خدمت و اشاعت کا جذبہ اُن کے دلوں میں راسخ کرنے کیلئے انتھک محنت اور کوشش کی اور تحریر و تقریر اور پند و نصائح کے طریقوں سے اُن کے قلوب کو گرمایا۔ تقریباً ایک ہزار سے زائد خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔ اور جلسوں، اجتماعات اور دیگر تقریبات میں مختلف موضوعات پر جو خطابات اور تقریریں فرمائیں۔ اور درس و تدریس اور مجالس عرفان برپا کیں۔ اگر ان سب کو یکجائی طور پر شائع کیا جائے تو دنیا کی بڑی سے بڑی ضخیم کتاب سے بھی دس گنا زیادہ بڑی ضخیم کتاب بن جائے۔ ان میں سے ہر خطبہ اور ہر تقریر رشد و ہدایت کا ایسا عظیم شاہکار ہے کہ اگر اُسے اپنی زندگی میں عمل کے سانچے میں ڈھالا جائے تو لاریب لازوال اخلاقی اور روحانی ترقیات نصیب ہو سکتی ہیں ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے خاص خزانوں سے علوم ظاہری و باطنی عطا کئے تھے۔ تو دوسری طرف آپ کو یہ امتیاز وصف عطا فرمایا تھا کہ آپ تقریر و تحریر کے زبردست شہسوار، نیز قادر الکلام اور فصیح البیان مقرر تھے۔ کسی بھی موضوع پر خداداد روانی اور برجستگی سے گھنٹوں تقریر کر سکتے تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ جس مضمون کو آپ نے بیان کرنا ہوتا وہ مجسم ہو کر آپ کے سامنے آن کھڑا ہوتا تھا۔

آپ فرماتے ہیں کہ "بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میں کسی قسم کی تیاری اور فیصلے کے بغیر تقریر کیلئے کھڑا ہو جاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ خود موقع پر مجھے مضمون سمجھا دیتا ہے"

آپ نے مختلف اوقات میں ایک ہی موضوع پر مسلسل خطبات اور خطابات کا سلسلہ جاری فرمایا اُن میں سے ہر خطبہ اور تقریر ایک نیا اور اچھوتا اسلوب اور طرز بیان اپنے اندر رکھتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ قدرت خداوندی نے بے حد فیاضی سے کام لیکر آپ کو ایسا حسن بیان اور ایسی اثر انگیزی عطا فرمائی تھی کہ آپ کا ہر لفظ دلوں میں کھب جاتا۔ اور سامعین میں سے ہر چھوٹا بڑا یہ محسوس کرتا کہ آپ براہ راست اُسی سے مخاطب ہیں۔ نتیجۃً ہر سامع گوش بر آواز روحانیت کی لہروں میں گم ہو کر یوں آپ کے خطابات کو سُن کر لذت محسوس کرتا کہ گویا نہاں خانہ دل کے دریچے کھلتے جا رہے ہیں اور قلب و روح علوم روحانی کے شہ پاروں سے روشن ہو رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ

چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے منتخب نمائندہ کی زبان میں حیرت انگیز تاثیر رکھی ہوتی ہے اس لئے اُس کی زبان سے جو الفاظ ادا ہوتے ہیں۔ وہ سامع کی روح کی گہرائیوں میں اُترتے جاتے ہیں۔

غرض سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ ہی جماعت کی تعمیر و ترقی اور احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کا منظم سلسلہ شروع فرمایا۔ کوئی ایسا موضوع نہیں جس پر آپ نے خطبات میں روشنی نہیں ڈالی۔ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کو آپ نے حل نہیں کیا۔ کوئی ایسا سوال نہیں جس کا آپ نے جواب نہ دیا ہو بقول شاعر۔

فہم قرآن کے سمندر میں\
غوطہ زن تجھ کو بارہا پایا\
علم و عرفان کی فضاؤں میں\
تجھ کو بالائے ہر فضا پایا\
تیرے خطبات تیری تحریریں\
لفظ لفظ ایک معجزہ پایا

خلافت کا وجود چونکہ پوری جماعت کیلئے ایک روحانی شفیق باپ کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اُس سے بڑھ کر اس لئے اُس کی نظر افراد جماعت کی ہر حرکت و سکون پر ہوتی ہے اس کے دل میں افراد جماعت کی روحانی و اخلاقی تربیت کا جذبہ موجزن ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اس کی فکر ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے مشاہدات کی روشنی میں اور دنیا بھر سے موصول ہونے والے ہزاروں خطوط کو پیش نظر رکھتے ہوئے وقت کی ضرورت کے مطابق افراد جماعت سے خطاب کرتے ہیں۔ تاکہ جماعتی نظام اور افراد جماعت ہر لحہ اور ہر دن ترقی اور اصلاح کی طرف گامزن رہیں۔ اس لحاظ سے جب ہم حضورؒ کے خطبات اور خطابات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ حضورؒ نے جماعت کی تعمیر و ترقی اُس کے دفاع اور احباب جماعت کی تعلیم و تربیت اور نظام جماعت کو مستحکم کرنے کیلئے وقت کی اہم ترین ضرورت کے پیش نظر مختلف اوقات میں مختلف موضوعات اور مختلف مسائل پر خصوصاً احباب جماعت سے اور پھر تمام عالم اسلام سے خطاب فرمایا ہے۔

انتظامی نوعیت کے خطبات

حضورؒ کے بعض خطبات تو ایسے ہیں جو انتظامی نوعیت کے معلوم ہوتے ہیں۔ یعنی جماعت کے مجموعی نظام کو بہتر رنگ میں چلانے کیلئے آپ نے وقتاً فوقتاً ایسے خطبات دیئے جن پر عمل کے نتیجہ میں واقعۃً جماعت کے نظام میں بہتری پیدا ہوئی اور اُس سے واضح اثرات مترتب ہوئے۔

مثال کے طور پر آپ نے اپنے دور خلافت کے آغاز میں ہی یہ ہدایت فرمائی کہ مرکزی مجلس شوریٰ کے علاوہ ہر ملک میں مجلس شوریٰ کا نظام قائم کیا جائے۔ اب ظاہر ہے کہ شوریٰ خلافت اور نظام جماعت کی جان ہے۔ جس جس ملک میں شوریٰ کا نظام قائم ہوگا۔ اُس ملک میں لازماً نظام جماعت زندہ اور فعال رہے گا۔ چنانچہ حضورؒ کی اس ہدایت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقریباً دنیا کے اکثر ممالک میں جہاں جماعت قائم ہے شوریٰ کا نظام مستحکم ہو چکا ہے۔ نیز آپ نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ شوریٰ کے نظام سے متعلق قرآن و حدیث اور سلسلہ احمدیہ کی روایات اور ہدایات کی روشنی میں جامع کتاب مرتب کی جائے جس کی تیاری جاری ہے۔

حضورؒ کے انقلاب انگیز دور خلافت اور آپ کے خطبات و خطابات کے تجزیہ کے تسلسل میں ضمناً یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ کے دور خلافت کے سنہری کارناموں کا اگر گہرائی سے جائزہ لیا جا[ئے تو] یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ مثیل مصلح موعود بن کر خلافت کے منصب پر متمکن ہوئے ہیں۔ اور [مصلح] موعودؓ کی مندرجہ ذیل پیشگوئی لفظاً بلفظاً آپ کی ذا[ت] میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتی دکھائی د[ے] رہی ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا۔

"خدا نے مجھے بتایا کہ وہ ایک زمانہ میں مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا۔ اور میں پھر کسی شر[ک] کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کیلئے آؤں گا۔ جس [کے] معنے یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میری جیسی طاقتیں رکھتا ہوگا نازل ہوگی او[ر] میرے نقش قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا۔"
(الفضل ۱۹؍فروری ۱۹۵۶ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۵؍جولائی تا ۷؍اگست ۲۰۰۳ء)

آپؒ نے واقعی حضرت مصلح موعودؓ کے نقش قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح فرمائی اور زمین کے کناروں تک شہرت پائی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت میں جماعت کے تنظیمی ڈھانچہ کو مضبوط کیا گیا اور نظارت بیت المال کے قیام کے ذریعہ چندوں کے نظام کو مستحکم کیا گیا۔ خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں مالی نظام کو مستحکم اور مضبوط کرنے کیلئے حضورؒ نے اپنے خطبات میں مالی قربانی کے سنہری اصول پیش کر کے افراد جماعت کو تقویٰ کی بنیاد پر باشرح چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جس کے نتیجہ میں جماعت کے بجٹ میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

تربیتی خطبات

اس کے علاوہ حضورؒ نے اپنے دور خلافت میں جماعت کی تعلیم و تربیت اور اخلاقی قدروں کو زندہ کرنے کیلئے مسلسل تربیتی خطبات کا سلسلہ شروع فرمایا جملہ افراد جماعت کو اخلاق حسنہ کو اپنانے اور اخلاق سیئہ کو ترک کرنے کی تلقین فرمائی۔ پانچ بنیادی اخلاق حسنہ سچائی۔ امانت و دیانت وسعت حوصلہ وغیرہ کو اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اور جھوٹ غیبت بدظنی جیسے افعال شنیعہ سے ہمیشہ بچتے رہنے کی تلقین فرمائی۔

ابتداء سے ہی حضورؒ کے دل میں نماز کے قیام کا جذبہ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح موجزن تھا، چنانچہ کئی دفعہ آپ نے اس موضوع پر خطبات کا سلسلہ شروع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ذیلی تنظیمیں ہر ماہ مجلس عاملہ کا ایک اجلاس قیام نماز پر غور کرنے کیلئے منعقد کریں۔

اپنے خطبات کے تسلسل میں حضور نے احباب جماعت کو خصوصاً یورپ کے احمدیوں کو جمعہ پڑھنے کی خاص تحریک فرمائی۔ خواہ اس کیلئے نوکری سے چھٹی لینی پڑے یا استعفیٰ دینا پڑے۔

خانگی معاملات میں بہتری پیدا کرنے کیلئے

اور گھروں کے امن وسکون کو برقرار رکھنے کیلئے حضور نے عورتوں مردوں کو نصائح فرمائیں۔

الحمدللہ کہ حضور انور کے ان تربیتی خطبات کے نتیجہ میں جب افراد جماعت نے ان نصائح اور ہدایات پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے افراد جماعت اور خاندانوں کی کایا پلٹ دی اور اس کے نتیجہ میں انہیں وہ برکات حاصل ہوئیں جو اُن کے تصور سے بالا تھیں۔

دفاعی نوعیت کے خطبات

ابتداء ہی سے خلافت رابعہ کا بابرکت دور انتہائی مشکل اور صبر آزما دور تھا۔ اس دور میں دشمن نے ہر قسم کی پابندیاں جماعت پر لگائیں۔ اور اپنے زعم میں جماعت کو تباہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی لیکن۔

تیرے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز

جماعت احمدیہ حضور کی مؤید من اللہ قیادت میں ہر ابتلاء کے دور میں پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ اُبھر کر سامنے آئی۔ پہلے سے زیادہ فتوحات نمایاں حاصل ہوئیں۔ پہلے سے بڑھ کر ترقیات کی شاہراہیں روشن ہوئیں اور جماعت احمدیہ دن دُگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی۔ عزم و استقلال کا شہزادہ، خدا کا خلیفہ کوہ وقار بن کر ان کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ اُس نے جماعت کی مخالفت کے دفاع میں متعدد خطبات یقین و ایمان سے پُر ہو کر دیئے اور افراد جماعت کو حوصلہ اور صبر کی تلقین کی۔ دعاؤں اور ذکر الٰہی کی نصیحت کی اور دوسری طرف مخالفین اور معاندین احمدیت کو للکارا اور نہایت پختہ عزم اور ارادہ سے تحدی فرمائی اُن کو نصیحت کی کہ احمدیت خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اس کے راستے مت روکو یہ تمہارے بس کی بات نہیں چنانچہ آپ نے متعصب اور معاند مولویوں کو مخاطب کرکے فرمایا:

”احمدیت کے راستے نہ روکو تمہیں نقصان ہوگا.... تم ایک راستہ روکو گے تو خدا بیسیوں راستے کھول دے گا اور زمینی راہیں بند کرو گے تو آسمان سے اس کثرت سے فضل نازل ہوں گے کہ تم کسی زور اور کسی بر تے پر اور کسی طاقت سے ان کی راہوں میں حائل نہیں ہو سکو گے.... جو کچھ تمہارا زور ہے کرتے چلے جاؤ جتنی طاقت ہے جتنی بساط ہے جس طرح قرآن نے شیطان کو یہ چیلنج دیا تھا۔ کہ اپنا لاؤ لشکر دوڑا لاؤ اپنے گھوڑے چڑھا لاؤ لیکن میرے بندوں پر تمہیں غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔ جو طاقتیں بروئے کار لاؤ خدا کی قسم تمہیں کبھی غلبہ نصیب نہیں ہوگا۔

(خطبہ جمعہ ۲۱-۸-۹۲)

ایسے ہی متعدد خطبات و خطابات میں حضور نے متعصب مولویوں اور دنیا کے منکرین اور مکذبین کو متحدیانہ چیلنج دیئے کہ خلافت احمدیہ اب بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے احمدیت کا پودا تناور درخت بن چکا ہے۔ احمدیت کا چراغ اب پوری طرح روشن ہو چکا ہے۔ یہ اب تمہارے مونہوں کی پھونکوں سے بجھ نہیں سکتا۔ بلکہ یہ تو بلند سے بلند تر ہوگی اور تمام اُجالوں کو روشنیوں میں تبدیل کردیگی۔ ایک طرف تو آپ نے مخالفین کو اُن کی باطل کارروائیوں سے باز آنے کی تنبیہ کی اور دوسری طرف آپ نے اُن کے ان ناپاک منصوبوں کے جواب میں جن کے ذریعہ وہ اپنے زعم میں جماعت کو ختم کرنا چاہتے تھے خدائی القاء کے مطابق دعوت الی اللہ کی عظیم الشان تحریک جاری فرمائی۔ جس کے عظیم الشان نتائج اپنوں اور بیگانوں سب نے دیکھے۔ جماعت تیز رفتاری کے ساتھ شش جہات میں بڑھنا شروع ہوئی۔ نئے نئے علاقوں میں نئی نئی لعال جماعتیں قائم ہونا شروع ہوئیں مشرق و مغرب شمال و جنوب میں احمدیت متعارف ہونا شروع ہوئی اور سعید روحیں بڑی سرعت کے ساتھ احمدیت کے قافلہ کا حصہ بننے لگیں۔ اور مخالفین اپنی ذلت و رسوائی دیکھ کر اور غیض و غضب میں آکر اپنے حسد کی آگ میں جلنے لگے۔ اور اپنے زخم چاٹنے پر مجبور ہوگئے۔

احمدیت کی ترقیات کا یہ سلسلہ جب روز افزوں ہوا تو خلیفۃ المسیح نے یہ محسوس کر کے کہ احمدیت کی دوسری صدی میں دعوت الی اللہ کی بابرکت تحریک کے نتیجے میں فوج در فوج سعید روحیں احمدیت میں داخل ہونگی ان کی تعلیم و تربیت اور ان کو سنبھالنے کی عظیم ذمہ داری آئندہ احمدیت کے کندھوں پر پڑنے والی ہے تو ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو خدا کے منشاء کے مطابق ”وقف نو“ کی بابرکت تحریک جماعت کے سامنے پیش فرمائی تا کہ آئندہ ہمارے پاس ایسی روحانی فوج تیار ہو جائے جو پہلے سے تربیت یافتہ ہو اور آئندہ نئے آنے والے لوگوں کی تربیت کرنے کی اہل ہو۔ اس تحریک کے اثرات اتنے دور رس اور عظیم الشان ہیں کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بذات خود اس کا مشاہدہ کر رہا ہے۔

ہر دو دفاعی تحریکات کے مقابلہ پر دشمن نے بھی اپنی کارروائی اور تیز کردی اور جماعت پر ہر قسم کی پابندیاں عائد کرکے گویا جماعت کو ہر لحاظ سے مفلوج کرنے کی کوشش کی اور جماعت احمدیہ پر بے بنیاد اور جھوٹے الزامات لگائے گئے تب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو تمام ائمۃ الکفر مکذبین و منکرین و معاندین سلسلہ احمدیہ کو مباہلہ کا کھلا کھلا چیلنج دیا کہ میں بحیثیت امام جماعت احمدیہ اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ اگر آپ ان الزامات میں سچے ہیں جو آپ جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور خدا کا خوف رکھتے ہیں تو بلا تردد آگے بڑھیں اور میرے ساتھ مباہلہ کی اس دُعا میں شامل ہو جائیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اس مباہلہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو پے در پے کامیابیوں سے نوازا جس کے ذکر کا یہاں موقعہ نہیں۔

الغرض حضور نے معاندین احمدیت کی ناپاک کارروائیوں کے بالمقابل ایک طرف دفاعی خطبات کے ذریعہ معاندین کو اپنی کارروائیوں سے باز رہنے کی نصیحت کی تو دوسری طرف دعوۃ الی اللہ اور وقف نو جیسی عظیم الشان دفاعی تحریکات جاری فرما کر دشمنان احمدیت کے ایسے دانت کھٹے کئے کہ اُن کے تمام ناپاک عزائم اور منصوبے خاک میں مل گئے۔ اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کو عالمگیر تشخص حاصل ہوا۔ اور جماعت احمدیہ قریہ قریہ بستی بستی اور ملکوں ملکوں پھیل گئی۔

حضورؒ نے مستشرقین کے اعتراضات کے جواب دینے کیلئے اپنے ایک خطبہ میں علمی خدمات پیش کرنے کی تحریک کی۔

حکومت پاکستان نے اپنے ظالمانہ قوانین کے جواز بیان کرنے کیلئے جماعت احمدیہ کے خلاف قرطاس ابیض شائع کیا تھا۔ بعنوان ”قادیانیت اسلام کیلئے سنگین خطرہ“ حضور نے ان بے بنیاد الزامات کا جواب اپنے خطبات جمعہ کے ذریعہ شروع کیا اور نہایت ہی مدلل اور مسکت جواب دیئے یہ خطبات اب ”زھق الباطل“ کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔

مظلوم انسانیت کیلئے اور حالات حاضرہ پر خطبات و خطابات

قارئین کرام! میرا یہ مضمون نامکمل رہے گا اگر میں اس وقت یہ ذکر نہ کروں کہ حضورؒ کے دل میں بنی نوع انسان کی بھلائی اور دکھی انسانیت کی بے غرض خدمت کا کس قدر جذبہ موجزن تھا۔ آپ غریبوں ناداروں اور محرومیوں کے شکار طبقے کیلئے بڑا ہی درد رکھنے والے انسان تھے۔ ماحول میں چاروں طرف آپ کی نظر ہوتی اور سسکتی اور دم توڑتی انسانیت کیلئے۔ عالم اسلام کے نئے سے نئے مسائل کے حل کیلئے اور پریشانیوں کے ازالہ کیلئے آپ کا دکھی دل خدا کے آستانہ پر پگھل پگھل جاتا۔ چنانچہ انسانیت کے دکھوں کے مداوا کیلئے اُن کو راحت پہنچانے کیلئے آپ نے بہت سے خطبات دیئے اور عالمگیر جماعت احمدیہ کے سامنے مختلف مالی تحریکات فرمائیں تا کہ ان کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے دُکھی انسانوں کے دُکھ بانٹے جاسکیں اُن کو امداد پہنچائی جاسکے اپنے خطاب میں جب آپ مظلوم انسانیت کا ذکر کرتے تو قریب سے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ آپ کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں۔ اور چہرہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔

حضور نے خدمت انسانیت اور دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے مصیبت زدگان کیلئے جہاں بہت سی مالی تحریکات جماعت کے سامنے رکھیں جس پر افراد جماعت نے والہانہ لبیک کہا۔

وہاں دوسری طرف حضورؒ نے اسی جذبہ کے پیش نظر اپنے متعدد خطبات عید میں احباب جماعت کو یہ دردمندانہ تلقین و تحریک فرمائی کہ جماعت کے امراء اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر وہ عید کی حقیقی خوشی حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اپنے غریب بھائیوں کو بھی اپنی عید کی خوشیوں میں شامل کریں۔

اسی خدمت کے جذبہ کے تحت حضورؒ نے اپنی وفات سے چند دن قبل جماعت کے سامنے مریم شادی فنڈ کی مالی تحریک فرمائی تا کہ اس فنڈ سے جماعت کی غریب بچیوں کی شادی کے موقعہ پر اُن کیلئے مناسب جہیز کا انتظام کیا جاسکے۔

صفات باری تعالیٰ پر خطبات

اس کے علاوہ حضورؒ نے صفات باری تعالیٰ کے موضوع پر لمبا سلسلہ خطبات کا شروع فرمایا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کا ذکر کرکے احباب جماعت کو ان صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے اور ان صفات کا حقیقی عرفان حاصل کرنے اور لقائے الٰہی کے حصول کے ذرائع اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس کے علاوہ حضور کے متعدد خطبات و خطابات، درس و تدریس مجالس عرفان اور تحریری پیغامات اور درس القرآن وغیرہ ہیں جس کا اشارۃً ذکر بھی اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں۔

تصنیفات

اس کے علاوہ حضورؒ کے متعدد علمی شاہکار تصانیف ہیں۔ جن میں بعض خلافت سے قبل کی ہیں اور بعض خلافت پر متمکن ہونے کے بعد تالیف کی گئی ہیں یہ تمام کتب علوم ظاہری و باطنی کا انمول اور بیش بہا خزانہ ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے ان میں سے بعض کتب حضور کے خطبات جمعہ کا مجموعہ ہیں۔ مذہب کے نام پر خون۔ احمدیت نے دنیا کو کیا دیا۔ وصال ابن مریم۔ مودودی اسلام سوانح فضل عمر جلد اوّل و دوم۔ کلام طاہر (شعری مجموعہ)۔ جماعت احمدیہ در اسرائیلی حکومت۔ زھق الباطل۔ خلیج کا بحران اور نظام جہان نو۔ سلمان رُشدی کی کتاب پر تبصرہ۔ ذوق عبادت اور آداب دُعا۔ اسلام میں شریعت کورٹ کا تصور۔ ہومیوپیتھی علاج۔ قرآن مجید کا اردو ترجمہ۔ اسلام کا نظریہ جہاد اور جماعت احمدیہ۔ Revelaton Rationality, Knowledge & Truth وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ حضورؒ کی روح پر ہزاروں ہزار رحمتیں نازل کرے ●●

خلافتِ رابعہ کے مبارک دور میں
چینیوں میں تبلیغ اور چینی ڈیسک کا قیام

(محمد عثمان چو ۔ انچارج چینی ڈیسک)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی خلافت کے ابتداء میں ہی چین میں تبلیغ کی طرف توجہ فرمائی۔ اس زمانہ میں ایک چینی مسلمان کراچی آئے تھے ان کی ملاقات حضور سے ہوئی تبلیغ کے ذکر پر حضور نے ان سے فرمایا تھا کہ میرے اندر تبلیغ کے لئے ایک آگ لگی ہوئی ہے کہ تمام دنیا کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچاؤں۔ چنانچہ حضور نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ کراچی میں کام کی بجائے ربوہ آجاؤں اور وہاں رہ کر صرف اور صرف چینی زبان میں لٹریچر تیار کروں تاکہ اس کے ذریعہ چینیوں میں تبلیغ کا سامان ہو سکے۔ لہٰذا خاکسار نے حضور کی ہدایت پر ربوہ آکر تصنیف کا کام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے ایک کتاب Islam Among Religions "اسلام اور دیگر مذاہب" لکھنی شروع کی اسکا پہلا نام "ظہور امام مہدی کے تعلق میں اسلام پر ایک نظر" رکھا گیا تھا۔ ساتھ ساتھ حسب ارشاد "اسلامی اصول کی فلاسفی" کی نظر ثانی بھی جاری رکھی۔ حضور وقتاً فوقتاً تفصیلی ہدایات سے نوازتے رہے۔ جب حضور ہجرت کر کے لندن تشریف لائے تو ہدایت فرمائی کہ خاکسار قرآن کریم کے چینی زبان میں ترجمہ کا کام شروع کرے۔ چونکہ ربوہ میں رہتے ہوئے چینی زبان کا لٹریچر چھپوانا اور حضور سے ہدایات لینا مشکل تھا اس لئے ۱۹۸۶ء میں خاکسار کو لندن بلوا لیا اور باقاعدہ چینی ڈیسک کا آغاز فرمایا۔ بعد میں کام کی وسعت کے پیش نظر مکرم رشید احمد ارشد صاحب کو بھی لندن بلا لیا گیا جو میرے ساتھ چینی ڈیسک میں کام کرتے ہیں۔

جب Islam Among Religions کا کام اور قرآن کریم کا ترجمہ مکمل ہو گیا تو حضور نے خاکسار کو طباعت کے لئے سنگاپور اور چین بھجوایا جہاں سے بذریعہ خط و کتابت حضور سے ہدایات لیتا رہا۔ الحمد للہ کہ جوبلی کے سال ۱۹۸۹ء میں یہ ترجمہ قرآن مکمل ہو گیا۔ اسی طرح منتخب آیات، منتخب احادیث اور منتخب تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شائع ہو گئیں۔

اسکے بعد لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کا پروگرام بنایا گیا۔ اور دنیا میں جہاں جہاں چینی آباد ہیں خصوصاً چین میں قرآن کریم کا چینی ترجمہ اور دیگر لٹریچر بھجوانا شروع کر دیا۔ ہمارے ترجمہ قرآن کریم کا چینیوں خصوصاً مسلمانوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ قرآن کریم کے چینی ترجمہ کی تعریف میں بے شمار خطوط موصول ہوئے اور لوگ لٹریچر کا مطالبہ کرنے لگے۔ اکثر لوگوں کی رائے میں یہ ترجمہ اور نوٹس چینی تراجم میں سب سے اعلیٰ ہے۔ لوگوں نے خریدنے کی خواہش بھی کی اور خود چھپوانے کی اجازت بھی مانگی۔ اور ایک شخص نے تو بغیر اجازت ہی شائع کر دیا اور قیمت بہت زیادہ رکھی۔

Islam Among Religions کے متعلق فارموسا سے بھی خط آیا کہ ایسی کتاب اسلامی لٹریچر میں پہلے موجود نہیں ہے۔ فارموسا کی سب سے بڑی مسجد کے امام جو رابطہ عالم اسلامی کے ممبر بھی ہیں نے لکھا کہ Islam Among Religions ایسی کتاب ہے جس میں امام مہدی اور دیگر مذاہب کا ذکر ہے۔ ایسی قسم کی کتاب اس سے قبل کسی نے نہیں لکھی۔

● حضور نے آئندہ چینی زبان کے ماہرین تیار کرنے کے لئے بھی سکیم تیار فرمائی اور وقتاً فوقتاً واقفین زندگی کو زبان سیکھنے کے لئے چین بھجوانا شروع کیا۔ اسی طرح یہ تحریک بھی فرمائی کہ جماعت کے احمدی اپنے واقف زندگی بچوں کو چینی زبان سکھانے کا انتظام کریں۔

● ربوہ میں بھی واقفین نو کے لئے چینی زبان سکھانے کا انتظام کیا گیا چنانچہ اس وقت بعض ممالک میں واقفین نو چینی زبان سیکھ رہے ہیں۔

● جب MTA شروع ہوا تو حضور انور نے اس میں چینی زبان سکھانے کا پروگرام بھی رکھا۔ اور MTA کے ذریعہ چینیوں کو تبلیغ کا پروگرام بنایا۔ ایک تو چینی زبان سکھانے کا پروگرام شروع کرایا اور دوسرے چینی زبان کے لٹریچر سے ان کو متعارف کرانے کے لئے ایک پروگرام تیار ہوا جو آجکل بھی MTA پر نشر کیا جاتا ہے جس میں مختلف چینی کتب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔

● حضور انور کے ارشاد پر چینی لٹریچر کی آڈیو اور ویڈیو بھی تیار کی گئیں جو مختلف ممالک کو بھجوائی جاتی ہیں۔

● حضور انور نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ انٹرنیٹ کے ذریعہ چینیوں تک پیغام پہنچایا جائے۔ چنانچہ جتنا لٹریچر تیار ہو چکا ہے اسے انٹرنیٹ میں ڈالنے کا کام جاری ہے کیونکہ چین میں تبلیغ کی ممانعت ہے۔

● حضور انور کی بڑی خواہش تھی کہ جتنا بھی چینی زبان کا لٹریچر تیار ہوا ہے اسے کثیر تعداد میں چین کے اندر طبع کر کے تقسیم کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے اور حالات کا جائزہ لینے کے لئے خاکسار اور مکرم رشید احمد ارشد صاحب کو چین بھی بھجوایا لیکن افسوس کہ اجازت نہ مل سکی۔ اگرچہ چاہنے طور پر ایک چینی نے بغیر اجازت ہی ہمارا ترجمہ قرآن شائع کر دیا مگر اسکی طباعت کا معیار اچھا نہیں ہے۔ غرض پہلے تبلیغ محدود تھی۔ اب انٹرنیٹ کے ذریعہ رستہ کھل گیا ہے۔ ہمارا نام ای میل کا اگرچہ وہاں نشریات نہیں دیکھی جاتیں لیکن انٹرنیٹ اور ای میل کے ذریعہ ہمارا لٹریچر وہاں پہنچنا شروع ہو گیا ہے جس کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔

● حضور انور کی یہ بھی خواہش تھی کہ کسی وقت خود چین جا کر تبلیغ کو وسیع کرنے کے پروگرام کا جائزہ لیا جائے لیکن حالات نے اجازت نہ دی۔ مگر حضور انور کی خواہش کسی حد تک اسطرح پوری ہوئی کہ حضور انور نے چینی قوم کے لئے ایک پیغام کتابچہ کی صورت میں تیار کروایا "withLove to the Chines brothers"۔ حضور وقتاً فوقتاً یہ اظہار فرماتے رہتے کہ چین کا سفر کیا جائے اور سفر کے امکان کا جائزہ بھی لیا جاتا رہا۔ جب پاکستان اور یو کے میں چین سے کوئی وفد حضور انور سے ملاقات کے لئے آتا تھا تو حضور بڑی دلچسپی کا اظہار فرماتے تھے۔ اسطرح وقتاً فوقتاً چینیوں کے خوشی کے مواقع میں شامل ہوتے۔ ان کو تحفے تحائف بھی عطا فرماتے تھے۔

سنگاپور کے چینیوں کی طرف توجہ

حضور انور نے سنگاپور کو چینیوں میں تبلیغ کے لئے مرکز قرار دیا چنانچہ خاکسار کو چینی لٹریچر کی اشاعت کے کام کے لئے سنگاپور بھجوایا۔ اکثر چینی لٹریچر وہاں ہی تیار ہوا اور پھر وہاں سے ساری دنیا میں پھیلایا گیا۔ جماعت کے دوسرے ملکوں کو بھی یہیں سے یا یو کے سے لٹریچر بھجوایا جاتا رہا۔ حضور انور جب بھی سنگاپور تشریف لے جاتے رہے چینیوں میں تبلیغ کے لئے ہدایت دیتے رہے۔ خصوصاً جب چینی ترجمہ قرآن کریم کی طباعت وہاں ہو رہی تھی تو حضور انور خود جائزہ لیتے اور ہدایت دیتے رہے۔ اور اس کام کے لئے خاکسار کو دو مددگار عطا فرمائے یعنی انڈونیشیا کے مشنری عزیزم تمیم الدین صاحب اور ملائشیا کے عزیزم عین الیقین صاحب۔

ملائشیا اور انڈونیشیا کے چینیوں کی طرف توجہ

ان دونوں ملکوں میں کثیر تعداد میں چینی آباد ہیں۔ ان کے لئے چینی لٹریچر سے فائدہ اٹھانا آسان ہے۔ وہاں کے کتب خانوں میں بھی چینی کتب رکھوائی گئیں۔ وہاں کے مسلمان چینی لٹریچر سے فائدہ اٹھاتے ہیں حتی کہ ایک چینی امام جو ملائشیا حکومت کی طرف سے مقرر ہیں انہوں نے ہمارے قرآن کریم کے چینی ترجمہ کی بہت تعریف کی اور کہا کہ وہ اس سے بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔

انڈونیشیا میں تو یہاں تک کوشش کی گئی کہ ہمارا ترجمہ چھپوایا جائے۔ اور ملائشیا میں ایک مرتبہ کنفیوشس ازم کے متعلق انٹرنیشنل کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں سنگاپور کی چینی یونیورسٹی کے شعبہ چینی کے سربراہ نے کثیر تعداد میں ہمارا چینی ترجمہ قرآن تقسیم کیا۔

ہانگ کانگ اور مکاؤ میں تبلیغ

حضور کی ہدایت پر خاکسار اور مکرم رشید احمد ارشد صاحب نے ہانگ کانگ اور مکاؤ کا سفر بھی کیا۔ پھر بعد میں حضور انور نے عزیزم میر ظفر اللہ خان صاحب اور عزیزم طارق سعید صاحب کو ہانگ کانگ بھجوایا جنہوں نے حسب ارشاد وہاں باقاعدہ نظام جماعت قائم کیا۔ اسطرح چینی لٹریچر کثیر تعداد ہانگ کانگ پہنچایا گیا جہاں سے دوسری جگہ بھی سپلائی کیا گیا۔ ہانگ کانگ اور مکاؤ دونوں جگہ مسلمانوں سے رابطے کئے گئے۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا اور لائبریریوں اور دکانوں میں لٹریچر رکھوایا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زمانہ خلافت میں ہی دراصل چینی زبان کے لٹریچر کی تیاری کا کام زور شور سے شروع ہوا اور چینیوں میں تبلیغ کا کام وسیع ہوا۔

جن کتب کا ترجمہ اور طباعت ہو چکی ہے اُنکی فہرست درج ذیل ہے۔

The Holy Quran Arabic Text with Chinese Translation & Commentry

قرآن کریم مع نوٹس :۔

یہ قرآن کریم کے رواں چینی ترجمہ پر مشتمل ہے۔ ہر سورۃ کے شروع میں اسکا تعارف اور گزشتہ سے تعلق بیان کیا گیا ہے۔ نیچے حاشیہ میں منتخب اہم پر نوٹس دیئے گئے ہیں جس میں حل لغات، آیات کی وضاحت وغیرہ موجود ہے۔ اسطرح Cross Refrence کے لئے بھی آیات واحد کے نمبر درج ہیں جس سے قاری کو مضمون کی آیات ڈھونڈنے میں بے حد آسانی ہو گئی ہے۔ قرآن کریم کے آخر میں مضامین کے مطابق انڈیکس بھی تیار کیا گیا ہے۔

Selected verses

منتخب آیات:

۲۰ مختلف عناوین کے تحت منتخب آیات کا چینی ترجمہ تحریر کی گئی ہیں۔ خصوصاً اللہ، ملائکہ، قرآن کریم، انبیاء، جہاد اور پیشگوئیاں وغیرہ موضوعات پر آیات پیش کی گئی ہیں۔

Slected sayings of the Holy Prophet s.w

منتخب احادیث:

۴۳ احادیث منتخب کر کے مختلف عناوین کے تحت ان کو چینی ترجمہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

Slected writings of the Promised Messiah

منتخب تحریرات حضرت مسیح موعودؑ :۔

اس میں ۲۴ مختلف عناوین کے تحت حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے منتخبہ حصے مع چینی ترجمہ پیش کئے گئے ہیں۔ مثلاً اللہ، حضرت نبی کریم ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ کا مشن، ملائکہ، وحی، حیات بعد الموت کے مضامین کے متعلق حضورؑ کی تحریرات درج کی گئی ہیں۔

5.The philosophy of the teachings of Islam.

اسلامی اصول کی فلاسفی :۔

حضرت مسیح موعودؑ کے شہرہ آفاق لیکچر کا چینی ترجمہ ہے جو حضورؑ نے جلسہ اعظم مذاہب منعقدہ ۱۸۹۶ء کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ جس میں پانچ سوالات کا جواب دیا گیا ہے۔ یعنی:

● انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں۔

● انسان کی زندگی کے بعد کی حالت

● دنیا میں انسان کی ہستی کی غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔

● کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔

● علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

یہی وہ لیکچر تھا جس کے متعلق دنیا نے تسلیم کیا کہ یہی ان سوالات کا مکمل جواب تھا اور یہی اس کانفرنس کا سب سے اعلیٰ لیکچر تھا جو سب سے بالا رہا۔ اس لیکچر سے قرآن کریم کی سچائی اور عظمت کا ایک عظیم الشان نشان ظاہر ہوا۔

6. Four questions of Sirajuddin a christian answered.

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب:۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کردہ کتاب کے چینی ترجمہ پر مشتمل ہے۔ اسمیں حضورؑ نے پروفیسر سراج الدین کے چار سوالوں کا جواب تحریر فرمایا۔اور عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کا رد فرمایا نیز نجات کا حقیقی مفہوم بیان فرمایا۔اسطرح آنحضرت ﷺ کی بعثت کی ضرورت اور قرآن کریم کی تعلیم کی برتری ثابت فرمائی ہے۔

7.Revelation- its nature and characteristic

اس مختصر کتابچہ میں وحی اور الہام کے متعلق اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "براہین احمدیہ" سے منتخب کرکے پیش کئے گئے ہیں۔

8-Absolute Justice ,kindness and kinship

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ رحمہ اللہ کے ایک جلسہ سالانہ کے خطاب کا چینی ترجمہ ہے۔اس میں حضورؒ نے تخلیق کائنات، زندگی کے ارتقاء اور پھر آخر میں انسانی پیدائش میں توازن اور عدل کے کردار پر روشنی ڈالی ہے۔ساری کائنات کا نظام عدل پر قائم ہونا یہی توازن وعدل انسانی جسم کو زندہ رکھتا ہے اور اسی سے قدرت کے قوانین وجود پذیر ہوتے ہیں۔

9.With love to the Chinese brothers

یہ محبت اور بھائی چارے کا وہ پیغام ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے چینی بھائیوں کو دیا۔اور فرمایا کہ چین میرے آباؤ اجداد کا ملک ہے اور میں اس پیغام کے ذریعہ اپنے بھائیوں سے ذہنی اور روحانی رابطہ قائم کرنے کا خواہاں ہوں۔

اس کتاب میں جماعت احمدیہ اور بانیٔ جماعت کا تعارف کروایا گیا ہے اور احمدی اور غیر احمدی نقطۂ نظر کا حسین موازنہ پیش کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ احمدیہ جماعت ہی حقیقی اسلام پر قائم ہے۔اس لئے سب کو اس جماعت کے متعلق سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔

حضور انور نے اس میں چینی قوم کے نام پیغام دیتے ہوئے فرمایا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیارے بھائیو اور بہنو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چین میرے آباء واجداد کا ملک ہے۔میرے آباء واجداد منگولیا چین کے ایک حکمران خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے جد امجد حاجی برلاس سلطان تیمور کے چچا تھے اور سولہویں صدی کی ابتداء میں حاجی برلاس کی اولاد میں سے مرزا ہادی بیگ نے ہندوستان ہجرت کی اور صوبہ پنجاب میں دریائے بیاس کے پاس ایک جگہ رہائش اختیار کی اور اس جگہ کا نام "اسلام پور" رکھا۔بعد ازاں انہیں قاضی کا عہدہ ملنے کے بعد اس جگہ کا نام "اسلام پور قاضی" تبدیل ہو گیا جسے بعد میں مقامی لوگوں نے صرف "قاضی" کے نام سے شہرت دی اور پھر یہ گھستے گھستے "قادیان" بن گیا۔میرے دادا مرزا غلام احمد صاحب، میرے والد مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اور میں اسی جگہ پیدا ہوئے۔

بنی نوع انسان سے محبت کرنا اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔اسی لئے مومن بنی نوع انسان سے پیار کرتے ہیں اور میں اسی محبت کی وجہ سے سالہا سال سے اس جدوجہد میں مصروف ہوں کہ دنیا کی ہر قوم تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے ان سے رابطہ کیا جائے، یعنی وہی اسلام جس پر میں خود ایمان رکھتا ہوں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔

میرے عزیز بھائیو اور بہنو! آپ جو ملک چین میں رہتے ہیں۔بعض وجوہات کی بناء پر آپ تک ذاتی رابطہ کے ذریعہ میں ان مذہبی حقائق کو نہیں پہنچا سکا جو میرے علم میں تھے لیکن حدیث نبوی ہے "حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَانِ" یعنی وطن کے ساتھ محبت ایمان کا حصہ ہے، چنانچہ آپ کے لئے میرے دل میں جو محبت کے جذبات ہیں وہ مجھے ان فرائض کو نہ صرف فراموش نہیں ہونے دیتے بلکہ اس فرض کی ادائیگی میں دیر ہونے کی وجہ سے فکر میں بھی وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔اب خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے یہ پیغام پہنچانے کا موقع میسر آگیا ہے۔میرا دل مطمئن ہے اور اس کے لئے میں خدا تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہوں کہ اس نے مجھے یہ نہایت اہم موقع عطا فرمایا۔دوسرے میں امید رکھتا ہوں کہ میرے آباؤ واجداد کے ملک سے تعلق رکھنے والے میرے بہن بھائی میرے جذبات محبت کو نظر انداز نہیں کریں گے بلکہ خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول اور اسکی محبت کو پانے کی خاطر، تا دونوں جہانوں کی ترقیات اور برکات سے حصہ پائیں، میرے اس پیغام کو سنجیدگی اور غیر جانبداری اور تحقیقی نگاہ سے دیکھیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو غور وفکر کے ساتھ ان باتوں پر توجہ دینے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

10,Islam Among Religions

اسلام اور دیگر مذاہب:۔

یہ خاکسار محمد عثمان چو چنگ شی کی تصنیف ہے جس میں مختلف مذاہب کا موازنہ پیش فرمایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو بنی نوع انسان کی ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے

- .....قرآن کریم ہی خدائے واحد کا کلام ہے۔
- .... آنحضرت ﷺ ہی وہ نبی ہیں جو ساری دنیا کے لئے مبعوث ہوئے۔
- .....قرآن کریم اور اسلام کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا۔آپ کی صداقت کے دلائل بھی بڑے عمدہ طریق سے پیش کئے گئے ہیں۔

11.Positive and Negative Reviews of our Chinese translation and commentry of The Holy Quran including the views of the editor.

اس کتاب میں قرآن کریم کے چینی ترجمہ کے متعلق چینی علماء، صحافیوں، مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تبصرے درج کئے ہیں اسی طرح بعض منفی تبصروں کے رد میں دلائل دیئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ ہمارا چینی ترجمہ اور تفسیر ہی مستند اور صحیح ہے۔

12. The essence of Islam.

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے لیکچر "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کو مدنظر رکھ کر یہ کتاب چینی زبان میں تیار کی گئی ہے۔اس میں مذہب کی چار اغراض کا ذکر ہے۔یعنی اسلام میں خدا کا تصور، اخلاق، اسلام کے معاشرتی پہلو اور حیات بعد الموت وغیرہ۔آخر میں ان چینی مکاتب فکر کا ذکر کیا گیا ہے۔جن کی تعلیم اسلامی تعلیم سے قریب ہے۔علاوہ ازیں درج ذیل فولڈرز اس وقت تک طبع ہو چکے ہیں:

1.What is Islam
2.Brief introduction of Islam
3.Ahmed—The Promised Messiah
4.Was Jesus God or Son of God
5.Jesus in the Holy Quran
6.Deliverance of Jesus Christ from the cross
7.Why I believe in Islam

- حضور انور کے ارشاد پر مختلف ممالک کے مشنوں کو سرکلر لکھوایا گیا کہ وہ اپنے ملک میں چینیوں کو تبلیغ کے لئے چینی ڈیسک قائم کریں جو مرکزی چینی ڈیسک کی زیر نگرانی اسی طریق پر اپنے ملک میں چینیوں میں تبلیغ کے پروگرام بنائیں۔

حضور رحمہ اللہ کے عہد سعادت میں چینی زبان میں لٹریچر پر جو کام ہوا اس کا اندازہ ذیل کی فہرست سے بھی ہو سکتا ہے۔ان سب کتب کے تراجم چینی زبان میں ہو چکے ہیں اور ان پر نظر ثانی وغیرہ کا کام ہو رہا ہے۔

1.Murder in the name of Allah
2.Islam's responce to contemporary issues
3.Jesus in India
4.Elementry study of Islam
5.Muslim prayer
6.Ahmad-the Promsed Messiah
7.Promised Messiah has come
8.Institution of Khilafat
9.Consumption of pork
10. Five volume commentary (of the Holy Quran)

اس میں سے دو جلدوں کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

11.Distinctive Features of Islam
12.Revival of Religion

- چینی زبان میں حسب ذیل لٹریچر جماعت کی آفیشل ویب سائٹ www.alislam.org پر ڈال دیا گیا ہے۔

1.Holy Quran (Sura Fatiha and Baqara with commentry)
2.Slected Ahadith
3.The Philosophy of the teachings of Islam
4.Essence of Islam
5.Revelation-its nature and characteristics
6.Catalogue of Chinese books
7.Six folders
8.Four questions of Sirajuddin, a christian answered.

چینی زبان کا وہ مواد جو MTA کے لئے ریکارڈ کیا گیا۔اسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱) قرآن کریم مکمل چینی ترجمہ ۔آڈیو
۲) قرآن کریم متن اور چینی ترجمہ کی تصویر کے ساتھ (سورہ فاتحہ اور بقرہ کا کچھ حصہ)
۳) قرآن کریم عربی مع چینی ترجمہ قاری کی تصویر کے ساتھ (سورہ نساء جاری تھی)
۴) منتخب آیات
۵) منتخب احادیث
۶) اسلامی اصول کی فلاسفی (از حضرت اقدس مسیح موعودؑ)
۷) سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (از حضرت اقدس مسیح موعودؑ)
۸) وحی کی حقیقت۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب سے اقتباس
۹) عدل۔احسان، وایتاء ذی القربیٰ (از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)
۱۰) میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں۔

11.With love to Chinese brothers
12.Essence of Islam
13.Positive and negetive reviews of our translation of the Holy Quran and views of the editor.

چینی کلاس MTA

اس وقت تک نصف نصف گھنٹہ کی کل ۳۵۱ کلاسیں ریکارڈ ہو چکی ہیں۔اس میں ۲۵۰ براڈکاسٹ ہو چکی ہیں ۔چونکہ بقیہ ریکارڈنگ سن۲۰۰۲ء تک کے لئے کافی تھی اس لئے حضور رحمہ اللہ کی ہدایت پر سر دست یہ کلاس بند کر دی گئی۔

- حضور انور رحمہ اللہ کی ہدایت پر خاکسار چینیوں کے لئے ایک مضمون تیار کر رہا ہے جسمیں بیان کیا جائے گا کہ اخلاق کو کس طرح ترقی دی جاسکتی ہے۔

چینی ترجمہ قرآن کریم وچینی لٹریچر کی مقبولیت اور غیروں کی آراء

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہمارے چینی ترجمہ قرآن کریم ودیگر لٹریچر کا سعید فطرت لوگوں پر غیر معمولی نیک اثر پیدا ہو رہا ہے۔اور اندر ہی اندر دلوں میں پاک تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔کئی ایک افراد و اداروں کی طرف سے ہمارے ترجمہ قرآن کریم و لٹریچر سے متعلق بہت حوصلہ افزا خطوط و تبصرے موصول ہو رہے ہیں۔ذیل میں نمونۃً صرف دو خطوط پیش ہیں۔

قرآن کریم کے بارہ میں چین سے ایک مسلمان جناب صالح وانگ (چینی زبان کے ایک ریٹائرڈ استاد) لکھتے ہیں:

"پیارے قابل احترام دوست چو چنگ شی

چینی اخبار سے یہ علم ہوا تھا کہ ایک سمندر پار چینی کی تیس سالہ محنت سے چار برس میں ترجمہ قرآن پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے نیز یہ بھی علم ہوا کہ ترجمہ بہت عام فہم، رواں اور سنجیدہ ہے اور ایک اعلیٰ ترجمہ ہے نیز علمی لحاظ سے اس پایہ کی علمی کتاب بہت کم پائی جاتی ہے چنانچہ مجھے شدید خواہش تھی کہ میں اسے پڑھ سکوں لیکن یہ سمندر پار شائع ہوا تھا، اپنے ملک میں دستیاب نہیں تھا اور نہ ہی خریدا جا سکتا تھا۔

خدا کا شکر ہے کہ میں نے کچھ ہی عرصہ قبل Suzhou کی ایک مسجد میں ایک بزرگ Ba Shang Xiang کے پاس یہ ترجمہ پایا اور اسی وقت ان سے عاریۃً لے کر مطالعہ شروع کیا اور اس پر غور و فکر کیا۔ میرے پاس امام وانگ کا ترجمہ و تفسیر بھی ہے اور پروفیسر ہجنگ کا ترجمہ قرآن بھی۔ شمس الدین کا ترجمہ و تفسیر بھی اور پروفیسر سونگ لن کا منظوم ترجمہ بھی۔ یہ سب تراجم خوبیوں کے حامل ہیں۔ لیکن آپ کے ترجمہ کی منفرد اور زائد خصوصیت ہر سورت کا تعارف اور فٹ نوٹس کی موجودگی ہے۔ تعارف میں آپ نے سورۃ کی وجہ تسمیہ، جائے نزول، وقت نزول، سیاق و سباق کے حوالہ سے تعارف اور بیان ہونے والے مضمون کا خلاصہ بیان کیا ہے۔ اس طرح فٹ نوٹس میں مواد وافر، سیر حاصل اور گہرا ہے نیز عربی الفاظ کا ترجمہ اور تشریح بھی ہے اور اسی طرح بعض فقرات کی تشریح بھی۔ نیز آیات کی وجہ نزول اور تاریخی شخصیات کا تعارف بھی شامل ہے۔ اسی طرح عیسائیت اور یہودیت کو سامنے رکھ کر موازنہ مذاہب بھی کیا گیا ہے۔ چنانچہ تفسیر ٹھوس، جامع اور عملی زندگی سے گہرا ربط رکھتی ہے۔ مثلاً سورہ لہب کی تشریح میں یورپ کے دو گروہوں کا ذکر قاری کے لئے ایک گہرا انکشاف ہے اور بہت حوصلہ افزا بھی۔ آپ کے ترجمہ کی ترتیب اعلیٰ ہے نیز Cross Refrence بھی دیئے گئے ہیں اور مختلف مضامین پر مشتمل انڈیکس بھی موجود ہے۔ بلا شبہ یہ ترتیب ایک مکمل ترتیب ہے جس سے قارئین کو بہت سی سہولیات اور فوائد ملتے ہیں اور جس کے پاس بھی آنکھ ہو وہ اسے دیکھ سکتا ہے۔

● ایک دینی ادارہ کے مسلمان طالب علم مان چنے، نے خاکسار کو ایک خط میں تحریر کیا کہ۔

"مجھے تو یہ خیال بھی نہ تھا کہ بہت سی ایسی قیمتی کتب کا تحفہ آپ مجھے ارسال کریں گے جن کی اپنے قلب و ذہن کو سیراب کرنے کے لئے شب و روز مجھے تلاش تھی۔ چنانچہ جب مجھے یہ ملا تو میں ایک اچانک خوشی سے سرشار ہو کر الحمد للہ کہنے لگا، اور مجھے احساس ہوا گویا صحرا نوردی میں کوئی لالہ زار مل جائے یا کسی پہاڑ کی چوٹی تک پہنچنے کے لئے نوکیلے پتھروں میں سے کوئی صاف راستہ مل جائے، پس میرا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔

ہر ایک دل جو اخلاص سے خالی ہو وہ سچائی کو قبول نہیں کر سکتا اور ہر وہ آنکھ جس میں وسعت نظر نہ ہو وہ پس پردہ صداقت سے نا آشنا رہتی ہے۔ آخر سچائی کی روشنی نے میرے دماغ کا در وا کر دیا ہے اور اب مجھے تن تنہا خ بستہ موسم میں کھڑے ہوتے ہوئے بھی خوشگوار گرمی کا احساس ہونے لگا ہے۔

آپ کے لٹریچر سے مجھے صداقت کی وہ معرفت حاصل ہوئی ہے جس سے میرا باطن احساس کمتری اور گمراہی کی پریشانی سے پاک ہو رہا ہے گویا مجھے ایک ایسا سورج مل گیا ہے جس کے نور نے مجھے یہ فراست عطا کی ہے جس سے مجھے اپنے مقصد حیات یعنی صراط مستقیم سے بھٹکانے والے بتوں کا علم ہو جائے گا۔ اب میں تنہا نہیں ہوں بلکہ آپ میرے بزرگ ہیں، دوست اور شناسا ہیں، بھائی ہیں جو مشکل مراحل پر میری راہنمائی کریں گے۔ جو کتاب آپ نے مجھے ارسال کی ہے یہ وہ نور صداقت ہے جو چین میں نور افشانی کرے گا اور اس ضیاء پاشی کو اب کوئی روک نہیں سکے گا اور یہ ایک ایسا مصفا چشمہ ہے جو چینی عوام کے قلوب کو سیراب کرے گا اور ہر ایک ایسی روح کو جو خشک ہو کر مرجھا چکی ہو گی، دوبارہ تر و تازہ کر دے گی۔

امر واقعہ یہی ہے کہ آج کا نوجوان جس روحانی تشنگی اور بھوک کا شکار ہے، وہ اب ناقابل برداشت ہو چکی ہے اور جب بیابان میں سفر کرتے ہوئے اچانک میٹھا پانی مل جائے تو اس دم حاصل ہونے والی مسرت کا اظہار بھی مشکل ہوتا ہے۔ میرے والد نے مجھے خط میں یوں لکھا ہے" میں اس وقت پریشان ہوں۔ تم میری طرف سے میرے محترم روحانی بھائی عثمان کو سلام پہنچا دو۔ ان کا لٹریچر بادل کی اس گرج کی مانند ہے جس نے سارے چین کو لرزہ براندام کر دیا ہے اور یہ قلوب کے لئے ایک ایسی تیز ہوا کی طرح ہے جو پانی میں لہریں پیدا کر دیتی ہے۔ آپکا قرآن کریم سے متعلق جو وسیع علم ہے اور پھر اسکے بیان میں جو سلاست ہے وہ آج کے دور میں مفقود نظر آتی ہے۔ اس لئے دراصل آپ نے ہمیں محض کتابیں ہی ارسال نہیں کی ہیں ــــــ اور اس پر ہم باپ بیٹا کس طرح اپنے رب کا شکریہ ادا کریں اور کس طرح آپ کے بھی مشکور ہوں۔

خدا کی تقدیر نہایت عجیب ہے، گو ہمارے درمیان فاصلہ طویل ہے لیکن ہمارے دل بہت قریب ہیں۔ محض اس لئے کہ ہم ایک خدائے عظیم پر ایمان رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ ہم خدا کی راہ میں مزید قربت حاصل کریں گے۔ آپ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر میری روحانی نشو و نما کریں، امداد کا ہاتھ پھیلائیں تا کہ میں اسلام کا ایک مضبوط سپاہی بن جاؤں اور اپنے خون جگر سے چینی بھائیوں میں روحانی بیداری پیدا کر سکوں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ذاتی توجہ، محنت اور دعاؤں کے نتیجہ میں چینیوں کو حقیقی اسلام سے روشناس کرانے کے لئے جو عظیم الشان کام ہوا اور ہو رہا ہے یہ اس کی چند جھلکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور رحمہ اللہ کو اپنی رضا کی جنتوں میں بلند مقامات عطا فرمائے اور اشاعت اسلام کے جو منصوبے آپ نے جاری فرمائے تھے ان میں بے انتہا برکت ڈالے اور اللہ تعالیٰ وہ وقت جلد لائے جب چینی قوم بھی فوج در فوج احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو۔ آمین

●●......●●

طاہر تھا، مُطَہَّر تھا، سرتاپا مبارک تھا

اٹھتا ہے دھواں دل سے جب یاد تیری آئے
آنکھوں سے بہیں آنسو دل درد سے بھر جائے

یادوں کے دیئے روشن ہیں ذہن کی چوکھٹ پر
اک نور کے سانچے میں جب چہرہ وہ ڈھل جائے

اے جانِ بہاراں تُو اِس باغ کی رونق تھا
ہر پتہ ہے افسردہ اور پھول ہیں کُملائے

خوشبو تیری MTA ہر گھر میں بکھیرے ہے
وہ چاند سا چہرہ جب آنگن میں اتر آئے

اِک نور کا منبع تھا، اک پیار کا ساگر تھا
بھر لیتے تھے جام اپنے ہر روز گئے آئے

تُو عزم کا جوہر تھا ہمت تھی جواں تیری
دشمن کے مقابل پر تو جان بھی وار آئے

اے نورِ ہدایت تُو دریائے خطابت تھا
جب پھول جھڑیں منہ سے منبر کو بھی پیار آئے

طاہر تھا، مطہر تھا، سر تا پا مبارک تھا
ملتا ہے سکوں دل کو جب نام تیرا آئے

اک فیض کا چشمہ تھا اس دورِ ضلالت میں
پیغام محبت کا ہر سمت سنا آئے

ہر آنکھ تڑپ اٹھی ۔ بے قابو ہوا ہر دل
اِک نور سا چہرہ جب مٹی میں سُلا آئے

آنا بھی مبارک تھا جانا بھی تھا شاہانہ
لشکر بھی فرشتوں کے لوگوں کے سوا آئے

اک نور سا اُبھرا ہے خوشیوں کا سویرا ہے
اب دل کو تسلی اب، نہ خوف بلا آئے

مسرور کی آمد ہے رحمت کا اُجالا ہے
اک صبحِ یقیں پھر سے اے میرے خدا آئے

نصرت کی رداء اوڑھے اب نصرت حق آئی
پھر عرش سے ٹکرا کر مضطر کی دعا آئے

(امۃ الرفیق ظفر۔ کینیڈا)

خلافت رابعہ کے مبارک دور میں
جزائر پیسیفک میں تبلیغ اسلام واحمدیت

(افتخار احمد ایاز ۔لندن)

خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ولولہ انگیز قیادت، عظیم راہنمائی اور شبانہ گریہ وزاری کے نتیجہ میں آج احمدیت کے حق میں ایک ایسا انقلاب رونما ہو چکا ہے۔ جس کی نظیر چشم فلک نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں لوگوں کے افواج در افواج قبول حق کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ آج ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ گزشتہ دس سال سے جلسہ سالانہ کے موقع پر لاکھوں متلاشیان حق ہمارے پیارے امام رحمہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوتے رہے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ چند سالوں میں دنیا کی کایا پلٹ جائے گی اور احمدیت کے غلبہ کے آثار جو ہم دور افق پر دیکھ رہے ہیں ہماری آنکھوں کے سامنے جلوہ فگن ہو جائیں گے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے عین مطابق ہمارے لئے ایک نئی زمین اور نیا آسمان تیار ہو جائے گا جس میں امن اور عافیت ہوگا، اخوت اور محبت کی حکمرانی ہوگی۔ اللہ کی وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کے ترانے ہوں گے اور دنیا ایک ایسی امن وچین کی زندگی میں داخل ہوگی جس کی نظیر آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے دور میں ہمیں ملتی ہے۔

اللہ کی وحدانیت اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت دنیا کے کناروں تک قائم کرنے کے لئے حضورؒ نے خلافت رابعہ کے آغاز سے ہی دعوت الی اللہ کی بنا ڈال دی اور فرمایا کہ ہر شخص کو لازماً مبلغ بننا پڑے گا۔ اور ہر داعی الی اللہ کے لئے رب کو پانا ضروری ہے۔ خدا کو پانے کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ اس سے آواز میں ایک اور ہی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ اس ولولہ انگیز پیغام کے ساتھ جب آپ ۱۹۸۳ء میں مسجد کے افتتاح کے لئے آسٹریلیا تشریف لے گئے تو آپ نے زمین کے کناروں تک جزائر فجی کا سفر بھی اختیار کیا تاکہ وہاں کے اور ارد گرد کے جزائر ممالک کے حالات کا جائزہ لے کر جماعت کی راہنمائی کریں۔ فجی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر فیجین کو جیتنا ہے تو فجی لوگوں کو تبلیغ کر کے احمد شامل کریں۔ نیز فرمایا کہ اگر اہل فجی چاہتے تو فجی کے ارد گرد سب جزیروں کو احمدی بنا سکتے تھے۔ اب بھی اگر ہمت اور دعا سے کام لیں تو تلافی مافات ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو بلند کرنے کی توفیق دے۔

یہ آپ کی دعائیں اور توجہ تھی کہ اسی تصرف کے تحت ۱۹۸۳ء کے آخر میں اس عاجز کا بسلسلہ ملازمت طوالو جانے کا پروگرام بن گیا۔ اس واقعہ کا حضورؒ نے جلسہ سالانہ یوکے ۱۹۸۶ء کے دوسرے دن کے خطاب میں یوں فرمایا:

"طوالو ایک جزیرہ ہے جو ہمارے نقطۂ نگاہ سے بعید ترین جزائر میں سے ہے یعنی جہاں ہم اس وقت کھڑے ہیں یا بیٹھے ہوئے ہیں وہاں سے اس جزیرے کا فاصلہ اتنی دور ہے کہ وہ گویا عملاً زمین کا کنارہ ہے۔ ساؤتھ ایسٹ پیسفک کے جزائر میں سے یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ عملاً زمین کے کنارے پر ڈیٹ لائن کے پرلی طرف واقع ہے۔ اس جزیرے کے متعلق ایک بہت ہی دلچسپ بات یہ بتانے کے قابل ہے کہ ایک دن مجھے ایک ایسا خط فجی سے موصول ہوا جس میں یہ بتایا گیا کہ فلاں فلاں جزیرے ایسے ہیں جن میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہے اور ان میں ہمیں ضرور اسلام کو پھیلانے کا منصوبہ بنانا چاہئے۔ اور اس میں خصوصیت سے طوالو کا ذکر تھا۔ چنانچہ میری نظر طوالو پر پڑی اور میں نے سوچا کہ اس جزیرے میں لازماً اس سال انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے۔ افتخار احمد صاحب ایاز ایک ہمارے دوست ہیں جو یونائیٹڈ نیشنز میں کام کرتے ہیں وہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے کہا کہ ایک ضروری مشورہ کرنا ہے۔ وہ مشورہ یہ ہے کہ مجھے پہلی نوکری سے جواب مل چکا ہے اور ایک دور دراز ملک میں ایپلیکیشن ہوئی ہے اس کا نام طوالو (Tuvalu) ہے۔ آپ بتائیں کہ میں نوکری کو قبول کروں یا نہ کروں۔ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اس وقت میرے دل کی حالت کیا تھی۔ یوں لگتا تھا کہ آسمان سے خدا تعالیٰ نے اس تمنا کا جواب دیا ہے۔ میں اٹھ کر ان کے گلے لگ گیا اور میں نے کہا نیکی اور پوچھ پوچھ۔ میں تو انتظار کر رہا تھا کہ کب خدا تعالیٰ راستہ پیدا کرے۔ آپ جائیں اور آپ خدا کے فضل سے پہلے مبلغ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ان کے کام میں اتنی برکت دی کہ وہاں بڑی تیزی کے ساتھ جماعت قائم ہوئی۔

میرے طوالو میں قیام کے دوران حضورؒ کی طرف سے دعاؤں اور حوصلہ افزائی کے خطوط کے ساتھ قیمتی ہدایات بدست اور شاہد موصول ہوتے رہے جو ہر داعی الی اللہ کے لئے مشعل راہ ہیں۔

داعیان الی اللہ کے لئے
رہنما ارشادات

❁ ..... آپ کی طرف سے جو ہدایت اور نصیحت بار بار موصول ہوتی رہی وہ یہ تھی کہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ نوافل اور دعا کا اہتمام بہت ضروری ہے"۔ (خط 20-5-1985)

ہر ایک داعی الی اللہ بخوبی جانتا ہے کہ دعا کے بغیر حصول مقصد میں کامیابی کا تصور ایک سراب ہے دعا ہی ہے جو دلوں کو حق کی طرف پھیرتی ہے اور آسمانی روحانی بارش برساتی ہے۔ یہ دعا ہی تو تھی جس نے بدر کے دن مٹھی بھر بیکس، بے بس اور مسکین صحابہ کو سینکڑوں کے لشکر جرار پر فتح بخشی۔ یہ دعا ہی تو تھی جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قلب صافی سے نور کی شعاؤں کی طرح نکل نکل کر عرب کے روحانی طور پر تاریک وتار ماحول کو بقعۂ نور بنانے کا موجب ہوئی۔ یہ دعا ہی تو تھی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کے دلوں سے نکل کر دنیا میں آج ایک روحانی انقلاب برپا کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بھی سب سے پہلا پیغام جماعت کے نام یہی تھا کہ دعا کرو دعا کرو۔ پس اسلام اور احمدیت کے غلبہ کو جلد سے جلد تر لانے کے لئے سب سے بڑا ہتھیار دعا ہی ہے۔ دعا کے ساتھ حضورؒ نے نوافل کی بھی نصیحت کی۔ دراصل قبولیت دعا کا عبادات کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہماری تبلیغ میں تب ہی سرسبزی پیدا ہو سکتی ہے جب ہماری عبادات میں جذب اور شغف اس حد تک پیدا ہو جائے کہ وہ عرش الٰہی تک پہنچنے لگیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذاتی نمونہ اس لحاظ سے ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور بے نظیر ہے کہ عین میدان جنگ میں بھی آپ عبادات میں ہی مشغول ومگن رہتے تھے۔ آپ کے صحابہ کرام جنگ لڑ رہے تھے تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خیمہ میں عبادت میں محو تھے اور دعائیں کر رہے تھے۔ آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جمعین نے اپنے آقا ومولیٰ کے اس نمونہ پر فدائیانہ شان کے ساتھ عمل کیا۔ اور اکثر اوقات وہ شہادت سے قبل دو رکعت نفل کی اجازت چاہتے اور موت سے ہم آغوش ہونے سے چند منٹ قبل بھی یہ چاہتے کہ اللہ کے حضور پیش ہوتے وقت ان کا آخری عمل عبادت ہو۔ حضرت شہید عبداللطیفؓ نے بھی شہادت سے بغلگیر ہونے سے قبل یہی استدعا کی تھی کہ دو رکعت نفل کی اجازت دی جائے۔ تبلیغ میں کامیابی کا راز اور بنیادی ستون دعا اور عبادت ہے۔ جتنا جتنا ہمارا شغف عبادات میں بڑھتا جائے گا اتنا اتنا ہم اپنے مقصد یعنی لوگوں کو احمدیت میں داخل کرنے میں کامیابی سے ہمکنار ہوسکیں گے۔ بفضلہ تعالیٰ۔ حضورؒ کی ہدایت تھی کہ جب بھی کسی نئے علاقہ میں جائیں تو سب سے پہلے علاقہ کا جائزہ لیں اور ساتھ ہی دعا اور نوافل شروع کر دیں۔ اور پھر باقاعدہ تبلیغی اور تربیتی منصوبے بنائیں۔

❁ ... آپ نے فرمایا: "عام جائزہ کے ساتھ ساتھ تبلیغی پلاننگ کریں اور مکمل منصوبے بنائیں۔ مبلغین کی راہنمائی کریں اور پرانے احمدیوں کو بھی تبلیغ کرنے کا سلیقہ سکھائیں۔ جتنی قوت بڑھے گی اتنا کام زیادہ ہوگا"۔ (خط 20-7-1985)

حضورؒ کی اس ہدایت پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ نے بہت برکت عطا کی اور جب طوالو کے ارد گرد کے جزائر ممالک میں تبلیغ کا کام شروع ہوا تو بہت جلد کامیابی عطا ہوئی۔ اس کا ذکر ۱۹۸۶ء کے جلسہ سالانہ یوکے کے دوسرے دن کے خطاب میں حضورؒ نے یوں فرمایا:

"اسی (یعنی طوالو) جزیرے کی تبلیغ سے ایک نیا ملک جو چھوٹا سا ملک ہے کیری باس اس کا نام ہے۔ وہاں بھی اللہ کے فضل سے ایک خاندان بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو چکا ہے۔ اور ایک خاتون ہیں جنہوں نے سب سے پہلے بیعت کی۔ ان کے ذریعہ سے اُن کا سارا خاندان احمدی ہوا اور اب وہاں سے جو اطلاعات مل رہی ہیں کہ اس خاندان میں تبلیغ کا اب بڑا ولولہ پیدا ہوا ہے اور وہ تیزی کے ساتھ ارد گرد تبلیغ شروع کر چکے ہیں۔ اور وہ ملک کی ٹاؤن کونسل کی ڈپٹی سیکرٹری ہیں"۔

اسی خطاب میں حضورؒ نے مزید فرمایا:

ویسٹرن ساموآ (Western Samoa) ایک اور ملک ہے جہاں میں جب فجی گیا تھا تو میں نے جماعت فجی کے سپرد یہ کام کیا تھا کہ وہ ویسٹرن ساموآ میں ضرور تبلیغ کا کام کریں۔ اس وقت سے لیکر اب تک وہاں کوئی مؤثر کام نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے ایک استاد کو جو فجی میں ملازم تھے اُن کو تیار کیا کہ وہ ساموآ جاکر وہاں تعلیمی ادارہ میں نوکری کرلیں اور تبلیغ کا کام شروع کریں۔ چنانچہ انہوں نے کیا تو سہی لیکن کوئی نتیجہ خیز نہیں تھا۔ اور یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ طوالو کی برکت ہے کہ طوالو کی خوشکن رپورٹیں آئیں تو میں نے ان کو نصیحت کرنے والا اور شرمندہ کرنے والا خط لکھا۔ میں نے کہا کہ آپ اتنی مدت سے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے خود آپ کو مقرر کیا اور وہاں جا کر وعدہ کیا کہ میں کام کروں گا۔ کوئی نتیجہ نہیں نکلا اور ابھی کل کی بات ہے کہ افتخار صاحب گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک شاندار جماعت قائم ہوگئی ہے۔ اس کچھ کے نے ایسا اچھا کام دیا کہ وہاں اللہ کے فضل سے چند دن کے بعد ایک نوجوان کی بیعت کی اطلاع ملی۔ وہ بھی چونکہ کٹر عیسائی علاقہ ہے۔ یہ بھی ایک عیسائی تھے۔ چنانچہ میں نے اس کا نام مشہر محمد رکھا ہے۔ اور خدا نے ان کے ذریعہ تبشیر کے سامان پیدا فرما دیئے۔ اور جو بھی اسلام قبول کرتے ہیں وہ ساری سابقہ بدعات کو ترک کر دیتے ہیں۔ شراب نوشی عام ہے۔ سؤر کھانا عام ہے بلکہ ان جزائر میں زیادہ تر گوشت سؤر کا ہی ملتا ہے اور وہی ان کی بڑی تجارت ہے۔ اس لئے مسلمان ہوتے ہی وہ لوگ سؤر بھی چھوڑ رہے ہیں۔ شراب نوشی بھی ترک کر رہے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ ہمارے بچوں کا، ہماری بیویوں کا اسلامی نام رکھ کر بھیجیں"۔

❁ - حضورؒ ہمیشہ تاکید فرماتے تھے کہ جو بھی کام کیا جائے سلیقہ سے کیا جائے اور انہماک سے کیا جائے۔ جب ۱۹۸۳ء میں عالمی بیعت کا سلسلہ جاری ہوا تو حضورؒ کی طرف سے نہایت قیمتی ہدایات موصول ہوئیں جن میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

فرمایا: "نو بیعت کنندگان کو ہر لحاظ سے مکمل کریں اور جو خامیاں رہ گئی ہیں انہیں دور کریں۔ ایسی پر حکمت پلاننگ کریں کہ وقت سے بہت پہلے ٹارگٹ پورا کرلیں اور پھر بقیہ عرصہ میں اس پر اضافہ ہو۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے آپکی تائید فرمائے۔ تعلیم و تربیت کے لئے ایک ایسا سیل قائم کریں جو سارا سال موجودہ نو مبائعین اور اب نئے آنے والوں کی تربیت میں مصروف رہے۔ یہ بے حد ضروری ہے۔ تمام

جماعتوں میں تربیت کا پختہ نظام جاری ہو جانا چاہئے۔ یہ کوشش بھی ہو کہ یہ لوگ داعیین الی اللہ بن جائیں اور پھر آگے ثمر آور ہوں"(خط 2-10-1993)

❁ پھر فرمایا: مبلغین کو ساتھ لے کر پُر حکمت اور بھرپور تبلیغی پروگرام بنائیں۔ کوئی دن ضائع نہیں جانا چاہیے۔ دن رات ایک کرنے والی بات ہے۔ اللہ پر توکل کر کے اور اسی سے نصرت طلب کرتے ہوئے کام شروع کر دیں اور باقاعدہ ساتھ کے ساتھ رپورٹ بھجواتے رہیں۔ جس طرح پہلے اللہ تعالیٰ نے کامیابیوں سے نوازا ہے اب بھی وہ انشاء اللہ العزیز آپکی امیدوں اور توقعات سے بہت بڑھ کر عطا فرمائے گا۔ آپکی طرف سے کوئی کمی نہ ہو۔"

(خط 10-5-1994)

❁ طوالو قیام کے دوران مجھے ریجنل اور عالمی کانفرنسوں میں شرکت کا موقع ملتا رہتا تھا۔ وہاں مختلف ممالک سے جو نمائندے آتے تھے ان سے بھی تبلیغی رابطے بن جاتے تھے۔ اور اس کی اطلاع میں حضورؒ کو بھجوا دیا کرتا تھا۔ اس پر حضورؒ نے ارشاد فرمایا:

"مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے افراد سے رابطوں سے ان ممالک سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور کام کے لئے راہیں ہموار ہو سکتی ہیں۔ مثلاً ساؤتھ امریکہ کے باشندوں سے جو رابطہ ہوا ہے اس سے ان ممالک میں ہمارے مشن قائم ہو جائیں تو بہت خوشکن کاروائی ہوگی۔ آپ کوئی ایسا پروگرام بنائیں یہ سب جزائر اس مبارک موقع عالمی بیعت پر میں شامل ہونے کی سعادت پائیں اور ان میں سے ایک بھی محروم نہ رہے"۔ (خط 21-4-1993)

نیز فرمایا: "آپ نے اب نئے پودے لگانے ہیں۔ اللہ آپ کو اسکی ہمت دے اور توفیق دے"۔

(خط 21-4-1993)

طوالو میں جماعت قائم ہو جانے کے بعد حضورؒ کی یہ خواہش تھی کہ وہاں جماعت جلد باقاعدہ رجسٹرڈ بھی ہو جائے۔ اس کے لئے وہاں کافی مشکلات تھیں لیکن حضورؒ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے یہ کام کر دیا۔ اپنے 31-7-1985 کے خط میں حضورؒ نے فرمایا "اللہ آپ کے حق میں اور آپکی روحانی، جسمانی اولاد کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا قبول فرمائے:

اک سے ہزار ہوویں بابرگ و بار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں

طوالو جماعت کی رجسٹریشن

طوالو جماعت کی رجسٹریشن کا واقعہ حضورؒ نے یکم اگست ۱۹۸۶ء کو جلسہ سالانہ یو کے کے خطاب میں بیان فرمایا۔ فرمایا:

"اب طوالو کا ذکر کرتا ہوں۔ طوالو میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ جون ۱۹۸۵ء کے مہینہ میں پہلی بیعت ہوئی ہے۔ ۱۹۸۶ء میں ہمارے رضا کار مبلغ افتخار ایاز صاحب رخصت پر تشریف لائے۔ میں نے کہا کہ باقاعدہ جماعت رجسٹر کرائیں تاکہ ہم تیزی کے ساتھ کام شروع کریں۔ مشن ہاؤس تعمیر کریں، مسجد بنائیں۔ تو انہوں نے کہا کہ قانون ہے کہ جب تک پچاس بالغ ممبر نہ ہوں تو اس وقت تک گورنمنٹ رجسٹر نہیں کرتی۔ چنانچہ یہاں سے جب وہ گئے تو ان کی وہاں سے اطلاع آئی کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے آتے ہی نئی بیعتیں ہوئی ہیں اور باون افراد جماعت میں داخل ہو گئے ہیں اور ہم نے رجسٹری کی درخواست دے دی ہے۔ چونکہ وہاں جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے تیزی سے کامیابی حاصل ہو رہی تھی اس لئے چرچ نے مخالفت شروع کر دی اور جو محکمہ رجسٹری کروانے کے لئے مقرر ہے اسکے کلرک پر بھی اس مخالفت کا اثر تھا۔ قانون یہ تھا کہ پچاس افراد کی ہی درخواست دی جائے۔ افتخار ایاز صاحب نے غلطی سے باون آدمیوں کے نام لکھ دیئے۔ اس کلرک کو چونکہ قانون کا پتہ تھا اس لئے جب منسٹر کے سامنے یہ درخواست پیش کی گئی تو اُن میں سے دو پر اعتراض لگایا گیا اور منسٹر کو یہ کہا کہ پورے پچاس نہیں ہو رہے اڑتالیس رہ گئے ہیں۔ اس لئے یہ رجسٹریشن نہیں ہوسکتی۔ اس پر منسٹر نے افتخار صاحب کو فون کیا اور ان کو بلایا اور کہا کہ دیکھو میں مجبور ہوں۔ کوئی مخالفت کی بات نہیں۔ یہ قانونی دقت ہیں۔ انہوں نے کہا فہرست میں تو یہی۔ وہ باون تھے جو میں نے لکھے تھے۔ دو نکل گئے تو پچاس باقی رہ گئے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت منسٹر نے اس کی منظوری دیدی۔ اور اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے اور بھی بیعتیں ہوئیں اور اب جو طوالو سے دو نمائندے تشریف لائے ہوئے ہیں جلسہ کے لئے انہوں نے بتایا کہ اب دوسو کی جماعت وہاں قائم ہو چکی ہے"۔

❁ طوالو میں جلد جلد جو بیعتیں ہوئیں وہ تمام تر حضورؒ کی دعاؤں، توجہ اور رہنمائی کا نتیجہ تھا۔ حضور نے اپنے 16-12-1985 کے خط میں فرمایا:

"خدا کرے کہ جلد بکثرت لوگ احمدیت میں فوج در فوج شامل ہوں۔ دراصل ابتداء میں پورا زور لگانا چاہئے ورنہ بعد میں آہستہ آہستہ دیگر تحریکات بھی حرکت میں آجاتی ہیں اور مخالفت بھی شروع ہوسکتی ہے۔ قبل اس کے کہ ایسا ہو آپ پوری کوشش اور دعا کے ذریعہ ہزاروں کو احمدی مسلمان بنالیں۔ اللہ تعالیٰ آپکی مدد فرمائے"۔

پھر فرمایا: "آپ اپنی رفتار کو کم نہ ہونے دیں۔ ابھی تو آپ نے بلند چوٹیوں کو سر کرنا ہے۔ ہمت اور لگن کے ساتھ مسلسل آگے بڑھتے رہیں۔ لوگوں میں جذبہ تبلیغ کو اُبھاریں اور سبھی احمدیوں کو پُرجوش داعی الی اللہ بنادیں۔ اُن میں غلبہ اسلام کے لئے تڑپ پیدا کر دیں اور انہیں بتائیں کہ آپ نے اپنا کام خود کرنا ہے۔ اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہونا ہے۔ وہ ہمت کریں۔ کثرت سے دعائیں کریں اور تبلیغی جہاد میں مشغول ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ سبھی کو توفیق عطا فرمائے اور ہر ایک کو کامیاب داعی الی اللہ بنا دے"۔

(خط 3/10/1986)

❁ .....آہ! وہ کیا ہی پیارا آقا اور رہنما تھا۔ ایک ایک لفظ دل میں اُترتا اور جذبہ کو انگیخت کرتا چلا جاتا ہے اور ایک ہی تمنا رہ جاتی ہے کہ اس راہ میں جان بھی جاتی ہے تو جانے دو۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک داعی الی اللہ کو اس جذبہ سے ہمکنار کرے اور تبلیغی جہاد میں ہمت اور لگن کے ساتھ بڑھتے چلے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁ جب ۱۹۸۶ء کا رمضان آیا تو حضورؒ نے خاص طور پر اپنی زریں نصائح سے نوازا۔ فرمایا:

"رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس کی عظیم الشان برکات سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس مہینہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احباب جماعت کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں۔ یہ تزکیہ نفس اور تنویر قلب کا بہترین وقت ہے اور دعاؤں کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے عبادت اور دعاؤں کی طرف نومبائعین کی توجہ منعطف کرائیں اور ہر احمدی کو تلقین کریں کہ وہ احمدیت کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائے اور اپنی تعداد کو تیزی سے دگنی چگنی کرنے کی کوشش کریں۔ اشاعت کا کام جاری رہے لیکن اس کو ایسی شہرت نہ دیں کہ بے وجہ حسد کے جذبات بھڑک اٹھیں۔ حکمت عملی اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے تبلیغ کریں۔ مقصد یہ ہو کہ کم از کم مزاحمت کے ساتھ جلد از جلد اسلام ان جزائر میں پھیل جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے"۔

(خط 22/5/1986)

❁ تبلیغ کے میدان میں حضورؒ چاہتے تھے کہ جلد از جلد آگے بڑھا جائے اور جو میدان فتح ہوں وہاں جماعتوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔ اس کے لئے تبلیغ کے کام میں طلباء اساتذہ اور نوجوانوں کی طرف خصوصی توجہ دی جائے کہ وہ تربیت کے کاموں اور جماعتی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے کاموں میں مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس طرف حضورؒ نے اپنے 23/10/86 خط میں توجہ دلائی۔ فرمایا:

"طوالو کے نوجوانوں، طلباء اور اساتذہ کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں اور نوجوانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کریں۔ انہیں بنیادی تعلیم و تربیت دے کر داعی الی اللہ بنادیں تیزی سے آگے بڑھیں۔ کسی قسم کے ردّ عمل سے پہلے پوزیشن مضبوط ہو چکی ہو۔ میری دعا ہے کہ یہ سب بابرگ و بار ہوں اور خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے اُس کی رضا کی راہوں پر چلتے ہوئے عظیم الشان قربانیاں کرنے والے ہوں"۔

(خط 23/10/86)

❁ حضور رحمہ اللہ پسند فرماتے تھے کہ احمدیت کا پیغام مثبت طریق پر پہنچایا جائے اور دوسرے کے احساسات اور جذبات کا خیال رکھا جائے۔ 1997ء میں طوالو کے وزیر اعظم بیکے نی پائے نیو دفتری دورے پر انگلستان آئے تو حضورؒ کی خدمت میں بھی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور واپس طوالو جاکر شکریہ اور خوشنودی کا خط لکھا۔ اس کے جواب میں حضورؒ نے تحریر فرمایا:

"مجھے بھی بڑی خوشی ہوئی۔ باوجود اس کے کہ کٹر عیسائی معلوم ہوتے تھے پھر بھی انہوں نے میری بات کو بڑے حوصلے سے سنا۔ اس لئے مَیں نے اُسی وقت فوری یہ فیصلہ کیا کہ تثلیث کے خلاف بحث کی بجائے واحدانیت اور یونٹی (Unity) کو زیر بحث لایا جائے۔ ماشاء اللہ ذہین آدمی ہیں۔ سر دست جو لٹریچر اُن کو بھیجنا چاہئے اس میں 'اسلامی اصول کی فلاسفی'، 'حالات حاضرہ پر اسلام کا ردّ عمل' اور 'مرد خدا' شامل ہونا چاہئے۔ یہ کتابیں اکثر لوگوں کے لئے فائدہ کا موجب بنی ہیں۔" مزید ارشاد فرمایا کہ: "خاص طور پر انہیں یہ بھی لکھیں کہ فرنچ ٹی وی کی پولیٹکس کے خلاف آپ کے روّیہ پر مَیں بے حد خوش ہوا ہوں اور مسلسل دعائیں کر رہا ہوں کہ اللہ آپ کو عظمت اور حوصلہ دے اور آپ کسی قیمت پر بھی عالمی گند پھیلانے والوں کے سامنے سر جھکانے پر مجبور نہ ہوں۔ اللہ اُن کے چنگل سے آپ کو ہمیشہ محفوظ رکھے۔ ایم ٹی اے کی طرز کے پروگرام جو محض اخلاقی اور انسانی قدروں کو بڑھانے والے ہیں وہ آپکی ضرورت ہیں۔ وہ بننے چاہئیں۔ اگر آپ ایسے کوئی پروگرام اپنے لئے وہاں سے بنوانے چاہیں جن میں بدن کی عریانی نہ ہو اور میوزک نہ ہو بلکہ قدرتی مناظر اور اپنے مسائل کا ذکر ہو تو ہم ایم ٹی اے پر بڑی خوشی سے آپکے وہ پروگرام ساری دنیا کو دکھائیں گے۔ خدا کرے کہ ہمارے طوالو سے تعلقات ہمیشہ استوار رہیں اور خوب بڑھیں"۔

(تحریر 24/4/1997)

حضورؒ کی اس دعا کا کہ ہمارے طوالو سے تعلقات ہمیشہ استوار رہیں اور خوب بڑھیں کا فوری نتیجہ اس رنگ میں ظاہر ہوا کہ طوالو نے اس عاجز کو برطانیہ میں اپنا کونسل جنرل مقرر کر دیا اور تعلق کا یہ سلسلہ

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
BANI
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
کلکتہ
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاری ہے۔ الحمد للہ

ان سے پہلے جو وزیر اعظم سر ٹوماسی پوآپوآ تھے اور اب طوالو کے گورنر جنرل ہیں۔ وہ بھی ۱۹۸۷ء میں حضور انور سے شرف ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور اب تک جماعت کے ساتھ پیار کا تعلق ہے۔ ۱۹۸۷ء میں یہ ملک کے وزیر اعظم تھے اور رجسٹریشن کے بعد جب جماعت کی مخالفت بہت بڑھ گئی تو انہوں نے بہت جرأت کا نمونہ دکھایا۔ اس کا ذکر حضورؒ نے جلسہ سالانہ یوکے یکم اگست ۱۹۸۷ء کو اپنے خطاب میں فرمایا۔ فرمایا:

" طوالو میں جماعت کی رجسٹریشن کے بعد مخالفت کا ایک شور برپا ہو گیا اور اسمبلی میں عیسائیوں کی طرف سے شدید اعتراضات اُٹھائے گئے اور حکومت پر نکتہ چینی کی گئی کہ آپ نے کیوں ایک نئے مذہب کو یہاں لا کر فتنہ و فساد کا سامان پیدا کیا ہے اور آپ کو ہرگز رجسٹریشن نہیں کرنی چاہئے تھی۔ جب یہ بات پارلیمنٹ میں حزب مخالف کی طرف سے اٹھائی گئی تو وزیر اعظم نے بڑی مضبوطی کے ساتھ جماعت کی تائید میں کہا کہ میرا اپنا مذہب بھی عیسائیت ہے۔ اور جیسے عیسائی عیسائیت کی پیروی کرتے ہیں ہم بحیثیت حکومت طوالو کے قانون کی پیروی کریں گے۔ اور اس میں عیسائیت کو دخل نہیں دینے دیں گے۔ اس لئے جماعت ٹھیک رجسٹر ہوئی ہے اور قائم رہے گی۔ اس بیان پر گورنر جنرل نے وزیر اعظم سر ٹوماسی پوآپوآ کو مبارک باد کا فون کیا اور کہا کہ میں ڈر رہا تھا کہ تم کہیں کوئی کمزور پوزیشن نہ لے لو۔ تم نے بہت اچھا کام کیا ہے اور اچھا فیصلہ دیا ہے۔ بس خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں اللہ تعالیٰ کامیابیاں عطا فرماتا ہے وہاں فرشتوں کے ذریعہ دلوں کو انصاف پر قائم ہونے کی بھی قوت بخش رہا ہے۔ صرف بدنصیبی یہ ہے کہ بعض اپنے ممالک سے ہمیں شکوہ ہے کہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم پر عمل پیرا نہیں اور وہ لوگ جو اسلام سے تعلق نہیں رکھتے وہ بڑی شان کے ساتھ اسلام کے عدل کی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں۔ یہاں جو بیعتیں ہوئی ہیں خدا کے فضل سے اچھے تعلیم یافتہ بااثر لوگ بھی ہیں۔ ان میں ان کی پبلک سروس کمیشن کے پریذیڈنٹ بھی بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو چکے ہیں اور وہ پولیس کے افسر جن کی گورنر جنرل کے ساتھ ڈیوٹی ہے جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور یہ دونوں دوست بطور نمائندہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ (اس موقع پر فرمایا) کہاں ہیں وہ دوست کھڑے ہوں۔ انہیں شکل دکھائیں۔ اور انہوں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے مسلسل خدمت دین کے لئے وقف ہیں اور نہایت اعلیٰ درجہ کی زبان انگریزی پر بھی عبور ہے۔ اور مقامی زبان پر بھی۔ چنانچہ اُس وقت سے جماعت احمدیہ کے تراجم کر رہے ہیں۔ اور قرآن کریم کی جو منتخب آیات کا ترجمہ تھا اس کی بھی توفیق ملی ہے۔ اور ساتھ جو دوست وہ پولیس افسر جو گورنر جنرل کے ساتھ متعین ہیں انہوں نے یہاں آنے سے کچھ عرصہ قبل مجھے خط لکھا کہ جب سے میں اسلام میں داخل ہوا ہوں میرا دل پولیس سروس سے اُچاٹ ہو چکا ہے۔ مجھے قبل از وقت ریٹائرمنٹ مل سکتی ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ مجھے اوّل ترین ریٹائرمنٹ قبول کرنے کی اجازت دیں اور پھر جماعت احمدیہ کی خدمت کے لئے مجھے وقف سمجھیں۔ عجیب ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی جو ہر طرف چل رہی ہے۔ یہاں مشن کی تعمیر کا منصوبہ خدا کے فضل سے مکمل ہو چکا ہے اور رقم بھی بھجوا دی گئی ہے۔ عنقریب اس کا کام شروع ہو جائے گا"۔

(خطاب یکم اگست 1987، جلسہ سالانہ یوکے)

● ...... حضورؒ نے تبلیغ کے لئے پبلک لیکچرز کا پروگرام بھی پسند فرمایا۔ ایک دفعہ جب طوالو میں یہ طریق اختیار کیا تو حضورؒ نے فرمایا:

" پبلک لیکچرز کا پروگرام جو آپ نے تحریر کیا ہے بہت مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہت اعلیٰ نتائج ظاہر فرمائے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق بخشے۔" (خط 26/12/88)

● پبلک جلسوں کو بھی تبلیغ کے لئے پسند فرمایا۔ جب پبلک جلسوں کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پھیلانا شروع کیا تو حضورؒ نے فرمایا: " پبلک جلسوں کا طریق بہت عمدہ ہے۔ اس سے احمدیوں کی بھی تربیت ہوگی اور غیروں کو بھی اسلام سمجھنے میں مدد ملے گی اور جماعت کے حقوق تسلیم کرانے میں بڑی مدد ملے گی۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے بہترین نتائج برآمد کرے "۔ (خط 7/3/89)

● حضورؒ نو مبائعین کے ساتھ خاص محبت کا سلوک فرماتے اور اُن کے لئے حضورؒ دعاؤں کے تحائف بھجواتے رہتے۔ 18/12/88 کے خط میں فرمایا " اللہ تعالیٰ انہیں ایمان اور نور سے معمور کرے اور اپنے پیار سے نوازے۔ انہیں تعلیم و روایات سلسلہ کے لحاظ سے مضبوط اور راسخ العقیدہ بنائے۔"

بحرالکاہل کے سارے جزائر ممالک کے لئے حضورؒ کی دعائیں تھیں۔ فرمایا: " اللہ تعالیٰ طوالو اور اس کے ارد گرد کے علاقہ کو احمدیت کے نور سے منور جگہ نور بنا دے۔ خدا کے فضل سے اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سلسلہ پوری شان سے بڑھ رہا ہے۔"

(خط 30/12/88)

جب طوالو کے ارد گرد کے جزائر ممالک میں احمدیت کے پودے لگ گئے تو ان کو سنبھالنے کا فکر ہوا اور حضورؒ کی خدمت میں خاص دعا کے لئے لکھا۔ اس پر حضورؒ کی طرف سے جواب موصول ہوا۔

" آپ گھبرائیں نہ۔ ہمت بڑھائیں اور خدا تعالیٰ سے مدد و نصرت مانگتے ہوئے اپنے قدم کو آگے بڑھائیں۔ تبلیغ میں علم کا سوال نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے جس کو چاہے دے۔ دعاؤں پر بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تاریخی خدمت کے لئے چن لیا ہے اور نوازا ہے۔ فالحمد للہ۔ [illegible] اللہ تعالیٰ آپ [illegible] آخرین کی حسنات جاری کرے۔ آپ کی [illegible] کو بابرکت و بار آور کرے اللہ نور فطرت کو جلا بخشے اور آپ کی زبان میں تاثیر پیدا کردے۔" آمین (خط 29/5/90)

● ...... ایک دفعہ حضورؒ نے فرمایا کہ ہر گفتگو کو تبلیغ کا رنگ دیا جا سکتا ہے اور ہمیں نے کانفرنسز میں اس سے بہت فائدہ اُٹھایا۔ جو بھی بات ہو رہی ہوتی اس میں اسلامی نقطۂ نظر کا ذکر بھی کر دیتا اور اس طرح ساری بات ہی اسلام کی تعلیم کی طرف پلٹ جاتی۔ حضورؒ کو جب اطلاع کی تو بہت پیار سے حوصلہ افزائی کے لئے فرمایا: " آپ جس طرح ایک بات سے دوسرے کی طرف رُخ موڑ کر موضوع احمدیت کی طرف پھیرنے کا ڈھنگ رکھتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ نے آپکو خاص سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور آپکو ہر قدم اور گام پر اپنی دنیا و آخرت کی نعمتوں سے نوازے اور کامیابیاں عطا کرے"۔

(خط 8/2/92)

● حضورؒ نو مبائعین کی تربیت کی طرف بار بار توجہ دلاتے رہتے۔ آپ فرماتے کہ پورا زور لگا کر ان کی اعلیٰ تربیت کریں اور یاد رہے جلد از جلد تعلیم و تربیت کے لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اپنی قوم کے لئے داعی الی اللہ بن جائیں۔ حضورؒ فرماتے تھے کہ ملک میں احمدیت کی جڑیں مضبوط کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مقامی لوگوں میں تبلیغ ہو اور وہ تیزی کے ساتھ جماعت میں شامل ہوں۔ اس سلسلہ میں فرمایا:

" تربیت کا نظام بڑی مضبوطی کے ساتھ جاری ہونا چاہئے اور ان کی تربیت ایسی پختہ ہو جائے کہ ایک نمونہ کی جماعت بن جائے۔ جہاں نئی جماعتیں بنیں وہاں نزدیک کے حلقہ سے مبلغ مسلسل دورہ پر جا سکتا ہے۔ وہاں تصویروں اور کتابوں کی نمائش لگائی جائے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ احمدیت ہے کیا۔ اسی طرح وہاں گھاس پھونس کی مسجد بھی بنائی جائے۔ اس طرح پلاسٹک کے حروف والا استقبالیہ بورڈ بنا کر نمایاں جگہ پر لگا دیا جائے جس پر " احمدیہ مسلم ویلکم یو" (AHMADIYYA MUSLIM WELCOME YOU) لکھا ہو۔" (خط 27/5/82)

پھر فرمایا: " شروع میں چھوٹی چھوٹی باتیں جو آسانی سے سمجھ میں آئیں وہ انہیں سکھانی چاہئیں اور دوا کی طرح خوراک کی صورت میں دینی چاہئیں۔ جب ایک کا فائدہ پوری طرح ظاہر اور پختہ ہو جائے تو پھر دوسری خوراک دینی چاہئے۔ کوشش کریں کہ وہاں معلم پیدا ہوں اور جماعتیں خود کفیل ہو جائیں۔"

(خط 26/6/82)

● اللہ تعالیٰ دعوت الی اللہ کے پھل جب نصیب کرتا ہے تو ان کی اتنی خوشی ہوتی ہے کہ انسان مزید پھل حاصل کرنے کے لئے آگے بھاگتا ہے اور جو پھل ملے ہوتے ہیں اُن کا خیال نہیں رہتا۔ اور بعض دفعہ وہ پھل ضائع ہو جاتے ہیں۔ حضورؒ نے فرمایا:

" تمام نو احمدیوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں تاکہ Preserve ہو جائیں۔ بنیادی جماعتی نظام اور ذیلی تنظیمیں بھی بنا دیں۔ سر دست تو اتنے ہیں جتنے ایک مرغی اپنے پروں کے نیچے چوزوں کی آسانی سے حفاظت کر سکتا ہے۔ آپ کے پر تو ماشاء اللہ وسیع ہیں۔ تربیت آسانی سے کر سکتے ہیں اور تبلیغ کے کام کو نہایت مضبوط بنیادوں پر آگے بڑھاتے ہوئے اور وسعت دیکر اگر ساتھ ساتھ دعائیں بھی کریں تو بعید نہیں کہ یہ

●●●

بادباں بھی وہی ، ناؤ بھی ، کنارے بھی وہی
غم کا ساگر بھی وہی ، موج کے دھارے بھی وہی
مہرباں دیکھ! ترستی ہے ترے عکس کو آنکھ
چاندنی رات وہی ، چاند ستارے بھی وہی
ایستادہ سرِ راہے ترے مجبور ۔ ہنوز
دیدہ و قلب وہی ، دید کے ہارے بھی وہی
ایک تو ہی نہیں اس کلبۂ احزاں میں ۔ ولیک
شیشۂ دل بھی وہی ، مے کے دُلارے بھی وہی
چوٹ بھی پہلی ، مرے چارہ گراں بھی پہلے
درد بھی ویسا ، غم درد کے مارے بھی وہی
تو وہی ، تیری جدائی ، تری یادیں بھی وہی
ہم وہی ، دل بھی وہی ، دل کے سہارے بھی وہی
لوٹ کے کوئی نہ آیا کبھی پردیسوں سے
منزلیں بھی وہی ، رستے بھی ، اشارے بھی وہی
غیر تبدیل ہے یہ شعبۂ مغروب و طلوع
آمد و رفت وہی ، نور نظارے بھی وہی
ذات مولا کے سوا کس کو بقا ہے ؟ ساحرا
لائق حمد وہی ، حمد کے و آرے بھی وہی

(ایچ آر ساحرؔ ۔ امریکہ)

یرہ پہلا جزیرہ ہو جہاں پر احمدیت کی آزاد حکومت ئم ہو اور اسے اشاعت اسلام کے لئے بنیاد بنایا سکے "۔(11/12/85ء)

● ..... حضورؒ کا یہ بھی فرمان تھا کہ اشاعت مذریعہ مؤثر رنگ میں عوام تک احمدیت کا پیغام پہنچایا ائے اور پھر مقامی لوگوں کی تعلیم اور تربیت کر کے یں وقف عارضی پر مختلف علاقوں میں بھجوایا جائے تا عت کے کام سے پوری طرح فائدہ اُٹھایا جا سکے۔

فرمایا" جو جماعت آپ نے تیار کی ہے فوری پر ان کی بہتر تربیت اور اعلیٰ ترقی کے لئے توجہ اور ت درکار ہوگی اس کے لئے بنیادی تربیتی لٹریچر فوراً ع ہونا چاہئے ۔ جب آپ کے نو مبائعین ان یاروں سے آراستہ ہو جاویں تو پھر ان کو وقف ی پر بھجوایا جا سکتا ہے ۔ وہاں پر کوئی مستقل جگہ ل کر لیں اور وڈیو وغیرہ کا انتظام بھی ہو۔ جماعتی لی کی تصاویر اور لٹریچر کی نمائش بھی ہو تا جماعت کام کو پروجیکٹ کیا جا سکے ۔ اس طریق سے ت کو استحکام حاصل ہوگا" (خط 16/11/88)

● ..... ۱۹۸۷ء میں طوالو کی رجسٹریشن کے بہاں بہت مخالفت ہوئی ۔ اس مخالفت کے نتیجہ میں کے گورنر جنرل سر Tupua مرحوم نے بیعت ۔ لیکن وہ اس بیعت کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس کی اطلاع حضورؒ کی خدمت میں بھجوائی تو نے فرمایا: " جو بڑی بڑی شخصیات سیاسی دباؤ رسے کھلم کھلا احمدی کہلانے کے لئے تیار نہیں ان لئے بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ اپنے اسلام کو ست مخفی رکھیں اور اپنا سیاسی رسوخ حکمت سے اس استعمال کریں کہ کثرت سے لوگ احمدی ہوں سیاست سے احمدیت کا تضاد دور ہو جائے"۔

(6/12/1987ء)

● ..... حضورؒ احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت رف خصوصی توجہ دلاتے رہتے ۔ چونکہ یہ لوگ ماحول سے آئے تھے ۔ عورتوں کے لئے مردوں لگ بیٹھنا ان کے لئے عجیب سی بات تھی۔ حضورؒ مایا: " خواتین کا کلاس میں مردوں کے ساتھ ہونا مناسب نہیں۔ آہستہ آہستہ اُن کو اسلامی ب سکھانی چاہئے ۔ کلاس میں الگ انتظام کر لیا ۔ پارٹیشن ہو جائے، پردہ وغیرہ لگا لیا جائے"۔

(8/12/87ء)

پھر میری بیگم محترمہ امۃ الباسط صاحبہ بھی ں آگئیں اور یکجہ قائم ہوگئی تو حضورؒ نے خوشی کا رمایا۔ فرمایا: " جب سے آپ کی بیگم صاحبہ آپ س گئی ہیں۔ ٹھوس بنیادوں پر کام شروع ہو گیا ہے کے بہترین نتائج ظاہر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور دونوں جہان کی ے نوازے اور ہمیشہ آپ سے راضی رہے"۔

(21/1/91ء)

● ..... جماعت کی بنیادوں کو مضبوط بنانے ۓ اور جماعت کے استحکام کے لئے مساجد کی حضورؒ بہت زور دیتے تھے ۔ فرماتے تھے کہ لد مسجد تعمیر کرو خواہ گھاس پھونس کی کیوں نہ ۔ کی دعاؤں اور توجہ سے طوالو میں جلد مسجد اور س کی تعمیر کے لئے زمین مل گئی ۔ جب اس کی

اطلاع حضورؒ کی خدمت میں بھجوائی گئی تو فرمایا: " آپکو زمین کی خرید کی مبارک ہو ۔ اللہ تعالیٰ اسے بہت بابرکت کرے اور ارض طوالو کے لئے منبع نور اور ذریعۂ ہدایت بنا دے"۔(7/8/87ء)

جب تعمیر کا کام شروع ہو گیا تو حضورؒ کی طرف سے خوشنودی اور دعاؤں کا پیغام موصول ہوا۔ فرمایا: " آپ کا یکم فروری کا ارسال کردہ خط ملا جس کے ساتھ یہ رپورٹ بھی ملی کہ مشن ہاؤس اور مسجد کی تعمیر کا کام تسلی بخش صورت میں آگے بڑھ رہا ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بہترین رنگ میں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق بخشے اور یہ مرکز ان سب جزائر میں اسلام کا نور پھیلانے کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہو اور بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ آمین"۔ (13/2/91ء)

مسجد کی تعمیر میں مردوں، عورتوں اور بچوں نے بہت جذبہ اور محنت کے ساتھ وقار عمل کیا۔ اس پر حضورؒ خوش بھی ہوئے اور ساتھ وقار عمل کے متعلق ایک بہت باریک اور گہرا نقطہ بیان فرمایا جس کا ہر احمدی کے لئے سمجھنا ضروری ہے۔ فرمایا: " وقار عمل کی رپورٹ بھی بڑی دلچسپ ہے۔ ساری جماعت کو مبارکباد بھرا اسلام پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنی محبت سے نوازے ۔ وقار عمل خود اپنی ذات میں جزا ہے۔ اس سے انسان کے اندر عزت نفس کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔ اللہ یہ کوششیں آپ سب کے لئے مبارک کرے۔ آمین "(21/1/91ء)

مسجد طوالو کے افتتاح پر حضورؒ کا پیغام

مسجد کے افتتاح کے موقع پر حضورؒ نے ازراہ شفقت جماعت طوالو کے نام ایک پیغام بھجوایا جو ساری جماعتوں کے لئے زریں نصائح پر مشتمل ہے اور مساجد کی عظمت اور اہمیت کو روشن کرتا ہے۔

(خط محررہ 22/5/91)

" پیارے احباب جماعت طوالو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مکرم افتخار احمد ایاز صاحب کے ایک خط کے ذریعہ جون ۱۹۹۱ء کے پہلے ہفتہ میں ساؤتھ پیسفک کے جزائر طوالو میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کے افتتاح کی اطلاع ملی ہے ۔ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ۔ اللہ مبارک کرے اور افتتاح کی اس تقریب کو بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا حامل بنا دے ۔ طوالو کی مخلص جماعت مجھے بہت پیاری ہے اور ہمیشہ یاد رہتی ہے۔ آپ کی فدائیت و اخلاص کی میرے دل میں ایک خاص قدر ہے۔ آپ کے لئے دین و دنیا کی تمام حسنات عطا ہونے کے لئے خدا کے حضور دعا گو ہوں۔ اللہ آپ کو اپنے خاص پیار کے نشان عطا فرمائے اور جلد جلد آگے بابرگ و بار کرے ۔ اور آپ کی مسجد ان سب جزائر میں اسلام کا نور پھیلانے کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہو اور بہتوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ اس موقع پر مسجد کے افتتاح کی مناسبت سے مَیں جماعت احمدیہ طوالو اور اس کے اردگرد کے جزائر میں بسنے والے احمدیوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ مسجد خدا کا گھر ہے اور اس کی خوبصورتی اور زینت اس کے

نمازیوں کے ساتھ ہوتی ہے اور یہی نمازی اس گھر کی رونق اور آبادی کا موجب ہوتے ہیں ۔ اس لئے خدا نے آپ کو یہ مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے تو اسے بکثرت نمازیوں کے ساتھ پنج وقت روزانہ اس طرح بھر دیں کہ بہت جلد یہ چھوٹی ہو جائے اور پھر وَسِّعْ مَكَانَكَ کے ارشاد کی تعمیل میں اسے مزید بڑھانا اور وسیع کرنا پڑے اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے ۔ حتیٰ کہ جزیرہ جزیرہ خدا کے گھر بنتے اور آباد ہوئے دکھائی دینے لگیں ۔ خدا کرے کہ یہ سب جزائر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے جگمگا اٹھیں اور جلد ان کے باسیوں سے خدا تعالیٰ کی توحید کی لہریں اُٹھنے لگیں ۔ خدا کرے کہ جلد ایسا ہو۔

والسلام

خاکسار۔ مرزا طاہر احمد"

طوالو کے بعد جزیرہ Nauro میں احمدیت کا نفوذ

اللہ تعالیٰ نے حضورؒ کی جزائر کے حق میں دعائیں بہت جلد قبول کیں اور ان دعاؤں کے طفیل ایک اور جزیرہ میں احمدیت کے پودے لگ گئے ۔ اس کا ذکر حضورؒ نے یکم اگست ۱۹۸۷ء کو اپنے جلسہ سالانہ یوکے کے خطاب میں کیا ۔ فرمایا:

" ایک نیا ساؤتھ پیسفک کا جزیرہ ہے جو کہ طوالو سے اوپر تقریباً شمال میں واقع ہے ۔ یہ جزیرہ دنیا کی سب سے چھوٹی ریپبلک ہے ۔ اس کا رقبہ صرف آٹھ مربع میل ہے یعنی دو میل ایک طرف اور چار میل ایک طرف ۔ یہ آسٹریلیا کے ماتحت تھا ۔ ۱۹۶۸ء میں آزاد ہوا ۔ آبادی آٹھ ہزار ایک سو ہے ۔ زبان انگریزی ہے ۔ مذہب عیسائی ہے ۔ اکثریت عیسائیوں کی پروٹسٹنٹ ہیں ۔ طوالو میں جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہمارے ایک بہت ہی مخلص اور فدائی آنریری مبلغ افتخار احمد ایاز صاحب نے جماعت کو قائم کیا تھا ۔ وہاں جب داعی الی اللہ کی تحریک چلائی گئی تو طوالو کے ایک دوست نے از خود ناؤرو (NAURU) کو مسلمان بنانے کا عزم کیا اور باوجود پیش کرنے کے انہوں نے کوئی کرایہ قبول نہیں کیا ۔ اور کہا کہ نہیں محض للہ خدمت کے لئے جانا چاہتا ہوں ۔ اپنے خرچ پر جاؤں گا ۔ چنانچہ وہاں گئے اور وہاں خدا کے فضل سے پہلے ہی دورے میں چھ خاندانوں کو احمدی بنانے کی توفیق ملی ۔ یعنی احمدی جب میں کہتا ہوں تو ظاہر ہے کہ احمدی اور اسلام دو چیزوں کے نام نہیں بلکہ اسلام جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ کی تائید کی روشنی میں سمجھا اور جو حضرت محمد ﷺ کا سچا اور حقیقی اسلام تھا ۔ جب بھی میں احمدیت کہوں اس کے سوا میری اور مراد نہیں ہوتی ۔ ناؤرو ان جزائر میں اگر سب سے زیادہ امیر نہیں تو امیر ترین ممالک میں سے ہے ۔ وجہ یہ ہے کہ عین اس کے وسط میں ایک سوفٹ اونچا چھوٹی سی پہاڑی تو نہیں کہہ سکتے جس کو ہم ٹبہ کہتے ہیں اس قسم کی ایک چیز ہے اور وہ ساری قیمتی دھات پر مشتمل ہے ۔ چنانچہ مغربی قومیں بڑی تیزی کے ساتھ کھدائی کر کے وہ دھات سمیٹ رہی ہیں ۔ خود ان کا اندازہ یہ ہے کہ سن ۱۹۹۰ء تک ان کی دولت چلے گی سن ۱۹۹۰ء کے بعد کچھ ان کے پاس بیچنے کے لئے نہیں رہے گا ۔ لیکن وہاں کے لوگ سمجھدار ہیں

اور جو بھی روپیہ حاصل کر رہے ہیں اُسے شرابوں اور جوئے میں اُڑانے کی بجائے وہ ملک میں اس طرح انویسٹ (invest) کر رہے ہیں کہ اندازہ یہی ہے کہ یہ ٹبہ اگر ضائع بھی ہو گیا تو اس ملک کی خوشحالی پر بڑا اثر نہ پڑے گا"۔

ناؤرو کے بعد اور بھی کئی جزائر ممالک میں جماعتیں قائم ہوتی جا رہی ہیں اور حضورؒ کے ارشاد کے تحت ہر جگہ مسجد کی تعمیر کے لئے کوششیں ساتھ ساتھ جاری ہیں ۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا:

" دوسرے جزائر میں بھی مساجد بنانے کا سلسلہ جو آپ نے شروع کیا ہے وہ بے حد مبارک ہے۔ اللہ آپکی روح القدس سے تائید فرمائے اور ان جزائر میں تاریخ ساز کامیابیوں سے نوازے اور اب طوالو کے بعد جزیرہ جزیرہ خدا کے گھر آباد ہوں اور جس طرح سمندر کی لہروں نے مٹی کے ان خشک ٹکڑوں کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے ۔ اس طرح توحید الٰہی کی لہریں ان سب جزائر کو اپنی لپیٹ میں لے لیں اور یوں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا سورج پوری شان سے ان جزائر میں طلوع ہو۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو آمین"

(12/10/91ء)

۱۹۹۲ء میں جب مَیں طوالو سے واپس انگلستان آیا تو خیال نہیں تھا کہ واپس جانا ہو سکے گا ۔ اس موقع پر لندن کے ہوائی اڈے پر جب باہر آیا تو جماعت کے ایک وفد کو اپنا منتظر پایا اور ان سب کو دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی اور اپنی کم مائیگی اور نالائقیوں کا احساس شدت سے ہوا ۔ بعدہ تبشیر نے ایک دعوت کا اہتمام بھی کیا جس میں اس خاک کے ذرّے کی قدر افزائی کے لئے حضورؒ بھی بنفس نفیس شامل ہوئے اور خطاب بھی فرمایا ۔ یہ حضورؒ کی اپنے ادنیٰ ترین خادمان سے کمال شفقت کی ایک حسین مثال تھی ۔ یہ میرے لئے زندگی کا بہترین اور سب سے بڑا اعزاز تھا ۔ اس اعزاز کے خیال سے جذبات میں تھے تنے ابو ہریرہؓ والے واقعہ کی شیرینی سرایت کر جاتی ہے ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

سن ۱۹۹۳ء میں جب عالمی بیعتوں کے ذریعہ روحانی انقلابات کا دور شروع ہوا تو جزائر ممالک کو اس کے لئے تیار کرنا ضروری تھا ۔ حضورؒ کو دعا کے لئے لکھا ۔ فرمایا :

" وہاں ابھی کافی کام کرنے والے ہیں ۔ اللہ آپ کی روح القدس سے تائید فرمائے اور آپ کو احسن رنگ میں سب کام کرنے کی توفیق بخشے اور ان جزائر میں جماعت کو عظیم الشان ترقیات سے عنایت فرمائے ۔"(31/3/93ء)

حضورؒ کی توجہ کو اللہ تعالیٰ نے فوراً پھل لگایا اور مجھے میوا ین او کی طرف سے وہاں واپس جانے کے آرڈرز موصول ہوئے ۔ اس کی اطلاع حضورؒ کو بھجوائی تو بہت پیارا جواب آیا ۔ فرمایا: " الحمد للہ ماشاء اللہ چشم بد دور ۔ یہ اللہ کی دین ہے ۔ اس میں اس عاجز کی اجازت کا کیا سوال ہے ۔ وہ بن مانگے دینے والا جب دل کی تمنائیں اس شان سے پوری فرمائے تو حمد کے سوا اور کیا جواب ہے ۔ سو الحمد للہ ثم الحمد للہ ۔"

(3/4/93ء)

جب طوالو پہنچ کر اطلاع دی تو فرمایا:

"اللہ تعالیٰ آپ کے عرصہ عمل کو بڑھا تا رہے اور بہت سی سعید روحیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے منور ہوں۔" (خط 19/8/93)

۱۹۹۳ء کی عالمی بیعت کے موقع پر دنیا کے کونے کونے سے 204308 سعید روحوں نے حضورؒ کے دست مبارک پر بیعت کی اور پھر عالمی بیعت کے دوسرے سال کی تیاری شروع ہوگئی۔ اس کے لئے حضورؒ نے فرمایا: "الحمد للہ کہ ۱۹۹۳ء کا سال عظیم الشان اور تاریخ ساز کامیابیوں کے ساتھ اختتام کو پہنچا اور بیعتوں کے لحاظ سے ایک تاریخی سال بنا۔ اللہ تعالیٰ نے عالمی بیعت کی تحریک کو عظیم برکتوں سے معمور فرمایا اور ایک ایسی ہوا احمدیت کے پیغام کی قبولیت کی چلائی کہ دل خدا تعالیٰ کی محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اس دوڑ میں حکمت کے ساتھ اور پوری قوت کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے داخل ہو جائیں اور روحانی برسات کے اس موسم میں موسلا دھار بارش سے کما حقہٗ فیض یاب ہوں۔" (خط 11/3/04)

✺ ...حضورؒ کا ارشاد تھا کہ دعوت الی اللہ کے لئے لوگوں کے ساتھ پیار، محبت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آئیں اور ان کے دل جیتیں۔ اس ضمن میں حوصلہ افزائی فرماتے اور ایک خط میں تحریر فرمایا: "آپ نے وہاں حیرت انگیز طور پر دلوں میں جگہ پائی ہے اور یہی وجہ ہے کہ احمدیت نے وہاں نفوذ پکڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو ہمیشہ زندہ رکھے گا انشاء اللہ۔ اب تو آپ کی بیگم صاحبہ بھی ایک ایک اور دو گیارہ بن کر وہاں پہنچ گئی ہیں اور خوب خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔ اللّٰھم زِدْ فَزِدْ وبَارِکْ۔ جو ایمان افروز واقعات آپ نے لکھے ہیں اُن سے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ خدا نے کس طرح زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچا دیا ہے اور ایک مری ہوئی قوم کو زندہ کر دیا ہے۔ خدا اس زندگی کو سارے افریقہ میں پھیلا دے۔ آمین" (خط 20/4/81)

✺ ......طوالو دنیا کے غریب ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ حضورؒ کو ان کی فلاح و بہبود اور خوشحالی کا بھی فکر رہتا تھا۔ اس سلسلہ میں ہدایت دی کہ "اس بات کا بھی جائزہ بھی لیں کہ اگر طوالو میں کوئی انڈسٹری جاری کی جاسکے جس میں پاکستان کے احباب جماعت بھی آسکیں اور کام کرسکیں تو اس کے کیا امکانات ہیں۔" (خط 6/2/87) اور پھر ان اقوام کیلئے پُر حکمت اور زندگی بخش پیغام بھجوایا "دین کے علاوہ دنیا کے لحاظ سے بھی اُن کی بہتری اس میں ہے کہ احمدی ہو جائیں۔ اسی میں اُن کا مفاد اور فلاح ہے۔ احمدیت سے وابستہ ہو جائیں تو ساری قوم کے لئے فتح و فلاح ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے سارے علاقہ کو احمدیت کے نور سے منور کرے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔"

(خط 20/11/86)

صد سالہ جوبلی کے لئے تیاری کے سلسلہ میں حضورؒ نے 30 جنوری 1987ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ میں طوالو کے حوالے سے داعیان الی اللہ کو ذمہ داریاں بھجے اور انہیں بروقت پورا کرنے کی خصوصی توجہ دلائی۔ فرمایا:

"ساری دنیا کے داعیان الی اللہ اس مضمون کو پیش نظر رکھ کر ایک نیا عہد باندھیں کہ دو سال کا وقفہ بہت ہی تھوڑا وقفہ ہے۔ داعین الی اللہ بننے کے لئے شروع میں کچھ محنت کرنی پڑتی ہے۔ بعض درختوں کو دیکھا ہے کہ وہ چند سال کے بعد پھل لاتے ہیں۔ بعض درخت ہیں جو جلدی پھل لے آتے ہیں۔ اس لئے آپ وہ درخت بننے کی کوشش کریں جو جلدی پھل لاتا ہے۔ اور انسان ایک ایسی چیز ہے جو ہر قسم کا درخت بننے کا مادہ رکھتا ہے۔ تمام کائنات کا خلاصہ ہے۔ اس لئے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں وہ درخت ہوں جس کو بارہ سال کے بعد پھل لگے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کے اندر یہ لچک رکھی ہے اور یہ قوت صرف انسان میں پائی جاتی ہے کہ اُس کے اندر ہی کیفیات بدلنے کی طاقت ہے۔ اپنی صلاحیتوں کو بڑھانے کی طاقت ہے، انہیں کم کرنے کی بھی طاقت ہے۔ اگر صلاحیتیں بڑھائے تو اجر غیر ممنون کی طرف حرکت کرتا ہے اور اگر صلاحیتیں گھٹانی شروع کرے تو اسفل السافلین کی طرف حرکت کرتا ہے۔ اس لئے آپ اپنی صلاحیتوں کو بڑھانے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ آپ کو یہ توفیق عطا فرما سکتا ہے کہ آپ جلد پھل دینے والے درخت بن جائیں اور بار بار پھل دینے والے بن جائیں۔ یہی ہے مثال جو قرآن کریم نے مومن کی دی ہے۔ اور اس کے متعلق فرمایا: ﴿تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا﴾ کہ یہ درخت ہے۔ مومن کا طیب درخت جو اللہ کے اذن کے ساتھ ہر لحظہ پھل دیتا ہے۔ سال میں ایک دفعہ والا بھی نہیں یہ تو ہمیشہ پھلوں سے لدا رہتا ہے۔ اس لئے خدا خدا تعالیٰ آپ کی استطاعت کی انتہا یہ بیان فرمائی اور اس پر خدا تعالیٰ نظر رکھ رہا ہے کہ ایسے مومن بنئے جنہیں آپ کی کوششوں کو پھل لازماً لگتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ وہ صرف تبلیغ ہی کا پھل لگے۔ تُؤْتِیْ کُلَّ حِیْنٍ سے مراد ہر قسم کے پھل ہیں جو مومن دیکھتا رہتا ہے اور اسے کئی طرح کے پھل اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوتے رہتے ہیں۔ کہیں دعائیں قبول ہو رہی ہیں اور کہیں مشکلات سے نجات بخش رہا ہے۔ کہیں ویسے ہی اپنے پیار کا اظہار کر رہا ہے کسی طریق سے۔ تو ان پھلوں میں ایک پھل داخل کرلیں تو ہرگز بعید نہیں کہ سال میں ایک دفعہ نہیں سال میں کئی دفعہ آپ کو آپ کی تبلیغ کو نئے پھل لگنے شروع ہو جائیں۔ ایسے داعی الی اللہ ہیں اللہ کے فضل سے جنہوں نے گزشتہ ایک دو سال میں پچاس سے زائد بیعتیں کروائی ہیں۔ نئی جگہوں پر احمدیت کے پودے لگائے ہیں۔ مثلاً طوالو میں حافظ جبرائیل سعید صاحب ہیں۔ ایک جزیرہ میں ہی پچاس سے زائد اب تک بیعتیں ہو چکی ہیں۔ پھر ایک ساتھ کے جزیرے میں بھی ایک خاندان کو اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں سے توفیق عطا فرمائی اور یہ کوئی باقاعدہ مبلغ تو ہیں ہی نہیں۔ اپنا کام کرتے ہیں اور وہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں کام کے بعد وقت نہیں ملتا اُن کے لئے ایک نمونہ ہے۔ یہ تو ہر شخص کے لئے خدا تعالیٰ نے توفیق رکھی ہوئی ہے۔ آئندہ دو سال کے لئے ہر احمدی کو دوبارہ عہد کرنا چاہئے۔ اب آخری دو سال رہ گئے ہیں صد سالہ جشن میں کہ ان دو سالوں میں میں اپنا نام بھی خدا تعالیٰ کی اس فہرست میں لکھوالوں گا جس کا ذکر قرآن کریم کی ان آیات میں ملتا ہے کہ میری نظر پڑتی ہے جب تم اچھے کام میری خاطر کرتے ہو۔"

(خطبہ جمعہ 30/1/87 مسجد فضل لندن)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دائمی پھلوں والے درخت بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنی دعوت الی اللہ کے پھل ہمیشہ اپنے پیارے آقا رحمہ اللہ کے حضور پیش کرتے رہیں اور اُن کی روح کے لئے باعث صد افتخار بنیں۔

✺✺✺✺✺✺

پیش نظر رکھتے ہوئے جو میں نے غزل کہی اُس کے پہلے چند اشعار اور آخری دراصل نعتیہ ہیں۔ وہ میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہے ہیں۔ اور بیچ کے چند اشعار دوسرے مضامین کے ہیں لیکن یہ میں سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ وہ میں اپنے متعلق نہیں کہہ رہا۔ میں نے خود اپنے متعلق تو وہ غزل نہیں کہی تھی۔ اگرچہ کسی اور کے خیال سے بعض دفعہ انسان اپنے متعلق بھی ایک آدھ شعر کہہ لیتا ہے کسی کی زبان میں کہ گویا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے یہ پیغام دو۔ ایسے بھی ایک دو شعر اس میں ہیں لیکن دراصل اس کے اکثر شعر نعتیہ ہیں پہلے چند اور آخری خصوصیت کے ساتھ۔ تو یہ اسکا پس منظر ہے جو امید ہے معلوم ہونے کے بعد اس غزل کی طرز بھی سمجھ آجائے گی کہ کیا طرز ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵ فروری ۱۹۹۰ء صفحہ ۵)

فرنچ سپیکنگ ممالک میں جماعت کی ترقی

حضور نے فرمایا ڈاکار سینیگال کے دارالحکومت کا نام ہے کسی وقت اس ملک کا نام ہی تھا مالی اور سینیگال کی حکومت بیحد امیر تھی پھر مالی الگ ہوگیا تو اس کی اہمیت کچھ نہ رہی متحدہ ممالک کی صورت میں ٹمبکٹو ان کا دارالحکومت تھا اب سینیگال بہت اہمیت کا ملک ہے۔

حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۹۶ء پر فرمایا۔ ایک رات ساری رات مسلسل میرے منہ پر ڈاکار ڈاکار کا لفظ جاری ہوا یہ ایک حیرت انگیز بات تھی۔ صبح اُٹھ کر پتہ کروایا تو پتہ چلا کہ ڈاکار سینیگال کے دارالحکومت کا نام ہے۔ چنانچہ ڈاکار کی طرف توجہ دی گئی اس وقت وہاں احمدیوں کی تعداد صرف ۵ ہزار دو صد تھیں تھی اس کے بعد تین سالوں میں سینیگال میں تین لاکھ گیارہ ہزار احمدیوں کا اضافہ ہوا اس وقت اس جلسہ میں ۵ احمدی ارکان پارلیمنٹ بھی موجود ہیں جن میں ایک ڈپٹی اسپیکر ہیں۔ حضور نے ڈپٹی اسپیکر صاحب کو بلایا جنہوں نے فرانسیسی زبان میں تقریر کی اور کہا کہ گزشتہ سال سینیگال میں صرف چار ممبران پارلیمنٹ احمدی تھے آج خدا کے فضل و کرم سے اٹھائیس ممبران پارلیمنٹ احمدی ہیں جن کے پاس اعلیٰ عہدے بھی ہیں اسمبلی میں سیکرٹریز ہیں تمام ممبران پارلیمنٹ کے اسمبلی میں دفاتر ہیں ڈپٹی اسپیکر نے اظہار فرمایا ہماری خواہش ہے حضور ہمارے پاس تشریف لادیں اور سینیگال احمدی ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا خدا تعالیٰ جو خبریں عطا کر رہا ہے اُن کو پورا کرنے کے شواہد بھی خود مہیا فرما رہا ہے۔ تین سال قبل فرانسیسی بولنے والے افریقی ممالک میں احمدیت پھیلنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیا کے ذریعہ خبر دی تھی اس رؤیا سے پہلے چار سالوں میں ان علاقوں میں صرف ۵۳ ہزار ۲۷۴ افراد احمدی ہوئے تھے اس رؤیا کے اگلے سال (۱۹۹۴ء) میں یہ تعداد بڑھ کر ایک لاکھ ۶۲ ہزار ۳۲ ہوگئی اور پھر اس سے اگلے سال (۱۹۹۵ء) میں تعداد مزید بڑھ کر تین لاکھ ۸۸ ہزار ۹۳۳ ہوئی اور اب سال ۱۹۹۶ء میں اس تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور اس سال فرانسیسی بولنے والے ممالک میں احمدی ہونے والوں کی تعداد سات لاکھ ۳۵ ہزار ۱۳۸ افراد ہے گویا اس رؤیا کے بعد اب تک ۱۱ لاکھ ۱۳ ہزار ۱۹۸ بیعتیں فرانسیسی زبان بولنے والے علاقوں (جن کو فرینکوفون کہا جاتا ہے) میں ہو چکی ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۳ ستمبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۶)

۱۹۹۸ء کے جلسہ سالانہ پر حضورؒ نے فرمایا پانچ سال قبل میں نے اپنی ایک رؤیا کا ذکر کیا تھا جس میں ذکر تھا کہ فرنچ بولنے والے علاقوں میں کثرت سے احمدیت پھیلے گی چنانچہ ۱۹۹۳ء کے بعد سے ان علاقوں میں ۷۰ لاکھ ۵۰ ہزار ۵۱۱ افراد احمدی ہو چکے ہیں۔ (الفضل ربوہ ۱۱ اگست ۱۹۹۸ء)

نوٹ اس مضمون کی تیاری میں مرزا خلیل احمد قمر صاحب کے ایک مضمون سے مدد لی گئی ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

تبلیغ دین و نشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion
Leather Products & General order Suppliers & Importers

Off 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039

Ph. 3440160
Tle. Fax : 3440160
Pager No. : 9610-606266

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی امریکہ میں آمد

آپ کی نوازشات اور دلداریاں

(سید شمشاد احمد ناصر امریکہ)

۱۰ ستمبر ۱۹۸۷ء کی شام کو خاکسار امریکہ پہنچا۔ حضورؒ خلافت کے بعد پہلی مرتبہ ستمبر ۱۹۸۷ء میں ہی امریکہ دورے پر تشریف لائے۔ واشنگٹن ایئرپورٹ پر دیگر احباب کے ساتھ جن میں حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب، نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران مبلغین اور دیگر احباب کے ساتھ خاکسار بھی حضورؒ کے استقبال کیلئے موجود تھا۔ حضورؒ کے ساتھ سب نے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ جب میری باری آئی تو ایک دوست نے حضورؒ کو میرا تعارف کروانا چاہا ابھی اتنا ہی کہا کہ حضور یہ ہمارے نئے مبلغ..... حضورؒ نے ان کا فقرہ پورا ہی نہیں ہونے دیا بلکہ اس قدر محبت اور پیار سے فرمایا "میں شاہ صاحب کو بچپن سے جانتا ہوں" یقین کریں کہ مجھے حضورؒ کے اس فقرہ سے اتنی خوشی ہوئی کہ جس کی لذت آج تک محسوس کرتا ہوں۔

حضورؒ کا یہ دورہ بہت وسیع تھا۔ بہت ساری جماعتوں میں گئے اور وہاں کے قریباً تمام احمدی احباب سے ملے۔ اور جماعت امریکہ کی روحانی علمی اور تربیتی و اخلاقی رنگ میں خطبات کے ذریعہ سوال و جواب کی مجالس کے ذریعہ راہنمائی فرمائی۔ اپنے دورے کے دوران آپ ڈیٹن میں بھی تشریف لے گئے۔ حضورؒ کے واپس جانے کے بعد خاکسار کو حضورؒ کی طرف سے ارشاد موصول ہوا کہ میری تقرری بطور مبلغ ڈیٹن میں ہوئی ہے۔ اور اس ضمن میں مزید ہدایات بھی ملیں۔

طاہر ڈے

اگلے سال ۱۹۸۸ء میں جب اکتوبر کی وہ تاریخ آئی جس میں حضورؒ نے ۱۹۸۷ء میں ڈیٹن کا دورہ کیا تھا خاکسار نے جماعت کو اکٹھا کیا اور "طاہر ڈے" کے نام سے خلافت کی اہمیت و برکات۔ خلافت کی تحریکات وغیرہ امور پر روشنی ڈالی۔ اور دوستوں سے بھی کہا کہ وہ بھی حضورؒ سے ملنے کے واقعات و تاثرات بیان کریں۔ چنانچہ اس کی رپورٹ خاکسار نے حضورؒ کی خدمت میں روانہ کر دی۔ اس موقعہ پر بعض اخبارات نے کوریج بھی دی۔ جوں ہی حضورؒ کو رپورٹ ملی حضورؒ نے پڑھ کر خاکسار کو ارشاد بھجوایا کہ یہ طاہر ڈے وغیرہ کیوں کیا گیا ہے میں تو ہر ملک میں ہر جماعت میں جاتا ہوں لوگ طاہر ڈے ہی مناتے رہیں گے۔

ہاں ٹھیک ہے کہ خلافت کی برکات وغیرہ کا بیان ہو۔ اپنی اس رپورٹ کے ساتھ خاکسار نے ابھی اخبارات کے تراشے نہیں بھجوائے تھے کیونکہ ابھی اکٹھے نہیں ہوئے تھے۔ رپورٹ بھجوانے کے تین چار دن بعد ہی اخبارات کے تراشے ملے جو بھجوا دیئے گئے۔ لیکن حضورؒ نے جو ہدایت بھجوائی تھی۔ مجھے ابھی ملی نہیں تھیں۔ اگر مل جاتی تو میں تراشے نہ بھجواتا۔ تراشوں کو دیکھ کر حضورؒ نے خاکسار کو خط بھجوایا جو مکرم مبارک احمد ساقی صاحب مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا وہ غالباً ان دنوں ایڈیشنل وکیل التبشیر تھے۔ کہ آپ کو منع بھی کیا گیا تھا آپ نے پھر وہی کیا۔ یعنی طاہر ڈے کے بارے میں مجھے یہ خط ملا میں تو کانپ اٹھا کہ حضورؒ ناراض ہو گئے ہیں میں نے ڈیٹن سے فوراً مکرم حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب مرحوم کو فون کیا۔ آپ نے خیریت دریافت کی میں نے جواب میں کہا کہ خیریت نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا کیا ہوا۔ میں نے کہا کہ ڈانٹ پڑ گئی ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیسے میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت میاں صاحب نے تسلی دلاتے ہوئے کہا یہ تو کچھ بھی نہیں آپ نے تو ڈانٹیں پڑتی دیکھی ہی نہیں کہ کس طرح حضرت مصلح موعودؓ ڈانٹ پلاتے تھے۔ میں نے جواب میں حضرت میاں صاحب سے عرض کی کہ آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن میرے لئے تو اتنی ہی ڈانٹ کافی ہے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ حضور کو وضاحت کی چٹھی لکھ دو۔ کہ رپورٹ پر حضورؒ کی ہدایت مجھے ابھی ملی نہیں تھی۔ کہ میں نے تراشے بھجوا دیئے۔ بہر حال میں نے حضورؒ کی خدمت میں وضاحت کی اور معافی کا خط لکھ دیا۔

حضورؒ نے بڑے پیار سے اس کا جواب بھجوایا کہ جو ہوا سو ہوا۔ آپ کی نیت بری نہیں تھی۔

خدام دین سے نذرانہ نہیں لیتے تھے

حضورؒ واقفین، مربیان، کارکنان سلسلہ سے ملاقات کے دوران نذرانہ نہیں لیتے تھے فوراً واپس کر دیتے تھے۔ حضورؒ فرماتے تھے کہ جو خدمت دین آپ کرتے ہیں اور دعوت الی اللہ آپ کر رہے ہیں میرے لئے وہی نذرانہ اور تحفہ ہے۔ ایک موقعہ پر جب واشنگٹن میں میری فیملی کی حضورؒ کے ساتھ ملاقات تھی۔ میں نے اپنے دونوں بیٹوں ممتاز احمد اور سعادت احمد کو کہا کہ حضورؒ کو دعا کیلئے خط لکھو۔ اور اپنا اپنا خط الگ الگ لفافے میں ڈال دو چنانچہ ملاقات کے دوران بچوں نے اپنے اپنے لفافے دعا کیلئے دے دیئے۔ تو حضورؒ فوراً بھانپ گئے۔ ہم کمرے سے ملاقات کے بعد نکلنے لگے تو فرمایا ٹھہرو۔ لگتا ہے تم نے کوئی چالاکی کر دی ہے۔ فوری اپنے ہاتھ سے دونوں لفافے انگلی ڈال کر کھولے اور رقم نکال کر واپس کر دی۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضور بچوں کی تربیت کیلئے یہ ضروری ہے۔ فرمانے لگے کہ تربیت ٹھیک ہے فکر نہ کریں۔

دلداری کی ایک اور ادا

لاس اینجلس میں مسجد بیت الحمید کا افتتاح تھا۔ شام کو حضورؒ نے مسجد ہی میں مجلس سوال و جواب منعقد کی۔ لوگ حضورؒ کے دیدار اور زیارت کرنے اور ملاقات کیلئے دور دور سے سفر کر کے پہنچے تھے۔ مجلس عرفان ہو رہی تھی۔ لوگ سوال کر رہے تھے۔ پورٹ لینڈ میں ہمارے ایک مخلص دوست میاں محمد طاہر صاحب ہوتے ہیں۔ انہوں نے مائک پر آ کر عرض کی حضور نے سب لوگوں سے ملاقات کی ہے کسی سے مصافحہ کسی سے معانقہ میں ۱۲۰۰ میل دور کی مسافت طے کر کے آیا ہوں۔ اور پھر یہ شعر پڑھا۔

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی

اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

پھر کیا تھا حضورؒ نے جلدی سے انہیں بلایا اور معانقہ کیا۔ اس پر دوسرے لوگوں نے عرض کی کہ حضور ہم بھی تو سفر کر کے آئے ہیں۔ ہمیں بھی معانقہ کی اجازت ہو۔ آپ نے فرمایا اگر ۱۲۰۰ میل دور سے آئے ہو تو آ جاؤ!

ایک دفعہ جب آپ امریکہ تشریف لائے تو نماز ظہر سے پہلے ملاقاتیں تھیں۔ ملاقاتیں ختم ہوئیں تو حضورؒ نے فرمایا نماز کی تیاری کر لیں۔ ہم لوگ مسجد میں آ گئے اذان دلوا دی گئی اور حضورؒ نے ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد نکاحوں کا اعلان تھا حضورؒ نے فرمایا کہ نکاحوں کا اعلان یہاں کے مربی صاحب کریں گے۔ چنانچہ مجھے ارشاد ہوا کہ نکاحوں کا اعلان کر دیں۔ میں نے کھڑے ہو کر آیات مسنونہ پڑھی ہی تھیں کہ حضورؒ نے فرمایا۔ پتہ کر لو فریقین بھی پہنچ گئے ہیں یا نہیں۔ میں نے پتہ کیا تو پتہ چلا کہ ایک فریق ابھی نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جائیں۔ انتظار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ دونوں فریق پہنچ گئے تو فرمایا اعلان کر دو۔ اب سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آیا خطبہ نکاح دوبارہ پڑھوں صرف اعلان کر دوں۔ میں چونکہ حضورؒ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حضورؒ سے پوچھ لیا کہ اب دوبارہ آیات نکاح پڑھوں یا پہلی والی کافی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ اب بس نکاح کا اعلان کر دو ایجاب و قبول کرا دو۔ ایجاب و قبول کے بعد میں نے عرض کی اب دعا کروا دیں۔ حضورؒ نے فرمایا دعا بھی تم ہی کرواؤ میں تمہارے ساتھ شامل ہوں گا۔

قرآن کریم کی عظمت اور احترام

حضور انور جب امریکہ دورے پر تشریف لاتے تو مکرم حضرت میاں مظفر احمد صاحب مرحوم بچوں کی تربیت کی خاطر حضورؒ کے ساتھ ایک کلاس کا انتظام بھی کرواتے چنانچہ محترم میاں صاحب اس سلسلہ میں خاکسار کی ڈیوٹی لگائی کہ سارا سال یہ کلاس مسجد بیت الرحمان میں لگایا کرو اور چار جماعتوں کے اطفال و ناصرات اس میں شامل کریں اور کلاس اسی طرز پر ہو جس طرح حضورؒ لندن میں کراتے ہیں۔ یہ کلاس خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد بیت الرحمان میں چار سال تک بڑی کامیابی کے ساتھ لگتی رہی۔ جس میں ستر سے اسی تک حاضری ہوتی تھی۔

چنانچہ حضورؒ کے ساتھ جب بچوں کی کلاس ہوئی تو ایک بچے کو خاکسار نے ایم ٹی اے کی برکات کا موضوع دیا۔ کہ وہ اس پر تقریر تیار کرے۔ جب کلاس ہوئی تو اس بچے نے بہت عمدہ تقریر کی یہ بچہ مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم کے نواسے تھے۔ اس تقریر کی تیاری کے دوران اس نے مجھے بھی تقریر دکھائی تھی۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ بچے نے تقریر کی تو حضورؒ نے نے فرمایا کہ جو تم نے بیان کیا ہے بہت اچھا ہے۔ بڑی اچھی تقریر ہے۔ لیکن ایک بہت اہم بات کو تم نے چھوڑ دیا ہے وہ تو ہر چیز کی جان ہے۔ جس کا تم نے ذکر نہیں کیا ایم ٹی اے ترجمۃ القرآن اور تفسیر قرآن کی کلاس لگتی ہے اسے تم نے کس طرح نظر انداز کر دیا اور پھر آپ نے قرآن کریم کی عظمت اور اہمیت پر پندرہ بیس منٹ تک تقریر فرمائی۔

کلاس ہی کا واقعہ ہے۔ تلاوت کے بعد نظم ہوئی تھی۔ نظم خاکسار کی بچی نے پڑھی جو بہت پسند کی۔ اس کے بعد حضورؒ نے بچوں سے فرمایا کہ بجائے میں تم سے سوال کروں تم مجھ سے سوال کرو ایک بچی نے کھڑے ہو کر فرمایا حضور ہم نظم پڑھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

ہاں ہاں ضرور پڑھو۔

بچیوں نے نظم جو پڑھی۔ حضورؒ نے بہت پسند فرمائی۔ وہ نظم جرمن زبان کی تھی۔ جو ایم ٹی اے پر آتی تھی خاکسار کی بڑی بیٹی صبیحہ بشریٰ نے اس کو ایم ٹی اے سے سن سن کر ہو بہو یاد کرلیا۔ اور پھر کلاس کی اور بچیوں کو بھی یاد کرادی وہی نظم سنائی گئی۔ اس پر حضورؒ نے خوش ہو کر فرمایا کہ اتنی عمدہ نظم پڑھی ہے کہ پتہ نہیں لگ سکتا کہ جرمنی میں جو نظم سنی تھی وہ اصلی تھی یا یہ اصلی ہے اور پھر ساری بچیوں کا تعارف حضورؒ پوچھنے لگے۔ میری دونوں بیٹیاں طیبہ اور صبیحہ شامل تھیں فرمانے لگے کہ تمہارے بغیر تو نظم مکمل نہیں ہو سکتی۔ اس کلاس کو آپ نے بے حد پسند فرمایا۔ کلاس کے اختتام پر آپ نے بچوں سے اجازت چاہی کہ اب ہم نے جلسہ کا انسپکشن کرنے جانا ہے جب میں نے آپ سے مائک واپس لیا تو میاں مظفر احمد صاحب مرحوم بھی ساتھ تھے۔ انہیں فرمانے لگے کہ بھائی! شمشاد نے بڑی اچھی کلاس آرگنائز کی ہے۔ ملاقات کے دوران میرے والد سیّد شوکت علی صاحب سے فرمانے لگے ماشاء اللہ آپ کا بیٹا بہت اچھا کام کر رہا ہے۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ خاکسار کو ہمیشہ تادم آخر احسن رنگ میں مقبول خدمت دینیہ کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔

آپ دلداریوں، شفقتوں اور محبتوں کے اظہار کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ میں نے گھانا مغربی افریقہ سے آپ کی خدمت میں ایک مرتبہ خط لکھا کہ اگر آپ نے افریقہ نہیں دیکھا تو کچھ بھی نہیں دیکھا۔ چنانچہ جب آپ لندن سے مغربی افریقہ کے دورہ پر تشریف لے گئے تو خاکسار نے حضورؒ کی خدمت میں کامیاب دورہ کی مبارک باد کا خط لکھا حضورؒ نے ۱۴ر مارچ ۱۹۸۸ء کو خط لکھا جس میں فرمایا:-

"ماشاء اللہ آپ غانا اور سیرالیون میں اچھا نیک اثر چھوڑ کر آئے ہیں لوگ محبت سے آپ کو یاد کرتے ہیں آپ نے اب جو رپورٹ بھجوائی ہے وہ بھی ماشاء اللہ بہت خوشکن ہے۔ الحمدللہ۔ انہی لائنوں پر آگے بڑھیں اور تبلیغی مساعی کو تیز کرنے کیلئے جو دو پروگرام آپ نے ترتیب دیئے ہیں۔ ان کو عملی رنگ میں انتہا تک پہنچائیں"

جیسے کہ خاکسار نے بتایا ہے کہ کسی کی دلداری کیلئے کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ گویا یہ صفت آپ کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ حضورؒ امریکہ کے وزٹ پر تھے اور ڈٹرائٹ میں جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضورؒ کی آمد کی وجہ سے تمام کارکنان نے بڑی محنت سے کام کیا اور جلسہ کامیاب رہا۔ حضورؒ نے واپس جا کر بہت سے لوگوں کو ذاتی طور پر شکریہ اور دلداری اور حوصلہ افزائی کے خطوط لکھے۔ ایک خط اس ناچیز کو بھی لکھا جس میں جماعت کے کارکنان کے کام کی بہت تعریف کی اور فرمایا۔

بلاشبہ یہ انچارج مبلغ علاقہ کے احسن کام کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ حالانکہ محترم امیر صاحب کو آپ نے خط لکھا صدر جماعت۔ افسر جلسہ اور دیگر احباب کو خطوط لکھے لیکن اس موقعہ پر خاکسار کو بھی یاد رکھا اور تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بڑھاتا چلا جائے۔ جس طرح آپ نے ہمیں پیار دیا۔ آپ بھی خدا کا پیار حاصل کریں اور اسی کی جنتوں میں بسیرا کریں۔ آمین

خاکسار نے ایک رات خواب دیکھا جس سے شدید گھبراہٹ ہوئی۔ وہ خواب میں نے حضورؒ کی خدمت میں لکھ دیا۔ خواب میں میں نے محسوس کیا کہ میری پشت پر سانپ نے کاٹا ہے۔ مگر سانپ نظر نہیں آرہا اور دو جگہ تکلیف ہو رہی ہے۔ جس طرح سوئیاں چبھتی ہیں اور خواب ہی میں یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا علاج تو ایک شخص امام الدین نے کیا ہے۔ تو پھر کیوں اب یہ تکلیف ہو رہی ہے۔ تکلیف کی نسبت پریشانی زیادہ ہے۔ میں خواب ہی میں امام الدین کے بیٹے یوسف سے کہتا ہوں کہ سانپ کاٹے کا علاج تو ہو گیا ہے لیکن یہ سوئیاں سی کیوں چبھ رہی ہیں کیا سانپ کا زہر باقی بدن میں تو سرایت نہیں کر جائے گا، یوسف مجھے جواب دیتا ہے کہ بالکل نہیں۔ یہ سوئیاں چبھنی ہی اس بات کی علامت ہیں کہ سانپ کا زہر اب سرایت نہیں کرے گا اس پریشانی میں آنکھ کھل گئی۔ حضورؒ نے جو اس خواب کے بارے میں لکھا وہ درج کرتا ہوں۔

پیارے عزیزم سیّد شمشاد احمد ناصر امریکہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور آپ کو ہر دکھ اور پریشانی سے محفوظ رکھے۔ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غیبت کرنے والوں کے شر سے بچائے۔ آپ کی خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ مبلغ کے پس پشت کوئی باتیں کر رہا ہے۔ اس کا انشاء اللہ آپ کو کوئی نقصان اور زہر نہیں پہنچے گا تاہم معمولی جذباتی تکلیف ہوگی۔ مکرم مظفر صاحب سے کہیں کہ وہ اس بات کی جماعت کو نصیحت کریں اور نگرانی رکھیں کہ ایسا زہر پھیلانے والا کون ہے؟ اللہ آپ کو ہر شر سے محفوظ رکھے کان اللہ معکم"

والسلام دستخط

مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع

بعد کے حالات نے واضح کر دیا کہ حضور انور کی تعبیر سو فیصد درست تھی چنانچہ حضور نے تحقیق کرائی اور پھر خط ہی اس کا علاج بھی فرما دیا۔

ایک دفعہ دورہ امریکہ کے دوران حضرت بیگم صاحبہ بیمار تھیں۔ آپ کا آپریشن ہونا تھا۔ کلیولینڈ میں مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نے ہر قسم کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ بلکہ جب پتہ چلا کہ حضور انور کلیولینڈ آرہے ہیں۔ تو مسجد کے ساتھ ایک مکان فروخت ہو رہا تھا مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نے فوری طور پر وہ مکان خرید لیا۔ جس میں پھر حضورؒ قیام فرما رہے۔

ایک دن خاکسار نے حضور کی خدمت میں پیغام بھجوایا کہ اگر پسند ہو تو Pizza پارٹی ہو جائے۔ حضورؒ نے تجویز پسند فرمائی۔ چنانچہ مکرم نسیم رحمت اللہ صاحب اور حمید الرحمان صاحب نے فوری طور پر نزدیکی پیزا ہٹ میں جا کر بندوبست کیا۔ برادر مظفر احمد ظفر مرحوم اور دیگر احباب بھی ساتھ تھے حضور نے بہت پسند کیا۔ اور اس دوران بھی کئی لطیفے اور واقعات بھی سناتے رہے۔ خاکسار کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ حضورؒ کو Serve کرنے کی توفیق ملی۔

بعد میں حضور انور تو کینیڈا کے جلسہ کیلئے تشریف لے گئے۔ حضرت بیگم صاحبہ وہاں کلیولینڈ ہی رہیں صحت ہونے پر خاکسار اُن کو پھر کینیڈا لے کر گیا۔ اور پھر یہاں سے لندن بھی ساتھ لے جانے کی سعادت ملی۔

ورق ختم ہوا مدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

☆☆☆

مائدے جتنے ثریّا سے اتارے دے گیا

(خلافت رابعہ۔عہد اور کارنامے)

چشم بینا کے لئے کیا کیا نظارے دے گیا
اُس کے دامن میں تھے جتنے پھول سارے دے گیا

آنسوؤں سے کر رہی ہے ہر نظر دل کا حساب
کیسے کیسے وہ سبھی کو گوشوارے دے گیا

مَیں وہ خوش قسمت کہ جس کا ہم زبان و ہم سخن
اپنی یادوں کے خزانے ڈھیر سارے دے گیا

منتشر ذہنوں کو یکسو کر گئی اُس کی صدا
ہر بھٹکتی ناؤ کو سمت و کنارے دے گیا

مفلسوں کو زندگی میں سر چھپانے کے لئے
وہ 'بیوت الحمد' کے تحفے نیارے دے گیا

ریڈیائی لہر کے تختِ رواں پر جلوہ گر
مائدے جتنے ثریّا سے اتارے دے گیا

تشنگان معرفت کی اس نے کی ساقی گری
ظرف کی نسبت سے مے وہ سب کو پیارے دے گیا

علم کی ہر یک گرہ کو ناخنِ دانائی سے
اس طرح کھولا سمجھنے کے اشارے دے گیا

سلکِ جاں ٹوٹی تو دیکھا دیکھنے والوں نے پھر
آفتاب اپنے عوض کتنے ستارے دے گیا

وقتِ رخصت رکھ گیا بنیاد مریم فنڈ کی
بیٹیوں بہنوں کو جینے کے سہارے دے گیا

واقفین نو کے پیکر میں زمانے کو جمیل
وہ نئی صبحوں کے زندہ استعارے دے گیا

(جمیل الرحمن ۔ ہالینڈ)

جماعت احمدیہ کی مالی قربانیاں اورخلافت رابعہ کا بابرکت عہد

(چوھدری مبارک مصلح الدین احمد۔ربوہ)

آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں اور الٰہی نوشتوں
مطابق اس آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے احیاء دین
ام اور قیام شریعت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام
مبعوث فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین
متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان
کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور
بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا
مد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس
مد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور
ینے سے''۔(الوصیت صفحہ ۱۰،۹)

جماعت احمدیہ کا مثالی کردار

اس مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو
مخلصین عطا فرمائے کہ جن کے اخلاص تقویٰ اور قربانی
مثال آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے سوا کہیں نہیں ملتی۔
ت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاج
کا اور کس نے پایا؟ اس زمانہ میں جس میں ہماری
ت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ
اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں
یکھتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے دیکھے۔ وہ خدا تعالیٰ کے
ں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں
کہ صحابہؓ نے پایا۔ وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور
مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل
تے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے حاصل کی۔
ے ان میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے
و محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ
رچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم
کرتے تھے۔ وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ
رہا ہے اور دن بدن ان کے دلوں کو پاک کر رہا ہے
کے سینوں کو ایمانی حکمتوں سے بھر رہا ہے اور آسمانی
سے ان کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے جیسا کہ صحابہؓ کو
تھا۔ غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی
ں جو ﴿آخَرِيْنَ مِنْهُمْ﴾ کے لفظ سے مفہوم ہو رہی
ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پورا ہوتا''۔
ام الصلح روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۰۷،۳۰۶)

مالی قربانی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو
فرمائی کہ:

''جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میری
مطابق میری اغراض میں مدد کرے گا میں امید
ں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔ اور جو
ی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا میں امید
تا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی
گی۔ بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی۔ پس
خدا تعالیٰ پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش
سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گزاری کا ہے
خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی
طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ
اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا''۔
(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۴،۵۵)

ماہواری چندہ

آپ نے رسالہ فتح اسلام ۱۸۹۰ء میں تالیف فرمایا
جو ۱۸۹۱ء میں چھپ کر شائع ہوا۔ اس میں آپ نے فرمایا:

''سوائے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو میں
یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس
اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے
سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد
کرنی چاہئے اور اس کے سارے پہلوؤں کو بنظر عزت
دیکھ کر بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہئے۔ جو شخص اپنی
حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اس کو حق
واجب اور دین واجب کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر
سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصۃً للہ نذر مقرر کر کے اس
کے ادا میں تخلف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے۔ اور جو شخص
یکمشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح ادا
کرے۔

لیکن یاد رہے کہ اصل مدعا جس پر اس سلسلہ کی
بلا انقطاع چلنے کی امید ہے وہ یہی انتظام ہے کہ سچے خیرخواہ
دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل
رقمیں ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ
ٹھہرا لیں جن کو بشرط نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے
بآسانی ادا کر سکیں۔

ہاں جس کو اللہ جل شانہ توفیق اور انشراح صدر
بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندہ کے اپنی وسعت ہمت
اور اندازہ مقدرت کے موافق یکمشت طور پر بھی مدد کر
سکتا ہے۔

اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے
درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم
پر ہے میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا
آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو اگرچہ میں
جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت
سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں
کرو گے لیکن اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان
سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے
کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں''۔
(فتح اسلام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۳،۳۲)

اسی طرح کشتی نوح میں جو اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع
ہوئی، فرمایا:

''ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی
چاہئے تا خدا تعالیٰ بھی انکو مدد دے۔ اگر بلاناغہ ماہ بماہ
ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ بھی اس مدد سے
بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت
اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس
کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے
اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت
کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہئے کہ زکوٰۃ
دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں
سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے''۔
(کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۸۳)

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کو ایسی صدق سے بھری ہوئی روحیں
عطا کیں کہ انہوں نے اپنے مال، زر اور اسباب مقدرت
کے ساتھ جو ان کو میسر ہوئیں خدا کی راہ میں فدا کر دئے۔
اور اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانی میں ایسی برکت رکھ دی کہ اس
سے بڑے بڑے کام ہوئے اور ایسے اعلیٰ نتائج حاصل
ہوئے کہ جس کا دنیا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ خدا تعالیٰ نے ان
کے صدق کو قبول کیا اور یہ سب اس کے فضل اور روح
القدس کا انعام پا گئے۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

نظام وصیت

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے
حکم کے ماتحت ۱۹۰۵ء میں اعلان فرمایا کہ اس زمانے میں
خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو حقیقی جنت حاصل کرنا
چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال
کے کم سے کم دسویں حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے
حصہ کی وصیت کریں۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ ان وصایا
سے جو آمد ہوگی وہ ''ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن
و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے'' خرچ
ہوگی۔ (شرط نمبر ۲۔ الوصیت)

اسی طرح ''ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام
میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ
تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے''۔
(شرط نمبر ۳ الوصیت)

نیز فرمایا: ''میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی
مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعت دین کے
لئے ایک انجمن کے حوالے اپنا مال کرو گے اور بہشتی زندگی
پاؤ گے''۔ (ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت)

مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کے اجلاس
اول منعقدہ ۲۹ جنوری ۱۹۰۶ء جس کی روئیداد پر حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے یکم جولائی ۱۹۰۶ء کو دستخط فرمائے،
اس کی شق نمبر ۷ کے مطابق ''جو احباب کوئی جائداد
نہیں رکھتے مگر آمدنی کی کوئی سبیل رکھتے ہیں وہ اپنی آمدنی کا
کم از کم ۱۰/۱ حصہ ماہوار انجمن کے سپرد کریں۔ لیکن
ان کو وصیت کرنی ہوگی کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے
متروکہ کی کم از کم ۱۰/۱ حصہ کی مالک انجمن ہو''۔

اعلیٰ درجہ کے مخلصین کی ایک کثیر تعداد نے اس الٰہی
انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس میں شمولیت اختیار کی
اور ثابت کر دیا کہ انہوں نے ''درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم
کیا ہے ..... اور بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کر کے
دکھلا دیا''۔

خلفاء کے ذریعہ تکمیل

اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت کے مطابق خدا کے
ماموریں اور مرسلین کے جاری کئے ہوئے کاموں کی تکمیل
ان کے خلفاء اور متبعین کے ذریعہ ہوا کرتی ہے۔ پس
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض کی تکمیل بھی
آپ کے خلفاء کے ذریعہ ہی مقدر ہے۔ اسی طرح مالی
قربانی کی تکمیل بھی خلفاء کے ذریعہ ہی ہوتی ہے۔ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت یافتہ جماعت کو حضرت
خلیفۃ المسیح الاولؓ نے آگے بڑھایا اور جماعت نے پہلے
سے بڑھ کر مالی جہاد میں حصہ لیا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح
الثانیؓ کا دور آیا۔ آپؓ نے جماعت کے تنظیمی ڈھانچہ کو بہت
مضبوط کیا اور نظارتوں کا قیام کیا جن کے تحت بہت سے
شعبہ جات میں شاندار کام سرانجام پائے۔ نظارت
بیت المال کے قیام سے چندوں کے نظام کو مستحکم کیا گیا
آپؓ نے ماہواری چندہ کو چندہ عام سے موسوم کیا اور اس کی
باقاعدہ شرح مقرر فرمائی۔ ہاں جو اس سے زیادہ دے وہ
مزید ثواب کا مستحق ہوگا۔ جماعت نے باقاعدہ بجٹ بنا کر
اس مالی جہاد میں غیر معمولی ترقی کی۔ اسی طرح چندہ وصیت
(حصہ آمد و جائیداد) میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔ چندہ جلسہ
سالانہ میں بھی بہت باقاعدگی ہوئی اور دیگر چندے، چندہ
مستورات، عید فنڈ، شکرانہ، شادی و شکرانہ فنڈ، صدقات
اشاعت اسلام، تحریک خاص، کشمیر فنڈ، توسیع و تعمیر مساجد
اور درویشان فنڈ وغیرہ میں بھی جماعت کے مخلصین نے دل
کھول کر قربانی پیش کی۔

تحریک جدید

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے
مصلح موعود کے بارہ میں الہاماً بتایا تھا کہ ''خدا کا سایہ اس پر
ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب
ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس
سے برکت پائیں گی''۔

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کے قدم کو
بڑی تیزی کے ساتھ بڑھایا اور بہت سی قوموں نے آپ
سے برکت پائی اور زمین کے کناروں تک آپ کی شہرت
ہوئی۔ آپ نے ۱۹۳۴ء میں القاء ربانی کے تحت جماعت
کی حفاظت و استحکام اور توسیع کے لئے ایک عظیم نظام جاری
فرمایا جو تحریک جدید کے نام سے موسوم ہے۔ اس تحریک
کے بعض حصے تربیت سے تعلق رکھتے ہیں، بعض تنظیم کے
ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور بعض تبلیغ کے ساتھ اور ان سب
کاموں کے چلانے کے لئے ایک خاص چندہ، چندہ تحریک
جدید کی تحریک کی گئی۔ اس چندے کی غرض خاص طور پر
بیرون ہند (بھارت و پاکستان) تبلیغ اور اشاعت اسلام کا
کام کرنا ہے۔ حضور نے اس غرض کے لئے نوجوانوں کو
زندگی وقف کرنے کی تحریک فرمائی اور دیگر احباب کو بھی
فرمایا کہ وہ اس غرض کے لئے دنیا میں پھیل جائیں۔ چنانچہ
فرمایا:

''مذہبی سلسلے ضرور ایک وقت دنیا کے طوفانوں کی
زد میں آتے ہیں اور وہ کبھی ظلم و ستم کی تلوار کے سایہ کے بغیر
ترقی نہیں کر سکتے۔ پس ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ
مختلف ممالک میں ان کی شاخیں ہوں تا کہ اگر ایک جگہ ظلم و
ستم کا تختہ مشق ہوں تو دوسری جگہ امن کے ساتھ ان کی ترقی
ہو رہی ہو۔ پس ہمارا فرض ہے کہ نئے نئے ممالک میں جا کر
تبلیغ کریں''۔
(تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین صفحہ ۱۱)

''روحانیت کی بھی ایک رو ہوتی ہے جو بعض ملکوں
میں دب جاتی ہے اور بعض میں زور سے چل پڑتی ہے۔
پس نکل جاؤ دنیا میں، نکل جاؤ مشرق میں، نکل جاؤ
مغرب میں، نکل جاؤ شمال میں، نکل جاؤ جنوب میں،
نکل جاؤ یورپ میں، نکل جاؤ امریکہ میں، نکل جاؤ
افریقہ میں، نکل جاؤ جزائر میں، نکل جاؤ چین میں، نکل
جاؤ جاپان میں، نکل جاؤ دنیا کے کونہ کونہ میں یہاں تک کہ
دنیا کا کوئی گوشہ، دنیا کا کوئی ملک، دنیا کا کوئی علاقہ ایسا نہ ہو
جہاں تم نہ ہو۔ پس نکل جاؤ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم پھیلے۔
نکل جاؤ جیسے قرون اولیٰ کے مسلمان پھیلے۔ تم جہاں جہاں
جاؤ اپنی عزت کے ساتھ سلسلہ کی عزت قائم کرو۔ جہاں پھر
وا اپنی ترقی کے ساتھ سلسلہ کی ترقی کے موجب بنو۔ پس
قریب سے قریب زمانہ میں دور سے دور علاقوں میں جا کر
مراکز احمدیت قائم کرنا تحریک جدید کا ایک مقصد ہے''۔
(تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین صفحہ ۱۲)

اسی طرح آپؓ نے فرمایا:

''اگر تم نے احمدیت کو دیانتداری سے قبول کیا ہے تو اے مردو! اور اے عورتو! تمہارا فرض ہے کہ تحریک جدید کے اغراض و مقاصد میں میرے ساتھ تعاون کرو۔ زمین و آسمان کا خدا گواہ ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اپنے نفس کے لئے نہیں کہہ رہا۔ خدا تعالیٰ اور اسلام کے لئے کہہ رہا ہوں، محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے کہہ رہا ہوں۔ تم آگے بڑھو اور اپنا تن من اور اپنا دھن خدا اور اس کے رسول کے لئے قربان کردو''۔

حضرت مصلح موعودؓ کی یہ آواز ایک خدائی بگل تھا جس نے جماعت کے مردوں، عورتوں، بڑوں، چھوٹوں، اور بچوں میں ایسی روح پھونک دی کہ انہوں نے نہایت شان اور غیر معمولی جوش اور خوارق عادت شوق سے اس پر لبیک کہا اور تھوڑے ہی عرصہ میں ایک کثیر رقم اپنے آقا کے قدموں میں لا ڈالی اور ایک خاص تعداد نے اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کردیں۔ ان واقفین زندگی میں سے بعض کو ضروری تعلیم و تربیت کے بعد بیرونی ممالک میں تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے بھجوادیا گیا۔ اور اس فنڈ سے مبلغین کی تیاری، قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کی اشاعت اور دیگر لٹریچر کی غیر زبانوں میں اشاعت کا کام کیا گیا۔ نیز بیرونی ممالک میں مراکز، مشن ہاؤسز اور مساجد کی تعمیر اور قیام کیا گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کے چندہ سے ساری دنیا کے مختلف حصوں میں تبلیغ کا اہتمام ہوا اور عملاً آزاد دنیا کا کوئی حصہ بھی اس سے خالی نہ رہا۔ الحمد للہ

وقف جدید

یک اور زبردست تحریک کا حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۷ دسمبر ۱۹۵۷ء کو اعلان فرمایا جسے 'وقف جدید' سے موسوم کیا۔ اس تحریک کے بنیادی اغراض و مقاصد میں پاکستان کے دیہاتی ماحول میں بسنے والے احمدیوں کی تعلیم و تربیت اور دیہاتی ماحول میں اصلاح و ارشاد اور دعوت الی اللہ دو بڑے مقصد تھے۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے حضورؓ نے پرزور مالی تحریک بھی فرمائی جس پر جماعت نے والہانہ لبیک کہا اور اس تحریک کی مالی قربانی میں بھی مثالی قربانیوں کے بے شمار نمونے قائم ہوئے۔ اس تحریک کو اللہ تعالیٰ نے بہت برکت سے نوازا اور اس کے ذریعہ نہایت شاندار کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی اور بھی بہت سی مالی تحریکات میں جماعت نے حسب استطاعت حصہ لیا۔ حضورؓ کے باون سالہ دور خلافت میں بڑی بڑی ۵۲ تحریکات کا اجراء ہوا اور ان سب میں ہی مخلصین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

دفتر سوم تحریک جدید کا اجراء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنے دور خلافت کے ابتداء میں ہی خطبہ جمعہ ۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء میں تحریک جدید کے نئے دفتر، دفتر سوم کا اجراء فرمایا۔

(الفضل ربوہ ۲۷ اپریل ۱۹۶۶ء)

حضورؒ کی پردرد اور دردمند تحریک پر جماعت میں ایسا جوش پیدا ہوا کہ انہوں نے پہلے سے کہیں بڑھ کر خدا کے حضور قربانیاں پیش کردیں۔

دفتر اطفال وقف جدید

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے احمدی بچوں کے دلوں میں وقف جدید کی محبت بچپن سے ہی پیدا کرنے کے لئے ۱۹۶۶ء میں وقف جدید کے دفتر اطفال کا اجراء فرمایا۔

چنانچہ دفتر بالغان اور دفتر اطفال میں الگ الگ بڑی عمر کے مجاہدین اور ننھے مجاہدین نے اپنی بساط سے بڑھ کر قربانیاں پیش کردیں۔

حضورؒ نے بنیادی چندہ جات کے بارہ میں بھی تلقین فرمائی کہ چندہ دہندگان اپنا خود جائزہ لیں اور اپنی صحیح آمدنی پر پوری شرح کے ساتھ ادائیگی کا اہتمام کریں۔ اس بارہ میں سابقہ بقایا جات جو جماعتوں کے ذمہ شعبہ بجٹ نے بنائے ہوئے ہیں انہیں ختم کر کے نئے سرے سے بجٹ اور ادائیگیوں کا حساب شروع کیا جائے۔ مخلصین کی ایک کثیر تعداد نے ان چندہ جات میں پہلے سے کہیں بڑھ کر ادائیگیاں کیں اور ان مدات میں جماعت کی قربانی میں نمایاں اضافہ ہوا۔

صد سالہ جوبلی فنڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے صد سالہ جوبلی فنڈ کی عظیم تحریک بھی جاری فرمائی تا جماعت کے قیام کے سو سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے ہم اس کے حضور اپنی حقیر قربانیوں کا نذرانہ پیش کرسکیں اور صد سالہ جوبلی منصوبہ کے مطابق ایسے کام سرانجام دیں کہ ہمارا مولیٰ ہم سے راضی ہو۔ اس فنڈ میں احباب نے خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اس کے بے شمار فضلوں کی توقع رکھتے ہوئے اپنی موجودہ حیثیت سے بہت بڑھ بڑھ کر وعدے لکھوائے اور بڑی پابندی کے ساتھ اس کی ادائیگیاں کیں۔ بعض نے بعد میں استطاعت بڑھ جانے پر اپنے وعدے مزید بڑھائے اور پہلے وعدہ سے کئی گنا زیادہ ادائیگی کی توفیق پائی۔ اس فنڈ میں بھی جماعت کی مالی قربانی غیر معمولی اور فقید المثال ہے۔

فضل عمر فاؤنڈیشن

حضرت مصلح موعودؓ کے کارناموں کو یاد رکھنے اور جاری رکھنے کے لئے حضورؒ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کا قیام فرمایا اور اس میں جماعت نے دل کھول کر قربانی پیش کی۔

نصرت جہاں آگے بڑھو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے افریقہ میں ہسپتالوں اور سکولوں کے کام کو مزید بڑھانے کے لئے ''نصرت جہاں آگے بڑھو'' سکیم کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے کہ ''میں تینوں اینا دیاں گا کہ توں رج جاویں گا''۔ یعنی میں تجھے اس قدر دوں گا کہ تو سیر ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی شان کے ساتھ اس وعدہ کو پورا فرمایا اور مخلصین جماعت نے والہانہ طور پر لبیک کہتے ہوئے اس سکیم میں شمولیت کی اور جماعت کی اس کے لئے مالی قربانی بھی اپنی شان آپ رکھتی ہے۔

خلافت رابعہ کا مبارک دور

اس کے بعد خلافت رابعہ کا مبارک دور شروع ہوا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ ۹ر جون ۱۹۸۲ء کو خلافت کے منصب پر متمکن ہوئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ:

''خدا نے مجھے بتایا ہے کہ وہ ایک زمانہ میں خود مجھ کو دوبارہ دنیا میں بھیجے گا اور میں پھر کسی شرک کے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے آؤں گا۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ میری روح ایک زمانہ میں کسی اور شخص پر جو میرے جیسی طاقتیں رکھتا ہوگا نازل ہوگی۔ اور وہ میرے نقش قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح کرے گا''۔

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء)

یہ پیشگوئی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ذات میں نہایت بڑی شان سے پوری ہوئی۔ آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے نقش قدم پر چل کر دنیا کی اصلاح فرمائی اور زمین کے کناروں تک شہرت پائی۔ آپ کی ولولہ انگیز قیادت میں جماعت کی تبلیغی مساعی میں بھی بے پناہ اضافہ ہوا، اور عالمی جماعت کی مالی قربانیوں میں بھی حیرت انگیز اضافہ ہوا۔ دشمن نے ہر قسم کی پابندیاں جماعت پر لگائیں اور معاشی طور پر جماعت کو تباہ کرنے کی سرتوڑ کوشش کی لیکن خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور اس کے فضل جماعت پر بارش کی طرح برسنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے افراد اور خاندانوں کی کایا پلٹ دی اور ان کی استطاعت اور توفیق قربانی میں بے پناہ اضافہ کردیا اور وہ مزدور جو چند ٹکے دیتا تھا اب وہ سینکڑوں اور ہزاروں کی قربانی خدا کے حضور پیش کرنے لگا۔ اور یہ معاملہ آگے بڑھتا چلا جارہا ہے۔

مالی قربانی کا سنہری اصول

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر جماعت کو بڑے درد اور زور کے ساتھ توجہ دلائی کہ جماعت احمدیہ کی مالی قربانی کی بنیاد ﴿مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ﴾ کے سنہرے اصول پر رکھی گئی ہے۔ اس اصول کو زندہ رکھنا اور اس روح کی حفاظت کرنا ہم پر لازم ہے۔ چندہ کی ادائیگی کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ ہر چندہ دہندہ کو علم ہے کہ خدا اس کو کس قدر دے رہا ہے اس لئے جس قدر خدا دے رہا ہے اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی آمد شمار کر کے اس پر حسب قواعد جس قدر چندہ واجب بنتا ہے اس کی خود تعیین کر کے اس کے مطابق ادائیگی کرے۔ حضور کی اس نصیحت نے سست اور غافل افراد کی کایا پلٹ دی۔ چند ہی دنوں میں ان کی قربانیوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور تمام دنیا کی جماعتوں کے بجٹ نئے سرے سے بنائے گئے اور پہلے سے کہیں بڑھ کر ادائیگیاں ہوئیں۔

بیوت الحمد منصوبہ

سپین میں اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی تاریخ ساز سعادت نصیب ہونے پر حمد کے مضمون کا حق ادا کرنے کی خاطر اللہ تعالیٰ کے غریب بندوں کے لئے مکان تعمیر کرنے کے ایک اہم منصوبہ کا اعلان آپؒ نے ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو فرمایا جس کا نام ''بیوت الحمد'' رکھا اور اس کے لئے الگ فنڈ کا قیام فرمایا۔ حضور نے ابتدا اپنی ذات سے فرمائی اور ایک مکمل گھر کا خرچ اٹھایا۔ مخلصین نے بڑے جوش اور ولولہ سے اس مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور اس کے فنڈ سے مستحق خاندانوں کو عمدہ مکان تعمیر کروا کر رہائش مہیا کی گئی اور سینکڑوں احباب کو ان کے گھروں میں حسب ضرورت جزوی توسیع کے لئے امداد دی جاچکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ بھارت میں بیوت الحمد کے تحت جو مکانات تعمیر کروا کر رہائش مہیا کی گئی وہ اس کے علاوہ ہے۔

احیاء دفتر اوّل تحریک جدید

۵ر نومبر ۱۹۸۲ء کو تحریک جدید کے نئے سال (نمبر ۴۹) کے اجراء کا اعلان کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:

''میری خواہش ہے کہ دفتر اول قیامت تک جاری رہے اور جو لوگ ایک دفعہ اسلام کی ایک مثالی خدمت کر چکے ہیں ان کا نام قیامت تک نہ مٹنے پائے اور ان کی اولادیں ہمیشہ ان کی طرف سے چندہ دیتی رہیں اور ایک بھی دن ایسا نہ آئے جب ہم یہ کہیں کہ اس دفتر کا ایک آدمی فوت ہو چکا ہے۔ خدا کے نزدیک بھی وہ زندہ رہیں اور قربانیوں کے لحاظ سے اس دنیا میں بھی ان کی زندگی کی علامتیں ہمیں نظر آتی رہیں''۔

دفتر دوم تحریک جدید کو زندہ رکھنا

اسی طرح دفتر سوم کے مجاہدین کو فرمایا:

''اس دفتر والوں کو بھی میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ جو دوست فوت ہو چکے ہیں دفتر دوم کی آئندہ نسلیں ان کے نام کو زندہ رکھنے کی خاطر یہ عہد کریں کہ کوئی فوت شدہ اس لسٹ سے غائب نہ ہونے دیا جائے گا اور ان کی قربانیاں جاری رہیں گی تاکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اللہ کے نزدیک وہ فعال شکل میں زندہ رہیں''۔

دفتر سوم کے معیار قربانی کو بھی بڑھانے کے لئے آپ نے توجہ دلائی اور فرمایا کہ جس طرح ''دفتر اول خدام الاحمدیہ کی خصوصی تحویل میں دے دیا گیا ... دفتر دوم انصار اللہ کے سپرد کیا گیا تیسرا دفتر، دفتر سوم کسی ذیلی تنظیم کے سپرد نہیں کیا گیا۔''' میرا تجزیہ ہے کہ دفتر سوم میں بڑی بھاری گنجائش (صفر کی۔ ناقل) موجود ہے۔ یہ کام لجنہ اماء اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ ...امید ہے لجنہ اماء اللہ بڑی تیزی کے ساتھ اس طرف توجہ کرے گی۔'' (خطبہ جمعہ ۵ نومبر ۱۹۸۲ء الفضل ربوہ ۲ دسمبر ۱۹۸۲ء)

جماعت نے حضور کی آواز پر تیز رفتاری کے ساتھ لبیک کہا اور دفتر اول کے کھاتے بھی زندہ کردیئے اور دفتر دوم کی بھی ایک کثیر تعداد میں کھاتے زندہ کروائے اور دفتر سوم میں بھی قربانی میں نمایاں اضافہ ہوا۔ بیرون پاکستان چندہ تحریک جدید کی طرف بہت زیادہ توجہ دیتے ہوئے جماعتوں نے غیر معمولی اضافہ اس قربانی میں کیا۔

امریکہ میں نئے مراکز و مساجد

۱۵ نومبر ۱۹۸۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کو یہ پیغام دیا کہ ''ایک عرصہ سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ امریکہ میں مساجد اور مشن ہاؤسز جماعت کی ضروریات کے لئے بہت کم ہیں'' اور حضور نے ہدایت فرمائی کہ: ''خدا کرے کہ آپ کو بہت جلد کم از کم پانچ مساجد اور پانچ مشن ہاؤسز اس قسم کے تعمیر کرنے کی توفیق ملے جو ایک لمبے عرصہ تک ہماری ضروریات کو پورا کرنے کے اہل ہوں''۔

''ہمیں وسیع رقبہ کی کوشش کرنی چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ پانچ ایکڑ کم از کم معیار پیش نظر رہے''۔

''میں سمجھتا ہوں کہ ایک مشن ہاؤس کے لئے ہمیں کم سے کم پانچ لاکھ ڈالرز کا تخمینہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ ...اس نقطہ نگاہ سے اگر ہم پانچ لاکھ کی مسجد اور مشن ہاؤس

الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون 629443
خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

کا تخمینہ سامنے رکھیں تو از ھائی ملین کا خرچ پیش نظر ہے"۔ فرمایا" اس تحریک کا آغاز کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنی طرف سے اس مقصد کے لئے پانچ ہزار ڈالر کی ایک حقیر رقم پیش کرتا ہوں۔ یعنی فی مشن ہاؤس ایک ہزار ڈالر"

(النور واشنگٹن امریکہ ۱۵ دسمبر ۱۹۸۲ء)

جماعت احمدیہ امریکہ کے مخلصین نے نہایت توجہ اور اخلاص اور جوش کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیا اور جلسہ سالانہ یو کے ۱۹۸۶ء کے موقع پر حضور نے یہ نوید سنائی کہ خدا کے فضل سے امریکہ میں پانچ مشن قائم کرنے کی تحریک کے جواب میں سترہ (۱۷) مشن قائم ہو چکے ہیں۔

(ضمیمہ ماہنامہ انصاراللہ ستمبر ۱۹۸۶ء)

کینیڈا میں نئی مساجد و مراکز

۲۰ اپریل ۱۹۸۳ء کو حضورؒ نے جماعت کینیڈا کو پیغام دیا کہ جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کی طرح جماعت ہائے کینیڈا بھی کمر ہمت کس لیں اور تین سال میں چھ لاکھ ڈالرز کینیڈا میں نئی مساجد اور مشن ہاؤسز کے قیام کے لئے اور موجودہ کی توسیع کے لئے پیش کریں۔ اس پر جماعت کینیڈا نے بڑی تیزی سے ٹارگٹ حاصل کیا اور نئے مشن ہاؤسز اور مساجد تعمیر کر لیں اور توسیع کا کام بھی احسن طور پر سرانجام دیا گیا۔ الحمدللہ

انتظام جلسہ کے لئے دیگیں

۴ فروری ۱۹۸۳ء کو صد سالہ جوبلی فنڈ کے جلسہ پر متوقع غیر معمولی حاضری کے پیش نظر انتظام جلسہ سالانہ کے لئے ۵۰۰ دیگوں کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ پانچ دیگوں کا خرچ میں دوں گا۔ جماعت نے بہت جلد اس سے بڑھ کر قربانی پیش کر دی۔

مسجد بیت الھدیٰ

سڈنی (آسٹریلیا) میں مسجد بیت الھدیٰ کے لئے بعض علاقوں کی جماعتوں کو تحریک فرمائی۔ چنانچہ جلد ہی مطلوبہ رقم کے وعدے اور وصولی ہو کر یہ مسجد تعمیر ہوئی اور بنی نوع انسان کی خدمت کر رہی ہے اور اللہ کی عبادت کر معمور ہے۔ الحمدللہ

ہجرت

ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت جماعت احمدیہ پر ایذا رسانی کے دروازے کھولنے اور ظلم و ستم کی انتہا کرنے کے ساتھ ساتھ بزعم خود جماعت کا گلا گھونٹنے کے لئے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر جنرل ضیاء کی طرف سے مارشل لاء کا آرڈیننس نمبر ۲۰ جاری کیا گیا تا کہ احمدیہ جماعت کو "اسلام دشمن سرگرمیوں" سے باز رکھا جائے۔ اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد خلیفہ وقت کے لئے ان کے فرائض منصبی کی ادائیگی محال کر دی گئی اور یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ جبر و تشدد سے ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں جن کی وجہ سے خلیفہ وقت کے لئے جماعت کی راہنمائی کے لئے فیصلہ کرنا ناممکن ہو جائے۔ ایسی خطرناک صورتحال میں سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ رہا کہ خلیفہ وقت مجبوراً پاکستان سے ہجرت کر کے کسی ایسے ملک میں چلے جائیں جہاں وہ آزادانہ اپنے فرائض ادا کر سکیں اور فعال امام اور سربراہ جماعت کی صورت میں جماعت احمدیہ کی راہنمائی کر سکیں۔

چنانچہ الٰہی تقدیر کے تحت ۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ایک عام مسافر کی طرح ایک معمول کی پرواز (KLM) پر پاکستان سے روانہ ہو کر لندن (U.K.) ہجرت کر گئے جو ایک بہت بڑا الٰہی نشان ہے۔ بے سروسامانی کی ہجرت میں بھی خدائی حکمت پنہاں تھی۔ لندن پہنچ کر حضورؒ نے ایک نئے جوش و ولولہ کے ساتھ جماعت احمدیہ کی بھرپور اور مؤثر راہنمائی فرمائی جس سے دنیا بھر کی کروڑوں سعید روحوں کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور جماعت نے مالی قربانی میں بھی اس قدر ترقی کی کہ جو کسی کے تصور میں بھی نہ آ سکتی تھی۔ بے شک خدائی حکمتیں بھی کتنی حیرت انگیز ہوتی ہیں۔

یورپ میں دو بڑے مراکز

۱۸ مئی ۱۹۸۴ء کو حضورؒ نے اشاعت اسلام کے لئے ایک وسیع اور جامع پروگرام کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے کئی جگہ بہت بڑے کمپلیکس کی ضرورت ہے۔ امریکہ میں پہلے ہی پانچ بڑے مراکز کی سکیم جاری ہے۔" دو نئے مراکز یورپ میں بنانے کا پروگرام ہے ...... ایک انگلستان میں بہت بڑا مرکز قائم کرنا ہے اور دوسرا جرمنی میں ...... اس کے لئے اللہ تعالیٰ روپیہ اپنے فضل سے مہیا کرے گا۔ میں نے پہل کی ہے دس ہزار پاؤنڈز میں اس کام کے لئے پیش کر رہا ہوں"۔

جماعت نے اس مالی قربانی میں اپنی طاقت سے بڑھ کر حصہ لیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مراکز تعمیر ہو کر اشاعت اسلام کے مراکز بن چکے ہیں۔

خلیفہ وقت کی ہر تحریک میں برکت

خدام الاحمدیہ کے یورپین اجتماع سے ۲۹ جولائی ۱۹۸۴ء کو خطاب کرتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جب بھی کوئی تحریک جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کے دل میں ڈالتا ہے تو اس کے متعلق آپ کو پوری طرح مطمئن ہونا چاہئے کہ ضرور کوئی الٰہی اشارے ایسے ہیں جو مستقبل کی خوش آئندہ باتوں کا پتہ دے رہے ہیں۔ اور وہ تحریک جو بظاہر معمولی سی آواز سے اٹھتی نظر آتی ہے ایک عظیم الشان عمارت میں تعمیر ہو جاتی ہے۔ جس تحریک میں آپ اس لئے حصہ لیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ مسیح موعود کے خلیفہ کی تحریک ہے اس میں عظیم الشان برکتیں پڑیں گی جو آپ کے تصور سے بھی بالا ہوں گی"۔

(ماہنامہ خالد ربوہ جون ۱۹۸۴ء صفحہ ۱۱)

اس دور خلافت رابعہ میں یہ امر روز روشن کی طرح نمایاں ہے کہ نہ صرف یہ کہ بنیادی چندوں اور پہلے سے جاری تحریکات میں جماعت نے بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کیں بلکہ ہر نئی تحریک جن کی کہ خاصی تعداد ہے، میں غیر معمولی جوش و جذبہ اور اخلاص کے ساتھ جماعت نے اس قدر قربانیاں پیش کرنے کی سعادت پائی کہ جو حیرت انگیز ہیں۔ مزید برآں بہت سے احباب و خواتین نے خاموشی کے ساتھ حضور کی خدمت میں بڑی بڑی رقمیں اس درخواست کے ساتھ پیش کیں کہ ہمارا نام نہ ظاہر کیا جائے۔

دفتر چہارم تحریک جدید کا اجراء

مسجد فضل لندن میں ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء کے خطبہ میں حضورؒ نے تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ" دفتر (سوم) پچیس سال گزر چکے ہیں اور اب وقت آ گیا ہے کہ ہم دفتر چہارم کا اعلان کریں۔ اس دفتر سے مراد یہ ہے کہ ہر نئی نسل جو پچیس سال کے بعد پیدا ہو کر بڑی ہو رہی ہے...... ان کے لئے نئے کھاتے شروع ہو جائیں اور نئے سرے سے نئی لسٹیں تیار ہوں"۔

حضورؒ نے مزید فرمایا:

"تحریک جدید مالی قربانیوں میں ایک نمایاں امتیاز رکھتی ہے اور اس دور میں اس نے ایسی عظیم الشان مالی قربانیوں کی بنیاد ڈالی ہے جو مختلف شکلوں میں تحریک جدید کے بطن سے پیدا ہوئی اور ہو رہی ہیں اور ہوتی چلی جائیں گی ...... جتنے چندے بڑھے ہیں یہ سب تحریک جدید کے بچے ہیں"۔

تمام دنیا کی جماعتوں نے اس آواز پر لبیک کہا اور نہ صرف یہ کہ دفتر چہارم میں نمایاں قربانی پیش کی بلکہ دوسرے دفاتر اول، دوم، سوم میں بھی پہلے سے کہیں بڑھ کر حصہ لیا۔

تحریک 'وقف جدید' کو عالمی بنانا

"جماعت میں پیدا ہونے والی مزید وسعت کے پیش نظر" اور اس بناء پر کہ" ہندوستان کی جماعتیں چونکہ ابھی غریب ہیں ...... وہاں وقف جدید کی ضرورتیں ان کے چندے کی صلاحیت کے مقابل پر بہت زیادہ ہیں"؛ "اسی طرح افریقہ کی جماعتیں چونکہ بیشتر غریب ہیں ...... نہ وہ پوری طرح اپنے چندوں میں خود کفیل ہیں نہ وقف جدید کی طرز کا نظام وہاں جاری کرنے کے لئے یا وقف جدید کی نہج پر ان کی تعلیم و تربیت کرنے کے لئے ہمارے پاس وہاں کوئی ایسے ذرائع مہیا ہیں کہ ہم ملکی طور پر ہی ان ضرورتوں کو پورا کر سکیں"۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۸۵ء کو حضورؒ نے وقف جدید کی تحریک کو پوری دنیا کے لئے وسیع کر دیا اور فرمایا کہ خواہ کم سے کم معیار ایک ایک پاؤنڈ فی بچہ دے کر شامل ہوا اور جن ملکوں میں کرنسی پاؤنڈ رائج نہیں وہ بھی اپنے حالات دیکھ کر کوئی معین کے لگ بھگ رقم مقرر کر کے شامل ہو سکتے ہیں۔" "کوشش یہ ہونی چاہئے اس میں کہ تعداد زیادہ ہو۔ کثرت کے ساتھ احمدی بچے، عورتیں اور بوڑھے اس میں شامل ہوں اور رقم اتنی رہے عام چندوں کے لحاظ سے کہ خاندانوں پر زیادہ بوجھ نہ پڑے"۔

جماعت کے مخلصین نے پوری دنیا سے اس پر والہانہ لبیک کہا اور جلد ہی بہت بڑی تعداد اس جہاد میں شامل ہو گئی۔ دسمبر ۲۰۰۲ء تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۱۰ ممالک اس تحریک میں شامل ہو چکے تھے اور شامل ہونے والے مخلصین کی تعداد تین لاکھ اسی ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ الحمدللہ

دیگر مالی تحریکات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اور بہت سی مالی تحریکات جاری فرمائیں۔ دس تحریکات کا ذکر اوپر ہو چکا ہے مزید ۲۲ تحریکات کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:۔

(۱) ۲۹ نومبر ۱۹۸۴ء کو حبشہ کے مصیبت زدگان کے لئے جماعت احمدیہ کی طرف سے امداد کی تحریک فرمائی۔

(۲) ...... ۱۲ جولائی ۱۹۸۵ء کو اشاعت لٹریچر کی اہمیت کے پیش نظر جدید کمپیوٹر پریس کے لئے ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ کی تحریک فرمائی۔ اپنی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ سے ابتداء کی اور فرمایا:" میں چند احباب سے خصوصی تحریک کرنے کی بجائے عمومی تحریک کرنا پسند کرتا ہوں جس میں غرباء کو بھی شامل ہونے کا موقع مل جائے"۔

(۳) سیدنا بلالؓ فنڈ۔ ۱۳ مارچ ۱۹۸۶ء کو راہ مولیٰ میں تکلیف اٹھانے والوں اور شہداء کے اہل و عیال اور پسماندگان کے خیال رکھنے کے لئے ایک مستقل فنڈ بنام 'سیدنا بلالؓ فنڈ' قائم کرنے کی تحریک فرمائی اور فرمایا:" یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اس بات کو اعزاز سمجھے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی "۔ حضور نے دو ہزار پاؤنڈ اپنی طرف سے دے کر اس کا آغاز فرمایا۔

۲۹ جون ۱۹۸۶ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"ان مشکلات میں مبتلا اسیران اور دوسروں کو جماعت کی طرف سے پیش کیا گیا انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ قبول کرنے کے بعد اپنے خاندان کی طرف سے سیدنا بلال فنڈ میں علی طور پر یہ دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا دل کھول دیا اور بہت ہی پیارا خیال میرے دل میں پیدا ہوا کہ 'سیدنا بلال فنڈ' سے ایک سو زبانوں میں دنیا کو قرآن کریم کا یہ تحفہ پیش کیا جائے اور یہ سارے راہ مولیٰ میں تکلیف اٹھانے والوں کی طرف سے دنیا کو تحفہ ہو گا"۔

(ضمیمہ ماہنامہ انصاراللہ جون ۱۹۸۶ء)

(۴) خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ مارچ ۱۹۸۶ء میں "توسیع مکان بھارت" کی تحریک فرمائی۔ قادیان کے مقدس مقامات کو محفوظ کرنا۔ دہلی، کانپور جیسی جگہوں پر اہلی مراکز کی تعمیر اور بہشتی مقبرہ کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ فرمایا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کی بیرون ہندوستان عام تحریک نہ کی جائے۔ تین صورتوں کو ملحوظ رکھ کر جن لوگوں نے قربانی کرنی ہے پیش کریں۔

(i) ہندوستان کی جماعتیں پیش کریں۔

(ii) ہندوستان کی جماعتوں سے تعلق والے جو باہر چلے گئے ہیں حصہ لیں۔

(iii) اگر کوئی انفرادی طور پر یہ حق جتلائے کہ قادیان کا تعلق ساری دنیا سے ہے، ہمیں بھی تعلق ہے، اپنے دل کے جذبہ سے ہم مجبور ہو کر یہ حق مانگتے ہیں کہ ہمیں اس میں شامل کر لیا جائے۔

(۵) ...... 'اشاعت قرآن فنڈ'۔ مختلف زبانوں میں ترجمہ کے ساتھ قرآن مجید کی اشاعت کے لئے جلسہ سالانہ یو۔ کے ۱۹۸۶ء کے موقع پر حضورؒ نے تحریک فرمائی۔ چنانچہ فوری طور پر بعض جماعتوں نے ایک زبان کے کل خرچ کا بعض نے نصف خرچ کا وعدہ کیا۔ اسی طرح بہت سے افراد جماعت نے اپنی طرف سے اور بعض نے خاندان کی طرف سے ایک زبان کا خرچ پیش کیا اور ہر تحریک پر احباب نے تیزی کے ساتھ ادائیگی بھی کر دی۔

(۶) ...... ۱۷ اکتوبر ۱۹۸۶ء کو السلواڈور میں تباہی کے نتیجہ میں ہونے والے یتیم بچوں یا جو بچے ماں باپ سے الگ ہو گئے کی کفالت اور تربیت کی ذمہ داری لینے کی تحریک فرمائی۔ کہ" احباب جس جس ملک میں ہیں وہاں جو بچے ہیں ان کے لئے اپنی اپنی حکومت سے درخواست کریں کہ جماعت احمدیہ ان بچوں کو گھر مہیا کرنے کے لئے تیار ہے اور جس حد تک بھی توفیق ہے بہترین تعلیم دینے کی ذمہ دار ہے"۔

نیز فرمایا: تباہی کے لئے ایک یتیم خانہ ربوہ میں مکمل ہو چکا ہے اور وسیع یتیم خانہ بنانے کا پروگرام ہے، انشاء اللہ۔ ضروری نہیں ربوہ میں ہی ہو، افریقہ میں بھی ہو سکتا ہے۔ ایک مخلص دوست نے تیس چالیس لاکھ روپے کی پیشکش اس کے لئے کی ہے۔

(۷) ۱۶ر جنوری ۱۹۸۷ء کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دفاتر اور ہال کے لئے عالمی لجنات اور مردوں کو تحریک فرمائی ۔ نیز انجمنوں اور ذیلی تنظیموں کو ہدایت فرمائی کہ ان میں حصہ لیں۔ بعد میں جب لجنہ مرکزیہ کی بجائے پاکستان کی لجنہ بن گئی تو کام اسے پاکستان تک ہی محدود کر دیا گیا۔ خدا کے فضل سے دفاتر اور شاندار ہال تعمیر ہو کر کام کر رہے ہیں۔

(۸) ۶ر فروری ۱۹۸۷ء کو صد سالہ جوبلی جشن منانے کے لئے ہر ملک کے احمدیوں کو ایک یادگار عمارت پیش کرنے کی تحریک فرمائی۔ فرمایا: "ہر ملک اپنے وسائل کو مدنظر رکھ کر ایک عمارت پیش کرے۔ اس میں وقار عمل کو بڑا دخل ہونا چاہئے۔"

(۹)..... ہالینڈ کی مسجد 'النور' کو دس گنا بڑھانے کی تحریک ۔ ۱۲ر اگست ۱۹۸۷ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ "بعض شریروں نے ہالینڈ کی مسجد 'النور' کو نقصان پہنچایا ہے اور ... جلانے کی ناپاک کوشش کی ہے..... موجودہ مسجد سے دس گنا بڑی عمارت بنائی جائے گی۔ اس تحریک کی ضرورت کہاں سے پوری ہوگی مجھے فکر نہیں ۔ جماعتیں اس عظیم سعادت میں ضرور حصہ لیں گی ۔ چند مساجد پاکستان میں شہید کی گئیں ، اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں مساجد کی تعمیر کی توفیق دی ۔ ہالینڈ کی مالی حالت اچھی نہیں ......لیکن ایک کام میں ہالینڈ کی جماعت کو حصہ لینا پڑے گا وہ یہ کہ اس تعمیر کے دوران وقار عمل کریں ... آپ بھی خدا کا گھر سمجھ کر حصہ لیں۔ یہ وہ عظیم خدمت ہے جس کو خدا تعالیٰ پیار کی نظر سے دیکھتا ہے۔ مخالفین کو بتا دیں کہ ہمارے ارادے بلند ہیں ۔ دشمن اور شریر لوگ تو کمینی اور سفلی حرکتیں کرتے ہیں مگر آپ لوگوں کو تاریخی اعزاز حاصل ہو گیا ہے۔"

(۱۰)......منہدم شدہ مساجد کی مرمت اور از سر نو تعمیر کے لئے فنڈ کی تحریک ۔ ۱۸ر ستمبر ۱۹۸۹ء کو خطبہ جمعہ میں اس فنڈ کے لئے تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

"دشمن مسجدیں گرانے میں بڑھیں گے اور اس بدبختی کی طرف مزید قدم اٹھائیں گے تو ہم مسجدیں بڑھا کر تعمیر کرنے میں ترقی کرتے چلے جائیں گے ..... میں ایک ہزار پاؤنڈ کا وعدہ کر چکا ہوں ان مساجد کے لئے جن پر دشمن حملہ کر رہا ہے۔ یہ وعدہ بتانے کی ضرورت اس لئے پڑی تا کہ احباب کو مزید تحریک ہو ......جن احباب کو توفیق ہو وہ مساجد کے لئے تحفہ پیش کریں"۔

(۱۱)..... مسجد واشنگٹن کے لئے تحریک:

مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۸۹ء کو لاس اینجلس کی نئی مسجد میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ واشنگٹن میں اجتماعات کے لئے آپ سارے امریکہ سے اکٹھے ہو رہے ہیں اس لئے سب سے زیادہ وہاں ایک خوبصورت مسجد بنانے کی ضرورت ہے ۔ اس پہلو سے آپ کو تحریک کرنی چاہتا ہوں اور فرمایا کہ لجنہ اماء اللہ نیو یارک کا تیس ہزار ڈالر کا چیک اور ڈاکٹر حمید الرحمن صاحب کا ۵۰ ہزار ڈالر کا چیک اس مسجد کو وقف کرتا ہوں ۔ اور .. اس جوبلی سال کی خوشی میں جس نے امریکہ سے مجھے روپیہ پیش کیا وہ انشاء اللہ مسجد واشنگٹن کو ہی دوں گا ۔ لیکن اس کے علاوہ عمومی تحریک کی بھی ضرورت ہے کیونکہ اخراجات کا اندازہ پچاس لاکھ ڈالرز ہے ... اگر جماعت امریکہ اس سال کو مسجد واشنگٹن کا سال بنائے تو جتنی رقم اس سال کے اندر اکٹھی ہو وہ ابتدائی ضرورت کے لئے پوری ہو جائے گی ۔ لیکن ساتھ ہی میں تمام دنیا کی جماعتوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ وہ بھی واشنگٹن کی مسجد کے لئے حصہ ڈالیں ۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ عظیم مسجد تعمیر ہو کر خدا کے ذکر سے معمور ہے۔

(۱۲)..... صد سالہ جوبلی فنڈ نمبر ۲: افریقہ اور ہندوستان کی خدمت کے لئے پانچ کروڑ روپے کی اپیل۔ جلسہ سالانہ یوکے ۱۹۸۹ء کے دوسرے روز خطاب میں حضورؒ نے فرمایا: جو ہم اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل دیکھ رہے ہیں ان کا گہرا تعلق ہندوستان کے اولین قربانی کرنے والوں اور پھر پاکستان کے قربانی کرنے والوں سے ہے۔ ہندوستان کے ساری دنیا پر احسانات ہیں ۔ اسی طرح باوجود یکہ احمدیت کے مخالفین نے افریقہ کی حکومتوں پر دباؤ ڈالا اور اپنی امداد بند کر دینے کی دھمکی دی تھی افریقہ کے ممالک کی حکومتوں نے اس مدد کو بھی ٹھکرا دیا اور شرافت اور انسانیت پر آنچ نہیں آنے دی ۔ اور احمدیت کی مخالفت کے لئے ذرہ بھی آمادہ نہ ہوئے ۔ ان حکومتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے ... ان کے احسانوں پر ﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾ کے قرآنی حکم کو پیش نظر رکھتے ہوئے افریقہ کی مزید خدمت کے لئے تیار ہوں ۔ اور حسب استطاعت تعلیم ، قابلیت اور تجربہ اور پیسے کے ذریعہ افریقہ کی خدمت کے لئے تیار ہوں ۔ اسی قرآنی ارشاد کے مطابق پانچ کروڑ کی مالی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ جس طرح ہم پہلے سے بڑھ کر افریقہ اور ہندوستان کے بعض خصوصی علاقوں کی خدمت کرنے کے اہل ہو جائیں گے۔

(الفضل ۱۹ر اگست ۱۹۸۹ء)

(۱۳)...... کفالت یکصد یتامیٰ: اس جلسہ کے موقع پر جشن تشکر کے تعلق میں فرمایا کہ یکصد یتامیٰ کی کفالت اس تحریک کا حصہ ہے ۔ پاکستان میں یہ کام نظارت خدمت کے سپرد ہو ۔ نظارت امور عامہ کے واسطے سے اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں ۔ حضور کی منظوری سے ایک کمیٹی کا قیام عمل میں آیا ... یہ کام آگے بڑھایا چنانچہ جنوری ۱۹۹۱ء سے وظائف کا اجراء شروع ہوا۔ ۲۱۴ گھرانوں کے ۱۳۸۳ یتامیٰ کو ایک کثیر رقم بطور وظائف ادا کی جا رہی ہے اور ۲۹۹ گھرانوں کے ۵۰۰ یتامیٰ خدا کے فضل سے برسر روزگار ہو چکے ہیں۔ بچیوں کی شادیوں پر امداد اور عیدی بھی دی جاتی ہے۔ کئی ایک کی تعداد میں یتامیٰ نے ایم بی بی ایس، انجینئرنگ، ایم ایس سی، بی ایس سی، کمپیوٹر کورسز، ٹیکنیکل کورسز ... جیسے امتحانات پاس کئے ۔ الحمد للہ۔ وظائف کے علاوہ طلباء کو کتب اور فیسیں بھی ادا کی جا رہی ہیں ۔ ان کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی توجہ دی جاتی ہے۔

(۱۴)......افریقہ کے فاقہ زدگان کے لئے تحریک: افریقہ کے بھوک سے فاقہ کش ممالک کی امداد کے لئے فروری ۱۹۹۱ء میں تحریک فرمائی اور فرمایا: "میں نے فیصلہ کیا ہے دس ہزار پاؤنڈ جو ایک بہت معمولی قطرہ ہے جماعت کی طرف سے (ان کے لئے) پیش کروں ۔ حسب توفیق ذاتی طور پر بھی پیش کروں گا اور ساری جماعت بحیثیت جماعت بھی کچھ نہ کچھ صدقہ نکالے"۔

(الفضل ۱۸ر فروری ۱۹۹۱ء)

(۱۵)......ایم ٹی اے ۔ دور ہجرت کے عظیم الٰہی فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل ایم ٹی اے کی شکل میں ہوا ۔ ۳۱ر جنوری ۱۹۹۲ء کو حضور انور کا خطبہ پہلی دفعہ مواصلاتی سیارے کے ذریعہ براعظم یورپ میں دیکھا اور سنا گیا ۔ ۱۹۹۲ء کا جلسہ سالانہ UK براہ راست ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا ۔ ۲۱ر اگست ۱۹۹۲ء سے حضور کے خطبات جمعہ سیٹلائٹ کے ذریعہ چار براعظموں میں نشر ہونا شروع ہوئے ۔ ۷ر جنوری ۱۹۹۴ء سے ایم ٹی اے کی روزانہ سروس کا آغاز ہوا ۔ یکم اپریل ۱۹۹۶ء کو یہ نشریات ۲۴ گھنٹے پر محیط ہو گئیں ۔ یہ کام تمام دنیا میں والنٹیئرز کے ذریعہ سرانجام دیا جاتا ہے ۔ اس کی ابتداء ہی میں ضروری اخراجات بابت نشریاتی رابطہ کے لئے مخیر حضرات کو تحریک کی گئی اور کہ عام احباب و خواتین بھی جس قدر شمولیت کر سکیں ثواب حاصل کر سکتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احباب نے خاموشی سے اس کے لئے عطیات دئے اور دے رہے ہیں ۔ اور جماعتیں بھی کثیر رقمیں اس میں ادا کر کے ثواب دارین حاصل کر رہی ہیں۔

(۱۶)...... بوسنیا کے مظلوموں کی امداد کے لئے تحریک: ۲۹ر جنوری ۱۹۹۳ء کو بوسنیا کے مظلوموں کی مالی اور اخلاقی امداد کے لئے حضورؒ نے تحریک فرمائی اور فرمایا: ایسے دردناک حالات ہیں اتنی بڑی ضرورت ہے کہ ان کے پاس نہ بوٹ ہیں ، نہ گرم کپڑے ۔ وہ دین کی خاطر عظیم جہاد کر رہے ہیں ۔ جماعت احمدیہ کو انفرادی طور پر یا جماعتی طور پر جہاد میں شرکت کی توفیق نہیں تو مالی لحاظ سے تو کر سکتی ہے ۔ اس اپیل کے جواب میں فوری طور پر ۸۷ ہزار ۶۷۲ پاؤنڈ جمع ہوئے ۔ اس کے بعد بھی مزید جماعت نے مالی قربانی پیش کی اور ان مظلوموں کی ہر رنگ سے امداد جاری رکھی گئی ۔ الحمد للہ

(۱۷)......اہل روانڈا کے لئے مالی تحریک: ۲۲ر جولائی ۱۹۹۴ء کو حضورؒ نے روانڈا کے مظلوم عوام کے لئے احباب جماعت کو عطیات دینے کی تحریک فرمائی اور اپنی طرف سے ایک ہزار پاؤنڈ کے عطیہ کا اعلان کیا ۔ نیز فرمایا:

"میں بارہا جماعت کو نیک تحریکات کرتا ہوں اور بارہا جماعت توقعات سے بڑھ کر خدمت دین کرتی ہے ، لبیک کہتی ہے ۔ لیکن میں پھر بھی نہیں تھکتا ۔ پھر بھی آپ کو بلاتا رہتا ہوں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہمارا کردار ہے اور کردار کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا ۔ کسی جگہ بھی ظلم کے زخم لگے ہوں ، کسی جگہ بھی لوگ آفت زدہ ہوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوں تو مومن کا کردار یہ ہے کہ ایسے موقع پر جو بھی اس کے بس میں ہو ضرور کرتا ہے"۔ (الفضل ۲۷ جولائی ۱۹۹۴ء)

(۱۸)... مشرقی یورپ میں مساجد اور مراکز کے لئے مالی تحریک:

۲۷ ستمبر ۱۹۹۶ء کو مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضورؒ نے فرمایا "مشرقی یورپ میں بھی تبلیغ جو مشن ہاؤسز کا قیام یعنی جماعتی مراکز کا قیام نئی مساجد بنانا ، ایسے کام ہیں جن کے لئے ہمیں بڑی مالی ضرورت درپیش ہے ۔ اس وقت جو ہمیں زیادہ ضرورت ہے وہ البانیہ میں ہے جہاں بکثرت احمدیت پھیلی ہے ۔ اس طرح دوسرے مشرقی ممالک جہاں خدا تعالیٰ کی طرف توجہ ہو رہی ہے ان میں البانین بولنے والی دوسری قومیں ، دوسرے ممالک میں بستی ہیں ۔ پھر بوزنین ہیں ، ان کی طرف بھی بہت توجہ ہے ، ان کی بھی بہت توجہ ہے ، ان سب کا بنیادی حق ہے کہ وہاں مساجد بنائی جائیں ، وہاں مراکز قائم کئے جائیں ، وہاں تربیتی اجتماعات کا مستقل انتظام ہو ۔ اور انہی میں سے معلم تیار کئے جائیں ۔ پس اس سال کے لئے میں جماعت کے سامنے پندرہ لاکھ ڈالر کی تحریک کرتا ہوں ۔ اس کا دسواں حصہ میں خود دوں گا"۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۴ر فروری ۱۹۹۷ء)

(۱۹)... جرمنی میں سو مساجد کی تعمیر:

۲۳ر مئی ۱۹۹۷ء کے خطبہ جمعہ فرمودہ جرمنی میں حضورؒ نے فرمایا: " کیونکہ توحید کا اعلان جس کا میں ذکر کر رہا ہوں اس کا مساجد کی تعمیر سے بھی تعلق ہے ۔ اس لئے سیدہ مہر آپا کی وفات کی اطلاع چونکہ مجھے جرمنی میں ملی ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی طرف سے جو روپیہ یہاں موجود ہے اس میں سے اور کچھ باہر سے منگوا کر تین لاکھ جرمن مارک جماعت احمدیہ جرمنی کے سپرد کروں ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ سو مساجد کی جو تحریک ہے ۔ ہر سو میں سے تین تو ان کی طرف سے ہوں گی ۔ اور سردست میں اپنی طرف سے ۵۰ ہزار مارک پیش کرتا ہوں ۔ اور اللہ توفیق دے گا تو انشاء اللہ اس کو بڑھا بھی دوں گا تو آئندہ تین سال میں یہ پورا ہو جائے گا ۔ اس لئے جماعت جرمنی کو جو توحید کے نشان کے طور پر مساجد بنانا ہے اس کی میں آج سیدہ مہر آپا کی وفات کے ساتھ تحریک کرتا ہوں ۔ اس کے لئے الگ انتظام کریں چندوں کا ۔ جس کو جتنی توفیق ہے وہ دے ۔ اور کوشش کریں کہ اس صدی کے آخر تک یعنی آخری سال تک جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک سو مساجد جرمنی میں بنائی جا چکی ہوں یا ان کی زمینیں لے لی گئی ہوں ۔ اور ان پر خواہ ایک جھونپڑا بنا کر اور مینار کا سمبل (symble) بنا دیں تا کہ ہم کہہ سکتے ہوں کہ یہاں اللہ کی عبادت ہو سکتی ہے ۔ اور واقعۃً وہاں اللہ کی عبادت ہو ۔ جھونپڑے سے مراد یہ ہے کہ چھت تو ہونی چاہئے جس میں سے بارش اندر نہ آئے یا برف نہ پڑے اندر"۔ (الفضل ۳۰ر مئی ۱۹۹۷ء)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت جرمنی نے بہت مستعدی اور سرعت کے ساتھ اس منصوبہ کے لئے قربانی بھی کی ہے اور کر رہی ہے اور مساجد تیزی سے تعمیر ہو رہی ہیں۔

(۲۰) .. بلجیم میں ایک عظیم الشان مسجد کی تعمیر کی تحریک:

۳ر مئی ۱۹۹۸ء کو جلسہ سالانہ بلجیم پر حضورؒ نے فرمایا اس سال میں جماعتوں کو خاص طور پر نصیحت کر رہا ہوں کہ خدا کے گھروں کی طرف توجہ کرو ۔ خلوص سے حصہ لیں ، اس سے بہت برکت ملے گی ۔ آج بلجیم کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ یہاں عظیم الشان مسجد بنائی جائے ۔ ایسی اچھی مسجد تعمیر کہ سارے بلجیم کے احمدی دور دور سے آئیں ، اپنے دوستوں کو بھی لے کر آئیں تو اس میں گنجائش ہو ۔ مسجد کے ساتھ دفاتر بھی تعمیر ہو سکتے ہیں جہاں ہر قسم کی ضرورتیں پوری ہوں"۔ (الفضل ۲۸ر مئی ۱۹۹۸ء)

(۲۱) دین کی ترقی کے لئے تعمیر مساجد کی تحریک:

۱۹ر مارچ ۱۹۹۹ء کے خطبہ جمعہ میں حضورؒ نے فرمایا " حدیث شریف میں ذکر ہے کہ جو شخص اللہ کی خاطر اس کا گھر تعمیر کرے اللہ جنت میں اس کے لئے گھر بنائے گا ... قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ لوگ اللہ کے گھر تعمیر میں فخر یہ ایک دوسرے سے آگے بڑھیں گے ۔ اس ۔ ہم نے یہ طریق اختیار کیا ہے کہ ہم مسجد کی تعمیر کے لئے عطیہ دینے والوں کا اعلان نہیں کرتے ۔ یہ سال غیر معمولی امید کا سال ہے ۔ اللہ کے فضلوں سے ہماری امید ہے کہ آ

ں ایک روز انسان احمدیت میں داخل ہوں گے۔ اس
ں ہم نے مساجد کی تعمیر کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس کے لئے
معمولی عزم ہے۔ امید ہے کہ اللہ توفیق دے گا۔ حضرت
ح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اگر کسی جگہ اسلام کی ترقی
نی ہو تو مسجد بنا دو خدا خود لوگوں کو کھینچ لائے گا۔ پس مساجد
تعمیر کے اس منصوبہ پر سنجیدگی سے عمل شروع کر دیں"۔

(الفضل ۲۲ مارچ ۱۹۹۹ء)

۲۱) مریم شادی فنڈ:

خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ فروری ۲۰۰۳ء لندن میں
ور نے اللہ تعالیٰ کی صفت شکور اور شاکر کے مختلف پہلوؤں
ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"انسان پر اپنے والدین کا شکر بھی واجب ہے۔
نا سمجھتا ہے کہ وہ اپنے والدین کے شکر کا حق ادا کر چکا ہے
لہ اس کے والدین بالخصوص ماں نے بچپن میں جس طرح
ں پرورش کی، اس کو پالا پوسا اسے علم سکھایا اور آداب
ئے، اس کی خاطر تکلیفیں برداشت کیں تو اسے بڑے
و دکھی نہیں رہتیں"۔

مزید فرمایا: "اب اس مختصر خطبہ کے بعد میں شکر نعمت
در پر اپنی والدہ مرحومہ کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ
ں کی بہت ہمدرد تھیں اور بہت مہربان وجود تھیں۔ ہمیشہ
نے مجھے بھی غریبوں اور ضرورتمندوں کی مدد کرنے کی
دی۔ اب ان کی یاد میں ان کے احسان کا بدلہ
نے کے لئے۔ اب احسان کا بدلہ تو نہیں اتارا جا سکتا ان
ح کو ثواب پہنچانے کی خاطر میں یہ اعلان کرنا چاہتا
۔ جن کی بیٹیاں بیاہنے والی ہیں اور انہیں مدد کی ضرورت
سب توفیق نہیں اپنی طرف سے بھی کچھ ان کو پیش
وں۔ وہ بے تکلفی سے مجھے لکھیں ان کا مناسب گزارہ
ئے گا اور جہیز کی رسم کسی حد تک پوری ہو جائے گی۔ گر
۔ خدا اتنی توفیق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ
عت غریب نہیں ہے۔ بہت روپیہ ہے جماعت کے
، تو انشاء اللہ جماعت کے کسی فنڈ سے ان کی امداد کر دی
ں"۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲۸ مارچ ۲۰۰۳ء)

اگلے جمعہ ۲۸ فروری ۲۰۰۳ء کے خطبہ میں فرمایا:
"پچھلے خطبہ جمعہ میں میں نے غریب بچیوں کی شادی
تحریک کی تھی کہ شادی کے لئے کچھ رقم پیش کریں۔
ہوا ہے کہ جماعت نے اس طرح دل کھول کر اس
ں حصہ لیا ہے کہ آسمان سے خدا تعالیٰ کے فضلوں کی
ئی ہے۔ اس مد میں ایک ہفتہ کے اندر اندر نقد رقوم
ں کی صورت میں ایک لاکھ ۹ ہزار پاؤنڈ سے زائد
گیا ہے اور بعض خواتین نے اپنے زیورات پیش
ہیں"۔

مزید فرمایا: "مجھے ذاتی طور پر تو تردد تھا مگر جو کمیٹی بیٹھی
کے لئے ان کا مشورہ قبول کرتے ہوئے اس فنڈ کا
م شادی فنڈ" رکھ دیتا ہوں۔ امید ہے اب یہ فنڈ کبھی
ہوگا۔ اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ
کیا جاسکے گا"۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۸ اپریل ۲۰۰۳ء)

) عراقی عوام کی مالی امداد کی
:

خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ اپریل ۲۰۰۳ء بمقام لندن میں
کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ وہاں ا ملاک کی
کرتے ہوئے لڑ رہے ہیں اس لئے یہ بھی ایک قسم
ہے۔ وہاں عوام کے جو ناگفتہ بہ حالات ہیں ان کے
لئے احمدیہ ایجنسی (ہیومینٹی فرسٹ) کے ذریعہ امداد
بھجوائیں۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ۔ الفضل ۸ اپریل ۲۰۰۳ء)

(۲۴)۔ "بیت الفتوح":

مسجد لندن کے لئے جب حضور نے تحریک فرمائی تو ایک ہی
ہفتہ میں ۳۰۳ ملین پاؤنڈ کے وعدے پہنچ گئے۔ عورتوں نے
زیور پیش کئے، مردوں نے پلاٹ تک پیش کر دئے۔ قربانی کی
عدیم المثال شکل دیکھنے میں آئی۔

(الفضل انٹرنیشنل ۳۰ مارچ ۲۰۰۱ء)

خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت سے کامپلکس تعمیر
ہوئے ہیں۔ جماعتی دفاتر، ہال، ذیلی تنظیموں کے ہال وغیرہ
جہاں کام شروع ہو چکا ہے۔ مسجد کی تعمیر آخری مراحل میں
ہے۔ الحمد للہ

حیرت انگیز ترقی

خدا تعالیٰ کے فضل سے خلافت رابعہ کے دور میں نہ
صرف یہ کہ بنیادی چندہ جات اور پہلے سے جاری تحریکات
میں غیر معمولی اضافہ کے ساتھ جماعت نے مالی قربانی پیش کی
بلکہ ہر نئی تحریک میں والہانہ طور پر لبیک کہتے ہوئے اس قدر
مالی قربانی پیش کی کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

☆ ۸۲-۱۹۸۱ء میں بیرون پاکستان ۳۸ ممالک کی
جماعتوں کا بجٹ بنا تھا جبکہ ۲۰۰۲-۲۰۰۱ء میں ۸۲ ممالک
کا بجٹ بنا۔

☆ ۱۹۸۲ء میں ۲۸ ممالک میں ۸۱ مرکزی مبلغین
مصروف عمل تھے۔ اور ۳۱ مارچ ۲۰۰۲ء کو ۶۵ ممالک میں
۲۴۴ مرکزی مبلغین مصروف عمل تھے۔ مقامی مبلغین اور
معلمین کی ایک خاصی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

☆ بیرون پاکستان ان بیس سالوں میں بعض جماعتوں
کے مجموعی بجٹ آمد ۲۲ گنا، بعض ۳۵ گنا بعض
۳۶ گنا بعض ۸۰ گنا ہو گئے اور بعض کے بنیادی چندے
۴۰ گنا سے لے کر ۲۰۰ گنا تک ہو گئے۔

☆ اسی طرح چندہ تحریک جدید بھی بیرون پاکستان
۴۱ گنا اور وقف جدید ان کا ۳۹ گنا ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک

☆ ایک کثیر تعداد ان ممالک کی پہلے غیر کفیل تھی اب خود
کفیل ہو چکی ہے اور بعض تو اس قابل ہو گئے ہیں کہ دوسروں کو
مدد دے سکیں۔

☆ مقامی چندے مساجد مراکز فنڈ، اشاعت فنڈ اور ذیلی
تنظیموں کی آمد میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

مالی نظام کی غیر معمولی کامیابی
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی
صداقت کا عظیم الشان ثبوت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

"جماعت احمدیہ کا جو یہ پہلو ہے یہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی صداقت کا ایک ایسا عظیم الشان ثبوت ہے کہ
ساری دنیا زور مار لے، گالیاں دے یا کوشش کرے اور
منصوبے بنائے تو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت
کی یہ نمایاں اور عظیم الشان اور امتیازی خوبی ان سے چھین
نہیں سکتی۔ اس پیغام کو سو سال ہو چکے ہیں۔ سو سال میں کتنی
ہی نسلیں ایک دوسرے کے بعد آتی ہیں اور لٹکسار کر چلی جاتی
ہیں اور مالی نظام تو خصوصیت کے ساتھ بہت زیادہ ابتلا میں
ڈالے جاتے ہیں۔ ابتلا ان معنوں میں کہ مالی لحاظ سے
۱۰۰ سال کے اندر کام کرنے والوں کی دیانتیں بدل جاتی ہیں
ان کے اخلاص بدل جاتے ہیں، قربانی کرنے والوں کا معیار
بدل جایا کرتا ہے۔ وہ اس پہلو سے وہ مالی نظام جو خالصۃً طوعی
تحریک پر مبنی ہو اس کے لئے ایک سو سال تک کامیابی کے
ساتھ آگے بڑھتے رہنا اس جماعت کے بانی کی صداقت
کی ایک بہت عظیم الشان دلیل ہے خاص طور پر جبکہ دنیا کے
رجحان اس کے برعکس چل رہے ہوں۔ جماعت احمدیہ
حیرت انگیز وفا کے ساتھ اس اسلوب کو قائم رکھے ہوئے
ہے کہ ہر آنے والا سال جماعت کی مالی قربانی کی روح کو کم
کرنے کی بجائے بڑھا رہا ہے۔ یہ اعجاز خدا تعالیٰ کے بھیجے
ہوئے ایک سچے فرستادہ کے سوا کوئی دنیا میں رکھ نہیں سکتا۔
ساری دنیا کی طاقتوں کو میں کہتا ہوں کہ مل کر زور لگا کر دیکھ
لیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جیسی کوئی مالی قربانی
کرنے والی جماعت کہیں ہو تو کر دکھائیں۔ دنیا کے سامنے
وہ چہرے تو پیش کریں۔ وہ کون لوگ ہیں جو اس طرح اخلاص
اور وفا کے ساتھ اور بڑھتی ہوئی قربانی کی روح کے ساتھ خدا
تعالیٰ کے حضور اپنے اموال پیش کرتے چلے جاتے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ دسمبر ۱۹۹۴ء)

❀❀ ❀❀

منظوم کلام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

تو مرے دل کی شش جہات بنے ❀ اک نئی میری کائنات بنے
سب جو تیرا ہے لاکھ ہو میرا ❀ تو جو میرا بنے تو بات بنے
ہیچ ہے تجھ سے منقطع ہر ذات ❀ جس کا تو ہو اسی کی ذات بنے
عالم رنگ و بو کے گل بوٹے! ❀ خواب ٹھہرے توہمات بنے
سادہ باتوں کا بھی ملا نہ جواب ❀ سب سوالات مظلمات بنے
یہ شب و روز و ماہ و سال تمام ❀ کیسے پیمانۂ صفات بنے
ہوئی میزان ہفتہ کب آغاز؟ ❀ کیسے دن رات سات سات بنے
عالم حیرتی کے مندر میں ❀ کبھی بت مظہر صفات بنے
کبھی مخلوق ہو گئی ہمہ اوست ❀ آتش و آب عین ذات بنے
کتنے منصور چڑھ گئے سر دار ❀ کتنے نعرے تعلیات بنے
کتنے عزیٰ بنے؟ مٹے کے بار؟ ❀ کتنے لات اجڑے کتنے لات بنے
کتنے محمود آئے، کتنی بار ❀ سومنات اجڑے سومنات بنے
جو کھنڈر تھے محل بنائے گئے ❀ کتنے محلوں کے کھنڈرات بنے
عالم بے ثبات میں شب و روز ❀ آج کی جیت کل کی مات بنے
تیرے منہ کے سُبک سہانے بول ❀ دل کے بھاری معاملات بنے

دن بہت بے قرار گزرا ہے
آ مرے چاند میری رات بنے

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
(حدیث نبوی صلعم)
منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۶/۵/۳۱ لوئر چت پور روڈ کلکتہ - ۷۰۰۰۷۳
MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD. CALCUTTA-700073
PH : 275475 RES: 273903

جلسہ سالانہ کے مبارک موقعہ پر تشریف لانے والے مہمانان کرام کی خدمت
میں قادیان ویلفیئر کلب خوش آمدید کہتے ہوئے نیک تمنائیں پیش کرتا ہے

خلیفۃ المسیح الرابع

حضرت مرزا طاہر احمد کے احسانات

خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ مذہبی جماعتوں پر آزمائشوں اور انقلابات کا وارد ہونا سنت الہیہ متواترہ اور ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے۔ چونکہ مسلم جماعت احمدیہ خداوند تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے اس لئے اس پر سنتِ الہٰی کا اطلاق پانا لازمی لابدی اور ضروری تھا۔ سو اس جماعت پر انقلابات آئے جو بظاہر اسے نیست و نابود کر دینے والے تھے مگر بباطن اس کی ترقی اور وسعت عالمگیری کا پیش خیمہ تھے۔

تحریک جدید کا پس منظر::

تحریک جدید 1934 میں جاری ہوئی۔ اس کے پس منظر میں اس زمانے کی پنجاب کی ٹوانہ سرکار کا احمدیوں کے مخالف اور احرار کے موافق رویہ کارفرما تھا۔ احرار نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی قیادت میں ہندوستان بھر میں جلسے، جلوس، لٹریچر، خرید کردہ سستے بازاری قسم کے علماء کے ذریعہ احمدیت کے نابود کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ ان دنوں سرزمین پنجاب احرار کا گڑھ اور میدان کارزار بن گیا تھا۔

اس پس منظر میں امام جماعت نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر تحفظ احمدیت کے لئے تحریک جدید کے ذریعہ بیرون ملک تبلیغی مراکز قائم کئے۔ اس طرح اقصائے عالم میں احمدیت کے نئے بوستان ظہور میں آئے۔

مطالعہ تحریک جدید::

خاکسار نے تحریک جدید کا مطالعہ کیا تو پایا کہ جماعت احمدیہ پر ایسے ادوار آنے والے ہیں جن میں سے 1934 سے شمار کر کے ہر دس سال کے بعد ایک دور بظاہر افسردگی کا مگر بباطن ترقی کا ہوا کرے گا۔ اور 1934 سے شمار کر کے ہر انیس سال کے بعد دوسرا دور جماعت کی ظاہراً ترقی کا آیا کرے گا۔

زمانہ درویشی میں تحریک جدید پر دوبارہ گہرائی سے غور کیا اور پختہ یقین کے بعد اخبار بدر میں "نشان عقدہ کشا" پر اک مضمون شائع کروایا کہ:-

" آئندہ دو انقلابات 1981ء اور 1991ء میں آنے والے ہیں۔ ان میں سے ایک انقلاب (1991) جماعت احمدیہ کی صریح ترقی سے متعلق ہے۔ (واللہ اعلم) جو زندہ رہیں گے وہ انشاء اللہ جماعت کی ترقی کو دیکھ لیں گے"

"سو الہام و کلام کا دروازہ آج بھی کھلا ہے۔ وہ خدا آج بھی اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے" (اخبار بدر جلد 36 شمارہ 7 صفحہ 15 فروری 1987)

انقلاب 1947:: دور درویشی

ہندوپاک کی صبح آزادی اپنے ساتھ ایک خونی انقلاب لے کر طلوع ہوئی مرکز قادیان سے احمدیوں کی اکثریت کو حالات کی ناسازگی سے ہجرت کرنی پڑی۔ قادیان میں روحانیات سے معمور "تین سو تیرہ" صوفی منش درویشان نے مقدس مقامات و شعائر اللہ اور قادیان کی حفاظت و خدمت کے لئے اپنی جان، مال اور عزت کا نذرانہ پیش کیا۔ اور واقعی عملاً اپنی (پاکستانی) جائدادوں، مکانوں، بیویوں، اولادوں اور رشتہ داروں، ان سے وابستگی، سب کچھ قربان کر دیا۔ وہ خرقہ درویشی پہنے دھونی رمائے قادیان میں بیٹھ گئے۔ ان صابر و شاکر خرقہ پوش درویشوں نے ایمانداری کے ساتھ اپنے عہد وفا کو پوری طرح نبھایا۔ ع

"نہ پوچھو حال ان کو فتہ جانوں پہ کیا گزری"

ان ایام میں احمدیہ ایریا اس کشتی کی مانند دریائے ذخار میں ڈگمگا رہا تھا جس کا ناخدا سوائے خدا کے کوئی نہ تھا۔ کوئی بادبان، کوئی چپو، کوئی کنارہ، کوئی راہ نجات نہ تھا۔ تیز و تند متلاطم طوفان عملی طور پر اس کشتی سے ٹکراتے رہے ان ایام میں درویشوں نے ابلی ہوئی گندم کھا کر گزارہ کیا تھا۔

ہم کو اپنی بے بسی کا وہ زمانا یاد ہے
ابلی گندم درد پیچش میں بھی کھانا یاد ہے

درویشی دور نے طول پکڑا۔ قدرے حالات سدھرنے پر انہیں شادیوں کی اجازت ملی تا کہ درویشوں کے بعد مرکز احمدیت خالی نہ ہو جائے۔ مولا کریم نے درویشان کو اولاد جیسی نعمت سے بہت نوازا۔ چونکہ عرصہ تک درویشان اور ان کی اولادوں پر پابندی عائد تھی کہ وہ بغیر اجازت قادیان سے باہر غیر ممالک میں نہیں جا سکتے تھے لہذا ان کے مالی حالات پتلے ہی رہے۔ یہ حالت کم و بیش چالیس برس رہے یہی سبب تھا کہ درویش ماسوائے چند ایک کے اپنی اولادوں کو اعلیٰ تعلیم نہیں دلوا سکے۔

اس زبوں حالی کے دور میں انہوں نے کبھی شکوہ نہیں کیا۔ ان کی نظریں درگاہ باری میں اپنی خطاؤں کی بخشش پر مرکوز رہیں۔

خدایا لاج رکھ لینا میرے ان بکھرے بالوں کی
یارب دور کر دینا خطائیں ان جیالوں کی
صرف دیکھی زبوں حالی فلک نے ان سب جیالوں کی
یہی ہے شان درویشی ہمارا عشق والوں کی
رہی چالیس برس پھیلی شب غربت پریشانی
رہے تھامے علم میرے مسیح پاک جیدانی

انقلاب 1991::

خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے احسانات::

خداوند تعالیٰ کی مخفی تقدیر کے غیر مرئی تار خارج میں متحرک ہوئے۔ اہالیان قادیان و بھارت کے احمدیوں کی قسمت جاگی۔ چوالیس برس کے لمبے عرصہ انتظار کے بعد خلیفۃ المسیح الرابع کے مبارک قدم سرزمین ہند نے چومے۔ آزادی کے بعد وہ پہلا خلیفہ تھا جس کا وجود باجود بے شمار برکتوں کے ساتھ بھارت میں وارد ہوا۔ وہ ایک رحمت تھی جس کا دل مادر مہربان سے زیادہ شفقت و رافت سے بھرا ہوا تھا۔

☆ یہ ورود مسعود اہل قادیان و بھارت کے احمدیوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ تھا۔ ان کی تمنائے شوق زیارت، ترستی ہوئی آنکھوں میں ان کے دیدار سے نور، دل میں سرور موجزن تھا۔ خدا تعالیٰ کے خلیفہ کا دیدار کرنے کے لئے اہل بھارت اپنے گھروں کو تالے لگا کر دیار قادیان آ پہنچے۔ بیمار اپنا علاج ادھورا چھوڑ کر اپنے آقا کی زیارت کے لئے قادیان آ گئے۔ زیارت کر کے داعی آخرت اختیار کر گئے۔

☆ جلسہ سالانہ 1991ء میں راقم شامل تھا۔ دوران تقریر حضور نے درویشان قادیان کی پتلی مالی حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

درویشوں کے بارے میں جماعت سے کوتاہی ہوئی۔ یہ لوگ عالمگیر جماعت احمدیہ کی قادیان میں نمائندگی کرتے رہے ہیں۔ میں جماعت کی طرف سے ان سے معافی چاہتا ہوں (مفہوم۔ روداد جلسہ سالانہ 1991)

غلاموں کے سر اپنے آقا کے حضور ندامت سے جھک گئے۔ حضور نے از راہ کرم جملہ اہل قادیان کے گزارے پہلے سے دو چند فرما دیئے۔

☆ وسیع مکانیت کی تحریک از سرنو دہرائی۔ درویشوں کو خصوصاً تعمیرات، مکانات کے لئے مالی امداد عنایت فرمائی۔ بعضوں کو یہ امداد پچاس ہزار روپے تک ملے۔

☆ قرضہ جات حسنہ عطا فرمائے جو نہایت آسان اقساط واپس ہوتے چلے گئے۔ بعد میں بہتوں کو بقیہ رقوم قرضہ جات ان کی درخواستوں پر معاف کر دی گئیں۔ ان رقوم سے اہل محلہ نے زمین خرید کر کے اس پر ذاتی مکان تعمیر کئے۔ جس سے ان کا وقار بڑھا اور احساس کمتری دور ہوا۔

☆ کالونی بسانے کے لئے زمین خریدی اور اس پر نئے ڈیزائن کے کم از کم 50 فیملی کوارٹر تعمیر کروائے اور وہ سارے کے سارے مستحق درویشوں اور ان کی اولادوں کو رہائش کے لئے عنایت فرمائے۔ حالانکہ ان کوارٹرز پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوا تھا۔

☆ کارکنان اور دیگر ساکنان احمدیہ ایریا کے سال بھر کے کھانے کے لئے مستقل انتظام فرمایا۔

☆ ہر گھر میں پانی کا فری انتظام فرمایا۔

☆ ہر گھر میں نئے طرز کے بیت الخلاء بنوا دیئے گئے۔

☆ سردی گرمی سے بچنے کے لئے مستقل مقرر فرمائے۔ غربا کو ہر سال عمدہ پارچات ملتے ہوئے۔

☆ عیدین اور دیگر تہواروں پر ہر گھر کو ہزاروں روپے تحفے ملنے کا انتظام فرمایا۔

☆ ان انتظامات نے احمدی ایریا کے اہالیان کو اچھے پارچات، عمدہ صحت بخش خوراک و پانی، وضو اور عزت نفس عنایت کئے۔

☆ جلسہ سالانہ 1991 میں دوران تقریر فرمایا قادیان کے درویشوں اور ان کی اولادوں کو روزگار وغیرہ کے لئے بیرونی ممالک میں جانے آنے کی اجازت ہے۔ چنانچہ صاحب توفیق خاندان اور ان کی اولادیں بیرون ملک چلے گئے جس سے ان کے مالی حالات عمدہ حالت تک سدھر گئے۔ ان پر "پانچوں گھی میں" ہونے کا محاورہ چسپاں ہوتا ہے۔

رشتہ ناطہ::

تحریک مریم شادی فنڈ::

دور درویشی کے کئی سالوں تک درویش لڑکیوں کا محض رشتہ لینے کو تیار نہ تھا۔ باہر سے لڑکوں سے رشتے ملنے کا تو سوال ہی نہ تھا۔ حضرت خلیفہ چہارم درویشوں پر شفقت فرماتے ہوئے ہر درویش لڑکی کی شادی پر بیس بیس ہزار روپے کی خطیر رقم بطور امداد دینے کا فیصلہ فرمایا۔ بعد میں پوری جماعت کی غریب لڑکیوں کی شادی کے اخراجات کے لئے مریم شادی فنڈ مقرر فرمایا۔ اس احسان سے درویشان کی کایا پلٹ گئی۔ اس مہنگائی کے دور میں غریب گھرانوں کی لڑکیوں کی عزت نفس قائم فرمائی اس نظام سے اب بھارت کے متمول گھرانوں میں سے درویش لڑکوں کے رشتے ملنے شروع ہو گئے۔ بطور تحدیث نعمت خاکسار کے ایک بیٹے کا رشتہ صوبہ بہار کے مرحوم ... ڈائریکٹر محکمہ ... کی دختر نیک اختر سے ہوا ہے۔ الحمد للہ۔ حضور کی دعاؤں سے خداوند کریم نے خاکسار کو بہت کچھ عطا فرما دیا ہے۔ جبکہ شروع درویشی میں میرے پاس ٹوٹی جوتی اور تین دریدہ بوسیدہ جوڑوں کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

سرد موسم تن برہنہ ... تھے دریدہ پارچات
تیز تپ میں موت کا ... آنکھیں چرانا یاد ہے

میری ایک درخواست پر حضور انور نے فرمایا

"آپ کے حالات اچھے ہیں۔ آپ قانع ہیں"

اور ایسی دعائے رسا فرمائی کہ سچ مچ میرے حالات یکدم نہایت عمدہ اور اچھے ہو گئے۔ بیٹوں نے عمدہ پختہ مکان و دکانات تعمیر کر لئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تین بیٹے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

باقی صفحہ: (74)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت تحریکات ایک نظر میں

﴿محمد یوسف انور استاد جامعہ احمدیہ قادیان﴾

قبل اس کے کہ حضور رحمہ اللہ کی تحریکات پر کچھ تحریر کروں میں حضورؒ کی شخصیت پر کچھ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

کروڑوں انسانوں کے محبوب ہر دلعزیز پیارے شفیق آقا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا بابرکت وجود اگرچہ آج بظاہر ہم میں موجود نہیں ہے لیکن وہ ہر احمدی کے دل کی دھڑکن ہے۔ آپ کا بابرکت اور نہایت ہی درخشندہ دور خلافت نیز آپ کے سنہری کارنامے اکناف عالم میں ہمیشہ ہمیش جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ستاروں کے مانند چمکتے رہیں گے اور جلی حروف میں آپؒ کی سیرت وسوانح کو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں لکھا جائے گا اور آنے والی نسلیں یقیناً اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گی۔

حضورؒ نے اپنے رُوح پرور خطبات، تقاریر، مجالس علم وعرفان، پیغامات اور عملی نمونہ سے جماعت کے اندر ایک ایسی روح پھونک دی کہ ایک طرف جماعت کو عبادت پر قائم کرنے کا پُر حکمت نظام جاری فرمایا تو دوسری طرف اعلیٰ اخلاق اختیار کرنے صفات الٰہیہ کو اپنانے اور مخلوق خدا کے لئے سایہ رحمت بننے کی زبردست تحریکات فرمائیں۔ جن سے احمدیوں کے علاوہ دنیا کی مختلف قومیں بھی مستفید ہوتی چلی آرہی ہیں اور ہوتی چلی جائیں گی۔

بیوت الحمد منصوبہ کا اعلان وتحریک

اسپین میں سات سو سال بعد تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کے افتتاح سے واپسی پر حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲۹ راکتوبر ۱۹۸۲ء کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں اس مالی تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

"اس سلسلہ میں مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا مضمون بھی سکھایا جس کا اب میں یہاں اعلان کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اللہ کا گھر بنانے کے ساتھ ساتھ شکرانے کے طور پر خدا کے غریب بندوں کے گھروں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے اس طرح یہ حمد کی عملی شکل ہوگی۔

"میں چاہتا ہوں کہ جلسہ جوبلی تک ہم کم از کم ایک کروڑ روپے کی لاگت سے مکان بنا کر غرباء کو مہیا کردیں"

چنانچہ یہ تحریک خدائے ذوالمجد والعطاء کے فضلوں کی منادی بن گئی اور ربوہ میں سرسبز وشاداب درختوں میں گھری ہوئی ۸۰ مکانوں پر مشتمل بیوت الحمد کالونی اس تحریک کا شیریں ثمرہ ہے ۲۰۰ کے قریب مستحقین کو لاکھوں روپے کی جزوی امداد اس کے علاوہ ہے نیز والدین کی شفقت سے محروم بچوں کیلئے دارالاکرام کے نام سے ایک ہوسٹل کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے۔ یہ تو ربوہ پاکستان میں ہے ہندوستان میں بھی اس تحریک کے تحت سینکڑوں غریب نادار افراد کے مکانات کیلئے لاکھوں روپے کی امداد دی گئی ہے قادیان میں بھی بیوت الحمد کالونی لاکھوں روپے میں تیار کی گئی ہے اس تحریک کے تحت اب بھی دنیا بھر کے مستحقین کو امداد دی جارہی ہے۔

پس اے ہمارے آقا تو نے خدمت خلق کی ایسی سکیم جاری کی کہ خدا کی حمد کرتے ہوئے تجھے یاد کریں گے وہ بے آسرا اور بے سہارا لوگ جو بیوت الحمد کی سکیم کی بدولت اب بے درماں نہیں رہے بلکہ وہ پرسکون چھت تلے سوتے ہیں اور وہ لوگ بھی یاد کریں گے جو اس سکیم میں حصہ لے کر تسکین پاتے اور قرب الٰہی کے ذرائع اختیار کرتے ہیں۔

امریکہ میں نئے مشنوں اور مساجد کی تحریک

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی دوربین نظر نے دیکھ لیا تھا کہ مستقبل میں جماعت کو مشن ہاؤسز اور مساجد کی ضرورت پڑے گی چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں مساجد اور مشنوں کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ۱۵ ردسمبر ۱۹۸۲ء کو احباب جماعت کے نام اپنے ایک پیغام میں اڑھائی ملین ڈالر جمع کرنے کی تحریک کی آپؒ نے فرمایا:

"میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم پانچ مشن ہاؤسز کی تعمیر کو پیش نظر رکھ کر کام شروع کردیں اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے توفیق بڑھانے کی کوششیں کریں تو بعید نہیں کہ ہم ان پانچ مشن ہاؤسز کا بوجھ برداشت کرسکیں"۔

(روزنامہ الفضل ۳۱ رمارچ ۱۹۸۳ء)

دو نئے یورپی مراکز بنانے کی تحریک

حضورؒ نے ۱۸ رمئی ۱۹۸۳ء کو دو نئے یورپین مراکز کے قیام کی تحریک کی جن میں سے ایک انگلستان میں اور ایک جرمنی میں بننا تھا۔ حضور نے فرمایا:

"دو نئے مراکز یورپ کیلئے بنانے کا پروگرام ہے ایک جرمنی میں۔ انگلستان کو یورپ میں ایک خاص حیثیت حاصل ہے اس لئے انگلستان میں بہرحال بہت بڑا مشن چاہئے اس لئے انگلستان میں بہت بڑا مرکز قائم کرنا ہے اور ایک جرمنی میں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ رمئی ۱۹۸۳ء)

اللہ کے فضل سے یورپ میں جماعت احمدیہ نے ایسی عظیم الشان مسجد بیت الفتوح لنڈن میں تعمیر کی ہے جو کہ سب سے بڑی ہے اور جس کی بنیاد خود حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رکھی تھی اور اب دور حاضر میں جماعت احمدیہ کے پانچویں امام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ یہ مسجد اکیسویں صدی کی تمام سہولیات سے آراستہ ہے جس میں دس ہزار نمازیوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ جرمنی میں بھی ایک وسیع وعریض جگہ خرید کر مسجد ومشن ہاؤس تعمیر کیا گیا ہے۔

بابرکت تحریک عالمگیر دعوت الی اللہ

اس کا آغاز ۲۸ رجنوری ۱۹۸۳ء کو فرمایا۔ یاد رہے کہ آپ کے تاریخی اور لافانی کارناموں میں سے آپ کی تحریک دعوت الی اللہ اور عالمی بیعت ہے جس کے ذریعہ گزشتہ دس سالوں میں پوری دنیا میں کروڑوں افراد سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے ہیں۔

حضورؒ نے فرمایا:

"خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو تبلیغ کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزار ہا سینوں میں یہ لو جل رہی ہے۔ اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس کو بجھنے نہیں دینا۔ تمہیں خدائے واحد ویگانہ کی قسم! اس کو بجھنے نہیں دینا تم اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اس شمع کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دیگا۔ یہ لو بلند تر ہوگی اور پھیلے گی۔ اور سینہ بہ سینہ روشن ہوتی چلی جائے گی اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گی اور تمام تاریکیوں کو اُجالوں میں بدل دے گی۔ (خطبہ جمعہ ۲ راگست ۱۹۸۳ء)

موعود منادی

آپ خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کے وہ منادی تھے جن کے ذریعہ دنیا بھر میں احمدیت کے پیغام کی اشاعت کیلئے قدیم صحیفوں اور بزرگان کی کتب میں پیشگوئیاں موجود تھیں۔ آپ کے دست مبارک سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کا اجراء ہوا۔ جس کے ذریعہ دنیا بھر کے عشاق احمدیت کا رابطہ جماعت سے مضبوط ہوا۔ تعلیم وتربیت کے جدید انداز اپنائے گئے جبکہ اس کے ذریعہ دعوت الی اللہ کی نئی راہیں کھلیں اور احمدیت کا قافلہ غلبہ حق کی شاہراہ پر زیادہ تیزی سے گامزن ہوگیا اور آج جماعت ۱۷۵ ممالک میں مضبوطی سے قائم ہے"۔

سیدنا بلال فنڈ کی تحریک

حضورؒ کی بابرکت تحریکات میں سے ایک تحریک سیدنا بلال فنڈ کی تحریک ہے حضور نے ۱۴ مارچ ۱۹۸۴ء کو اسیران اور شہداء کے لواحقین کیلئے سیدنا بلال فنڈ کی تحریک جاری فرمائی جس پر جماعت کے افراد نے لبیک کہتے ہوئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

"الٰہی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اس بات میں ہے کہ اُن کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے اور یہ حقیقت اتنی واضح اور کھلی کھلی ہے کہ ہر ایک کے پیش نظر رہنی چاہئے کہ ہم بطور جماعت کے زندہ ہیں اور بطور جماعت کے ہمارے سب دکھ اجتماعی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر کسی جماعت میں یہ یقین پیدا ہو جائے تو اُس کی قربانی کا معیار عام دنیا کی جماعتوں سے سینکڑوں گنا زیادہ بڑھ جاتا ہے"

آپ نے سیدنا بلال فنڈ میں حصہ لینے والوں کیلئے فرمایا:

"جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اس بات کو اعزاز سمجھے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی۔۔۔ اس لحاظ سے سب باتیں سوچنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے اور آج اس تحریک کا اعلان کرتا ہوں"۔ (خطبہ جمعہ ۱۴ رمارچ ۱۹۸۴ء)

اللہ کے فضل سے اس تحریک کے تحت اب تک بہت کام ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔

تحریک جدید دفتر چہارم کا آغاز

دفتر اوّل دوم دفتر سوم کے بعد تحریک جدید کے دفتر چہارم کا آغاز کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

"دفتر سوم پر بیس سال گزر چکے ہیں اور اب وقت آگیا ہے کہ ہم دفتر چہارم کا اعلان کریں۔ ...اس لئے آج اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان اور اس کی دی ہوئی توفیق کے مطابق دفتر چہارم کا بھی اعلان کرتا ہوں۔

آئندہ سے جو بھی چندہ تحریک جدید میں شامل ہوگا۔ وہ دفتر چہارم میں شامل ہوگا۔ باہر کی دنیا میں خصوصیت کے ساتھ بچوں کو نئے احمدیوں کو نئے بالغ ہونے والوں کو اس میں شامل کریں معمولی قربانی کے ساتھ آپ کو ایک عظیم الشان اعزاز نصیب ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

(خطبہ جمعہ ۲۵ راکتوبر ۱۹۸۵ء بمقام لندن)

اللہ کے فضل سے اس دفتر چہارم کے تحت اب ہزاروں لاکھوں جماعت کے افراد داخل ہو چکے ہیں اور اس کا بجٹ بھی الحمد للہ بہت بڑھ چکا ہے اور یہ

دفتر بھی بڑی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ الحمدللہ۔ اور اس رقم سے بھی جماعت کے کام بڑی سرعت سے ہو رہے ہیں۔

عظیم الشان تحریک وقف نو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بہت درد و الحاح کے ساتھ خدا کے حضور مسلسل دعائیں کیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ایماء پر ہی اس بابرکت تحریک وقف نو کا اعلان ۳؍اپریل ۱۹۸۷ء میں فرمایا:

آپ نے اس سلسلے میں احباب جماعت کو کئی خطبات میں وقف نو تحریک کے روشن مستقبل کے تمام حالات و واقعات اور اس کے اعلیٰ نتائج سے باخبر کیا اور سمجھایا کہ کن کن باتوں اور امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ پہلے آپ نے صرف ۵ ہزار واقفین کی ضرورت کو پیش فرمایا لیکن جماعت کے افراد نے پورے خلوص کے ساتھ حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی اولاد کو اس تحریک میں شامل کیا چنانچہ اس تحریک کو جو دو سال تھی مزید آگے جاری فرمایا اور اس وقت اللہ کے فضل سے دنیا میں ۲۶ ہزار سے زائد وقف نو بچے و بچیاں اس میں شامل ہیں جن میں اکثریت واقفین نو کی ہے۔

آج حضورؒ کو واقفین نو کے والدین ہی نہیں بلکہ ہزاروں واقفین نو خود جو اس عزم پر ہیں کہ ہم دنیا میں دین کا جھنڈا بلند کریں گے ہرگز بھلا نہ پائیں گے کیونکہ حضور کی ہی تحریک کے طفیل وہ آج اس میں شامل ہیں اور انہیں یہ عظیم سعادت خدا نے بخشی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب جلسہ سالانہ یو کے اسلام آباد میں وقف نو تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اس وقت تک اللہ کے فضل سے مسلسل لوگ اپنے بچوں کو وقف نو کے لئے پیش کر رہے ہیں اور اللہ کے فضل سے کل تعداد ۲۶۳۲۱ ہو چکی ہے اور یہ بھی عظیم خدا کا سلوک ہے کہ واقفین نو لڑکوں کی تعداد ۱۷۶۸۰ ہے اور لڑکیوں کی تعداد ۸۶۴۱ ہے"۔

وقف نو کی یہ روحانی فوج اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہے اللہ تعالیٰ انہیں حضورؒ کی منشاء کے مطابق بننے کی توفیق دے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تحریکات کو تفصیل کے ساتھ احاطہ تحریر میں لانا بہت دشوار ہے تاہم چند ایک کا ذکر کرنے کے بعد باقی تحریکات کے اعداد و شمار کو قارئین کے ازدیاد علم کے خاطر ضبط تحریر میں لایا جا رہا ہے۔

☆-۱۸؍جولائی ۱۹۸۲ء کو شرک کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کی تحریک کی

☆-۱۴؍اکتوبر ۱۹۸۲ء کو کثرت سے درود پڑھنے کی تحریک کی۔

☆-۱۸؍اکتوبر ۱۹۸۲ء کو چین میں وقف عارضی کرنے کیلئے تحریک کی۔

☆-۱۰؍نومبر ۱۹۸۲ء احباب کو قیام نماز کی تحریک کی۔

☆-۲۷؍دسمبر ۱۹۸۲ء الفضل اور ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت دس ہزار کرنے کیلئے تحریک۔

☆-۲۰؍اپریل ۱۹۸۳ء کینیڈا میں نئے مشن اور مساجد بنانے کیلئے تحریک۔

☆-۱۲؍جولائی ۱۹۸۳ء غرباء کو عید الفطر کی خوشیوں میں شریک کرنے کی تحریک کی۔

☆-۹؍نومبر ۱۹۸۴ء حبشہ کی مدد کیلئے تحریک

☆-۱۱؍نومبر ۱۹۸۴ء احمدی بچوں کو قرآن حفظ کرنے کی تحریک

☆-۲۷؍دسمبر ۱۹۸۵ء وقف جدید کو ساری دنیا کیلئے وسیع کرنے کا اعلان کیا۔

☆-۱۲؍مارچ ۱۹۸۶ء سیدنا بلال فنڈ کی تحریک۔

☆-۲۸؍مارچ ۱۹۸۶ء بھارت کے مقامات مقدسہ کی مرمت کی تحریک۔

☆-۸؍اگست ۱۹۸۶ء جلسہ سیرت النبیؐ کے کثرت کے ساتھ منعقد کرنے کی تحریک۔

☆-۲۲؍اگست ۱۹۸۶ء تحریک شدھی کے خلاف تبلیغی جہاد از سر نو شروع کرنے کی تحریک۔

☆-۶؍ستمبر ۱۹۸۶ء بریل طوائڈ میں زلزلہ سے متاثرہ افراد کی تحریک۔

☆-۶ فروری ۱۹۸۷ء کو جوبلی سے قبل ہر ملک کو ایک عمارت تعمیر کرنے کی تحریک کی۔

☆-۳؍مارچ ۱۹۸۷ء کو احباب جماعت کو جنوبی امریکہ میں وقف عارضی کی تحریک کی۔

☆-یکم جنوری ۱۹۸۸ء کو جمعہ کی طرف غیر معمولی توجہ دینے کی تحریک۔

☆-۲۴؍فروری ۱۹۸۹ء احمدی نوجوانوں کو شعبہ صحافت سے منسلک ہونے کی تحریک۔

☆-۷؍جولائی ۱۹۸۹ء واشنگٹن کی مسجد میں حصہ لینے کی تحریک۔

☆-۱۲؍اگست ۱۹۸۹ء حضور نے افریقہ اور انڈیا کے تبلیغی کاموں کیلئے ۵ کروڑ روپیہ اکٹھا کرنے کی تحریک کی۔

☆-جون ۱۹۹۰ء ایران میں زلزلے کی وجہ سے مالی تحریک کی۔

☆-۱۵؍جون ۱۹۹۰ء روس کیلئے واقفین کو آنے کی تحریک کی۔

☆-۳؍اگست ۱۹۹۰ء خلیج کے بحران کا ذکر کر کے خصوصی دعاؤں کی تحریک۔

☆-۶؍اپریل ۱۹۹۱ء نائجیریا، غانا اور سیرالیون میں آنے والے لائبیریا کے مہاجرین کی امداد کی تحریک کی۔

☆-۲۶؍دسمبر ۱۹۹۱ء ہندوستان میں نو احمدیوں کی تربیت کیلئے ریٹائرڈ لوگوں کو زندگی وقف کرنے کی تحریک۔

☆-۲۸؍اگست ۱۹۹۲ء خدمت خلق کی عالمی تنظیم قائم کرنے کی تحریک۔

☆-۳۰؍اکتوبر ۱۹۹۲ء بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی امداد کی تحریک

☆-یکم جنوری ۱۹۹۳ء بہبود انسانیت چلانے کا تاریخی کیا گیا۔

☆-۲۲؍جنوری ۱۹۹۳ء تمام دنیا کے مظلومین پر ہونے والے ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کی تحریک اور اس کیلئے مختلف ممالک کے سربراہوں سے رابطے کرنے کی تحریک۔

☆-۱۹؍نومبر ۱۹۹۳ء ستم رسیدہ بوسنین خاندانوں سے مواخات قائم کرنے کی تحریک

☆-۳؍فروری ۱۹۹۵ء جھوٹ کے خلاف جہاد بلند کرنے کی تحریک۔

☆-۱۹؍مئی ۱۹۹۶ء بچوں و بچیوں کو بعض قرآنی آیت یاد کرانے کی تحریک۔

☆-۲۴؍مئی ۱۹۹۶ء ساری جماعت کو اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھنے کی تحریک۔

☆-۳؍نومبر ۱۹۸۹ء تمام ممالک میں ذیلی تنظیموں کے صدارتی نظام کا عدت۔

☆-۲۴؍نومبر ۸۹ء، پانچ بنیادی خلاق اختیار کرنے کی تحریک۔

"مریم شادی فنڈ کا قیام"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنی وفات سے دو ماہ قبل ۲۱؍فروری ۲۰۰۳ء کے خطبہ جمعہ میں اپنی والدہ مہربان محترمہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ مرحومہ حرم سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی غرباء پروری، یتامیٰ و مساکین کی کفالت اور محدود ذاتی وسائل سے نادار بچیوں کی شادی و رخصتانہ کے مناسب حال ضروری انتظامات وغیرہ کی قابل رشک و لائق تحسین نیکیوں کے تسلسل کو جماعت میں جاری و ساری رکھنے کیلئے "مریم شادی فنڈ" کے نام سے ایک بابرکت اور مستقل تحریک فرمائی ہے۔ جس پر مخلصین جماعت احمدیہ عالمگیر نے اس درجہ والہانہ لبیک کیا ہے کہ حضور پُرنورؒ نے اپنے خطبات جمعہ فرمودہ ۲۸؍فروری و ۷؍مارچ کے مطابق اس مد میں ابتدائی دو ہفتوں میں ہی وعدوں اور نقدی کی شکل میں ۱،۴۷،۵۸۹ اسٹرلنگ پاؤنڈ (یعنی تقریباً ایک کروڑ ساڑھے تین لاکھ روپے سے زائد رقم جمع ہو چکی تھی جبکہ متعدد احمدی خواتین نے اس فنڈ میں دس لاکھ کر بیش قیمت زیورات بھی پیش کئے الحمدللہ۔ حضور نے فرمایا کمیٹی کی سفارش پر میں نے اس فنڈ کا نام مریم شادی فنڈ رکھا ہے امید ہے یہ فنڈ کبھی ختم نہیں ہوگا اور ہمیشہ غریب بچیوں کو عزت کے ساتھ رخصت کیا جاسکے گا۔

اللہ کے فضل سے اب تک سینکڑوں غریب اور مستحق بچیوں کی رخصتی پر اس فنڈ سے مالی امداد کی گئی ہے اور اللہ کے فضل سے ہمیشہ امداد کی جاتی رہے گی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں اس آقا پر جس نے غریب یتیم نادار بچیوں پر اتنا بڑا عظیم احسان کیا ہے۔

حضور خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ انہیں دیکھ کر اس محسن آقا پر نہ صرف اپنے بلکہ غیر بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

حال ہی میں ایم ٹی اے انٹرنیشنل سے ایک پروگرام شکاگو امریکہ کا نشر ہوا جو آج کی شام حضرت طاہر احمد کے نام سے تھا اس پروگرام میں غیر از جماعت افراد نے جس میں سکالر، پروفیسرز، ڈاکٹرز اور دیگر اہم شخصیات تھیں نے برملا اس بات کا اظہار کیا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب واقعی ایک عظیم شکار رہنما اور مذہبی پیشوا تھے ایسا وجود صفحہ ہستی میں بہت کم ہی ملے گا۔ آزاد خیال رکھنے والوں نے جس انداز میں حضورؒ کو خراج عقیدت پیش کیا اور ان کا ہر نمایاں نظر رکھنے اور ریسرچ کرنے کو بہت سراہا ایک ۔۔۔۔ نے کہا کہ میں مذہب سے دور تھا لیکن ان کی بعض مجالس کو سن کر میرے خیالات بدل گئے میں نہیں ایک بہت عالم، سکالرانہ رہنما مانتا ہوں جو ان کا انداز بیان اور وسیع مطالعہ ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں وہ بے شک ہم میں نہیں مگر وہ بہت دیر تک ان کیسٹوں اور کتابوں کے ذریعہ ہمیں ویسے زندہ نظر آئیں گے۔

غرضیکہ اس فنکشن میں جو شکاگو میں منعقد ہوئی تھی حضورؒ کی کاوشوں اور ان کے کارناموں کو بہت سراہا گیا خاص کر ان کی کتاب انگریزی کتاب جو قرآن کے متعلق لکھی گئی ہے۔

Revelation Rationality
Know edge and Truth

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضورؒ کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلنے اور ان کی جاری کردہ تحریکات کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
GOLD & DIAMOND JEWELLERY
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
الیس اللہ بکاف عبدہ
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21872 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہٗ اللہ تعالیٰ انسان دوست کی حیثیت سے

﴿محمد نسیم خان صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت وایڈیشنل ناظر امور عامہ﴾

ایک شفیق اور مہربان وجود ہم سے بہت دور بلا گیا ہے۔ مگر مسافتیں جس قدر بھی ہوں اس کی یاد دل کے بہت قریب ہے جو اس انسان دوست وجود وایک نہ ختم ہونے والی زندگی عطا کرتی ہے۔ دل و ماغ اپنے بہت ہی مہربان آقا کے بابرکت وجود کو راج تحسین پیش کرنے کے لیے اپنے اندر جذبات حساسات کا ایک سیلاب پاتے ہیں جن کو الفاظ ں اتارنا کوئی آسان کام نہیں۔ تاہم خاکسار اپنے بوب آقا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ہ اللہ تعالیٰ کے جذبہ ہمدردی اور انسان دوستی پر بھ بیان کرنے کی کوشش کرے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان دوستی اور ہمدردیٔ خلق ورثہ میں ملی تھی۔ آپ ، دادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور والد بزرگوار رت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی یم الشان زندگی کا آپ کی طبیعت پر ایک گہرا نقش ۔ مگر ایک اور وجود بھی تھا جس نے آپ کی تربیت ، سب سے زیادہ محنت کی اور ہر مرحلہ پر آپ کی نمائی فرمائی۔ یہ کوئی اور نہیں بلکہ آپ کی ، مہربان تھیں۔ جن کا ذکر خیر آپؒ نے ان الفاظ فرمایا:

''آپ غریبوں کی بہت ہمدرد تھیں اور بہت بان وجود تھیں۔ ہمیشہ انہوں نے مجھے بھی غریبوں غرر وحتمندوں کی مدد کرنے کی تربیت دی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ فروری ۲۰۰۳ء)

ہمدرد ماں کو اپنے اکلوتے بیٹے سے ایک ہی ش تھی کہ وہ بڑا ہو کر عظیم وجود بنے۔ چنانچہ ں اعلیٰ توقعات کا ذکر کرتے ہوئے صاحبزادہ مظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں:

''حضرت اُم طاہرؒ مذہب سے دلی اور گہرا ں رکھنے والی خاتون تھیں ان کی شدید خواہش تھی ان کا بیٹا طاہر بڑا ہو کر اسلام اور احمدیت کے ن پر چمکنے والے ستاروں کے جھرمٹ میں ایک ںاں ستارہ بن کر چمکے۔'' (ایک مرد خدا صفحہ ۳۱)

حضرت اُم طاہرؒ کی خواہش تھی کہ آپؒ بڑے ڈاکٹر بنیں۔ اس کے پس پردہ بھی یہی خواہش م ہوتی ہے کہ آپؒ کے ذریعہ مخلوق کی خدمت مدردی کے کام ہوں۔ اپنی خواہشات کی تکمیل لیے انہوں نے حضورؒ کی اس رنگ میں تربیت ں کہ جہاں آپ کو اعلیٰ اسلامی تعلیم دی گئی آپ پر یہ بات بھی واضح کردی گئی کہ دوسرے ب کا احترام بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ چنانچہ والدین کی اس نصیحت کو یاد کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''ہمیں تعلیم ہی یہ دی گئی تھی کہ عقائد میں اختلاف کا مطلب مخالفت نہیں۔ بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ اختلاف کی صورت میں دیانتداری سے دلائل کی بناء پر اپنی رائے قائم کی جائے اور اس کی تو کسی صورت میں بھی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ یہ اختلاف ہماری روزمرہ کی زندگی میں تلخیاں گھول دے اور ایک دوسرے کے درمیان نفرت کی دیواریں حائل کردے۔'' (ایضاً صفحہ ۷۵)

اپنے والدین کی عظیم تربیت کی وجہ سے ہی ننھا طاہر بچپن سے ہی دوسرے کے ساتھ گھل مل جانے والا اور ہر طرف خوشیاں اور مسرتیں بانٹنے والا تھا۔ لیکن اس ننھے بچے کو بچپن میں ہی ایک ایسا صدمہ دیکھنا پڑا جس نے اسے غموں کو برداشت کرنا سکھایا۔ ۱۹۴۴ء کی بات ہے۔ صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اپنے میٹرک کے امتحانات کے لیے تیاری میں مصروف تھے کہ اچانک آپ کی پیاری والدہ مختصر سی علالت کے بعد اپنے مالکِ حقیقی سے جاملیں۔ یہ صدمہ آپ کے لیے کسی پہاڑ سے کم نہیں تھا جس کو آپ نے اپنے رب کے حضور نہایت صبر و عجز و نیاز کے ساتھ سربسجود ہو کر برداشت کیا۔ تین ہی سال بعد تقسیم ملک کا سانحہ پیش آیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پنجاب کی سرزمین کشت و خون کا میدان بن گئی۔ ناحق معصوم لوگوں کو نہایت ظالمانہ طریق پر قتل کیا گیا۔ فسادات کی شدت کے ساتھ ہی قادیان کی مقدس بستی میں اردگرد کی بستیوں سے ستر ہزار پناہ گزیں پہنچ گئے۔ اس موقعہ پر صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کو نمایاں خدمات کی توفیق ملی اور انسانیت کے دکھ اور درد کو قریب سے دیکھنے اور سمجھنے کا موقعہ ملا۔

ربوہ میں پانی کے لئے

تقسیم ملک کے بعد جماعت نے ربوہ کو اپنا نیا مرکز بنالیا۔ اس وقت ربوہ میں چند گھر بن چکے تھے۔ مگر پانی اب تک ڈھونڈا نہ جاسکا تھا جس کے بنا ایک شہر کا آباد ہونا ناممکن نظر آتا تھا۔ اس نازک گھڑی میں جب کہ حوصلوں کے ٹوٹنے کا گمان تھا حضرت صاحبزادہ صاحب ہر وقت اپنے ہم عمر نوجوانوں کا عزم اور حوصلہ بڑھاتے تھے۔

ایک رات کی بات ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز کے وقت گھر میں تشریف فرماتے کہ تبھی لاؤڈ اسپیکر پر کچھ کھڑ کھڑاہٹ سی پیدا ہوئی۔ اور پھر تھوڑی ہی دیر میں ایک نوجوان کی بڑی ہی ولولہ انگیز اور پر اعتماد آواز سنائی دی۔ کوئی نوجوان بہت خوش الحانی سے نظم پڑھ رہا تھا جو کچھ اس طرح سے تھی:

''ہماری محنت کا ثمر ملنے والا ہے۔ کامیابی ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ آؤ ہم سب مل کر، کچھ اور، تھوڑا سا اور زور لگائیں۔''

نظم کو سن کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بہت متاثر ہوئے اور فرطِ مسرت سے بے تاب ہو کر کمرے سے باہر نکل آئے تا کہ نظم کو آسانی سے سن سکیں۔ نظم سن کر فرمایا ''اس موقع پر ہمیں ایسے ہی حوصلہ افزا ولولہ انگیز اور پُرعزم منظوم کلام کی ضرورت ہے۔'' پھر فرمایا ''نہ جانے یہ نظم کون پڑھ رہا ہے'' ان کی اہلیہ نے جواب دیا۔ کیا آپ آواز نہیں پہچانتے؟ یہ تو طاہر احمد ہیں جو نظم پڑھ رہے ہیں۔''

(ایک مرد خدا صفحہ ۱۰۲)

نومبر ۱۹۵۸ء میں حضرت المصلح الموعودؓ نے آپ کو ناظم وقف جدید مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ کو اس کے لیے پاکستان اور بنگلہ دیش کی دور افتادہ جماعتوں کے دورے کرنے کی توفیق ملی۔ اس دوران صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ہر ایک فرد جماعت سے مل کر، ان کی تکلیفوں اور پریشانیوں کے حال سن کر، ان کے غم بانٹتے۔ غرض اس دوران آپ کا افراد جماعت سے ایک بہت ہی قریبی اور ذاتی تعلق قائم ہوگیا جو بعد میں حضورؒ کے دورِ خلافت میں اور بھی زیادہ مستحکم ہوگیا۔

بچپن میں ہی آپ کا ہومیو پیتھی سے لگاؤ ہو گیا تھا اور گہرے مطالعہ کے بعد آپ کو اس پر کافی مہارت حاصل ہوگئی تھی۔ اب حضورؒ نے دفتر وقف جدید میں ہی ہومیو پیتھی ڈسپنسری کھول کر وہاں مریضوں کا علاج شروع کردیا۔ خدا جانے آپ کے ہاتھوں سے کتنے ہی بیماروں اور مریضوں نے شفا حاصل کی۔ اور پھر خلافت کے بابرکت دور میں یہ سلسلہ تو اور بڑھ گیا۔ حضور خود مریضوں کی تشخیص فرماتے اور خطوط میں ان کی تفصیل کے مطابق علاج تجویز فرماتے۔ ایم ٹی اے کے قیام کے ساتھ ہی یہ فیض بھی عالمی صورت اختیار کرگیا اور سارے عالم نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ آپ نے ٹیلی ویژن پر ہومیو پیتھی کی کلاسز شروع فرمائیں۔ ہر شہر اور گاؤں میں ان کلاسز کو دیکھ کر کئی احمدیوں نے اس طریق علاج کو اپنالیا اور وہ آج بھی دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت میں مشغول ہوگئے۔ آج دنیا بھر میں قائم سینکڑوں طاہر ہومیو کلینک اس کی دلیل ہیں۔ آپ کی مایہ ناز تصنیف ''ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل'' ہمیشہ خدمت خلق کی خواہش رکھنے والوں کو فائدہ پہنچاتی رہے گی۔

نومبر ۱۹۶۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر فرمایا۔ آپ کے ولولہ انگیز دورِ صدارت میں آپ نے خدام الاحمدیہ میں ایک نمایاں اور انقلابی تبدیلی پیدا کردی۔ اس دوران خدام کے نام تحریر کیے گئے آپ کے پیغام مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں جنہیں پڑھ کر روح میں ایک ارتعاش پیدا ہوتا ہے اور دل میں خدمت دین اور خدمت خلق کا جذبہ مزید مستحکم ہوجاتا ہے۔ آپؒ نے اپنے تین سالہ دورِ صدارت میں خدمت خلق کے عظیم منصوبے تیار کیے اور پھر جب ان پر عمل درآمد ہوا تو اس کے حیرت انگیز نتائج نکلے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب احمدیوں کو محض وقت کے امام پر ایمان لانے کی بناء پر طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جارہا تھا اور ان کے اموال و اسباب کو لوٹا جارہا تھا۔ ایسے نازک دور میں حضورؒ نے احمدی نوجوانوں کو خدمت خلق کے میدان میں اترنے کی نصیحت کی جس کے نتیجہ میں بلا امتیاز مذہب و ملت خدام کو مثالی نمونہ دکھانے کی توفیق ملی۔

۱۹۸۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اچانک وفات کے بعد آپ جماعت کے چوتھے خلیفہ منتخب ہوئے۔ حضورؒ نے جماعت کے نام اپنے پہلے پیغام میں ہی مخلوق کی خدمت کرکے ان کا دل جیتنے کی تحریک کی اور خاص طور پر فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے لیے دعا کی تحریک کی۔

شفقت علیٰ خلق اللہ کا پہلو جو آپ کی زندگی کا ایک لازمی جز تھا عالمگیر جماعت احمدیہ کے امام منتخب ہونے کے بعد آپ نے ساری انسانیت کے دکھوں کو اپنا دکھ بنالیا اور جب بھی کسی ملک یا کسی علاقہ میں انسانیت کو کوئی خطرہ لاحق ہوتا تو ہمارے شفیق حضورؒ ہمیشہ ان کی راہنمائی فرماتے۔

۱۹۹۰ء میں جب امریکہ نے عراق پر حملہ کیا تو پیارے آقا نے اس جنگ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے حالات پر نہایت بصیرت افروز خطبات ارشاد فرماکر انہیں عافیت کی راہ دکھانے کی کوشش کی۔

جیسا کہ فرمایا ''اگر کوئی دل اسے سنے اور سمجھے اور قبول کرے تو اسکا انہیں فائدہ ہے کیونکہ یہ قرآنی تعلیم ہے جو میں پیش کر رہا ہوں۔ اللہ عالمِ اسلام کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرے اور ہمارے دل کو فرحت نصیب فرمائے اور ہماری تمام بے قراریاں اور کرب دور فرمائے آمین''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اگست 1990ء)

مگر افسوس کہ مسلمانوں نے کبھی اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔

۱۹۹۲ء میں جب یورپ کے ایک چھوٹے سے ملک بوسنیا نے یوگوسلاویہ سے الگ ہو کر خود مختاری کا اعلان کیا تو ہمسایہ ملک سربیا نے انتہائی ظالمانہ طریق پر بوسنیا پر حملہ کر کے لاکھوں کی تعداد میں معصوم اور نہتے مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ گاؤں کے گاؤں جلا کر خاکستر کر دیے گئے۔ مکینوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح سفاکانہ طریق پر ذبح کر دیا گیا۔ معصوم عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ ان حالات میں پیارے آقا کا دل مضطرب ہو گیا اور ۲۹؍اپریل ۱۹۹۳ء کو آپ نے ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا اور تمام افراد جماعت کو ان مظلومین کی امداد کی تحریک فرمائی اور ایک جامع پروگرام جماعت کے سامنے رکھا جس کے تحت تمام دنیا میں بوسنیا کے لوگوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کو تشہیر کر کے ان کے حق میں آواز اٹھانے کا ارشاد فرمایا۔ آپ نے خاص طور پر یورپ کے احمدیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ اپنے اپنے ملکوں میں آئے ہوئے بوسنین مہاجرین کو محبت دیں، ان کو اپنائیں اور ان کے غموں کو بانٹنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ انتہائی نامساعد حالات میں آپ کی خواہش کے مطابق جماعت کی بین الاقوامی رفاہی تنظیم Humanity First کے ذریعہ ان کے لیے خوراک، ادویات اور دیگر سامان بھجوایا گیا۔ آقا کے ارشاد کی تعمیل میں ریلیف کیمپوں میں رہ رہے بے سہارا اور اپنا سب کچھ اجاڑ کر آئے مظلوم بوسنین خاندانوں کے لیے خصوصی مجالس کا انعقاد کیا جاتا۔ ایسی کئی مجالس میں خود حضور بھی شرکت فرماتے اور ان کے بچوں کو فرطِ محبت سے سینے سے لگا لیتے۔

افریقہ کا دورہ کرتے ہیں تو وہاں بھی ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش فرماتے ہیں اور ہسپتالوں کا قیام فرماتے ہیں، ان کی خدمت کے لیے احمدی ڈاکٹروں سے اپنی زندگی وقف کرنے کی تحریک کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ایتھوپیا اور صومالیہ میں قحط سالی کا دور آیا تو حضور نے جماعت کے سامنے ان کی مدد کے لیے بھی تحریک فرمائی۔

جب ایران میں زلزلہ آیا تو اس موقع پر بھی آپ ان کی مدد کے لیے جماعت سے قربانی کرنے کی تحریک کی۔ جب حضورؒ ۱۹۹۱ء میں ہندوستان کے تاریخی سفر پر تشریف لائے تو یہاں کی غربت اور بے کسی کا آپ کے دل پر بہت اثر پڑا۔ چنانچہ دہلی میں جب آپ سیر کے لیے نکلتے تو آپ کے پیچھے کشکول پکڑے ہوئے فقیروں کی ایک قطار ہوتی جنہوں نے شاید ایسا فراخ دل انسان پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔

انسانیت کا سال

سال ۱۹۹۳ء کو آپ نے انسانیت کا سال منانے کی تحریک پیش فرمائی۔ اس کے لیے آپ نے ۸؍جنوری ۱۹۹۳ء کے خطبہ جمعہ میں جماعت کو انسانیت کے لیے کوشش و جدوجہد کرنے کی تحریک فرماتے ہوئے انسانی اقدار کو قائم کرنے اور بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت میں جُت جانے کی تحریک فرمائی۔ اسی خطبہ میں آپ نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"اللہ کی محبت کے ساتھ ہی بنی نوع انسان کے حقوق کا تصور پیدا کریں۔ اُن کا پیار دلوں میں پیدا کریں اور ظلم و سفاکی کو دُنیا سے مٹانے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔"

اپنے آقا کے اس ارشاد کی تعمیل میں جماعت نے والہانہ لبیک کہتے ہوئے ساری دنیا میں انسانی حقوق کے لیے آواز بلند کی اور بڑے symposium منعقد کر کے لوگوں میں شعور بیدار کرنے کی کوشش کی۔

تمام دنیا کے ساتھ ساتھ بھارت میں بھی مصیبت زدگان کے لئے آپ کی گرانقدر خدمات ہیں۔ ممبئی، بہار اور اڑیسہ میں جب فرقہ وارانہ فساد ہوئے تو فوری طور پر وہاں ریلیف کا سامان بھجوایا اور مصیبت زدہ مخلوق کی بلا لحاظ مذہب و ملت دکھ دور کیے۔ حتیٰ کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے لیے یکساں مکانات بنوا کر دیے۔ ۱۹۹۹ء میں اڑیسہ میں شدید طوفان اور سیلاب آیا تو فوری طور پر وہاں ٹیم بھجوائی گئی اور خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہزاروں دکھی انسانوں کو ریلیف پہنچائی گئی۔ اس عرصہ کے لیے مرکز قادیان سے محترم سید تنویر احمد صاحب ناظم وقف جدید اور خاکسار کو بطور نمائندہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت بذریعہ ہوائی جہاز اڑیسہ بھجوایا گیا۔

۲۶؍جنوری ۲۰۰۱ء کی صبح گجرات کی زمین میں شدید زلزلہ آیا جس نے جہاں ایک طرف ہزاروں لوگوں کو ابدی نیند سلا دیا تو دوسری طرف لاکھوں لوگوں کو بے گھر کر دیا۔ شہر ویران ہو گئے اور بستیاں کھنڈر بن گئیں۔ یہ خبر سن کر مخلوق خدا سے مادر مہربان کی طرح محبت کرنے والا وجود تڑپ اُٹھا اور فوری طور پر اُن کی ریلیف کے لیے لاکھوں روپے بھجوائے اور مسلسل ہدایات و راہنمائی فرمائی۔ بھارت کے خدام کو گجرات کے دور افتادہ علاقوں میں لمبے عرصہ تک نمایاں خدمات کی توفیق ملی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے ازراہِ شفقت گجرات ریلیف ٹیم کا امیر خاکسار کو مقرر فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک الاحسان۔

ہمارے ملک بھارت میں کشمیر سے کنیا کماری تک کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو آپ کی داستان خدمتِ خلق بزبانِ خود بیان نہ کرتی ہو۔

حضورؒ کی پاکیزہ زندگی میں شفقت علیٰ خلق اللہ کا ایک گوشہ وہ بھی ہے جس کا تعلق طبی خدمات سے ہے۔ حضور نے قادیان میں قائم احمدیہ شفاخانہ کو جدید سہولتوں سے آراستہ فرمایا اور اس کی ترقی کے لیے خصوصی توجہ فرمائی۔ ۱۹۹۰ء کے بعد سے اب تک ۳۴۳۲۸۱ مریضوں کا علاج ہو چکا ہے۔ اور اب تو حضورؒ کی کمال شفقت و محبت سے قادیان کے ریتی چھلہ میں جدید احمدیہ ہسپتال اپنی تعمیر کے آخری مراحل سے گزر رہا ہے۔ ۲۰۰ بیڈوں (beds) کی گنجائش والے اس ہسپتال کو انشاء اللہ العزیز جدید ترین سہولیات سے آراستہ کیا جائے گا اور ماہر ڈاکٹر صاحبان یہاں مریضوں کی تشخیص کریں گے۔

حضورؒ نے اپنے بابرکت عہد خلافت کے دوران ہمارے ملک میں تعلیم کے میدان کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی۔ اس دوران جامعۃ المبشرین، وقفِ نو اسکول اور احمدیہ سینٹر فار کمپیوٹر ایجوکیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ نظارت تعلیم کے تحت صوبہ جموں و کشمیر، بنگال، آسام، کیرالہ اور یوپی میں متعدد تعلیمی ادارے نہایت احسن پیرایہ میں بلا امتیاز مذہب و ملت بچوں کو تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔ صرف کشمیر میں ہی ۶ اور کیرالہ میں ۴ انگلش میڈیم اسکول عمدہ پیرایہ پر کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یوپی، آسام، بنگال میں بھی آپ کے دورِ خلافت میں اسکول جاری کیے گئے جو بفضلہ تعالیٰ مقبول خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ ان اسکولوں کو مرکز سے سالانہ لاکھوں روپے گرانٹ دی جاتی ہے۔

حضورؒ نے ہندوستان کے ذہین اور ہونہار طلباء و طالبات کو اعلیٰ تعلیم کے لیے مالی کمی کو کبھی بھی روک بننے نہ دیا اور ایک خطیر رقم اس غرض کے لیے بطور امداد عطا فرمائی اور صرف ہمارے ملک میں ہی بیواؤں، یتیموں اور بے روزگاروں کے لئے کروڑوں روپے عطا فرمائے۔ ہر سال جب عید آتی پیارے آقا غرباء اور مساکین کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کی ہدایت فرماتے۔ چنانچہ اکثر عید کے خطبہ میں جماعت کے لیے یہی پیغام ہوتا کہ اپنی خوشیوں میں غرباء اور مساکین کو بھی شامل کریں۔ اس غرض سے حضورؒ ہر سال ایک خطیر رقم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ہندوستان کے احمدیوں کے لیے بھجواتے۔ یہ تحفہ سینکڑوں ضرورتمند گھروں کے لیے خوشیاں اور مسرّت کا پیغام لے کر آتا۔

۲۱؍فروری ۲۰۰۳ء کو حضورؒ نے غریب بچیوں کی شادی کی امداد کے لیے اپنی والدہ مرحومہ کے ذکرِ خیر کے بعد ان کے نام پر ہی مریم شادی فنڈ کی تحریک فرمائی۔ صرف ایک ہفتہ میں اس تحریک میں ایک لاکھ نو ہزار تین سو تیس پاؤنڈ سے زائد رقم وعدوں اور نقدی کی شکل میں جمع ہو گئی۔ بعض خواتین نے اس فنڈ میں زیورات بھی پیش کیے۔

الغرض کس کا ذکر کیا جائے اور کس کا ذکر چھوڑا جائے۔ کتنے ہی گھر ہیں جو آج حضورؒ کی شفقت اور محبت کے سلوک کی وجہ سے آباد ہیں۔

لکھو تمام عمر مگر پھر بھی تم علیم
اُس کو دکھا نہ پاؤ وہ ایسا حبیب تھا

حضور جب خلافت کے منصب پر متمکن ہوئے تو پاکستان میں جماعت کے خلاف مظالم کا ایک نیا باب شروع ہو چکا تھا۔ ان حالات میں حضور کیلئے اپنے فرائض کو سرانجام دینا انتہائی ناگزیر ہو گیا لہذا آپ نے لندن ہجرت کر لی۔ لیکن پاکستان میں جماعت کی مخالفت بڑھتی چلی گئی۔ کلمہ پڑھنا، اذان دینا، تبلیغ کرنا حتی کہ کسی کو سلام کرنا بھی احمدیوں کے لیے سنگین جرم قرار دیا جا چکا تھا۔ جابر حکومت نے "دفاع اسلام" کے نام پر معصوم احمدیوں کو جیلوں میں ڈالنا شروع کر دیا۔ پیارے آقا کا دل اپنے پیاروں کی حالت دیکھ کر ماہیٔ بے آب کی طرح بے چین ہو گیا اور حضور نے اپنی کتنی ہی راتیں اضطراب اور بے چینی میں ان اسیران راہ مولیٰ کی خاطر دعاؤں اور التجاؤں میں گزار دیں۔ جب بھی کوئی خوشی کا موقعہ آتا آپ گلوگیر آواز میں ان اسیران راہ مولیٰ کی خاطر دعاؤں کی خصوصی تحریک فرماتے۔ اس موقعہ پر ان اسیران کے نام لکھے گئے خطوط آپ کی قلبی کیفیات کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں کہ کس طرح آپ کا دل اپنے پیاروں کو زنداں میں دیکھ کر غم سے گھلتا جاتا تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا آپ نے بھی اپنے آپ کو ان کے ساتھ سلاسل میں قید کر لیا ہے۔

حضورؒ اسیر راہ مولیٰ محمد الیاس منیر صاحب کو اپنے ایک خط محررہ ۱۵؍جون ۱۹۹۲ء میں کچھ ایسے ہی دلی جذبات کا اظہار یوں فرماتے ہیں

"آپ کو صرف یہ بتانے کے لیے یہ حرف لکھ رہا ہوں کہ آپ کے دورِ ابتلا میں ایک دن بھی مجھے ایسا یاد نہیں کہ آپ یاد نہ آئے ہوں۔ بارہا آستانہ الوہیت پر پُرسوز دعا سے میرا دل پگھل پگھل کر بہا ہے کہ اے میرے پیارے رب مجھے جلد تر اپنے پیاروں کی رہائی دکھا کر اس جاں گُسل غم سے رہائی بخش جس نے مجھے یرغمال بنا رکھا ہے اور جو میری آزادی کی خوشی میں بھی تلخی گھولتا ہے کہ یہ آزادی جرم دکھائی دینے لگتی۔"

پھر ۳؍دسمبر ۱۹۸۳ء کو لکھے گئے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں

"بارہا تمہیں اور تمہارے اسیر ساتھیوں کو خط لکھنے کا ارادہ کیا مگر وفورِ جذبات کے سامنے کچھ پیش نہیں گئی۔ اللہ کی تقدیر اسلام کے احیائے نو کی خاطر ہم سے جو قربانی لینا چاہتی ہے ہم حاضر ہیں، وہی ہے جو ہمیں ہمت، صبر اور ثبات قدم بھی عطا فرمائے گا۔ لیکن میرا دل، دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت۔ اپنے پیارے کا دکھ میرے لیے ناقابل

بقیہ صفحہ (73) پر ملاحظہ فرمائیں

حضور رحمہ اللہ کے ذاتی خادم بشیر احمد کے تاثرات

مکرم بشیر احمد صاحب چھوٹی عمر میں ہی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابع) کے ہاں آگئے تھے اور حضور ہی کے گھر میں پلے بڑھے اور حضور کی تربیت اور شفقتوں سے فیض پایا۔ آپ کو حضورؒ کی علالت کے دوران خدمت کی خاص توفیق ملی۔ ۸ دسمبر ۲۰۰۰ء کو حضورؒ نے علالت کے بعد جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "میرے ایک ذاتی خادم ہیں اور وہ جماعتی خادم بھی ہیں، وقف زندگی کی طرح کام کرتے ہیں۔ ان کا نام بشیر احمد ہے...... اس نے بہت خدمت کی ہے جماعتی بھی اور ذاتی بھی...... آج تک مجھے جتنے بھی تحفے ملے ہیں ان میں سے یہ بہترین تحفہ ہے۔"

مکرم بشیر احمد صاحب حضورؒ کے ہاں آنے اور آپ کے ساتھ گزرے ہوئے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

خاکسار کا تعلق ضلع ڈیرہ غازی خان سے ہے۔ میں اور میری والدہ محترمہ میرے نانا جان مکرم منشی عبدالعزیز صاحب کے پاس رہتے تھے۔ میری نانی فوت ہو گئی تھیں۔ میری والدہ نانا جان کی اکلوتی بیٹی تھیں (اس وجہ سے بھی) وہ مجھے بہت عزیز رکھتے تھے۔ ایک دفعہ وہ بغرض علاج ربوہ جانے کے لئے گھر سے نکلے تو میں ان کی جدائی کے احساس سے رونے لگا اور والدہ صاحبہ کو بتائے بغیر، ننگے پاؤں بھاگتا ہوا ان کے پیچھے پیچھے گیا اور میں اس وقت جب وہ سواری پر سوار ہونے لگے تو انہیں جا لیا۔ وہ بہت رقیق القلب انسان تھے۔ مجھے روتے ہوئے اس حال میں دیکھا تو رہ نہ سکے اور اپنے ساتھ لے جانے پر رضامند ہو گئے۔ کسی کے ہاتھ والدہ صاحبہ کو پیغام بھجوا دیا کہ بشیر میرے ساتھ ربوہ جا رہا ہے۔ نانا جان مرحوم کا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابع) سے بہت تعلق تھا۔ ان دنوں حضورؒ وقف جدید کے ناظم تھے۔ میرے نانا جان ان سے ملنے گئے تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ میری عمر ان دنوں غالباً ۷/۸ سال تھی۔ حضور نے میرے نانا سے فرمایا یہ بچہ مجھے دے دو۔ میں اسے پالوں گا۔ نانا کہنے لگے یہ تو میرا سہارا ہے اور مجھے اس سے بہت محبت ہے اس کے بغیر رہ نہیں سکتا اس لئے اسے اپنے سے دور کرنا تو بہت مشکل ہے۔ حضور نے بہت اصرار کیا تو میں بھی نانا کی جدائی کے تصور سے اداس ہو گیا۔ نانا جان نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے جاننے والوں کا ایک لڑکا جو آجکل ربوہ میں ہی ہے لا دیں گے۔ چنانچہ وہ حسب وعدہ اس بچے کو لائے مگر وہ تین ہفتوں کے بعد ہی واپس چلا گیا۔ حضورؒ نے میرے نانا جان کو بلوا بھیجا اور دوبارہ مجھے ان کے پاس چھوڑنے کے لئے کہا۔ بہت دلائل دیئے کہ آپ بوڑھے ہیں اور بیمار ہیں اس کی پرورش اور تعلیم کا بوجھ کیسے اٹھائیں گے۔ میں ذمہ داری لیتا ہوں۔ کافی سمجھانے اور منت سماجت کے بعد بالآخر نانا جان راضی ہو گئے اور مجھے ربوہ چھوڑ کر واپس ڈیرہ غازی خان چلے گئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد ہی وفات پا گئے۔ شروع شروع میں میں بہت اداس رہا اور واپسی کے لئے اصرار کرتا رہا مگر حضرت بیگم صاحبہؒ نے بہت خیال رکھا اور آہستہ آہستہ میرا دل لگ گیا۔

مجھے دارالرحمت وسطی میں واقع پرائمری سکول جو کچے بازار کے پاس تھا داخل کروایا گیا۔ میں تیسری جماعت کا طالب علم تھا۔ سب بچے کھلے صحن میں بوریوں اور ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ صرف چوتھی اور پانچویں کلاس کے لئے کمرے تھے۔ ہم لوگ سردی، گرمی گویا ہر موسم میں باہر درختوں کی چھاؤں میں بیٹھتے۔ بارش ہوتی تو سب مسجد میں جو قریب ہی تھی جا بیٹھتے۔ شروع شروع میں دو تین ماہ تو اچھے گزرے۔ ہمارے ایک استاد بہت سخت طبیعت کے مالک تھے اور طلباء کی "خاطر تواضع" کے لئے ایک چھوٹا سا بید اپنے پاس رکھتے۔ جونہی کوئی سوال غلط ہوتا وہ بید سے پٹائی کرتے۔ سخت سردی کے موسم میں جب ہاتھ برف کی طرح ٹھنڈے ہوتے تھے بید پڑنے سے محسوس ہوتا کہ جسم سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ میرا ایک دوست ان سے خوفزدہ تھا اس نے سکول جانا چھوڑ دیا اور مجھے بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ وہ ہمارے قریب ہی رہتا تھا۔ صبح گھر سے ہم دونوں سکول کے لئے نکلتے مگر راستے میں چھپ کر "بنٹے" کھیلتے۔ چھٹی کے وقت گھر آجاتے۔ چند روز تو خیریت سے گزری مگر ایک دن جو شامت آئی کہ حضورؒ نے حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے ساتھ شکار پر جانے کا پروگرام بنایا۔ جیپ لی، کھانے پینے کا سامان اس میں رکھا۔ طے یہ پایا کہ راستے میں مجھے سکول سے لے لیں گے۔ جب سکول پہنچ کر میرا پوچھا تو ماسٹر صاحب نے بتایا کہ وہ تو کئی دنوں سے سکول نہیں آرہا۔ یہ سن کر حضور غصے میں مجھے ڈھونڈنے نکلے۔ ادھر ادھر تلاش کرتے نصرت گرلز سکول کے قریب پہنچے تو گیٹ کے پاس ہمیں "بنٹے" کھیلنے میں مشغول پایا۔ غصہ میں تو تھے ہی جوں پٹائی شروع کی کہ بس خدا کی پناہ۔ بیگم صاحبہ نے بیچ بچاؤ کرایا کہ بس کریں۔ خدا کا واسطہ رحم کریں۔ آخر حضور کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ مجھے اس حال میں جیپ میں بٹھایا کہ پسلیاں دکھ رہی تھیں۔ لیکن اس مار کا اثر یہ ہوا کہ پھر زندگی بھر کبھی سکول سے بھاگنے کا خیال بھی دل میں نہیں آیا اور میرا شمار بھی لائق لڑکوں میں ہونے لگا۔ الحمد للہ۔

حضور مجھے پڑھائی میں دل لگانے اور اچھا سٹوڈنٹ بننے کے لئے فرمایا کرتے تھے کہ بشیر اگر تم کلاس میں ٹاپ کرو تو میں تمہیں ایئر گن لے کر دوں گا۔ اس زمانہ میں لڑکوں کے پاس تو صرف غلیل ہی ہوا کرتی تھی اور اس سے چڑیاں مارا کرتے تھے۔ ایئر گن تو شاید ہی کسی بچے کے پاس ہو۔

جب ہم احمد نگر زمینوں پر جایا کرتے تھے تو خاکسار پیچھے بیٹھا کرتا تھا تو مجھے نظموں کے پڑھنے کی طرف مائل کرتے تھے اور بتاتے کہ اس لفظ کو اس طرح پڑھنے سے بہت سریلی آواز نکلتی ہے مگر میں بہت شرمیلا تھا اور میری آواز نظمیں پڑھنے والوں جیسی نہ تھی۔ اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ حضورؒ نے کئی کئی دفعہ اصرار کر کے ایک شعر پڑھنے کا کہا مگر خاکسار شرمندگی اور جھجک کی وجہ سے اس طرح سریلی آواز میں نہ کہتا جس طرح حضور پڑھتے تھے۔ پھر حضورؒ مجھے کاشتکاری کے بارہ میں بھی بتایا کرتے کہ اس طرح کرواتے ہیں۔ ایکڑ میں یہ کھاد اور جب فصل زرا قد نکال لے تو پھر یہ کھاد۔ اتنا پانی دیتے ہیں۔ یہ قسم زیادہ مفید ہے، اسکا جھاڑ زیادہ نکلتا ہے اور منافع بخش ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

حضور کی توجہ اور دعاؤں سے میں نے تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک اور تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایف اے کیا۔ بی اے کا پرائیویٹ امتحان دیا۔ اسی دوران ٹائپنگ سیکھنی شروع کی، شارٹ ہینڈ کا شوق بھی پیدا ہو گیا۔ حضورؒ کے بھانجے مکرم سید طارق شاہ صاحب جو بی بی امۃ الحکیم صاحبہ مرحومہ کے بیٹے ہیں نے میرے شوق کی تکمیل میں بہت مدد فرمائی۔ میٹرک میں مکرم سید خالد شاہ صاحب نے مجھے محنت کروائی جس کے نتیجے میں میرے انگلش میں بہت اچھے نمبر آئے۔ الحمد للہ۔ خاکسار نے پنجاب کالج انارکلی لاہور سے شارٹ ہینڈ سیکھی اور گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل کالج لاہور سے آٹو ۶ ماہ کا کورس کر کے ڈپلومہ بھی لے لیا۔ یہ سب حضورؒ کی تعلیم و تربیت، پرشفقت رہنمائی، دعاؤں اور توجہات کا نتیجہ تھا جو مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے آخر تک حاصل رہی۔

حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی شفقت

جب میں حضورؒ کے گھر قیام پذیر ہوا تو میری عمر کافی چھوٹی تھی۔ حضرت بیگم صاحبہ میرا بہت خیال رکھتی تھیں۔ میرے کپڑے پھٹ جاتے یا کثر دھوبی پھاڑ دیتا تو وہ ازراہ شفقت خود اپنے ہاتھوں سے سی دیتیں۔ ان کی طبیعت بہت صفائی پسند تھی۔ گھر ہمیشہ چمکتا دمکتا رہتا۔ صفائی کروانے والی کے ساتھ خود بھی جھاڑ پونچھ کرتیں۔ میرے کمرے کی صفائی کا بھی خیال رکھتیں۔ ہفتہ وار کمرہ صاف کرواتیں۔ رضائی بستر، چادر ٹھیک کر کے بچھا دیتیں۔ کبھی بھی ایسے کاموں میں عار محسوس نہیں کی۔ ہر وقت لطیف مزاج اور ہلکی پھلکی گفتگو فرماتیں۔ حضورؒ کا بے حد احترام فرماتیں۔ کھانے پر ان کا انتظار کرتیں اگر کبھی حضور دفتر سے لیٹ ہو جاتے تو کبھی خود اکیلی کھانا نہ کھاتیں۔ کبھی کبھی کسی خاص کام کے سلسلہ میں حضورؒ بہت رات گئے گھر تشریف لاتے تو اکثر خود اٹھ کر کھانے کا اہتمام کرتیں۔ پاس بیٹھ جاتیں اور ساتھ دیتیں۔ حضورؒ کے ملنے والے بہت کثرت سے گھر آتے۔ کبھی رات گئے کھانے کا وقت گزر بھی چکا ہوتا مگر حضور کسی مہمان کو بغیر کھانا کھلائے جانے نہیں دیتے تھے۔ بارہا اگر خود گھر نہ آسکتے تو مہمانوں کو تاکید کر کے اپنے گھر آنے کی ہدایت فرماتے کہ وہاں بشیر ہوگا۔ آپ کو کھانا کھلا دے گا۔ بسا اوقات گھر میں کھانا ختم ہو جاتا اور مہمان آتے تو حضرت بیگم صاحبہ کو فکر ہوتا کہ اب کیا ہوگا۔ باورچی یا کوئی کھانا پکانے والا نہیں تھا۔ صرف خادمہ ایک اماں ہوتیں جو بچوں کو سنبھالتیں۔ وہ بہت وفادار تھیں مگر بے وقت مہمانوں کو دیکھ کر ضرور سب سے ناراض ہو جاتیں۔ حضرت بیگم صاحبہ خود کھانا تیار کرتیں روٹی بھی ڈالتیں۔ کبھی کبھی ہم ان بے وقت آنے والے مہمانوں کے لئے کھانا بنا کر پلاسٹک کی تھیلی میں ڈال کر فرج کے برف خانے میں رکھ لیتے تا بوقت ضرورت کام آسکے۔

نماز سے محبت

حضور کو شروع سے ہی نماز سے بے حد محبت تھی۔ کوئی بھی موسم ہوتا۔ آندھی، بارش، یا شدید گرمی ہر نماز مسجد مبارک میں ادا کرتے۔ ظہر کی نماز دفتر وقف جدید میں ادا فرماتے۔ سب نمازوں پہ جاتے ہوئے مجھے خاص طور پر مسجد آنے کی تاکید فرماتے۔ ساری نمازوں کی تو حتی المقدور پابندی کرتا لیکن اپنے بچپن اور کمسنی کے باعث فجر کی نماز میں اکثر سستی کر جاتا۔ حضورؒ مجھے اٹھا کر خود سائیکل پر مسجد تشریف لے جاتے۔ اُن کے جاتے ہی میں دوبارہ بستر میں گھس جاتا۔ جب نماز کے بعد واپس آتے تو دروازے کی آواز سنتے ہی میں بستر سے اچھل کر باہر نکلتا اور چھپ جاتا۔ میرا بستر خالی دیکھ کر حضور سمجھتے کہ میں بھی مسجد گیا ہوں۔ ایک دن آپ کو شک گزرا کہ میں مسجد میں کہیں نظر نہیں آتا ضرور کوئی بات ہے۔ چنانچہ وہ حسب معمول مجھے اٹھا کر چلے گئے۔ میں بھی داؤ لگا لیا۔ ان کی واپسی پر میں بستر میں نہیں تھا۔ جونہی اندر گئے میں جھٹ بستر میں جا گھسا۔ فوراً واپس پلٹے اور دیکھ کر فرمایا بشیر! نماز پر گئے تھے۔ میں نے کہا جی! فرمانے لگے، لیکن میں نے تو تمہیں کہیں نہیں دیکھا۔ میں نے پھر کہا کہ جی میں نماز میں تھا اور اپنے موقف پر ڈٹا رہا۔ فرمایا اچھا یہ بتاؤ آج امام صاحب نے کونسی سورتیں پڑھی تھیں۔ اس پر میں ذرا پریشان ہو گیا۔ فرمایا اچھا یہ تو مشکل سوال ہے یہ بتاؤ کہ کس نے نماز پڑھائی تھی۔ اس پر میں نے فوراً مولوی دوست محمد صاحب شاہد یا مولانا عبدالمالک صاحب کا نام لے دیا کیونکہ بالعموم یہی دو احباب نماز پڑھاتے تھے۔ فرمانے لگے دیکھا! پکڑے گئے۔ ان میں سے تو کسی نے بھی نہیں پڑھائی تھی۔ مجھے پہلے ہی تم پر شک تھا۔ خوب ڈانٹا اور آئندہ ہمیشہ اپنے سامنے نماز کے لئے بھجواتے کہ وضو بھی وہیں کر لینا۔ اصل مقصد میری تربیت اور کہ نماز سے غفلت نہ ہو۔

حضور نماز باجماعت کا اس قدر اہتمام فرماتے کہ جب کبھی لاہور، جہلم، پنڈی، اسلام آباد سفر پر جاتے جہاں بھی نماز کا وقت آتا وہیں کار روک کر نماز باجماعت پڑھاتے۔ زمینوں پر جاتے، نماز کا وقت ہو جاتا تو وہیں وضو کر کے نماز پڑھاتے۔ مجھے ساتھ کھڑا کر لیتے۔ بعض اوقات شکار پر جاتے وہیں کھیتوں میں گیلی زمین پر، اس بات سے بے نیاز کہ کپڑے خراب ہو جائیں گے، نماز ادا فرماتے۔ کبھی کبھی سائیکل احمد نگر چھوڑ کر پیلو والی زمینوں پر پیدل جاتے کیونکہ میں سائیکل کے پیچھے بیٹھتا تھا اور جس پگڈنڈی سے گزرتے وہاں سائیکل چلانا بہت مشکل تھا۔ ایک بندوق (تو) 22 بور حضور کے پاس ہوتی اور ۱۲ بور والی میں اٹھا لیتا۔ کھیتوں سے شارٹ کٹ لیکر پیدل ہی چلتے۔ وہاں ہل چلنے سے زمین ناہموار ہوتی تھی۔ اگر نماز کا وقت ہوتا تو اس طرح ہی نماز پڑھاتے۔ اس قدر نماز سے عشق تھا کہ عام انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ ہم لاہور گئے جہاں کار خراب ہو گئی۔ ورکشاپ میں لے گئے وہاں نماز کا وقت ہو گیا۔ فرمایا چلو بشیر! نماز پڑھیں۔ مغرب اور عشاء کی جمع کر لیتے ہیں۔ اب وہاں ہر طرف تیل ہی تیل اور گند۔ ایک لکڑی کا بنچ تھا بے حد گھردرا۔ اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانی شروع کی۔ سیدھے سادھے لمبے کہ بنچ کی کھردری لکڑی ماتھے اور گھٹنوں میں کانٹوں کی طرح چبھتی تھی مگر حضور نے انتہائی سکون سے معمول سے بھی زیادہ لمبی نماز پڑھائی۔

حضور ہمیشہ نماز تہجد کا بھی اہتمام فرماتے اس مقصد کے لئے اٹھنے میں آسانی کے لئے الارم لگا لیتے۔ اگر کسی نئی جگہ جاتے اور ٹھیک طرح سے نہ سو سکتے یا پھر خلافت کے دوران حفاظت پر ڈیوٹی دینے والوں کو ہدایت فرماتے کہ اگر میری لائٹ آن نہ ہو تو کھڑکی پہ دستک دے دینا۔ خلافت سے پہلے بھی ہمیشہ تہجد کی نماز ادا فرماتے۔ نمازوں میں اتنی توجہ اور لگن اور خدا سے پیار کا یہ حال تھا کہ بیماری کے دوران بھی کمزوری کے باوجود کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے۔ کئی دفعہ کمزوری سے چکر آجاتے۔ میں عاجزی سے منت کرتا کہ کرسی پر تشریف فرما ہو جائیں تو ناراض ہو جاتے کہ تم مجھے اتنی کمزور سمجھتے ہو۔ مجھے اکثر خیال آتا کہ خدا نے کیسا خلیفہ جماعت کو دیا ہے کہ جسے نماز سے اتنا پیار ہے کہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں۔ نماز پڑھانے کے بعد تشریف لاتے تو بہت تھکن کے آثار ہوتے۔ سنتیں پڑھنے کے لئے کرسی رکھتے تو

(73) پر ملاحظہ فرمائیں

تجدید بیعت کی ضرورت واہمیت اور ایک ضروری وضاحت

......................(از ناظر اصلاح وارشاد قادیان)......................

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود ومہدیٔ معہود علیہ السلام کے وصال ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کے معاً بعد ۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کوخلافت کا بابرکت نظام قائم ہوا اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم کی طرح منہاج نبوۃ کے طریق پر یکے بعد دیگر چار خلفائے عظام کے مبارک اَدوار کے اختتام پر اب ہم سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر انہی دس شرائط بیعت کی پابندی کا عہد کرتے ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عائد فرمائی تھیں تجدید بیعت کر کے پانچویں خلافت کے مبارک دَور میں داخل ہو چکے ہیں۔

احباب جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے ایک پیارے نمائندے کو اپنے پاس بلا لیتا ہے اور اُس کی جگہ اپنے دوسرے پیارے بندے کو جماعتِ مومنین کا امام اور پیشوا بنا کر کھڑا کر دیتا ہے تو اُس کے ساتھ بھی مکمل وفاداری اور اطاعت وفرمانبرداری کا عہد کرنا لازمی ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر سُستی اور غفلت سے کام لینا اور یہ خیال کرنا کہ ہم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہوئی ہے اور پشتہا پشت سے پیدائشی احمدی ہیں ہمارے آباء واجداد بھی احمدی تھے اب نئے خلیفہ کی کاغذی بیعت کی کیا ضرورت ہے یہ محض نفس کا دھوکہ ہی نہیں بلکہ گمراہ کرنے والے خیالات ہیں جو ہدایت سے دُور کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے پہلے خطبہ جمعہ میں تجدید بیعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ:

"تجدید بیعت کا فلسفہ بھی یہی ہے ورنہ آقا ومولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کے بعد ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ کی بیعت کی کیا ضرورت تھی؟"

حضور نے فرمایا یہ ضروری ہے۔ یہ ایک نئی زندگی اور احیائے نَو کا وقت ہے اس سے فائدہ اُٹھائیں"۔

(بحوالہ اخبار بدر ۲۴ رجون ۱۹۸۲ء صفحہ ۳)

اسی طرح سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے نام اپنے پہلے پیغام میں یہی فرمایا کہ

"اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے"۔ (بحوالہ اخبار بدر ۲۰-۲۷ مئی ۲۰۰۳ء صفحہ آخر)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے پُرانے احمدی احباب میں سے تو اکثر نے تجدید بیعت کر لی ہے۔ اگر کوئی اس اہم امر کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہوئے پیچھے رہ گئے ہوں تو انہیں بھی جلد تجدید بیعت کر لینی چاہئے۔ نو مبائعین سے جیسے جیسے رابطہ ہو رہا ہے تجدید بیعت کا کام جاری ہے۔ اُمید ہے عہدیداران اور مبلغین ومعلمین کرام اس کام میں مزید تیزی پیدا کریں گے۔

ایک ضروری قابلِ وضاحت امر

یہ بات اپنوں اور غیروں سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ بعض افراد جماعت جماعتی نظام اور روایات اور تعلیمات کے خلاف عمل کر کے خلیفۂ وقت کی طرف سے اخراج از نظامِ جماعت کی سزا اور تعزیر کے نیچے آجاتے ہیں۔ ایسے لوگ بے شک اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں لیکن عملاً خلیفۂ وقت سے ان کا رشتہ ختم ہو جاتا ہے اور یہ نظام جماعت کا حصہ نہیں رہتے تاوقتیکہ اپنی اصلاح کر کے خلیفۂ وقت سے معافی طلب کر کے اپنی تعزیر کو ختم نہ کروالیں۔

اب جبکہ خلافت خامسہ کا نیا دَور شروع ہوا ہے اور نئے خلیفہ کی تجدید بیعت کا سلسلہ چل رہا ہے تو ایسے احباب جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دَور سے زیر تعزیر چلے آرہے ہیں اور اخراج از نظامِ جماعت کی انہیں سزا ملی ہوئی ہے اگر وہ بھی سب کے ساتھ تجدید بیعت کا فارم پُر کر کے یہ سمجھ لیں کہ ہماری تعزیر ختم ہو گئی ہے تو یہ درست خیال نہیں ہے۔ اور عہدیداران جماعت کو چاہئے کہ ایسے زیر تعزیر افراد کو توجہ دلاتے رہیں کہ پہلے اپنی اصلاح کریں اور وجہ تعزیر کو ختم کریں اور مقامی عہدیداروں کی معرفت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں معافی کی درخواست کریں۔ اگر ان کی درخواست قبول ہو کر تعزیر ختم ہوتی ہے تو پھر یہ تجدید بیعت کر کے بفضلہ تعالیٰ نظامِ جماعت کا فعال حصہ بن سکیں گے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بعض ناواقف لوگ اخراج از نظامِ جماعت کی سزا کو اس لحاظ سے معمولی خیال کرتے ہیں کہ عام احمدیوں کے ساتھ معاشرتی تعلقات میں کوئی پابندی نہیں ہے مساجد میں نمازوں میں، دیگر تقاریب میں شریک ہو کر استفادہ کرتے رہتے ہیں اگرچہ سمجھدار اور غیور احمدی احباب ایسے لوگوں سے میل جول رکھنا پسند نہیں کرتے تاہم معاشرتی تعلقات تو قائم رہتے ہیں اس لئے یہ اس خام خیالی میں رہتے ہیں کہ ہم احمدی تو ہیں ہی۔ یہ بھی محض ان کے نفس کا دھوکا ہے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ خلافت اور نظامِ جماعت ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں اس حقیقت کو واضح کرنے کیلئے ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کے چند ارشادات درج کئے جاتے ہیں۔

۱- "اطاعت رسولؐ.... خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے۔ اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟ یہی کہ صحابہ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی رُوح حدِ کمال تک پہنچی ہوئی تھی"۔

(تفسیر کبیر سورۂ نور)

۲- "یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں۔ بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے...... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اُس کے اِن دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ جب تک وہ اُس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعے خدا اِس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے"۔ (الفضل ۱۵ رنومبر ۱۹۴۶ء)

۳- "وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے"۔ (الفضل ۲۰ رنومبر ۱۹۴۶ء)

جب کسی احمدی مسلمان کو خلیفۂ وقت نے اخراج از نظام جماعت کی سزا دیدی تو گویا خلیفۂ وقت سے اُس کا تعلق ختم ہو گیا اور جب خلیفۂ وقت سے رشتہ ٹوٹا تو وہ نظامِ جماعت کا فرد بھی نہ رہا۔ نہ اُس سے چندہ لیا جاتا ہے اور نہ جماعتی تقاریب میں اُس کی حاضری شمار کی جاتی ہے۔ اُس کی مثال تو اُس ٹہنی کی طرح ہے جو درخت سے جُدا کر دی جاتی ہے اگر جلد اس کا پیوند نہ ہو تو پھر جلد یا بدیر اُس نے سوکھ ہی جانا ہے۔

پس یہ بہت بڑا مقام خوف ہے جس کو بعض زیر تعزیر افراد معمولی سمجھ کر بے فکر بیٹھ جاتے ہیں۔ اُن کو تو دن رات بے چین ہو کر دُعاؤں اور استغفار اور اُس وجہ تعزیر کے ازالہ کی کوشش کرنی چاہئے جس کی وجہ سے وہ سزا کے مورد بن گئے ہیں۔ اگر کوئی مالی بے ضابطگی کا Case ہے۔ اگر کوئی غیر اعمال صالحہ کے ارتکاب کا معاملہ ہے۔ اگر قضاء کے فیصلہ کی عدم تعمیل کی وجہ سے زیر تعزیر ہیں تو جلد ان شکایات کا ازالہ اور اصلاح کر کے خلیفۂ وقت کی خدمت میں معافی کی درخواست کرنی چاہئے اور جب تک وہ ایسا نہیں کرتے اُن کی تجدید بیعت کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ دیگر احمدی احباب کو بھی چاہئے کہ اگر اُن کو ایسے بیمار لوگوں سے سچی ہمدردی ہے تو اُن سے ایسے روابط نہ رکھیں جو اُن کی اصلاح میں حائل ہوں اور اُن کی اصلاح کی بجائے خود کے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ اللہ کرے ایسے بیمار لوگوں کو اپنی بیماری کا شدت سے احساس ہو کر۔ صحیح علاج کی طرف توجہ کرنے کی توفیق ملے۔ تا وہ بھی خلافت اور نظامِ جماعت کی برکات سے صحیح رنگ میں استفادہ کرنے والے بن جائیں۔ آمین۔

(41)

بی بی سی کی عالمی سروس کے ذریعے بی بی سی۔ انگریزی اور اردو میں دیئے گئے انٹرویو میں جو بی بی سی کے اردو اور انگریزی کے پروگراموں میں نشر ہوا حضرت خلیفہ رابع نے سفر ہجرت اور اپنے آئندہ منصوبوں پر روشنی ڈالی۔

جنرل ضیاء الحق کو یقین تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گا لیکن یہ سب کچھ اس کی کوشش اور خواہش کے برعکس ہوا اور اس نے اس تحریک کو ترقی کرنے اور پھولنے پھلنے کا ایک نادر موقع فراہم کر دیا۔ لندن آج بھی بین الاقوامی رابطے اور میل ملاپ کے لئے ایک معروف ترین مرکزی گزرگاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لندن پہنچ کر حضرت خلیفہ رابع کو وہ موقع میسر آگیا جس سے فائدہ اٹھا کر اب وہ جماعت احمدیہ کی بھرپور اور موثر رہنمائی کر سکتے تھے جس سے جماعت کا دنیا بھر کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کا خواب بآسانی شرمندہ تعبیر ہو سکتا تھا۔ لندن آنے کے بعد آپ نے ایک مرتبہ اس سلسلے میں فرمایا "خدائی حکمتیں بھی کتنی حیرت انگیز ہوتی ہیں"۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت خلیفہ رابع اپنی یقینی گرفتاری سے صرف بارہ گھنٹے قبل بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ آپ کی ہجرت کی خبر سے صرف بارہ گھنٹے قبل گورنر پنجاب بذریعہ ٹیلیفون یہ حکم دے چکے تھے کہ مرزا طاہر احمد لاہور پہنچ کر فوراً اس کے دفتر حاضر ہوں۔ اگر یہ حکم ان تک پہنچ جاتا اور اس کی تعمیل میں وہ گورنر پنجاب سے ملتے تو یقینی طور پر گرفتار کر لئے جاتے۔

(بشکریہ ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی)

دیا اگر ہو تو اندھیر ہرگز نہیں قولِ اَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْن
سُنّت اللہ ہے، لاجرم بالیقیں، بات ایسی نہیں کہ بدل جائیگی

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا، پھیلتی جائیگی شش جہت میں سدا
تیری آواز اے دشمنِ بد نوا، دو قدم دور دو تین پل جائے گی

عصر بیمار کا ہے مرض لادوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اٹھا، موت آبھی گئی ہو تو ٹل جائیگی

(کلام طاہر)

بقیہ صفحہ (61)

فرماتے اسے اٹھالو۔ میں کھڑے ہو کر پڑھوں گا۔ بعض اوقات سجدے میں گئے ہیں تو سجدہ سے اٹھنا اور کھڑے ہونا مشکل ہوتا تھا مگر اسکے باوجود جتنی بھی کمزوری ہوتی کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے۔ اگر طبیعت زیادہ خراب ہوتی یا کبھی میڈیکل چیک اپ کے لئے گئے ہوتے تو جب واپس آتے اور کمزوری زیادہ ہوتی تو میں اور میاں لقمان صاحب کہتے کہ حضور سے درخواست کریں گے کہ نماز کوئی اور پڑھا دے۔ آپ آرام فرمالیں اور یہاں گھر میں پڑھ لیں تو فرماتے نہیں۔ مجھے مسجد جانے سے نہ روکا کرو۔ بعض اوقات زیادہ کمزوری ہوتی مکرم مرزا لقمان صاحب اور خاکسار آپس میں کہتے کہ اگر میں کہوں کہ نماز گھر پڑھ لیں، تو میرا ساتھ دینا اور اگر مرزا لقمان صاحب کہیں تو میں کہہ دوں کہ حضور کمزوری زیادہ ہے آپ یہاں ہی پڑھ لیں۔ فرماتے کہ تم دونوں منصوبے بنا لیتے ہو اور میں تم لوگوں کی پلاننگ جانتا ہوں۔ مگر میں نماز کے لئے مسجد ہی جاؤں گا۔ نمازوں پر آنے والے احباب جانتے ہیں کہ حضور کمزوری کے باوجود نماز کے لئے آتے رہے۔ بیماری کے آخری ایام میں کچھ نمازیں پڑھانی بند کی تھیں وہ بھی آپریشن کی کمزوری کی وجہ سے۔ باقی ہمیشہ حضور انور جو بھی حالت ہو مسلسل باجماعت نمازیں پڑھاتے رہے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

شکار

حضور انور کو شکار کا بہت شوق تھا۔ صبح صبح مجھے ساتھ لے کر گجو والی نہر یا پھر ربوہ سے فیصل آباد کی طرف جانے والی نہر پر چلے جاتے۔ کھانے پینے کی چیزیں، پراٹھے، آلو یا انڈے کی بھجیا یا اسی قسم کی خشک چیزیں ساتھ رکھتے۔ زیادہ تر فاختہ کا شکار کرتے۔ حضور کا نشانہ غیر معمولی طور پر اچھا تھا۔ ایک دن میں ۸۰/۹۰ فاختائیں شکار کر لیتے۔ ٹوٹو (22) بور رائفل سے شکار کرتے۔ توریا کی فصل کے دنوں میں فاختہ کے ساتھ ساتھ کبوتر بھی مل جایا کرتے تو شارٹ گن کا استعمال بھی کرتے تھے۔ خاکسار بھاگ بھاگ کر شکار اٹھا لاتا اور حضور ذبح فرماتے۔ کبھی کبھی پرندے کافی دور دور ادھر ادھر فصلوں میں گرتے میں اس معاملہ میں بہت گہری نظر رکھتا تھا اور جہاں بھی پرندہ گرتا فوراً تلاش کر کے لے آتا۔ حضور بہت خوش ہوتے کہ بشیرا! "تم ڈھونڈنے میں بہت ماہر ہو۔ مجھے تو بعض اوقات پتہ ہی نہیں چلتا کہ کہاں گرا ہے، مگر تم ایسی نظر رکھتے ہو کہ فوراً ڈھونڈ لیتے ہو۔"

بسا اوقات آپ 22 بور کی بندوق سے ایک فائر میں ۲ فاختائیں بھی شکار کر لیتے اور نشانہ ایسا تاک کر لگاتے جو خطا نہ جاتا تھا۔ اس معاملہ میں اتنی دلچسپی لیتے کہ کئی دفعہ لیٹ کر نشانہ باندھتے۔ اکثر کپڑوں پر مٹی، کیچڑ وغیرہ لگ جاتا اور میں توجہ بھی دلاتا کہ آپ نے سارے کپڑے خراب کر لئے ہیں لیکن پرواہ نہ کرتے۔

کبھی کبھی ایک، دو ماہ کے بعد حضرت بیگم صاحبہ اور بچوں کو بھی ساتھ لے جاتے۔ ایک پرانی سی جیپ تھی جس کے اگلے دروازے بھی نہیں ہوتے تھے۔ شکار کے دوران وہیں بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ حضور کو لسی پینے کا بہت شوق تھا۔ وہیں گاؤں والوں سے لسی لے لیتے۔ حضور کو چونکہ چٹ پٹا کھانا پسند تھا۔ ہمیشہ نمک، مرچ بھی ساتھ رکھتے۔ لسی میں نمک ڈال کر استعمال کرتے۔ دوپہر کے وقت، شدید گرمی کے موسم میں نہر کے کنارے گھنے درختوں کی چھاؤں میں تازہ ہوا کے جھونکے محسوس ہوتے تو لگتا تھا جنت میں آ گئے ہیں۔ اکثر چرواہے بھی اپنے مویشیوں کو وہیں لے آتے۔ خود لسی تان کے سو جاتے۔ اکثر فاختائیں بھی وہیں گھنے درختوں کے سرسبز پتوں میں آ کر پناہ لیتی تھیں۔ اور ان میں فاختہ کو تلاش کرنا آسان نہ تھا مگر میں اکثر ان کی نشان دہی کر دیتا اور حضور فوراً نشانہ لے لیتے۔ حیران بھی ہوتے کہ بشیر تمہاری نظر تو دوربین جیسی ہے۔ فاختہ کہیں بھی چھپی بیٹھی ہو تم ڈھونڈ لیتے ہو۔ ماشاء اللہ حضور کی نظر بھی بہت اچھی تھی۔ آخر تک سڑکوں پر بورڈ یا TV کی سکرین پر لکھا ہو فوراً پڑھ لیتے تھے۔ بعد میں قریب کی پڑھنے کی نظر کچھ کمزور ہو گئی تھی اور لکھنے پڑھنے کے لئے عینک کا استعمال فرماتے تھے۔ ڈاک دیکھتے وقت عینک ضرور لگایا کرتے تھے۔ مختلف عینکیں تھیں۔ مگر دفتر میں جو تھی وہ سنہری فریم والی تھی۔ جب ڈاک دیکھتے ہوئے سنہری فریم والی عینک لگاتے تو ماشاء اللہ حضور انور کو اتنی اچھی لگتی علاوہ ازیں حضور کا نورانی چہرہ کہ دل کرتا تھا کہ بس حضور سے نظر نہ ہٹے اور دیکھتے رہیں۔ یہ عینک حضور کو سفید اور نیلی اچکن پر تو ماشاء اللہ بہت ہی اچھی لگتی تھی۔ تحریر ذرا موٹی لکھائی میں ہوتی تو عینک کی ضرورت نہ تھی۔ خطبہ اور تقاریر کے دوران عینک استعمال نہ فرماتے۔

خلافت سے قبل حضور روزانہ اپنی زمینوں پر احمد نگر جایا کرتے تھے۔ چونکہ ایک ہی سائیکل تھا اس لئے اگر سائیکل میں لے جاتا تو پھر خود دفتر سے سیدھے پیدل ہی گھر آ جاتے تھے۔ لیکن احمد نگر جانے کے لئے خاکسار اور حضور اکٹھے جاتے تھے۔ جاتے وقت میں پیچھے بیٹھ جاتا اور واپسی پر دودھ وغیرہ کا ڈبہ سائیکل کے پیچھے کیریئر پر رکھ لیتے اور مجھے آگے سائیکل پر بٹھا لیتے۔

●● ●●

بقیہ صفحہ (60)

بیان القلب کا موجب بنتا ہے۔"

یہ خطوط کیا ہیں، گویا حضورؒ نے اپنے زخمی دل کا حال کھول کر رکھ دیا ہے جو اپنے پیاروں کا درد دیکھ کر ہر طرف سے چاک چاک ہو گیا ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:

"راہ مولا کے اسیروں کے خطوط میرے دل پر اتنا گہرا اثر کرتے ہیں کہ جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ میرا دل آپ سب کے لیے بہت زخمی ہے اور جان کو فکر لگا رہتا ہے۔ آپ کے مجبور، غمزدہ، ترساں عزیزوں کے خیال سے اور بھی زیادہ غمناک ہو جاتا ہوں اور آپ سب کے لیے اور آپ کے سب عزیزوں کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ مجھے آپ کی طرف سے کوئی مزید صدمہ نہ دکھائے اور پہلے غموں کو بھی اس طرح زائل فرما دے گویا وہ کبھی نہ تھے۔ اللہ ہر آن آپ پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارشیں برساتا رہے اور آپ کے کانوں میں "نہ ڈر۔ قریب ہوں میں" کی پیار بھری سرگوشیوں کے رس گھولتا رہے۔" (۱۹ جنوری ۱۹۸۸ء)

شفیق اور ہمدرد آقا صرف دعاؤں میں ہی مصروف نہیں بلکہ اپنے پیاروں کے حوصلوں کو بڑھاتے ہوئے کامیابی اور کامرانی کی نوید دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یہ گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رخ پلٹ جائے گا رت بدل جائے گی

☆☆

مکرم عبدالباری ملک صاحب صدر جماعت احمدیہ ہالینڈ تحریر کرتے ہیں:

خلافت سے پہلے مجھے آپ کو اس وقت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا جب آپ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں آپ ایک عرصہ دارالرحمت غربی میں واقع لنگر نمبر ۲ کے افسر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے تھے۔ آپ انتہائی محنتی، دعا گو، ہر چھوٹے سے چھوٹے کارکن کا خیال رکھنے والے، نظام جماعت کے سختی سے پابند، خلافت احمدیہ سے انتہا درجہ کی عقیدت اور محبت رکھنے والے اور خلیفہ وقت کی اطاعت کا مثالی نمونہ تھے۔ جلسہ سالانہ کے ایام میں آپ ہمہ وقت لنگر میں ڈیوٹی سرانجام دیتے اور عام کارکنان کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر مٹی کے برتنوں میں کھانا تناول فرماتے۔ افسر ہونے کے باوجود آپ عام کارکن کی طرح کام کرتے، کبھی دیگوں کا خود معائنہ فرما رہے ہیں تو کبھی تنوروں میں روٹیاں چیک کر رہے ہیں۔ سالن پکانے والوں سے، روٹی پکانے والوں سے، ڈیوٹی پر حاضر معاونین سے ہر ایک سے خیریت دریافت کرتے اور سارے کام کی خود نگرانی فرماتے۔

اطاعت نظام

ایک دفعہ ایک خادم جس کی ڈیوٹی کسی اور جگہ پر لگی تھی اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر لنگر نمبر ۲ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ڈیوٹی کرنے کیلئے آ گیا۔ جب حضرت میاں صاحب کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے اس کو اپنے دفتر میں بلایا اور کھانا کھلانے کے بعد حکم دیا کہ فوراً اپنی اصل ڈیوٹی پر حاضر ہو جاؤ اور وہاں کے افسر سے تحریری طور پر مجھے بھجوانا کہ تم اپنی ڈیوٹی کر رہے ہو۔ حضور نے اسے اچھی طرح سمجھایا کہ جو ذمہ داری دی جائے وہ پسند ہو یا ناپسند نظام کی مکمل اطاعت کرتے ہوئے اس کو ادا کرنا چاہئے۔

غرباء سے ہمدردی:

غرباء سے شفقت و ہمدردی اور ان کی مدد ساری عمر آپ کا خاص اصول رہا۔ ایک دفعہ نماز عصر کے بعد آپ اپنی زمینوں سے واپس پیدل ہی رحمت بازار میں واقع ہمارے کھاد کے گودام میں تشریف لائے اور میرے والد صاحب سے کہا کہ میں نے جلد گھر پہنچنا تھا کچھ لیٹ ہو گیا ہوں۔ آپ نے ہماری سائیکل لی اور میرے والد صاحب کو ساتھ لے کر ریلوے لائن کی طرف رحمت بازار کے راستے چل پڑے۔ راستے میں سب لوگ میاں صاحب کو سلام کرتے۔ ان میں دو موچی بھی تھے جو رحمت بازار میں سڑک کے کنارے بیٹھے روزی کماتے تھے۔ میاں صاحب نے میرے والد صاحب سے پوچھا یہاں کل کتنے موچی ہیں۔ میرے والد صاحب نے تعداد بتائی تو آپ نے فرمایا کہ واپسی پر ان میں سے ہر ایک کو میری طرف سے کچھ رقم دے دینا۔ والد صاحب نے واپسی پر ہر ایک کو مکرم میاں صاحب کی طرف سے جب رقم دی تو ان میں سے ایک کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو گئے اور اس نے کہا کہ مکرم میاں صاحب تو میرے لئے فرشتہ بن کر آئے ہیں۔ میری بیوی اگلے چند گھنٹوں میں بچے کو جنم دینے والی ہے اور گھر میں کھانے کو بھی کچھ نہیں ہے اور آج کام بھی کم ہی آیا ہے۔

خدام سے شفقت

۱۹۸۶ء میں دورہ یورپ کے موقع پر حضور انور نے انتہائی شفقت سے خاکسار کو بھی قافلے میں شامل ہونے کی اجازت دی۔ سوئٹزرلینڈ میں قیام کے دوران ایک شام مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے حضور انور اور قافلہ کے اراکین کو اپنے گھر پر کھانے کی دعوت پر مدعو کیا۔ ان کے گھر پہنچنے پر حضور نے شیر محمد صاحب (جو حضور انور کے باورچی تھے) کو فرمایا کہ آپ صوفے پر میرے ساتھ بیٹھیں۔ ساری شام شیر محمد صاحب حضور انور کے ساتھ صوفے پر بیٹھے رہے اور کھانے کے دوران بھی ان کو یہ اعزاز ملا کہ وہ حضور کے ساتھ بیٹھے۔ شیر محمد صاحب خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے اور ہم سب کو ان پر رشک آ رہا تھا۔

ایک اور سفر کے دوران جب خاکسار بھی قافلے میں شامل تھا اور ہم ہالینڈ میں ننسپیٹ میں تھے۔ ایک دن پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے کہا کہ حضور نے تمہیں یاد فرمایا ہے۔ میں فوراً حضور کی رہائشگاہ میں گیا اور دروازے پر سلام عرض کی۔ حضور انور نے فرمایا اندر آ جاؤ۔ اندر داخل ہوا تو حضور نے فرمایا کہ ایک سائنسدان ملنے کیلئے آ رہے ہیں۔ تم نے ہمیں اچھی طرح سے چائے کافی وغیرہ بنا کر دینی ہے۔ حضور نے خود خاکسار کو فرج میں کیک وغیرہ اور ڈبے میں بسکٹ اور دوسری چیزیں دکھائیں۔ مہمان جب آ گئے تو خاکسار نے سلیقے سے چائے کافی وغیرہ بنا کر کیک اور بسکٹ ساتھ پیش کئے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم بھی اب بیٹھ جاؤ۔ خاکسار اس ملاقات کے دوران بیٹھا رہا۔ جب ملاقات ختم ہوئی تو حضور حسب معمول ان کو باہر تک رخصت کرنے گئے۔ مہمان کو رخصت کرنے کے بعد حضور اندر تشریف لائے اور خاکسار کو فرمایا کہ تم نے ماشاء اللہ بہت اچھی سروس دی اب تم بیٹھ کر کافی پیو میں برتن دھوتا ہوں۔ خاکسار نے عرض کی کہ حضور میں برتن دھولوں گا۔ حضور انور خود سنک کی طرف گئے اور برتن دھونے کیلئے اٹھائے۔ خاکسار نے حضور سے وہ برتن لے کر عرض کی کہ حضور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ برتن دھوئیں۔ یہ برتن آپ کا یہ خادم دھوئے گا۔ جب حضور نے فرمایا اچھا پھر تم برتن دھولو میں تمہارے لئے کافی بناتا ہوں۔ پیارے آقا نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کافی بنا کر اس میں سے ایک گھونٹ خود پیا اور پھر وہ کپ اور کیک خاکسار کو دیا اور خاکسار نے خوب مزے لے کر اس کافی کو پیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے اتنا پیارا آقا ہمیں دیا۔

ایک دفعہ ایک ڈسٹرکٹ میں سیر کے دوران حضور انور کے پاس ایک خوبصورت چھڑی تھی جو حضور کو افریقہ کے ایک بادشاہ نے تحفۃً دی تھی۔ اس کے نچلے حصے میں پیتل کا خوبصورت خول سا چڑھا ہوا تھا۔ وہ پیتل کا خول کہیں گر گیا۔ جب حضور کو پتہ چلا تو اس کو ڈھونڈنے کیلئے حضور خود اور جملہ خدام نے سارا علاقہ چھان مارا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ کافی دیر تک ڈھونڈنے کے باوجود جب کامیابی نہ ہوئی تو کچھ مایوسی سی محسوس ہوئی۔ کیونکہ اس چھڑی کی ساری خوبصورتی اس خول سے تھی۔ جب حضور انور نے فرمایا کہ اور سب حیلے تو ہم نے کر لیے لیکن اصل چیز یہ ہے کہ ہم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں۔ حضور انور نے یہ پڑھا ہی تھا کہ حضور کے قدموں میں پتوں کے نیچے وہ خول پڑا ہوا نظر آیا۔ سبحان اللہ

●●

شکریہ!

اس خاص نمبر کی اشاعت، تصاویر کی فراہمی اور سیٹنگ میں مکرم ظہیر احمد صاحب خادم مینجر بدر، مکرم مظفر احمد صاحب اقبال انچارج مرکزی لائبریری قادیان عزیزم مصباح الدین، کرشن احمد، اعجاز احمد، خورشید احمد خادم، تسنیم احمد فرخ نے خصوصی تعاون دیا ہے۔ جبکہ بعض قیمتی مضامین اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن سے لئے گئے ہیں۔ ہم ادارہ بدر کے اور خصوصی شمارہ میں لکھنے والے تمام مضمون نگاروں کے اور تعاون کرنے والوں کے شکرگزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (ادارہ)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

Editor
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel Fax : (0091) 01872-220757
Tel Fax : (0091) 01872-221702
Tel : (0091) 01872-220814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Vol - 52 Tuesday, 23/30 Dec 2003 Issue No. 51-52

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40 U.S$
: 40 euro
By Sea : 10 Pound or 20 U.S$

(39)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ایک مبشر رؤیاء

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ خاکسار کو معلوم ہوا کہ حضور اقدس نے خلیفہ بننے کے بعد غالباً ۱۹۸۳ء میں رؤیاء میں دیکھا کہ خاکسار کو اعزاز ملا ہے۔ الحمد للہ بفضلہ تعالیٰ اس کے بعد ۱۹۸۵ء میں خاکسار کو دہلی میں ایک میڈل انعام دیا گیا بنام

Meghnad Saha Award For Theoretical Sciences for the Year 1981"

خاکسار نے حضور اقدس کو بڑی خوشی سے اطلاع دی اور یہ رائے ظاہر کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس اعزاز کے ذریعہ حضور اقدس کی رؤیا پورا فرمایا۔ حضور خوش ہوئے لیکن حضور نے یہ جواب دیا کہ میرے خواب کی اس وقت تعبیر نہ کریں۔ میں نے جو خواب میں دیکھا وہ انٹرنیشنل اعزاز معلوم ہوتا ہے۔

۱۹۹۴ء میں جلسہ سالانہ یو کے میں چاند گرہن سورج گرہن کے نشان پر تقریر کرنے کے بعد واپسی کے سفر میں خاکسار کو خیال آیا کہ پیارے حضور اقدس نے خاکسار کے بارہ میں جو رؤیا دیکھا تھا وہ رؤیا اب پوری ہوگئی ہے کیونکہ یو کے کا جلسہ انٹرنیشنل تھا۔ مختلف ممالک کے لوگ موجود تھے ساری دنیا نے MTA کے ذریعہ جلسہ کی کارروائی کو دیکھا اور تقاریر کو سنا۔ بفضلہ تعالیٰ خاکسار کی تقریر ساری دنیا میں ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ ٹیلیکاسٹ کی گئی۔ جب میں گھر آیا تو میری بیٹی منصورہ اور میرے بیٹے خالد احمد نے بھی مسرت سے اسی رائے کا اظہار کیا اور دوسرے احباب نے بھی اتفاق کیا بیٹی منصورہ نے کہا کہ ابو اگر آئندہ کسی جگہ سے خواہ کتنا بھی بڑا اعزاز آپ کو ملے تو وہ اس اعزاز سے کم ہوگا۔ کیونکہ حضور اقدسؒ سے بڑا دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

خاکسار نے خط لکھ کر حضور اقدس سے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو حضور اقدس نے اپنے گراں قدر مکتوب T-3457/17/9/94 میں تحریر فرمایا۔

پیارے عزیزم صالح محمد الہ دین صاحب انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپکا خط ملا الحمد للہ کہ آپ جلسہ سالانہ یو کے میں شرکت کرنے کے بعد بخیریت واپس پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے خواب کی عمدہ تعبیر کی ہے۔ اللہ نے انٹرنیشنل جلسہ میں خطاب کا اعزاز بخشا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ اللّٰھم زد و بارک۔

حضور اقدس نے اپنے دست مبارک سے خط پر دستخط فرمائے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے یہ پیارے الفاظ یاد آرہے ہیں کہ

''خدا اپنے کمزور بندوں کا ہاتھ پکڑ کر ان سے کام لیتا ہے عزت بندے کی ہوتی ہے اور محنت خدا کی ہوتی ہے''۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے درجات بہت بہت بلند فرمائے جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور حضور کے فیوض و برکات سے دنیا ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مستفید ہوتی رہے۔ اللّٰھم آمین۔

---

(33)

خاکسار سوچتا کہ شاید میں حضور کی خدمت میں معاملہ صحیح پیش نہیں کر سکا۔ لیکن یہ ایک اٹل حقیقت تھی کہ بلاشبہ ہر ایسی ہدایت جو بظاہر غیر منطقی لگتی بعد میں وہی مکمل طور پر اس معاملے میں موزوں، معقول اور مناسب بیٹھتی یہ ایک ایسا الٰہی تصرف تھا جس کے ہم سب عینی گواہ ہیں''۔

جب MTA کا آغاز ہوا اس وقت قادیان میں کوئی سامان نہ تھا کسی سے کیمرہ لیکر اور عام VCR حاصل کر کے MTA کیلئے پروگرام بنانے شروع کئے۔ اس وقت MTA کا نظام محترم ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کے تحت تھا۔

آپ نے ایک کمیٹی کی تشکیل دی جس کے چیئرمین مکرم صدیق اشرف علی صاحب مقرر ہوئے اس وقت آپ نے مکرم ملک منیر احمد صاحب، مکرم نصیر احمد صاحب حافظ آبادی، مکرم منیر احمد صاحب فانی سب کا نام لینا تو ممکن نہیں ان کے ساتھ مل کر کام شروع کیا بعدہٗ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور انور رحمہ اللہ کی طرف سے ضرورت کا سامان مہیا ہوا اور MTA کے نظام میں آسانی پیدا ہوئی۔

پھر ہندوستان کی غریب جماعتوں کیلئے یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ ہزاروں روپے خرچ کر کے ڈشوں اور ریسیوروں کا انتظام کر سکتے معاملہ حضور انور رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش ہونے پر آپ نے ازراہ شفقت لاکھوں روپے کے بجٹ کی منظوری عنایت فرمائی جس سے ہندوستان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے MTA کا نظام شہر شہر اور گاؤں گاؤں تک پھیل گیا۔ اس طرح پہلے جس سیٹلائٹ کے ذریعہ ہمارے پروگرام دکھائے جاتے تھے اس سے پروگرام صاف دکھائی نہ دیتے تھے اس طرف بھی پیارے آقا نے کارکنان MTA کو توجہ دلائی اور پھر ایک کے بعد دوسرا طاقت ور سیٹلائٹ حاصل کیا گیا پھر خدا تعالیٰ نے آپ ہی کی دعاؤں اور توجہ کی بدولت جماعت کو اینولاک سسٹم سے ڈیجیٹل میں داخل کر دیا جس سے ہمارے پروگرام جہاں ساری دنیا میں پھیلے وہاں نہایت ہی بہتر اور عمدہ ہو گئے۔ الحمد للہ۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت MTA کا چینل دنیا کے کسی بھی چینل سے پیچھے نہیں۔ اس پر تراجم قرآن کریم کے علاوہ احادیث نبوی ﷺ اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درس جاری ہیں اس کے علاوہ بچوں کے پروگرام انگریزی ملاقات اردو ملاقات ہومیوپیتھک کلاس اردو کلاس بچوں کی کلاس لقاء مع العرب۔ ترجمۃ القرآن کلاس ایسے پروگرام ہیں جن کیلئے حضورؒ نے ہزاروں گھنٹے صرف کئے پھر آپ کا سوال و جواب کا پروگرام اپنے اندر ایسی جاذبیت رکھتا تھا کہ جو کوئی ایک بار دیکھ لے پھر آپ کا ایک پروگرام بھی مِس نہیں ہونے دیتا تھا۔ ان کے علاوہ جرمن ملاقات، فرنچ ملاقات، بنگلہ ملاقات، لجنہ ملاقات، اطفال ملاقات وقفِ نو ملاقات یہ سب پروگرام بھی آپ ہی کی دین ہیں۔ یہ سب پروگرام اپنے آپ میں بالکل اچھوتے ہیں۔ میں اس موقعہ پر کن کن باتوں کا ذکر کروں سمجھ میں نہیں آتا MTA پر جاری ہونے والے پروگراموں کا ایک ایک لمحہ آپ ہی کے وجود باجود سے جُڑا ہوا ہے۔ جب تک یہ نظام جاری رہے گا دنیا آپ کے اس کارنامہ عظیم کو ہمیشہ ہی تحسین کی نگاہوں سے دیکھتی رہے گی مضمون کی طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے قارئین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس نعمت عظمیٰ سے بھرپور فائدہ حاصل کریں۔

☆☆☆

---

(66)

خالق و مالک نے حضور انور کی دعاؤں کے طفیل قناعت و سکون بخشا۔ قدرت کا یہ اصول ہے کہ خدا امور و نعمت کو انکی ذاتی قابلیت اور حیثیت کے مطابق نعماء عطا فرماتا ہے۔ دیگر درویشان کا حال اس سے کہیں زیادہ عمدہ ہے۔ خلیفۃ المسیح الرابع کے احسانات کا یہ ثمرہ نکلا کہ۔ ع

''ہر چہرہ کو مرتاض ہوا گلعذار ہے''

جماعتی ترقی کی ایک جھلک::

قادیان کے جلسہ سالانہ 1947 میں جلسہ کی حاضری صرف تین سو تیرہ درویشان پر مشتمل تھی۔ جلسہ سالانہ کے بعد اجڑا ہوا یہ ایریا کا وہی سنسان منظر دکھائی دیا کرتا تھا۔ جو درویشوں کی پرنم آنکھیں دیکھنے کی عادی ہو چکی تھیں۔ لیکن اخبار بدر 2 فروری 1987 میں پرانا مضمون شائع ہو چکا تھا کہ '' جو زندہ رہیں گے وہ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی ترقی (انقلاب 1991) کو دیکھ لیں گے''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1991 سے پہلے تحریک ''داعی الی اللہ'' کے تحت بھارت کو طول و عرض میں چل پھر کر اسلام کے گدر، پختہ، رسیلے پھلوں کے منادی کرنے کا حکم فرمایا۔ جیسا کہ وید مقدس میں بطور پیشگوئی بیان ہوا تھا کہ:-

''اے تعریف کرنے والے (احمد) اٹھ! اور لوگوں کے پاس چل کر جا۔ اور اپنی زبان سے ایسے سدا بہر شجر شجر طیبہ کے بارہ میں بتا جو کاٹے جانے پر بھی (بار بار) پیدا ہو جانے والا مضبوط، گدر، پکے، رسیلے پھل دینے والا ہے۔ (تو اپنی آنکھوں سے دیکھ) اور بھلے و برے میں تمیز کرانے کی کسوٹی یعنی فرقان ہے''

''اے احمد! پھل پک چکا ہے۔ تو اونچی داعلی سب کے پاس چل کر جا، اور نرم زبان سے چاقو سے، مسرت کے ہونٹوں سے پھلوں کو کاٹ کر حاصل کر، یہ تیرے لئے نیک شگون ہے''

(اتھروید کانڈ 20 سوکت 127 منتر 4، 11)

چنانچہ حضور انور کی قیادت میں مرکز قادیان کے داعیان الی اللہ نے قادیان سے باہر قدم رکھے۔ خدا تعالیٰ نے اتنی برکت بخشی کہ 1991 کے گرد و پیش کے سالوں میں بتدریج ہزاروں، لاکھوں نو مبائعین احباب نے بستان احمد کے ثمرات سے روحانی مائدہ حاصل کیا۔ چنانچہ 1991 سے عالمی بیعت کے مناظر کا آغاز ہوا۔ تب سے یہ روحانیت سے بھرپور مناظر ہر سال دیکھنے کو ملتے ہیں۔ وید مقدس کی پیشگوئیاں اس احمد کے زمانے میں از سر نو پوری شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہیں۔

اب درویشان قادیان کی پرنم آنکھیں شکر کے آنسوؤں سے نم قادیان کے گلی، کوچوں کو جاں نثاران احمد سے سارا سال معمور دیکھتی رہتی ہیں۔ آجکل کے ایام میں دو ہزار سے زیادہ مبلغین و معلمین زیر تعلیم ہیں۔ اور سینکڑوں وید کے مطابق رسیلے پکے پھلوں کو جمع کرنے میں مصروف کار ہیں۔

اے خدا! حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تحریک داعی الی اللہ سدا سدا شیریں پھل دیتی رہے۔ ع

تا ابد روشن رہے قندیل یہ دور تمام

☆☆☆